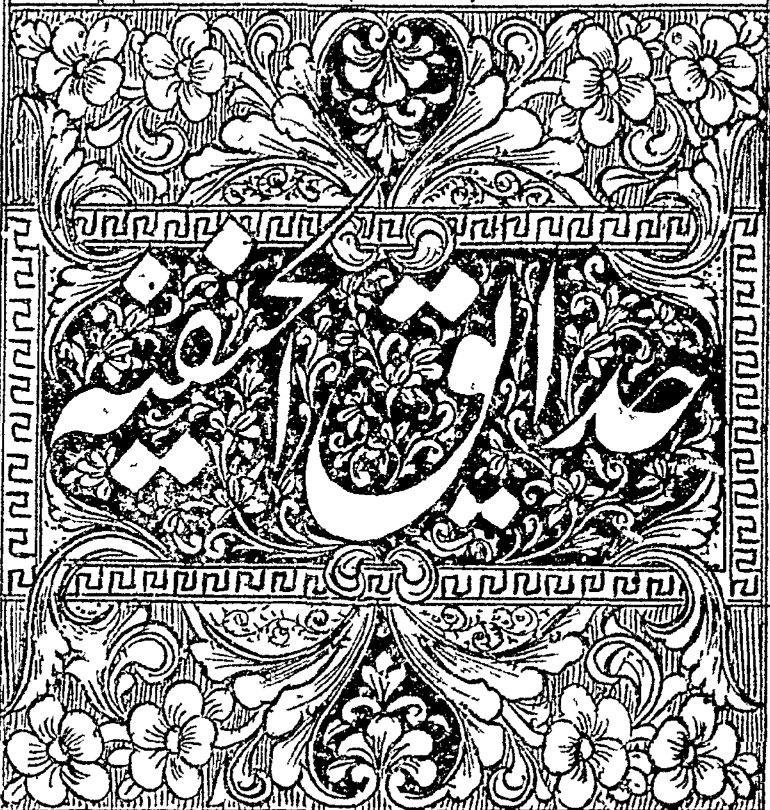
فہرست مطالب و اسمائے علمائے کرام مندرجہ حدائق الحنفیہ

حدیقہ ششم

قوله علیه السلام وان العلماء ورثة الانبیاء

الحمد لله والمنة کہ کتاب مستطاب جسمین تراجم فقہاے عظام اور علماے کرام حنفیہ کے مذکور ہین مسمے بہ



جو تالیفات عالم نبیل و فاضل جلیل مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم اللاہوری سے ہے

مطبع نامی منشی نولکشور مین طبع ہو کر مطبوع عالم ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلیٰ درجة المؤمنین المتقین والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ الهادین المهدیین وتابعیہم وتبعہم من الائمة المجتہدین والمستنبطین خصوصًا علی الامام ابی حنیفة ہو سراج الامة وامام المسلمین وعلی سائر الفقہاء والمحدثین الی یوم الدین

اما بعد مین مفتقر الی الصمد فقیر محمد حنیفوی بن حافظ محمد سفارش مرحوم مدت سے اُس زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کو جو اپنے کو ہیچ مین دیگرے نیست سمجھتے ہین اپنی جہالت سے علماے کرام خصوصًا فقہاے عظام حنفیہ رحمہم اللہ کی تحقیر و توہین کرتے دیکھتا اور اُنکے حق مین طرح طرح کے طعن علمی کرتے سنتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ الٰہی ان لوگون کی عقل و سمجھ پر کیا پتھر پڑ گئے ہین کہ جن لوگون نے اپنی عمدہ تصانیف و تالیف کے ذریعہ سے علم شریعت کو اطراف و اکناف عالم مین پھیلایا اور محض جنکے طفیل سے علم رسالت پناہی ان تک پہونچا اُنھین پر یہ عقل کے پتلے اپنی سوء فہمی سے بےعلمی و بےبضاعتی علوم قرآن و حدیث کا دھبا لگاتے ہین اور چاہتا تھا کہ فقہاے عظام و علماے کرام حنفیہ کے تراجم و حالات مین ایک مفصل کتاب لکھون اور اونکے مدارج و مراتب علوم حدیث و فقہ وغیرہ کو جو اِس وقت کے علما و فضلا کو

انکا عشر عشیر بھی حاصل نہین ہے سلسلہ سند تلمذ و روایت و تاریخ ولادت و وفات وغیرہ
حالات کے ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے معرض تحریر مین لاؤن کہ جسکو دیکھکر یہ بے ادب و
گستاخ خود بخود منفعل و شرمسار ہو جاؤن مگر اپنے اس ارادے کے پورا کرنے مین ایک بے سامانی
دوسرے کم فرصتی کے سبب سے مقصر تھا کیونکہ اگرچہ علماے سابقین مین سے اکثر فضلا نے اس باب
مین بہت سی کتابین لکھی ہین چنانچہ شیخ عبد القادر قرشی نے جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ اور ملا علی
قاری نے اثمار الجنیہ فی تراجم الحنفیہ اور محمود بن سلیمان کفوی نے اعلام الاخیار من فقہاء
نعمان المختار اور قاسم بن قطلوبغا نے تاج التراجم اور مجد الشیرازی اور قطب المکی اور شیخ عبد الحق
محدث دہلوی وغیرہم نے خاص فقہاے حنفیہ اور حافظ جلال الدین سیوطی و حافظ ذہبی و حافظ
عسقلانی و شمس السخاوی و قطب الیافعی و محمد بن فضل اللہ محبی وغیرہم نے عام علماے مذہب
اربعہ کے تراجم مین مفصل و مبسوط کتابین تالیف فرمائی ہین لیکن عربی ہین اور غیر مطبوعہ ہونے
کے سبب سے اس ملک مین بالکل مفقود و بلکہ عنقا ہین مگر اسپر بھی شوق نہایت غالب تھا
خصوصاً جبکہ مین نے اپنے اس ارادے کو اپنے محب صادق اور مخلص واثق عالم الالمعی و فاضل
اللوذعی مولوی محمد الدین صاحب مالک العلوم مصنف روضۃ الادباء وغیرہ سے ظاہر کیا تو انھون
نے نہایت مسرور ہوکر مجھکو اس کتاب کے تالیف کرنے کی طرف ترغیب و تشویق ہی نہ دی
بلکہ بعض کتابین بھی بہم پہونچا دین جنمین مین نے جابجا سے کتب و رسائل مہیا کرکے اور السعی
منی والاتمام من اللہ تعالے پر کاربند ہوکر روزمرہ تھوڑا سا وقت اس امر اہم اور سراپا خیر پر
صرف کرنا شروع کیا اگرچہ اسی اثنا مین کئی دفعہ بہت سے موانع و حوائج بھی پیش آئے مگر تاہم محض
تفضلات الٰہی اور یمن و برکت علماے کرام سے جنکی شان مین عند ذکر الصلحاء تنزل الرحمۃ وارد ہے
یہ تذکرہ تین سال کی محنت سے سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین اختتام کو پہونچا اور نام اسکا حدائق الحنفیہ
رکھکر اسکو ایک مقدمہ اور تیرہ حدیقون پر منقسم کیا۔ مقدمہ فضیلت فقہ و فقہا اور انکے
طبقات کے بیان مین ہے۔ حدیقہ اول چار خیابان پر مشتمل ہے پہلا خیابان امام ائمۃ المجتہدین
سراج الامۃ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات مین دوسرا
خیابان اس امر مین کہ آپ کی بشارت رسول خدا نے دی ہے۔ تیسرا خیابان آپ کے مناقب مین

باقوال ائمہ اعلام وعلماے کرام ہے۔ چوتھا خیابان ان مطاعن کی تردید مین جو حساد و دشمنون نے آپ پر کیے ہین۔ حدیقہ دوم دوسری صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ سوم تیسری صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ چہارم چوتھی صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ پنجم پانچوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ ششم چھٹی صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ ہفتم ساتوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ ہشتم آٹھوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین حدیقہ نہم نوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ دہم دسوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ یازدہم گیارھوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ دوازدہم بارھوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ حدیقہ سیزدہم تیرھوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین۔ اور جن علما و فضلا کی تاریخ وفات معلوم نہین ہوئی انکو ہر ایک صدی کے اخیر مین جس جس مین وہ فوت ہوے درج کردیا گیا۔

اس کتاب کی تالیف کے وقت مندرجہ ذیل کتابین میرے زیر نظر تھین اور خاصکر انہین سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ حسن المحاضرہ سیوطی۔ تاریخ ابن خلکان۔ تاریخ ابو الفدا۔ دائرۃ المعارف۔ رد المختار شرح در المختار المعروف بہ شامی۔ فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ تاریخ دیدمری المعروف بہ اعظمی یعنی تاریخ کاشمیر۔ وقائع نظامی۔ تتمۂ تاریخ اعظمی۔ مسند امام خوارزمی۔ میزان امام شعرانی مالکی۔ اخبار الاخیار۔ زاد المتقین۔ نہایۃ الاوطار اردو شرح در مختار۔ تذکرۃ الاولیا۔ فتاوای برہنہ۔ تقریب التہذیب۔ شرح سفر السعادۃ وغیر ذالک۔

چونکہ الانسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اور اس سے خطا کا سرزد ہونا ایک امر لازمی ہے اور مین نے اس فراہم اور کار عظیم کو محض احب الصالحین ولست منہم لعل اللہ یرزقنی صلاحا سمجھ کر اپنے ذمہ لیا ہے۔ اسلیے اگر کہین نقل مین کوئی سہو یا غلطی واقع ہوگئی ہو تو علماے کرام ذوالفنون والاتمکین سے امید ہے کہ براہ والا حوصلگی اغماض کو کام فرما کر اسکی گرفت سے مجھ ناچیز ہیچمدان کو معذور رکھینگے اور طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنائینگے والعذر عند کرام الناس مقبول۔ و توکلت علی اللہ ربی ونعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقدمہ

فضیلت فقہ و فقہا اور انکے طبقات کے بیان مین

اسمین کسی فرد بشر کو کلام نہین کہ علم سب چیزون سے افضل ہی خصوصاً علم دین کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہی اور اسمین بھی علم فقہ (جو لغت عرب مین جاننا و سمجھنا شی کا نام ہی اور عرف مین جاننا و سمجھنا احکام شرعیت کا ہی) اور علماے اصول فقہ کی اصطلاح مین اُن احکام شرعیہ کے جاننے و سمجھنے سے مراد ہی جو دلائل مفصلہ سے حاصل ہوسکے ہین اور فقیہ احکام شرعیت کے جاننے و سمجھنے والے کو کہتے ہین اور فقہا فقیہ کی جمع ہی ایک ایسا شریف علم ہی کہ اُسکی کوئی علم برابری نہین کرسکتا کیونکہ یہ قرآن و حدیث کا ثمرہ ہی اور اسی سے حلال و حرام اور حکم اللہ اور اسکے رسول کا پہچانا جاتا ہی بلکہ اصول فقہ کے بغیر کلام الٰہی اور ارشاد رسالت پناہی کی اصل مراد سمجھنی ہی ناممکن ہی اسی لیے فقہ و فقیہ کی فرضیت و فضیلت پر کلام اللہ و احادیث رسول ناطق و شاہد ہین اور اقوال علماے کرام و فضلاے عظام اسقدر ہین کہ اُنکا احصا بہت مشکل ہی چنانچہ سورۂ توبہ مین ہی وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین یعنی مومنون کو یہ بات جائز نہین ہی کہ تمام وہ غزا مین جائین پس کیون ہر فرقے مین سے ایک گروہ باہر نہین گیا اور باقی لوگ فقاہت یعنی سمجھ دین مین حاصل کرین۔ تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے ذیل مین لکھا ہی کہ فقہ سے معرفت احکام دین مراد ہی اور وہ فرض عین اور فرض کفایہ پر منقسم ہی۔ فرض عین تو مثل علم مسائل طہارت و صلوٰۃ و صوم وغیرہ کے ہی جنکی معرفت ہر ایک مکلف پر لازم ہی اور فرض کفایہ یہانتک سیکھنا ہی کہ آدمی درجہ اجتہاد اور رتبہ فتیا کو پہونچ جاے پس اگر تمام آدمی اسکے تعلم سے بیٹھ گئے تو تمام گنہگار ہونگے اور جب ہر ایک شہر مین سے ایک ایک آدمی اسکے تعلم کے لیے کھڑا ہوگیا تو باقی لوگون پر سے فرض ساقط ہوگیا اور اُنپر واقعات و حوادث مین اُس شخص کی تقلید واجب ہوئی تھی سورہ آل عمران مین ہی ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون یعنی لیکن ہوجاؤ تم ربانی اسواسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب اور اسواسطے کہ ہو تم پڑھتے تفسیر معالم مین کونوا ربانیین کی تفسیر مین لکھا ہی کہ علیؓ و عباسؓ اور حسن بصریؒ نے کہا ہی کہ ہو تم فقہا و علما ایسا ہی

تفسیر عباسی وغیرہ مین ہی۔ اور سنن دارمی مین اس آیت کی تفسیر مین ابی عبد اللہ خراسانی سے روایت
ہی کہ ضحاک نے کہا ہی کہ ہر ایک شخص پر جو قرآن کو پڑھے فرض ہی کہ وہ فقیہ ہووے اور نیز عطا
بن سائب سے روایت کی ہی کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ ہو تم علما فقہا انتہی۔ سورۂ بقر مین ہی
ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جسکو دیگئی حکمت یعنی فقہ پس تحقیق اسکو دیگئی
بہت سی بھلائی۔ تفسیر معالم مین حکمت کی تفسیر مین لکھا ہی کہ امام مجاہد نے کہا کہ لفظ حکمت سے قرآن علم اور فقہ
مراد ہی۔ تفسیر کبیر اور عباسی مین لکھا ہی کہ حکمت بمعنی علم و فہم ہی اور یہ بعینہ لفظ فقہ کا ترجمہ ہی تفسیر مدارک
مین ہی کہ حکمت سے علم قرآن وسنت اور علم نافع موصل الی رضاء اللہ مراد ہی۔ صحیح بخاری و
مسلم مین ابوہریرہؓ اور ترمذی وسنن دارمی مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا من
یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی جسکے ساتھ اللہ نیکی کیا چاہتا ہی تو اسکو دین
مین سمجھ و بوجھ دیتا اور شریعت کا بھید اسپر کھولتا ہی یہ حدیث بادنی تفاوت آیۃ ومن یوت الحکمۃ کا
ترجمہ ہی۔ صحیح مسلم وسنن دارمی مین ابوہریرۃؓ سے روایت ہی الناس معادن کمعادن
الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آنحضرت نے
فرمایا کہ آدمی کانین ہین چاندی وسونے کی کانون کی طرح نیک انکا جاہلیت مین نیک ہی حالت
اسلام مین اور جبکہ وے فقیہ اور علم شریعت مین صاحب بصیرت ہون۔ جامع ترمذی مین ابن
عباسؓ سے مروی ہی فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی آنحضرت نے
فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابد سے شیطان پر سخت تر ہی۔ سنن دارمی مین عبد اللہ بن عمرؓ سے
مروی ہی ان رسول اللہ مر بمجلسین فی مسجدہ فقال کلاہما علی خیر واحدہما افضل من
صاحبہ اما ہؤلاء فیدعون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاہم وان شاء منعہم واما ہؤلاء
فیتعلمون الفقہ او العلم ویعلمون الجاہل فہم افضل وانما بعثت معلما ثم جلس فیہم
یعنی تحقیق رسول اللہ اپنی مسجد کی دو مجلسون مین گذرے پس فرمایا دونون نیکی پر ہین لیکن
ایک ان دونون مین سے افضل ہی چنانچہ یہ جماعت جو دعا مین مشغول ہی پس پکارتے ہین اللہ کو
اور رغبت کرتے ہین اسکی طرف پس اگر چاہے دے انکو اگر چاہے نہ دے انکو لیکن یہ لوگ جو علم
مین مشغول ہین پس سیکھتے ہین فقہ یا علم کو اور سکھاتے ہین جاہل کو پس یہ افضل ہین

اور سوائے اسکے نہین کہ مین بھیجا گیا ہون معلم پس آپ اُس مجلس مین بیٹھ گئے۔ ترمذی مین ابوہریرہ سے مروی ہے لایجتمعان فی منافق حسن سمت ولافقہ فی الدین یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ دو خصلتین منافق شخص مین جمع نہین ہوتین ایک اچھی سیرت یعنی خلق اور دوسرے فقیہ ہونا دین مین۔ ابوداؤد وترمذی اور ابن ماجہ مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا نضر الله عبدًا سمع مقالتی فحفظہا ووعاہا واداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ یعنی تروتازہ کرے اللہ اُس شخص کو جسنے سُنا میری حدیث کو پس حفظ کیا اسکو اور اُسی طرح پہونچایا اُسکو (یعنی بغیر تغیر الفاظ کے) کیونکہ بسا اوقات حامل حدیث غیر فقیہ ہوتا ہے اور بسا اوقات حامل حدیث کا پہونچاتا ہے حدیث کو اُس شخص کے پاس جو زیادہ تر فقیہ ہوتا ہے تاکہ وہ اس سے اُسکی مراد سمجھے جو پہونچانے والے نے نہین سمجھی یہان سے سمجھنا چاہیے کہ جس صورت مین حامل حدیث کے فقیہ کے پاس صرف پہونچا دینے حدیث کا یہ رتبہ ہے کہ اُسکے لیے حضرتؐ نے تروتازہ رہنے کی دعا کی ہے تو وہ فقیہ جسکے پاس وہ حدیث پہونچی ہے اور اُسنے اسکا مطلب سمجھکر اُس سے مسئلہ نکالا ہے اُسکے لیے کیا کچھ درجہ ہوگا کیونکہ محض محدث مثل دوا فروش کے ہے اور فقیہ مجتہد مثل طبیب کے ہے جیسا امام اعمش محدث نے امام ابوحنیفہؒ وامام ابویوسفؒ سے خطاب کرکے کہا ہے کہ ہم لوگ صرف دوا فروش ہین اور تم طبیب ہو۔ اور یزیدی نے کہا ہے کہ جو حامل حدیث حدیث کا مطلب نہ جانے وہ مثل خوشبو فروش کے ہے کذا فی عقود الجواہر المنیفہ۔ پس طبیب اور دوا فروش مین جو فرق ہین ہے وہ ظاہر ہی ہے۔ ترمذی مین ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اصحاب کو فرمایا ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقہون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بہم خیرًا یعنی لوگ تمھارے تابعدار ہین اور تحقیق آدمی تمھارے پاس اطراف واکناف زمین سے آئینگے تاکہ دین مین فقاہت حاصل کرین پس جب وہ آئین تو تم اُنسے نیکی کرو۔ مشکوۃ مین علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ یعنی اچھا مرد وہ ہے جو دین مین فقیہ ہے اگر احتیاج لائی جائے اُسکے پاس تو نفع پہونچاتا ہے اور اگر اُس سے بے پروائی کیجائے تو وہ اپنے نفس کو اُنسے بے پروائی کرتا ہے۔ دارقطنی وبیہقی نے روایت کی ہے کہ

آنحضرت نے فرمایا ما عبد اللہ تعالیٰ بشئ افضل من فقہ فی الدین ولکل شئ عماد وعماد
ھذا الدین الفقہ یعنی اللہ کسی چیز کے ساتھ فقاہت فی الدین سے بہتر عبادت نہیں کیا جاتا اور
ہر ایک شے کے لیے ستون ہے اور ستون اس دین کا فقہ ہے۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
من تفقہ فی دین اللہ عزوجل کفاہ اللہ تعالیٰ ما اہمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب
یعنی جو شخص خدا کے دین میں فقاہت حاصل کرتا ہے تو خدا اُسکے مقاصد کو کفایت کرتا ہے اور
ایسی جگہ سے اُسکو رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اُسکو گمان بھی نہو۔ نیز آنحضرت نے فرمایا صنفان من
امتی اذا صلحوا صلح الناس واذا فسدوا فسد الناس الامراء والفقہاء یعنی میری
امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ سنورتے ہیں تو لوگ بھی سنورتے ہیں اور جب وہ فاسد
ہوتے ہیں تو لوگ بھی فاسد ہو جاتے ہیں۔ ایک امرا۔ دوسرے فقہا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا خیر
دینکم ایسرہ وخیر العبادۃ الفقہ یعنی بہتر دین تمہارا وہ ہے جو آسان تر ہے اور بہتر عبادت کا فقہ ہے۔ ابوداؤد
وابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ
قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذلک فہو فضل یعنی علم اصول دین تین ہیں
قرآن و حدیث اور جو ان دونوں سے مستنبط ہے یعنی فقہ اور جو ان تین کے سوا ہے وہ لایعنی ہے
سنن دارمی میں احنف سے روایت ہے قال عمر رض تفقہوا قبل ان تسودوا یعنی
عمر نے فرمایا کہ پہلے اس سے کہ پیشوا بنائے جاؤ فقاہت حاصل کرو۔ نیز تمیم الداری سے روایت ہے
قال تطاول الناس فی البناء فی زمن عمر فقال عمر یا معشر العریب الارض الارض انہ لا اسلام الا بجماعۃ
ولا جماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعۃ فمن سودہ قومہ علی الفقہ کان حیوۃ لہ ولہم ومن
سودہ قومہ علی غیر فقہ کان ہلاکا لہ ولہم یعنی عمر کے زمانہ میں لوگوں نے بنائے مکانات میں
زیادتی کی پس عمر نے کہا اے گروہ عرب زمین پر فساد سے بچو تحقیق اسلام نہیں ہوتا مگر ساتھ جماعت کے اور جماعت
نہیں ہوتی مگر ساتھ امارت کے اور امارت نہیں ہے مگر ساتھ اطاعت کے پس جس شخص کو پیشوا بنایا اُسکی قوم نے فقہ پر پس
ہوئی حیات اُسکی اور اُنکے لیے اور جس شخص کو پیشوا بنایا اُسکی قوم نے غیر فقہ پر پس ہوئی ہلاکت اُسکی اور اُنکے لیے طبرانی نے
ابن عمر سے روایت کی ہے قلیل الفقہ خیر من کثیر العبادۃ یعنی تھوڑی سمجھ بہتر ہے زیادہ عبادت سے
سنن دارمی میں ابن عمر سے مروی ہے قال ارسل رسول اللہ معاذ بن جبل وابا موسیٰ الی الیمن قال تسائلا

وتطاوعا وبشرا ولا تنفرا فقدما اليمن فخطب الناس معاذ فحضهم على الاسلام وامرهم بالتفقه فى القرآن وقال اذا فعلتم ذلك فاسئلونى اخبركم عن اهل الجنة من اهل النار فمكثوا ما شاء الله ان يمكثوا فقالوا لمعاذ قد كنت امرتنا ان نتفقه ونقرأ القرآن نسألك فتخبرنا باهل الجنة من اهل النار فقال لهم معاذ اذا ذكر الرجل بخير فهو من اهل الجنة واذا ذكر بشر فهو من اهل النار

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور ابا موسیٰ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اعتماد کرو ایک دوسرے کا اور فرمانبرداری کرو ایک دوسرے کی اور آسانی کرو ایک دوسرے کے ساتھ اور نفرت نہ کرو ایک دوسرے سے پس آئے دونون یمن مین پس بلایا معاذ نے آدمیون کو اور ترغیب دی انکو اسلام پر اور حکم کیا انکو قرآن مین تفقہ کرنے کا اور کہا کہ جب پورا کرو تم اس بات کو پس پوچھو مجھسے مین بتاؤنگا تمکو کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہی پس وہ ٹھہرے وہان جبتک خدا نے چاہا کہ وہ ٹھہرین پس انھون نے معاذ کو کہا کہ آپ نے حکم کیا تھا ہمکو کہ جب ہم فقہ حاصل کر لین اور قرآن خوب پڑھنے لگین تو آپ سے سوال کرین پس اب آپ ہمکو بتائین کہ کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہی پس کہا انسے معاذ نے کہ جب آدمی نیکی کے ساتھ یاد کیا جاسے تو وہ اہل جنت سے ہی اور جب وہ بدی کے ساتھ یاد کیا جاوے تو اہل نار سے ہی یہانتک تو فقہ اور فقیہ کی فضیلت قرآن و حدیث و آثار صحابہ سے بیان ہوئی اب بطور نمونہ علماے کرام کے اقوال سے بیان ہوتی ہی چنانچہ دائرۃ المعارف مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہی کہ دنیا مین فقیہ پرہیزگار سے زیادہ کوئی عزت دار نہین ہی اور لائق نہین ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا پر زیادہ ایک برس سے چھوڑا جاے ایسا نہو کہ اسکی فقاہت دور ہو جاے انتہی اور درمختار مین امام محمد کا قول ہی تفقہ فان الفقه افضل قائد الى البر والتقوى واعدل قاصد وكن مستفيدا كل يوم زيادة من الفقه واسبح فى بحور الفوائد فان فقيها واحدا متورعا اشد على الشيطان من الف عابد یعنی فقہ کو سیکھ کیونکہ فقہ افضل کھینچنے والا ہی نیکی اور پرہیزگاری کی طرف اور معتدل تر قریب مقصد ہی اور ہو تو ہر روز حاصل کرنیوالا زیادتی کا فقہ سے اور تیرا کر فوائد کے دریاؤن مین کیونکہ ایک فقیہ متقی شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہی قسطلانی شرح بخاری مین امام بخاری سے منقول ہی کہ وهو مع ذا قراءة الحديث وليس

ثواب الفقیہ دون من ثواب المحدث فی الآخرۃ ولا عزۃ باقل من عز المحدث
یعنی محدث کا ثمرہ ہی اور ثواب فقیہ کا آخرت مین محدث کے ثواب سے کم نہین ہی اور نہ عزت فقیہ کی محدث کی عزت سے کچھ کم ہی۔ درالمختار مین لکھا ہی اذا ما اعتز ذو علم بعلم فعلم الفقہ اولی باعتزاز + فکم طیب یفوح ولا کمسک + وکم طیر یطیر ولا کباز
یعنی جب صاحب علم کسی علم کے سبب سے فخر کرے تو فقہ کا علم افتخار کے لیے اولی اور مقدم تر ہی سو بہت سی خوشبوئین مہکتی ہین مگر نہین مہکتی کستوری کے مثل اور بہت سی چڑیا ن اُڑتی ہین مگر نہین اُڑتین باز کے مانند یعنی علم فقہ کا اور علوم سے ایسا افضل ہی جیسے کستوری دیگر خوشبوؤن اور باز دوسرے پرندون سے افضل ہین وخیر علوم علم فقہ لانہ یکون الی کل العلوم توسلا یعنی سب علمون سے علم فقہ کا بہتر ہی کیونکہ وہ تمام درجات عالیہ کی طرف وسیلہ ہوتا ہی۔ شامی وغیرہ مین لکھا ہی کہ فقہ کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوگی کہ فقہ کی کتابون کو صرف دیکھنا ہی نماز تہجد سے افضل ہی اور فقہ کا پڑھنا قرآن کے زائد حاجت کے پڑھنے سے بہتر ہی کیونکہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہی اور زائد از حاجت کفایہ اور قرآن کا تعلم بقدر حاجت فرض اور زائد از حاجت سنت ہی اور فرض سنت سے افضل ہوتا ہی۔ ملتقط وغیرہ مین امام محمد بن حسن رح سے منقول ہی کہ مرد کو لائق نہین کہ شعر گوئی اور نحو دانی مین مشہور ہو کیونکہ انکا انجام گداگری اور لڑکون کا پڑھانا ہی اور نہ حساب دانی مین معروف ہو کہ اسکا انجام کار پیمائش اراضی کی ہی اور نہ تفسیر دانی مین کیونکہ اسکا انجام کار وعظ گوئی اور قصہ خوانی ہی بلکہ لائق یہ ہی کہ اُسکا علم حلال وحرام وغیرہ یعنی فقہ مین ثابت ہو جس سے چارہ نہین انتہی

غایۃ الاوطار مین طحطاوی سے منقول ہی کہ علوم تین قسم ہین ایک وہ جو پختہ ہوگیا اور محترق نہین ہوا یعنی قواعد اُسکے مقرر ہو کر انپر جزئیات متفرع ہو چکے اور دفع اعتراضات اور تفصیل اقاویل اور توضیح مشکلات ہوگئی لیکن احتراق یعنی کمال اور غایت کو نہو پہنچا نہین ہوا سو وہ علم نحو و اصول فقہ ہی کیونکہ ان علوم کے اگرچہ قواعد مدون یعنی مرقوم ہوگئے لیکن انکے فروع مستنبطہ ہنوز کمال کو نہین پہونچے اور ایک علم وہ ہی جو نہ پختہ ہوا نہ محترق اور

وہ علم بیان و تفسیر ہی کیونکہ علم بیان جسمین بلاغت کے تینون علم یعنی معانی۔ بیان۔ بدیع شامل ہین ذوق کی طرف راجع ہی جسکی کچھ نہایت نہین اور آدمی اسمین مختلف ہین اور علم تفسیر کے عدم کمال کی وجہ یہ ہی کہ موضوع علم تفسیر کا باعتبار معانی و وجوہ اعجاز اور مواقع مناسبات وغیرہ کے جنکا سواے علام الغیوب کے کوئی محیط نہین ہوسکتا فہم مراد ربانی ہی پس اسکی نہایت کسطرح حاصل ہوسکے۔ اور ایک علم وہ ہی جو پختہ ہوا اور کمال کو بھی پہونچگا سو وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہی۔ علم حدیث کا نہایت رتبہ کو پہونچنا یہ کہ محدثین نے جزاہم اللہ خیراً اسماء الرجال اور انکے نسب اور طبقات مین کتابین تصنیف کین اور قوی الحفظ و ضعیف الحفظ اور صحیح الروایت و فاسد الروایت کو بیان کردیا اور فنون احادیث مین طرح طرح کی کتابین لکھین اور مراد و احکام احادیث کو ہر مجتہد کی فہم کے موافق بیان کیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رکھی اور فقہ کی تکمیل تو ظاہر ہی کہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قرآن اور حدیث مین امعان نظر کرکے بال کی کہال نکالی قواعد مقرر کیے اور انپر جزئیات متفرع کیے اور خلائق کے حوادثات باوجود انکے اختلاف مواقع کے لیبنا لکھدیے بلکہ فقہا نے اُن امور مین تکلم کیا ہی جو کبھی واقع نہین ہوے اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران ہون اور جو جزئی منصوص نہین وہ نادر ہی کمیاب ہی اور گاہے منصوص بھی ہوتی ہی مگر ناظر اُسکے محل سے قاصر ہی اور فہم کا قصور ہی ورنہ ہر امر فقہ مین مذکور ہی خواہ بمفہوم (کنایۃً) خواہ بمنطوق (صراحۃً) انتہی میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ اگر مجتہدین جزاہم اللہ خیر الجزاء امت کے لیے قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط نہ کرتے تو انکے سوا کوئی شخص اس بات پر قادر نہو سکتا اور جس طرح آنحضرت اگر قرآن شریف کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نہ کرتے تو کوئی ہم مین سے کیفیت طہارت و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ اور عدد رکعت نماز اور ارکان صیام و بیع و نکاح وغیرہ احکام شرع کو قرآن سے استنباط نہ کرسکتا اسی طرح اگر مجتہدین احادیث کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نہ کرتے تو ہر ذریعت مجمل پڑی رہتی اور ایسی بات ہر ایک زمانے مین بہ نسبت زمانہ ماقبل کے قیامت تک رہیگی کیونکہ اجمال کلام علما مین ہمیشہ قیامت تک ساری ہی اگر ایسا نہوتا تو کوئی کسی کتاب کی شرح و حواشی نہ لکھتا انتہی ملخصاً۔ اسیوجہ سے استنباط و اجتہاد کرنے کا خود شارع نے حکم دیا ہی اور خود بھی کیا ہی

چنانچہ ترمذی و ابوداؤد و دارمی مین حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو قاضی بناکر یمن کی طرف بھیجا تو اُنسے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمھارے پاس آویگا تو تم اسکا کس طرح فیصلہ کروگے اُنھون نے کہا کہ بموجب کتاب اللہ کے فیصلہ کرونگا آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ مین اسکا حکم نہ پاؤ تو پھر کیا کروگے اُنھون نے کہا کہ بموجب سنت رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ کی نہ پاؤ تو پھر کیا کروگے عرض کیا کہ اپنی راے سے اجتہاد کرونگا اور اُسکے پانے کی کوشش مین کمی نہ کرونگا معاذ کہتے ہین کہ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر کہا کہ شکر ہی اُس خدا کا جسنے رسول کے رسول کو اُس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا۔ انتہی۔ صحیح نسائی مین عبد الرحمن ابن زید سے مروی ہی کہ نہین تھا ہمکو کوئی حکم اور نہ ہم اس مقام مین تھے پس خدا نے ہمیر تقدیر کیا کہ ہم اُس جگہ مین پہونچے جہان تم دیکھتے ہو پس جس شخص کو اس سے پیچھے کوئی امر لاحق ہو تو اُسکو چاہیے کہ ایسا حکم کرے جو کتاب اللہ مین ہو اور اگر وہ ایسا امر ہی کہ کتاب اللہ مین نہین ہی تو اُس چیز کے ساتھ حکم کرے جو پیغمبر خدا نے فرمایا کیا اور اگر ایسا امر لاحق ہو جو نہ کتاب اللہ اور نہ حدیث رسول اللہ اور نہ قول صلحاء مین ہی تو چاہیے کہ اپنی عقل و راے سے حکم دے اور یہ نہ کہے کہ مین اپنی عقل و راے سے حکم کرنے ڈرتا ہون کیونکہ حلال و حرام ظاہر ہین اور حلال و حرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہین پس اُن چیزون کو جو شک مین نہ ڈالین چھوڑ دینا چاہیے اور اُس طرف جانا چاہیے جو شک مین نہ ڈالین انتہی۔ سنن دارمی مین عبد اللہ سے روایت ہی کہ اُنھون نے کہا کہ جب تم پوچھے جاؤ کسی چیز سے تو پہلے کتاب اللہ مین دیکھو اگر اُسمین جواب نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ کو دیکھو اگر اُسمین بھی جواب نہ پاؤ تو مسلمانون کے اجماع کو دیکھو اگر انکا اجماع بھی نہ پایا جاوے پس اپنی راے سے اجتہاد کرو اور یہ نہ کہو کہ مین ڈرتا ہون کیونکہ حلال بھی ظاہر ہی اور حرام بھی ظاہر ہی اور درمیان انکے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے اُس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو اُس چیز کی طرف جو نہ شک مین ڈالے تجکو۔ اور عبید اللہ بن ابی یزید سے روایت ہی کہ جب عبد اللہ بن عباس سے کوئی امر پوچھا جاتا تو اگر قرآن مین ہوتا تو قرآن سے

جواب دیتے اگر قرآن مین ہوتا تو حدیث سے جواب دیتے اگر حدیث مین بھی نہوتا تو ابو بکر رض
و عمر رض کے قول سے اگر انکا قول بھی نہوتا تھا تو اپنی راے سے جواب دیتے تھے انتہی - ابو داؤد
و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے طلق بن علی سے روایت کی ہو کہ آن حضرت سے پوچھے گئے
ہاتھ لگانے ذکر سے بعد وضو کے (یعنی اگر کوئی متوضی اپنے آلت کو چھولے تو اسکا وضو
ٹوٹ جاتا ہے یا نہین) آپ نے فرمایا کہ کیا ذکر مرد کے گوشت سے ایک ٹکڑا نہین ہے یعنی
اس سے وضو نہین ٹوٹتا انتہی - یہان خود حضرت نے ذکر کو دیگر اعضا پر قیاس کرکے
فرمایا کہ جس طرح دیگر اعضا کے چھونے سے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح متوضی کے آلت
کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو نہین ٹوٹتا اور مجتہدین کو قیاس کرنے کا طریقہ سکھا دیا -
شرح سفر السعادت کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ صحابہ رض کو بسبب برکت صحبت آن حضرت
اور نورانیت باطن اور صفاے عقیدت کے کوئی اختلاف و شبہہ نہ تھا اور بباعث سطوع
انوار کتاب و سنت اور حضور نور نبوت اور شہود موارد وحی و تنزیل کے قیاس و اجتہاد کی
حاجت نہ تھی مگر چند مسئلون مین جو بعد رحلت حضرت سرور کائنات کے کچھ اختلاف
واقع ہوا ہر ایک انمین سے آن حضرت کے دریاے علم و چشمہ فضل اور باران رحمت سے مثل نہر
یا حوض یا جدول کے تھا چونکہ اوقات صحبت کے متفاوت تھے اور تمام صحابہ ایک وقت میں
حضرت کی مجلس مین حاضر نہ رہتے تھے و نیز آن حضرت کا فعل بسبب زیادہ شفقت و نہایت
رحمت امت کے بجز فرائض و واجبات کے نوافل و مستحبات و فضائل اعمال مین ہمیشہ
ایک طرز پر نہ تھا کہ مبادا واجب کی حد کو پہونچکر امت پر فرض ہو جاوے کیونکہ اکثر
ایسا ہوتا تھا کہ جس عمل کے ساتھ آن حضرت مداومت کرتے تھے خدا کا حکم اسکی فرضیت
و وجوب پر نازل ہو چکا تھا اسلیے صحابہ مین سے ہر ایک نے جو دیکھا اور پایا جو دوسرے
نے نہ دیکھا اور نہ پایا چنانچہ اسی سبب سے صحابہ کے علوم مین مخالفت و مغایرت ظاہر
ہوئی اور بعد وفات آنحضرت کے ہر ایک انمین سے مع بہت سے جمعے فیض علمی
اور انوار سنت کے بلاد و امصار اسلام مین متفرق ہو کر نشر علوم و احکام مین مشغول
ہوا اور دوسری جماعت عرب و عجم کی جنہنے نہ آن حضرت کو دیکھا اور نہ زمانہ پایا تھا کو

پایا یا صحابہ کی خدمت مین دوڑے اور اُنکی صحبت مین رہکر اُنسے انوار علوم کا اقتباس کیا اُنکو تابعین کہتے ہین اور جس جماعت نے صحابہ سے ملاقات نہ کی اور تابعین کے پاس آکر اُنسے استفادہ و استفاضہ کیا اُنکو تبع تابعین کہتے ہین اور یہی تین گروہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مقتدایان دین و بہترین امت ہین بحکم حدیث خیر اُمتی قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم پس تابعین و تبع تابعین مین بسبب اختلاف علوم و کثرت وقائع و حوادث اور استدلال حجاب بباعث بعد زمان نزول اور ورود انوار وحی کے اجتہاد نے کثرت پائی اور اختلاف شائع ہوا اور حقیقت مین باعث توسیع امر اور وسعت دائرہ رحمت حق ہوے۔ انتہی۔ علامہ کفوی نے اعلام الاخیار مین لکھا ہے کہ ہمارے پیغمبر نے جو اُنپر نازل ہوا ہمکو پہونچایا اور دین سکھایا اور حکم کیا اور حدود کو قائم اور شرع کو بیان کیا اور اقامت امر دین مین جیسی کہ چاہیے کوشش کی اور اُسکو جاری اور لازم کیا پھر خلفاء راشدین اور وجوہ صحابہ نے اقامت دین اور اجراء شرع مبین اور تعیین قواعد موحدین اور توہین کید اعداء اللہ الملحدین مین اپنی کوششون کو خرچ کیا اور اسلام کو اُسکی رگون سے قائم کیا اور ہر ایک امر کو اپنے مستند سے مضبوط کیا درآنحالیکہ بسبب شرف صحبت رسول اللہ کے طعن سے سالم اور بباعث برکت خدمت آنحضرت کے شائبہ عیب سے مصئون تھے پس اُنکے نشان اُن لوگون کے واسطے جو اُنکے پیچھے ہوے راہ راست اور واسطے دفع تاریکی گمراہی کے چراغ روشن ہوے اسی طرح تابعین نے اُنسے فتوی مین مزاحمت کی اور بغیر خلاف کے اُنسے موافقت کی اور اخلاف دین کے واسطے اُنسے احکام دین کو نقل کیا درآنحالیکہ وہ سنن اسلاف کے محیی اور بزرگون کے نشانون کے حاوی تھے اور چونکہ حوادث ایام کی تعداد سے خارج اور معرفت اُنکے احکام کی روز قیامت تک لازم تھی اور ظواہر نصوص اُنکے بیان کو غیر ملتفی تھے اسلیے وہ اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کرنے پر مجبور ہوے پس اُنھون نے اجتہاد کیا اور قواعد اصول کی بنیاد قائم کی اور تعیین مذہب پر عزم بالجزم کرکے اُس چیز سے مستفیض ہوے جو آنحضرت سے مروی ہے یعنی لما بعث معاذ الی الیمن قاضیاً قال لہ بم تقضی یا معاذ الخ پھر علماے دین اور ائمہ مجتہدین نے اپنی کوششین تحقیق مسائل شرعیہ اور تدقیق لطائف فرعیہ مین خرچ کین اور احکام فروع کو ادلہ اربعہ (قران۔ حدیث۔ اجماع۔ قیاس) سے استنباط کیا پس

اتفاق اُنکا حجت قاطع اور اختلاف اُنکا رحمت واسعہ ہی۔ انتہی

شامی مین لکھا ہی کہ فقیہون نے کہا ہی کہ فقہ کا کھیت عبد اللہ بن مسعودؓ نے بویا اور علقمہ بن قیس نے اسکو سینچا اور ابراہیم نخعی نے اسکو کاٹا اور حماد بن مسلم نے اسکو مانڈا یعنی بھوسی سے اناج جدا کیا اور ابو حنیفہؒ نے اسکو پیسا اور ابو یوسفؒ نے اسکو گوندھا اور محمد بن حسن نے اسکی روٹیان پکائین اور باقی اُسکے کھانے والے ہین۔ یعنی اجتہاد اور استنباط احکام کا طریقہ ابن مسعود سے شروع ہوا اور فقہ کی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ امام الائمہ سراج الامۃ ابو حنیفہ نے کمال کو پہونچا کر مدون کیا اور بابون مین مرتب کرکے کتاب الفرائض و کتاب الشروط تصنیف کین اور آپکی ہی پیروی امام مالکؒ نے موطا مین کی اور محمد بن حسن نے آپکی روایات کو جمع کرکے فروع کو تنقیح کیا اور جس قول سے آپ نے رجوع کیا اُسکو بیان کر دیا اور جو حوادث اُنکے وقت مین بکثرت ہوئے تو انھون نے فقہ کو مدون کرکے اسقدر کتابین تصنیف کین کہ جس سے ایک عالم کو غیر محتاج کر دیا اور سب لوگون کو اُنسے فائدہ پہونچ رہا ہی۔ انتہی۔ ملخصاً

علما نے لکھا ہی کہ فقہا سات طبقون پر منقسم ہین۔

پہلا طبقہ مجتہدین کا ہی جیسے امام ابو حنیفہؒ و مالکؒ و شافعیؒ و احمد بن حنبلؒ اور انکے مانند جنھون نے اصول اور قواعد کو تاسیس اور مقرر کیا اور احکام فروع کو دلائل اربعہ یعنی کتاب و سنت واجماع اور قیاس سے مستنبط کیا اور وہ اسمین کسی کے مقلد نہین ہین یہ طبقہ اعلم و افضل علماے امت سے ہی خصوصاً چارون ائمہ کے برابر ابتک کسی کو علم اور فہم حاصل نہین ہوا اور نیز چونکہ انکا زمانہ حضرتؐ کے بہت قریب تھا اسلیے حضرت کے وقت کی رسم و عادات اور اسوقت کی بول چال کا طریق جو یہ سمجھے تھے اسوقت کے عالمون کو سمجھنا کہان نصیب ہی لہذا اسی واسطے تیسری یا چوتھی صدی ہی مین چارون ائمہ کے مذہب مقرر ہو گئے اور مسائل فروع مین سوا ان چار مذہبون کے اور کوئی باقی نہین رہا بلکہ جو شخص انکی مخالفت کرے اسکے قول کے بطلان پر اجماع مرکب منعقد ہوا ہی لقولہ تعالے ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا جیسا کہ تفسیر مظہری مین مذکور ہی اور طحاوی نے شرح در مختار کی کتاب الذبیح مین لکھا ہی کہ بعض مفسرون نے کہا ہی کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کا چار مذاہب یعنی

حنفی ومالکی وشافعی وحنبلی پر جمع ہوا ہے اور جو شخص ان چار مذاہب سے خارج ہو وہ اہل بدعت
ونار سے ہے انتہی۔ اور مجتہدین کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ ومنصب ہے کہ وہ خطا فی الاجتہاد مین
بھی مستحق ثواب ہین یعنی وہ مسئلہ جو قرآن وحدیث اوراجماع امت مین صاف مذکور نہین
اور مجتہد اُسکو اپنے قیاس سے قرآن وحدیث مین غور کرکے نکالتا ہے پس اگر اُسنے وہ مسئلہ
ٹھیک نکال لیا ہے تو اُسکو دو ثواب ملینگے یعنی ایک اُسکی محنت اور دوسرا ٹھیک بات
پا جانے کا اور اگر وہ اُسمین چوک گیا ہے تو اُسکو صرف محنت کا ایک ثواب ملیگا جیسا کہ صحیحین
مین بروایت عمرو بن العاص آنحضرت سے مروی ہے۔ اور یہ جو ائمہ اربعہ کے مقلدین
اپنے ائمہ کی طرف منسوب ہوکر حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کے نام سے مشہور ہوے ہین انکا
مطلب صرف یہی ہے کہ انکو ایک دوسرے سے امتیاز حاصل ہو ورنہ واقع مین ہر ایک فرقہ
محمدی ہے اور انکا اپنے اپنے امام کے مسلک پر چلنا اور اُنکی تقلید کرنا عین طریقہ نبویہ پر چلنا ہے جو
شخص اس نسبت سے عار کرتا ہے اور اُسکو شریعت کے مخالف سمجھتا ہے وہ خود گمراہ ہے اور لوگون کو گمراہ کرتا ہے

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذاہب کا ہے چنانچہ امام ابو یوسفؒ ومحمد وزفر وغیرہ اصحاب
امام ابو حنیفہ جنھون نے ادلۂ اربعہ سے ان قواعد کے بموجب احکام کو نکالا جو امام نے مقرر
کیے اگرچہ صاحبین وغیرہ نے بعض احکام مر فروع مین امام کا خلاف کیا ہے لیکن قواعد
اوراصول مین اُنکے تابع ہین اور اسی وجہ سے امام شافعیؒ وغیرہ ائمہ سے ممتاز ہین

تیسرا طبقہ مجتہدین فے المسائل کا ہے چنانچہ ابی بکر خصاف اور طحاوی اور ابو الحسن
کرخی وشمس الائمہ سرخسی وشمس الائمہ حلوائی وفخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان
وصاحب ذخیرہ ومحیط برہانی اور شیخ طاہر احمد صاحب نصاب وخلاصۃ الفتاوی اور مثل انکے
اور علما جو امام کی مخالفت نہ اصول نہ فروع مین کرسکتے ہین لیکن امام کے قواعد سے ان مسائل کا
استنباط کرتے ہین جنمین امام سے کوئی روایت نہین ہے۔

چوتھا طبقہ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہے چنانچہ رازی وغیرہ جو اجتہاد پر اصلاً قادر
نہین لیکن احاطہ اصول اور ضبط ماخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول مجمل ذی الوجہین
اور حکم مبہم محتمل الامرین یعنی قول پہلودار کی تفصیل پر اُسکے امثال اور نظائر

نظائر پر قیاس کر کے قادر ہیں۔ ہدایہ میں جو بعض مواقع پر تخریج رازی کا ذکر آیا ہی تو اُسکا یہی مطلب ہی۔

پانچواں طبقہ مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا ہی جیسا کہ ابوالحسن قدوری اور صاحب ہدایہ و ابن ہمام اور مثل انکے جنکا یہ رتبہ ہو کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر اسطرح پر ترجیح دیتے ہیں کہ یہ قول درایت کی راہ سے اولی یا اصح ہی یا روایت کی رو سے اوضح ہی یا قیاس سے یہ زیادہ موافق ہی یا عوام کے لیے یہ زیادہ سہل و آسان ہی۔

چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہی جو ما بین اقوی و قوی اور ضعیف اور ظاہر مذہب اور ظاہر الروایت اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر ہیں جیسا کہ شمس الائمہ محمد کردری و جمال الدین حصیری و حافظ الدین النسفی وغیرہ مثل مصنفین متون اربعہ یعنی صاحب کنز الدقائق اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع کے۔ انکا یہ رتبہ ہی کہ اپنی کتابوں میں اقوال مردود اور روایات ضعیفہ کو نقل نہیں کرتے۔ اور یہ ادنی طبقہ فقیہوں کا ہی۔

ساتواں طبقہ ان مقلدوں کا ہی جو تمیز روایات پر قادر نہیں لاغر اور فربہ میں فرق نہیں کرتے شمال کو یمین سے ممتاز نہیں کرتے بلکہ حاطب اللیل یعنی رات کی لکڑیاں جمع کرنے والے کے مانند جو روایات پاتے ہیں انکو جمع کرتے ہیں انکو فتوی دینا جایز نہیں ہی مگر بطور حکایت کے۔ کذا فی غایۃ الاوطار نقلاً عن کتاب اعلام الاخیار۔

حدیقہ اول
پہلا خیابان

امام الائمۃ المجتہدین سراج الامۃ ابو حنیفہ نعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات میں

نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیروان بادشاہ۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں خطیب بغدادی سے روایت ہی کہ امام ابوحنیفہ کے پوتے اسمعیل نے کہا کہ میں اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابنا سے احرار میں سے ہوں اور خدا کی قسم ہمپر کبھی رق واقع نہیں ہوئی میرے دادا ابوحنیفہ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوے اور پردادا میرے یعنی ثابت صغر سنی میں حضرت علی کی خدمت میں لائے گئے

اور حضرت علیؓ نے اسکے اور انکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور ہم امید کرتے ہین کہ تحقیق
خدا تعالی نے حضرت علیؓ کی دعا ہمارے حق مین قبول کی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کا باپ ہو
اُسنے نوروز کے روز حضرت علیؓ کو تحفہ کے طور پر فالودہ بھیجا تھا جسپر حضرت نے فرمایا کہ اسی طرح
ہر روز ہمکو فالودہ دیا کر انتہی۔ شامی مین ابن حجر کی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان سے
منقول ہو کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ ابو حنیفہؒ کا دادا اہل فارس سے تھا انتہی۔ ملا علی قاری نے
رسالہ نسب نامہ رسول اللہ بجواب قفال مروزی مین لکھا ہو کہ ہمکو سلاطین دنیا سے ابراہیم بن
ادہم کفایت کرتا ہو جو علم اور عمل اور اعراض عن الدنیا اور عقبیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور
مولی کے ساتھ حاضر رہنے مین ہمارے امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد ہو باوجودیکہ سلاطین ہر زمانہ
اور ممالک کے مثل سلاطین روم وما وراء النہر وہند وسندھ وبرادر عجم مین امام ابو حنیفہ کے مذہب
ثابت رہے ہین شاید اسمین یعنی بادشاہون کے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر ہونے مین یہ حکمت ہو
کہ ابو حنیفہ اولاد نوشیروان بادشاہ فارس سے ہین انتہی۔ وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہو کہ امام ابو حنیفہ
یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ کے بیٹے ہین اور زوطی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا
جسکو اُسنے آزاد کر دیا تھا۔ اس سے امام پر رقیت واقع نہین ہوتی کیونکہ یہ قول بلا سند ہو اور
اُس مسند روایت مذکور کا جسکو امام کے پوتے اسمعیل بن حماد نے قسمیہ بیان کیا ہو بالکل مخالف
ہو اسلیے قابل اعتبار نہین اور نیز اسمین کچھ شک نہین کہ صاحب گھر کا اُس چیز سے جو گھر مین
ہو غیر سے زیادہ واقف ہوتا ہو پس اس معاملہ مین اسمعیل بن حماد کی روایت معتبر ہو نہ غیر کی
بے سند بات۔ اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اُس قول کی کچھ اصل ہو گی تو بقول
صاحب مدار الحق ان قولون کی تطبیق اسطرح پر ہو سکتی ہو کہ اسمعیل بن حماد بن ابو حنیفہ کا
یہ قول کہ ہم ابناء احرار اہل فارس سے ہین اور خدا کی قسم ہمپر ہرگز کبھی رقیت واقع نہین ہوئی
باعتبار جد صحیح کے ہو اور دوسرا قول یعنی نعمان بن ثابت بن زوطی باعتبار جد فاسد کے ہو اور رقیت
والدہ کی طرف سے کوئی عیب نہین ورنہ معاذ اللہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی رقیت لازم
آئیگی کیونکہ انکی والدہ حضرت ہاجرہ حضرت سارہ کی کنیزک تھین۔ ولادت آپکی کوفہ مین سنہ ۸۰ ہجری
اور بقول اصح غرہ ذی الحجہ سنہ ۷۰ ہجری مین ہوئی مفتاح السعادت مین منقول ہو کہ جب حضرت

ثابت آپکے والد ماجد فوت ہوئے تو آپکی والدہ ماجدہ سے امام جعفر صادق نے نکاح کیا اور آپ اسوقت صغیر سن تھے پس آپ نے امام جعفر کی گود میں پرورش پائی اور یہ آپکے لیے منقبت عظیمہ ہے آپ اول تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت میں مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام شعبی کوفی نے آپ میں تیقظ اور ہوشیاری دیکھی تو آپکو کمال تحصیل علم کی رہبری کی اسپر آپ خرید و فروخت کا کام چھوڑ کر علم میں مشغول ہوئے یہانتک کہ علم کلام میں مشارالیہ زمانہ ہوئے پھر آپکے جی میں آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے اپنے علوم سے مبالغت کی ہو اور بجز شریعت و فقہ کے اور کسی علم میں انھوں نے خوض نہیں کیا اسپر آپ حدیث و فقہ میں مشغول ہوئے چنانچہ چار ہزار مشائخ تابعین و کبار تبع تابعین سے فقہ و حدیث کو اخذ کیا جنمیں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ ابراہیم بن عبدالرحمن سکسکی۔ ابراہیم بن محمد بن منتشر الاجدع الہمدانی الکوفی۔ ابراہیم بن مسلم العبدی الہجری۔ ابراہیم بن مہاجر بن جابر البجلی الکوفی۔ ابراہیم بن یزید الخوزی المکی۔ ابان بن ابی عیاش فیروز البصری۔ ابی عبیدة بن عبداللہ بن مسعود الہذلی۔ ابی یعفور۔ ابی السوار قال ابو محمد البخاری الصواب۔ ابی العالیة۔ ابی خویلد بن طریق۔ ابی ماجد۔ آدم بن علی البکری۔ اسحق بن ثابت بن عبیدة الانصاری۔ اسمٰعیل بن بہلول بن عمرو الصیرفی المعروف بالمجنون۔ اسمٰعیل بن عبدالملک۔ اسمٰعیل بن ابی خالد الاحمسی۔ اسمٰعیل بن عیاش الحمصی۔ اسمٰعیل بن امیة۔ اسمٰعیل بن مسلم المکی۔ ایوب بن عائذ کوفی۔ ایوب بن تمیمہ کیسان السختیانی۔ بشر بن قرة کوفی۔ بشیر بن سلمان الکوفی۔ بلال بن مرداس الفزاری۔ بیان بن بشر الکوفی۔ تمیم بن سلمہ کوفی۔ ثابت بن اسلم البنانی۔ جابر بن زید الجعفی۔ جامع بن ابی راشد کوفی۔ جامع بن شداد المحاربی الکوفی۔ جبلہ بن سحیم الکوفی۔ جریر بن سعد الکوفی۔ امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ حاتم بن وردان البصری۔ حارث بن عبدالرحمن الہمدانی الکوفی۔ حبیب بن ابی ثابت بن قیس۔ حبیب بن ابی عمرة الکوفی۔ حجاج بن ارطاة الکوفی۔ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ حسن بن الحر بن الحکم الکوفی۔ حسن بن سعد الکوفی مولی امام حسن۔ حسن بن عبیداللہ الکوفی۔ حسن بن عبیداللہ الکوفی۔ حصین بن عبدالرحمن الکوفی۔ حکم بن عتیبة الکوفی۔ حکیم بن جبیر الکوفی۔ حماد بن ابراہیم۔ حماد بن ابی سلیمان الکوفی۔ حمید بن ابی حمید

الطویل البصری۔ حمید بن قیس الاعرج المکی۔ خالد بن عبد الاعلی۔ خالد بن علقمہ۔ خالد بن سعید الشعبی
المدنی۔ خارجہ بن عبد اللہ الانصاری۔ خثیم بن عراک بن مالک مدنی۔ خصیب بن عبد الرحمن خلف
بن یاسین۔ خوات بن عبد اللہ التیمی۔ داؤد بن عبد الرحمن مکی۔ ذر بن عبد اللہ المرہبی۔ ربیعہ بن
ابی عبد الرحمن الرائی۔ زبید بن الحارث الکوفی۔ زیاد بن ابی زیاد مدنی۔ زیاد بن علاقہ کوفی
زیاد بن کلیب الکوفی۔ زید بن اسلم العدوی المدنی۔ زید بن ابی انیسہ۔ زید بن عبد الحمید بن عبد الرحمن
المدنی۔ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ زید بن الولید۔ سالم بن عجلان الافطس
الاموی۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب۔ سعد بن طارق الکوفی۔ سعید بن مسروق الثوری
سعید بن یسار۔ سعید بن مرزبان مولی حذیفہ بن الیمان العبسی البقال الکوفی۔ سعید بن ابی سعید
بن مرزبان النجار۔ سفیان بن سعید الثوری۔ سلمہ بن نبیط الکوفی۔ سلمہ بن کہیل الکوفی۔ سلیمان
بن سلیمان الکوفی۔ سلم سجستانی۔ سلیمان بن یسار الہلالی۔ سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی
سلیمان بن مغیرۃ القیسی۔ سماک بن حرب الکوفی۔ سہیل بن ابی صالح۔ سیار بن سلامۃ الریاحی
شداد بن عبد الرحمن۔ شرحبیل بن مسلم۔ شعبہ بن دینار الکوفی۔ شیبان بن عبد الملک۔ شیبۃ بن
مساور بصری۔ صالح بن حیان القرشی الکوفی۔ صلت بن بہرام۔ طاؤس بن کیسان الیمانی۔ طریف
بن شہاب۔ طلحہ بن نافع۔ طلحہ بن مصرف الیامی الکوفی۔ عاصم بن ابی النجود الکوفی۔ عاصم بن
کلیب۔ عامر بن السمط الکوفی۔ عاصم بن الاحوص حکیم۔ عامر بن شراحیل الشعبی۔ عامر بن ابی
موسی عبد اللہ بن قیس الاشعری۔ عبد اللہ بن ابی زیاد القطوانی الکوفی۔ عبد اللہ بن دینار
العدوی۔ عبد اللہ بن خثیمہ۔ عبد اللہ بن مواہب القرشی الشامی۔ عبد اللہ بن ابی حبیبۃ المدنی
عبد اللہ بن عمر العمری المدنی۔ عبد اللہ بن میسرۃ الکوفی۔ عبد اللہ بن ابی الجہم العدوی۔ عبد اللہ
بن سعید بن ابی سعید المقبری۔ عبد اللہ بن حمید بن عبید الانصاری الکوفی۔ عبد اللہ بن داؤد
الہمدانی الکوفی۔ عبد اللہ بن عثمان بن خثیم۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص المدنی۔ عبد الرحمن ابن حرام
یعنی عبد الرحمن بن حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو بن حرام الانصاری۔ عبد الرحمن بن
ہرمز اعرج المدنی۔ عبد الرحمن بن شرحبیل۔ عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی۔ عبد الملک بن ایاس
الشیبانی الکوفی۔ عبد الملک بن عمیر الکوفی۔ عبد الملک بن عمرو بن قیس الانصاری۔ عبد الملک

بن میسرۃ الہلالی الکوفی۔ عبدالکریم بن ابی معقل۔ عبدالکریم بن ابی المخارق۔ عبدالاعلی بن عامر ثعلبی کوفی
عبدالعزیز بن رفیع المکی نزیل کوفہ۔ عبدالعزیز بن ابی رواد۔ عتبہ بن عبداللہ الکوفی۔ عثمان
بن راشد۔ عثمان بن عبداللہ بن موہب التیمی۔ عثمان بن عاصم الکوفی۔ عدی بن ثابت الانصاری
الکوفی۔ عدی بن سعد۔ عطاء بن ابی رباح۔ عطاء بن یسار الہلالی۔ عطاء بن العجلان البصری۔
عطاء بن السائب الکوفی۔ عطیہ العوفی الکوفی۔ عطیہ بن الحارث الکوفی۔ عکرمہ بن عبداللہ
مولی ابن عباس۔ علقمہ بن مرثد الکوفی۔ علی بن الاقمر الکوفی۔ علی بن الحسن الزراد المدنی۔ علی
بن بذیمہ۔ علاء بن زہیر بن عبداللہ الکوفی۔ عمرو بن عبداللہ الہمدانی۔ عمرو بن مرۃ بن عبداللہ
الکوفی۔ عمرو بن شعیب بن عبداللہ۔ عمرو بن ذر الہمدانی الکوفی۔ عمار بن عبداللہ بن یسار
الجہنی۔ عون بن عبداللہ بن عتبہ الکوفی۔ غالب بن الہذیل الکوفی۔ فراس بن یحیی الہمدانی۔
الکوفی۔ فرات بن ابی عبدالرحمن الکوفی۔ فلان بن داؤد۔ قابوس بن ابی ظبیان الکوفی
قتادہ بن دعامۃ البصری۔ قیس بن مسلم الجدلی الکوفی۔ قیس بن مسلم المدحجی۔ کثیر الرماح
الاصم الکوفی۔ کدام ابن عبدالرحمن اسلمی۔ لاحق بن حمید ابوالمجاز الیمانی۔ لیث بن ابی سلیم الاموی
الکوفی۔ مبارک بن فضالۃ البصری۔ مجالد بن ابی سعید بن عمیر الہمدانی الکوفی۔ محارب بن
دثار الکوفی۔ محمد بن عبدالرحمن بن سعد زرارہ۔ محمد بن بشر الکوفی۔ محمد بن السائب الکلبی الکوفی
محمد بن مسلم بن تدرس المکی۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری۔ محمد بن علی بن حسین بن علی بن
ابی طالب۔ محمد بن یزید الحنفی الکوفی العطار۔ محمد بن عبیداللہ بن سلیمان الکوفی۔ محمد بن
عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب۔ محمد بن المنکدر۔ محمد بن مالک بن المنتصر الہمدانی۔ محمد بن
عبداللہ الثقفی۔ محمد بن قیس بن مخرمۃ الہمدانی۔ محمد بن الزبیر الحنظلی۔ محمد بن سوقۃ الکوفی۔ مخول
بن راشد الکوفی۔ مرزوق التیمی الکوفی۔ مزاحم بن زفر بن الحارث الکوفی۔ مسعر بن حبیب
الجرمی البصری۔ مسلم بن سالم الکوفی۔ مسلم بن صبیح الہمدانی الکوفی۔ مسلم بن کیسان الضبی الکوفی
مسلم بن عمران البطین الکوفی۔ معاویہ بن اسحق بن طلحہ۔ معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود
الکوفی۔ مقسم مولی ابن عباس۔ مکحول الشامی۔ منصور بن المعتمر الکوفی۔ منصور بن زاذان۔ منذر
بن عبداللہ بن المنتشر۔ منصور بن دینار۔ منہال بن الجراح الشامی الزہری۔ منہال بن عمرو الکوفی

مثنال بن خلیفہ الکوفی۔ موسی بن ابی کثیر الانصاری۔ موسی بن ابی عائشہ الہمدانی الکوفی۔ موسی بن مسلم الکوفی۔ موسی بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی۔ میمون الاعور۔ میمون بن سیاہ البصری۔ نافع ابن عمر۔ نافع بن درہم العبدی ابی الہیثم الکوفی۔ ناصح بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الحائک۔ ناصح بن عجلان۔ ناصح بن محمد۔ نافذ مولی ابن عباس۔ نمیر بن حکیم بن معاویہ۔ نوبہ بن عبد اللہ واصل بن داود التیمی الکوفی۔ واصل بن حبان الاسدی الکوفی۔ ولید بن سریع الکوفی۔ ولید بن عبد اللہ بن جمیع الزہری المکی۔ ولید بن سریع مولی عمر بن الخطاب۔ ہاشم بن ہاشم بن عتبہ۔ ہیثم بن حبیب الصیرفی الکوفی۔ ہیثم الصراف۔ ہیثم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ہشام بن عروہ بن الزبیر۔ ہشام بن عائذ بن نصیر الاسدی الکوفی۔ یزید حبیب الفقیر الکوفی یزید بن ابی یزید الرشک البصری۔ یزید بن عبد الرحمن بن ابی مالک الہمدانی۔ یزید بن ابی ربیعہ۔ یزید بن عبید الاسلمی۔ یعلی بن عطاء الطائفی۔ یونس بن محمد بن مسلم البغدادی۔ یونس بن زہران۔ یونس بن عبید اللہ بن ابی فروہ۔ یحیی بن عمرو بن سلمہ۔ یحیی بن سعید قیس الانصاری یحیی بن عبد اللہ جابر الکوفی۔ یحیی بن عبد الحمید الکوفی۔ یحیی بن عامر الکوفی الحمیری۔ یحیی بن حبیب ثابت الاسدی الکاہلی الکوفی۔ یحیی ابن ابی حیۃ۔ یحیی بن عبد اللہ بن سعاویہ المعروف بالاجلح ابی حجیۃ۔

الغرض جب آپ تمام علوم میں کامل و مکمل ہو گئے تو آپنے صوف میں کر گوشہ نشینی کا قصد کیا اسپر آپنے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ ای ابوحنیفہ آپکو خدا نے میری سنت زندہ کرنیکے لیے پیدا کیا ہے آپ گوشہ نشینی و عزلت کا قصد ہرگز نہ کریں۔ یہ بشارت آپ پاتے ہی افادت و افاضت خلائق اور اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ میں مشغول ہوے یہانتک کہ آپکا مذہب نشر آفاق ہوا۔ آپ بیس صحابی سے زیادہ کے زمانے میں پیدا ہوے اور کئی ایک کو دیکھا اور انسے حدیث کو بھی سماعت کیا اسلیے آپ باقی ائمہ ثلثہ یعنی مالک و شافعی و احمد بن حنبل سے اس فضیلت میں منفرد ہو کر آیت السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مصداق ہوے۔ چنانچہ اسلیے قسطلانی شافعی نے صحیح بخاری کی شرح کے باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب میں زیر حدیث سال رسول اللہ عن الصلوۃ فی ثوب واحد کے امام

[illegible]

موصوف کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے اور تعلیق الممجد میں منقول ہے کہ فتاوی شیخ الاسلام
ابن حجر میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھی پایا کیونکہ وہ کوفہ میں
۸۰ھ میں پیدا ہوئے پس وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں۔ انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد سے منقول ہے اور نیز امام یافعی
محدث شافعی کی تاریخ مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا انتہی
شامی میں لکھا ہے کہ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ ذہبی نے جو کہا ہے کہ ابوحنیفہ نے صغر سنی میں انس بن
مالک کو دیکھا ہے صحیح اور تحقیق ہے انتہی۔ پھر دوسری جگہ شامی میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کا حضرت
انس کو دیکھنا اور ایک جماعت اصحاب کو عمر کے حساب سے پانا یہ دونوں صحیح ہیں اور انہیں کچھ
شک نہیں انتہی۔ پھر اور جگہ لکھا ہے کہ ابوحنیفہ بہر حال تابعین میں سے ہیں اور جنہوں نے انکے تابعی ہونے کا
یقین کیا ہے ان میں سے حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی وغیرہ ہیں اور عسقلانی نے کہا کہ تحقیق ابوحنیفہ
نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھی بعد اپنی ولادت کے جو ۸۰ھ میں واقع ہوئی پایا اور یہ بات
دیگر امصار میں سے جو ابوحنیفہ کے معاصر تھے یعنی اوزاعی جو شام میں اور حمادین جو بصرہ میں اور
ثوری جو کوفہ میں اور مالک جو مدینہ منورہ میں اور لیث بن سعد جو مصر میں تھے کسی کو نصیب نہیں
ہوئی۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کو دیکھا اور تابعین سے فتوی میں
مزاحمت کی پس قول آپکا اسد واقوی ہے جبتک کہ عصر اور زمانے کا اختلاف ہوا کذا فی تصحیح
علامہ قاسم انتہی۔ شیخ محمد طاہر نے خاتمہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ دارقطنی محدث کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے
کسی اصحاب سے ملاقات نہیں کی لیکن حضرت انس کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور انسے کچھ سنا نہیں
انتہی۔ قسطلانی محدث شافعی نے شرح صحیح بخاری کے باب میں لم یرد الوضوء میں لکھا ہے کہ
ابن ابی اوفی کا نام عبداللہ بن ابی اوفی ہے یہی کوفے میں سب صحابیوں سے پیچھے ۸۷ھ میں
فوت ہوئے اور پہلے اس سے کہ آپکو ابوحنیفہ نے دیکھا آپ نابینا ہوگئے تھے انتہی۔ ملا علی قاری
نے شرح نخبۃ الفکر میں تابعی کی تعریف میں اس قول و ہو من لقی الصحابی ہذا ہو المختار کے تحت
میں لکھا ہے کہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر علما کا اسی پر عمل ہے اور تحقیق آن حضرت نے صحابی اور تابعی کی
طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی۔ پس آنحضرت نے تعریف صحابی

وتابعی میں صرف رویت پر کفایت کی ہی سو اسی سبب سے امام اعظم ابوحنیفہ تابعین کے سلک میں
درج کیے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت انس وغیرہ اصحاب کو دیکھا جیسا کہ شیخ جزری نے
اسماء رجال القرا اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۃ المومنین
میں اور صاحب مراۃ الجنان وغیرہ علماے متبحرین نے ذکر کیا ہی اور جو شخص انکے تابعی ہونے
کی نفی کرتا ہی پس وہ صرف تتبع قاصر یا التعصب فاتر سے کرتا ہی انتہی۔

ابن حجر مکی محدث شافعی نے قلائد العقیان فی مناقب النعمان میں لکھا ہی کہ ابوحنیفہ نے
صحابہ میں سے چار اصحاب کو بعض نے کہا اس سے کم اور بعض کے نزدیک اس سے زیادہ کو پایا جنمیں سے
ایک انس بن مالک دوم عبد اللہ بن ابی اوفی سوم سہل بن سعد چہارم ابو الطفیل ہیں بعض
کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا لیکن انکا زمانہ پایا ہی مگر صحیح قول اول ہی انتہی۔ ابن حجر کا
قول اول کو صحیح قرار دیکر اس بات کو ثابت کرنا کہ امام ابوحنیفہ نے چار اصحاب کو دیکھا ہی بالکل صحیح ہی
اور خلاف اسکا خلاف عقل و نقل ہی کیونکہ امام موصوف کا باعتبار سن کے فقط چار اصحاب کے زمانے
کو پانے کی کیا خصوصیت رکھتا ہی حالانکہ آپکی ولادت کے وقت اور اسکے بعد علاوہ اصحاب مذکورہ
بالا کے صحابہ کی ایک جماعت کئی برس تک زندہ رہی چنانچہ مقدام بن معدی کرب مشہور
صحابی سنہ ۸۷ھ میں اور ابو امامہ باہلی مشہور صحابی سنہ ۸۶ھ میں اور عمرو بن حریث صحابی سنہ ۸۵ھ میں اور
عبد اللہ بن بسر سنہ ۸۸ھ یا سنہ ۹۶ھ میں اور بسر بن ارطاۃ سنہ ۸۶ھ میں اور عبد اللہ بن حارث بن جزء سنہ ۸۶ھ
یا ۸۷ یا ۸۸ یا ۸۹ھ میں اور عتبہ بن عبد السلمی سنہ ۸۷ھ یا ۹۰ میں اور سعد بن سہل بن حنیف انصاری ابو امامہ
سنہ ۱۰۰ھ میں سائب بن یزید الکندی سنہ ۹۱ھ یا اس سے پہلے۔ طارق بن شہاب بجلی کوفی سنہ ۸۲ھ
یا سنہ ۸۳ھ میں عبد اللہ بن ثعلبہ سنہ ۸۷ھ یا ۸۹ میں عبد اللہ بن الحارث بن نوفل ابو محمد سنہ ۹۹ھ میں عمر بن
ابی سلمہ بقول صحیح سنہ ۸۳ھ میں مالک بن حویرث سنہ ۹۴ھ میں محمود بن لبید سنہ ۹۶ھ میں مالک بن
اوس سنہ ۹۲ھ میں واثلہ بن اسقع سنہ ۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ کذا فی التقریب۔ اور بڑے تعجب کی
بات ہے کہ جس صورت میں امام ابوحنیفہ نے اپنی عمر میں پچپن حج کیے ہوں جیسا کہ در المختار میں
لکھا ہی جنمیں سے آپ نے کم سے کم پندرہ حج حضرت ابی الطفیل صحابی متوفی سنہ ۱۱۰ ہجری کے زمانہ
میں جو کہ معظمہ میں مقیم تھے کیے اور پندرہ بار کوفہ سے مکہ میں آئے تو پھر آپ نے ایک دفعہ بھی

حضرت ابوالطفیل سے ملاقات نہ کی ہو عقل سلیم اسکو کبھی باور نکریگی خصوصاً اس صورت میں کہ جبکہ وجود صحابی کا ایک عزیز ترین بات ہو اور لوگ حسب ارشاد مخبر صادقؐ طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من راٰنی کے تابعی ہونے کی ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت دارین سمجھکر اطراف واکناف عالم سے بالراس والعین صحابہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوتے ہوں اور امام ابوحنیفہ باوجودیکہ پندرہ سال میں پندرہ دفعہ مکہ معظمہ میں حج کے لیے آئے ہوں بایں نعمت عظمیٰ یعنی وجود عمرو بن حریث اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ وغیرہ کا پانچ سات سال تک خود کوفہ کے شہر میں موجود رہا ہو اور آپ اسپر بے اعتنائی کریں کہ اس عرصہ میں ایک دفعہ میں بھی آنکی خدمت میں مشرف نہوں یا آپکے والد ماجد ہی آپکو آنکی خدمت میں لیجا کر مشرف نہ کرائیں حالانکہ علاوہ نعمت تابعی حاصل ہونے کے قرن اول سے آجتک لوگوں کا دستور ہے کہ اپنی اولاد کو واسطے دعاے برکت کے صلحاء کے پاس ضرور لیجایا کرتے ہیں جیسا کہ امام کے والد ماجد ثابت کو انکا باپ واسطے دعاے برکت کے حضرت علی کی خدمت میں لے گیا تھا۔ پس ان حالات میں امام کی رویت صحابہ اور تابعیت کا منکر بجز حاسد خاسر اور متعصب جاہل کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ امر کہ آیا امام ابوحنیفہ نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں اسمیں علماء کا ضرور اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ امام کی رویت صحابہ تو ثابت ہے لیکن بسبب صغر سنی کے اپنے اصحاب سے روایت نہیں کی اور بعض کا یہ قول ہے کہ رویت وروایت دونوں ثابت ہیں اور یہی عندالتحقیق متحقق ہے چنانچہ ابو محمد بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کے باب من لم یر الوضوء میں لکھا ہے کہ ابن اوفیٰ کا نام عبداللہ ہے اور یہی ہیں جو کوفہ میں سب اصحاب سے پیچھے ۸۶ھ میں فوت ہوے اور یہ منجملہ ان اصحاب میں سے ہیں جنکو امام ابوحنیفہ نے دیکھا اور انسے روایت کی اور قول منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نکرنا چاہیے اسوقت عمر ابوحنیفہ کی سات سال کی تھی۔ شامی میں ابن حجر مکی شافعی سے منقول ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے امام نے یہ حدیث متواتر من بنی للہ مسجداً ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ روایت کی ہے انتہیٰ۔

امام خوارزمی نے مسند امام میں لکھا ہے کہ علما اس بات پر متفق ہیں کہ امام نے اصحاب رسول اللہ سے روایت کی لیکن انکے عدد میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ چھہ مرد اور ایک عورت سے

روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضون کا قول ہی کہ سات مرد اور ایک
عورت سے روایت کی سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن حارث
بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہین
اور تیسرے قول پر معقل بن یسار زائد ہین اور قول ثانی پر جابر اور معقل و اخیر ثابت ہین اور ابو الطفیل
ہر ایک قول مین مذکور ہین انتہی۔ ملا علی قاری نے طبقات الحنفیہ مین لکھا ہی کہ امام ابوحنیفہ کا
بعض صحابہ کو دیکھنا بالتحقیق ثابت ہی اور اختلاف اسمین ہی کہ انھون نے صحابہ سے روایت کی ہی
یا نہین لیکن معتبر یہ ہی کہ روایت کی ہی چنانچہ ہمنے اس بات کو سند الانام شرح مسند الامام مین
بخوبی ثابت کیا ہی پس وہ تابعین اعلام مین سے ہین جیسا کہ علماے اعیان نے اس بات کی تصریح
کی ہی انتہی۔ دُر المختار مین لکھا ہی کہ تحقیق یہ بات صحیح ہی کہ امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے حدیث
کو سنا جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر مین مذکور ہی انتہی۔ طحطاوی مین لکھا ہی کہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ
فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی نے
امام ابوحنیفہ کی روایت مین چار صحابیون سے ایک جزء تالیف کی انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ
بعض فضلا نے کہا ہی کہ تحقیق علامہ طاش کبری بہت سی روایات صحیح السند لایا ہی جیسے امام کا سماع
حضرت انس بن مالک سے ثابت ہی اور مثبت نافی پر مقدم ہی انتہی۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے
شرح سفر السعادۃ مین لکھا ہی کہ صاحب جامع الاصول نے کہا ہی کہ ابوحنیفہ کی اصحاب سے
ملاقات و روایت ارباب نقل کے نزدیک ثابت نہین اور ابوحنیفہ کے اصحاب کہتے ہین کہ
ابوحنیفہ نے چند اصحاب کو پایا اور اُنسے روایت کی الخ مین کہتا ہون کہ واقع مین یہ بات عقل سے
بہت بعید ہی کہ امام کے زمانے مین اصحاب رسول اللہ موجود ہون اور جناب آنکی ملاقات کا قصد نہ کرین
حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا اُن شہرون مین جانا جہان اصحاب تھے ثابت ہی اور امام کی زندگی
سے ۲۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانے مین گذری کیونکہ سنہ سو کے آخر تک وجود صحابہ کا ثابت ہی
پس اصحاب ابوحنیفہ کا قول حق ہی جو کہتے ہین کہ امام نے ایک جماعت صحابہ کو پایا انتہی۔ غایۃ الا
شرح دُر المختار مین لکھا ہی کہ روایت اور درایت کی راہ سے حق بجانب حنفیہ ہی کیونکہ حنفیہ
اور روایت کے مثبت ہین اور ایک جماعت نافی حالانکہ یہ قاعدہ اہل اسلام مین مسلم ہی کہ مثبت کا

قول نافی پر مقدم ہے اور اثبات بھی فقط حنفیہ ہی مختصر نہیں بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی لیشہادت حافظ جلال الدین سیوطی شافعی بجانب اثبات یا تجویز کے ہیں نہ بجانب انکار۔ واللہ اعلم۔ پس امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانے کے بالاتفاق ثابت ہے اور باعتبار ملاقات اور روایت کے عند التحقیق انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں امام تھے کیونکہ آپنے حدیث کو چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے اخذ کیا ہے اسی لیے آپکو ذہبی وغیرہ نے طبقہ حفاظ محدثین میں ذکر کیا انتہی۔ ابن حجر نے خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ خطیب اسرائیل بن یوسف روایت کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ نعمان اچھے آدمی تھے کوئی مثل اُنکے حافظ اُن احادیث کا جنمیں فقاہت ہے اور اُنکے منطوق و مفہوم کا اعلم نہ تھا۔ امام ابویوسف کہتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص امام ابوحنیفہ سے نفس حدیث کا اعلم نہیں دیکھا اور نیز یہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص حدیث کی تفسیر میں امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں دیکھا انتہی۔ ابن حجر نے قلائد میں لکھا ہے کہ اعمش محدث نے ابوحنیفہ سے کچھ مسائل پوچھے اپنی احادیث سے اُنکو جواب دیا اسپر اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہا تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں یعنی صرف راویوں کے نام اور الفاظ پہچانتے ہیں اور تم اُنکے معنی جانتے ہو۔ انتہی۔ شیخ عبد الحق محدث نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ علما کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق تھے جنمیں انھوں نے اپنی احادیث مسموعہ کو بند کیا تھا اور کہتے ہیں کہ آپ کے مشائخ جنسے آپ نے حدیث کو سماعت کیا بجز صحابہ کے تین سو تابعین تھے اور جنھوں نے آپسے آپکی مسند کو روایت کیا اُنکی تعداد پانسو کی ہے اور کل استاد آپ کے علم میں چار ہزار آدمی ہیں اور ایک جماعت نے اُنکو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا ہے انتہی۔ مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ اخطب الخطبا خوارزم صدر الائمہ ابوالمؤید موفق بن احمد مکی ابی حفص عمر بن امام ابی الحسن علی زنجری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب میں دربارۂ فضیلت تنازع برپا ہوا اور ہر ایک شخص اپنے امام کی تعریف کرنے لگا اس اثنا میں ابوعبد اللہ بن ابی حفص کبیر نے جو منجملہ ائمہ حدیث اصحاب امام شافعی کے ہیں فرمایا کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مشائخ کا شمار کرو جنکے زیادہ ہونگے وہی افضل ہوگا پس شمار کرنے پر امام شافعی کے اسی اور امام ابوحنیفہ کے چار ہزار مشائخ نکلے۔ ابن ابی اویس کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن یونس سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ

امام ابو حنیفہ امیر المومنین ابو جعفر کے پاس گئے اسوقت آپکے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عباسی بیٹھا ہوا تھا
اُس نے منصور سے کہا کہ ای امیر المومنین یہ (یعنی ابو حنیفہ) اسوقت دنیا کے عالم ہیں اسپر منصور نے کہا
کہ ای نعمان تمنے کس سے علم پڑھا آپنے فرمایا کہ اصحاب حضرت عمر بن خطاب سے جو حضرت عمر سے
روایت کرتے ہیں اور اصحاب حضرت علی سے جو حضرت علی سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب عبد اللہ
بن مسعود اور اصحاب عبد اللہ بن عباس سے جو اپنے اپنے صاحب سے روایت کرتے ہیں اسپر منصور نے
کہا کہ آپنے بیشک اپنے واسطے خوب مضبوط کام کیا ہی انتہی۔ نافع الکبیر میں لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ
سے عبد اللہ بن مبارک و عبد اللہ بن یزید المقری و فضل بن دکین و مکی بن ابراہیم بلخی
و ابراہیم بن طہمان و شعیب بن اسحق دمشقی و ابو عاصم ضحاک بن مخلد و عبد الحمید بن عبد الرحمن
الحمانی و عبد الرزاق بن ہمام و عبد العزیز بن ابی رواد و عبد الوارث بن سعید و علی بن ظبیان
الکوفی و حفص بن الاغر و عامر بن فرات و عبید اللہ بن یزید القرشی و عبید اللہ بن عمر الرقی
وغیرہم نے جو مروی عنہ اصحاب صحاح ستہ ہیں خصوصاً عبد اللہ بن یزید المقری اور فضل
بن دکین جو امام بخاری کے شیوخ کبار میں سے ہیں روایت کی ہی مسند خوارزمی میں لکھا ہی
کہ امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے عباد بن العوام و ہشیم و وکیع بن الجراح و مسلم بن
خالد و ابو معاویہ ضریر نے روایت کی ہی۔ اور نیز عبد اللہ بن مبارک و یزید بن ہارون و عبد العزیز
بن ابی رواد و عبد الحمید بن ابی رواد و سفیان بن عیینہ و فضیل بن عیاض و داود طائی و
ابن جریج و عبد اللہ بن مقری نے آپ سے نوسو احادیث روایت کی ہیں اور سفیان ثوری
اور ابن ابی لیلیٰ و ابن شبرمہ نے ایک ایک حدیث روایت کی اور مسعر بن کدام و اسمعیل بن
خالد و شریک بن عبد اللہ اور حمزہ بن حبیب مقری نے بھی بہت احادیث آپسے روایت
کیں اور عاصم بن ابی النجود امام القراء جو شیخ امام ابو حنیفہ ہیں اکثر مسائل آپ سے پوچھتے اور
آپ کے قول پر عمل کرتے اور کہتے ای ابو حنیفہ تمکو خدا نیک جزا دے بہتے آپکو چھوڑ کر عمر بن زیاد
اور برسی عمر میں آپ سے لیا۔ اور خطیب خطباء خوارزم صدر الائمہ ابو المؤید موفق بن احمد مکی نے
مناقب امام ابو حنیفہ میں لکھا ہی کہ مشائخ اسلام میں سے جو مختلف اطراف و اکناف میں رہتے تھے سات سو
مشائخ نے آپ سے روایت کی ہی انتہی۔ عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہی کہ یحییٰ بن حسین موصلی

محدث نے اپنی کتاب ضعفا کے اخیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ وکیع بن جراح امام ابو حنیفہ
کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام کی تمام حدیثوں کو یاد رکھتے تھے اور انھوں نے بہت سی
حدیثیں اُنسے سنی تھیں۔ ایک دفعہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ حدیث کی روایت
میں کیسے ہیں فرمایا صدوق ہیں۔ ایک دفعہ پھر اُنسے پوچھا گیا کہ آپکو ابو حنیفہ و شافعی و ابو یوسف
میں سے کون دوست تر ہے فرمایا کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابو حنیفہ سے ایک
گروہ صالحین نے حدیث کی روایت کی اور ابو یوسف اگرچہ صدوق ہیں مگر میں اُنسے روایت
جائز نہیں دیکھتا انتہی۔ تعلیق الممجد میں بحوالہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے وکیع
و یزید بن ہارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبید اللہ بن موسیٰ و بشر
کثیر نے روایت کی اور احمد بن محمد بن قاسم نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے
امام ابو حنیفہ کے حق میں لا باس بہ ولم یکن متہماً فرمایا اور یہ الفاظ توثیق سے ہیں اور خیرات الحسان میں
ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے احادیث روایت
کیں اور انکی توثیق کی وہ بہت زائد ہیں اُن لوگوں سے جنھوں نے انپر طعن کیا اور امام علی بن
مدینی نے جو اکابر محدثین سے امام بخاری کے شیخ ہیں کہا کہ ابو حنیفہ سے ثوری و ابن مبارک
و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ
ہیں اور شعبہ اُنکے حق میں خوش عقیدہ تھے انتہی۔ مغنی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے عبد اللہ بن
مبارک و وکیع و یزید بن ہارون و علی بن عاصم و ابو یوسف و محمد بن حسن وغیرہم نے روایت
کی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ ابن حجر نے بعض ائمہ سے روایت کی ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے
کسی کے اتنے اصحاب اور شاگرد ظاہر نہیں ہوئے جتنے کہ امام ابو حنیفہ کے تھے اور جسقدر علماء وغیرہ نے
آپسے اور آپکے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل مستنبطہ اور نوازل و قضایا اور احکام وغیرہ
میں فائدہ اُٹھایا ہے اتنا اور کسی سے نہیں اُٹھایا اور بعض محدثین نے آپکے ترجمہ میں آپکے آٹھ سو
شاگرد مع اسم و نسب و طول ذکر کے بیان کیے ہیں انتہی۔ علاوہ اسکے آپکے پندرہ مسانید ہیں یعنی
جنمیں حفاظ حدیث اور ائمہ دین نے آپکی روایات کو جمع کیا ہے چنانچہ پہلی مسند کو امام حافظ ابو محمد
عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی المعروف بعبد اللہ استاذ۔ دوسری کو امام حافظ ابو القاسم

طلحہ بن محمد جعفر شاہد عدل - تیسری کو امام حافظ ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی چوتھی
کو امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی - پانچوین کو شیخ ثقۃ العدل ابو بکر محمد
بن عبد الباقی بن محمد انصاری - چھٹی کو امام حافظ صاحب جرح و تعدیل ابو محمد احمد بن عبد اللہ
بن عدی جرجانی - ساتوین کو امام حسن بن زیاد لولوی - آٹھوین کو حافظ عمر بن حسن اشنانی
نوین کو امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی - دسوین کو حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد
بن خسرو بلخی - گیارھوین کو امام ابو یوسف - بارھوین کو امام محمد بن حسن شیبانی - تیرھوین کو
امام حماد بن امام ابو حنیفہ - چودھوین کو نیز امام محمد بن حسن شیبانی - پندرھوین کو حافظ ابو القاسم
عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی نے جمع کیا اور ان سب کو بحذف اسانید و تکرار احادیث
کے امام ابو المؤید خوارزمی نے مسند خوارزمی المشہور بہ مسند امام اعظم مین جمع کیا - مسند خوارزمی مین
لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کے جن اصحاب نے آپسے آپکی مسانید کو روایت کیا ہی وہ پانسو یا اس سے
کچھ زیادہ ہین اور درمیان اُنکے وہ مشائخ بھی شامل ہین جیسے امام شافعی نے اپنی مسند مین جسکو
ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے جمع کیا ہی روایت کی ہی اور اسمین انکے کل مشائخ امام ابو حنیفہ کے
اصحاب مین سے بیس شیخ ہین اور نیز اس پانسو کی تعداد مین وہ مشائخ بھی شامل ہین جیسے
امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم اور اُنکے شیوخ نے امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت
کی ہی انتہی - زرقانی مالکی نے شرح مؤطا مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ سے پانسو یا سات سو یا ایک ہزار
اور چند یا ایک ہزار سات سو یا چھ سو چھیاسٹھ احادیث مروی ہوئی ہین انتہی - اس بیان سے
صاحب اتحاف النبلاء کا وہ تعصب بلکہ دروغ بیفروغ اظہر من الشمس ہی جو کتاب مذکور مین کمال
جرأت سے لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہین ہوا - عارف
شعرانی مالکی نے اپنی میزان کی جلد اول مین لکھا ہی کہ تحقیق خدا نے مجھپر احسان کیا ہی ساتھ مطالعہ
تین مسندون امام ابو حنیفہ کے اور نسخے انکے صحیح تھے اُنپر حفاظ حدیث کی تحریرات موجود تھین
جنمین سے اخیر حافظ دمیاطی کی تھی پس اُنمین مین نے کسی حدیث کو ایسا نہین پایا جو بجز عمدہ
تابعین عادل و ثقہ کے جیسے اسود و علقمہ و عطا و عکرمہ و مجاہد و مکحول اور حسن بصری وغیرہ مین
کسی اور سے اُنھون نے اسکو روایت کیا ہو پس تمام روات حدیث کے ابو حنیفہ اور رسول اللہ کے

درمیان عادل اور ثقہ ہین اور کوئی اُنمین کاذب یا متہم بکذب نہین ہی انتہی - اور وہ جو صاحب
اتحاف النبلاء نے حسب عادت خود مسانید امام ہمام کی نسبت بایں الفاظ طعن زنی کی ہی کہ در آن مرویات
قلیل کہ از وے جمع کردہ اند نیز متکلم علیہ است و در رتبہ مرویات دیگران نیست الخ اسکا جواب خود ہی
صاحب میزان نے مثل دیگر محققین کے جلد مذکور مین اسطرح پر لکھا ہی کہ اگر یہ کہا جاوے کہ جب تمنے
یہ کہا کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ادلہ مین کوئی حدیث ضعیف نہین ہی کیونکہ راوی جو امام موصوف
اور رسول اللہ کے درمیان صحابہ و تابعین سے ہین وہ جرح سے سالم ہین پس اس قول کا تمھارے
پاس کیا جواب ہی جو بعض حفاظ حدیث کہتے ہین کہ فلان دلیل امام ابوحنیفہ کی ضعیف ہی سو اسکا
جواب یہ ہی کہ ہمپر واجب ہی کہ ہم اسکو یقیناً اُن راویون پر محمول کرین جو امام سے آتر کر انکی سند مین
اُنکی وفات کے بعد ہوئی ہین جنکہ انھون نے اس حدیث کو اور طریق سے سوائے طریق
امام کے روایت کیا ہی کیونکہ ہر ایک حدیث جو ہمنے امام کی مسانید ثلاثہ مین پائی ہی ضرور وہ صحیح ہی
اور اگر وہ انکے نزدیک صحیح نہوتی تو امام موصوف کبھی اس سے استدلال نکرتے اور امام کے
بعد انکی سند مین مثلاً کسی کاذب یا متہم بکذب کا وجود کوئی قباحت نہین رکھتا اور کافی ہی ہمکو
صحت حدیث کے لیے مجتہد کا استدلال پھر واجب ہی ہمپر اُسکو عمل مین لانا اگرچہ بجز امام کے
اور کسی نے اُس حدیث کو روایت نہین کیا انتہی - شامی مین جلد رابع کی فصل فی مایدخل فی البیع
تبعاً ومالا یدخل مین لکھا ہی کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اُسکا وہ استناد حدیث کی
تصحیح کے لیے کافی ہوتا ہی انتہی - شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ مین
لکھتے ہین وحاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح وتنقید ائمہ مجتہدین واکابر سلف ست وچون
ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ وعمل بدان نمودہ انکار واعتراض بر ایشان بہ تقلید علماء محدثین
کہ مشہور اند جائز نباشد والتزام ایشان بحکم این جماعہ تحکم ومکابرہ است انتہی - علاوہ اسکے
اگر کوئی حدیث مسانید امام اعظم مین متکلم فیہ موجود بھی ہو تو اس سے کوئی قباحت لازم نہین آتی
کیونکہ کیا صحاح ستہ مین کوئی حدیث متکلم فیہ نہین حالانکہ سنن ابوداؤد و ترمذی ونسائی وابن
ماجہ مین بہت سی حدیثین ایسی بھی موجود ہین جو متفق علیہ ضعیف ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے شرح مشکوۃ کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت اند

از صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و نزد بعض موطا است بدل
ابن ماجہ و درین کتب ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیہ
آن صحاح بطریق تغلیب است انتہی - اجوبہ فاضلہ للاسئلۃ العشرۃ الکاملہ مین لکھا ہی کہ نووی نے
ذکر کیا ہی کہ سنن اربعہ مین صحیح و حسن و ضعیف اور منکر حدیث موجود ہین اور ذہبی نے اعلام
سیر النبلاء مین ذکر کیا ہی کہ ابن ماجہ گو حافظ صدوق واسع العلم تھا مگر اُسکے سنن مین مناکیر
اور کچھ موضوعات حدیث ہین اور مسند امام احمد کی احادیث ضعیفہ کا مجموعہ ہی اور انکے ساتھ
حجت پکڑنی واجب نہین اور انمین چند احادیث مشکل موضوعہ ہین لیکن وہ دریا مین گویا قطرہ
ہین اور حافظ سیوطی سے منقول ہی کہ موطا مین کچھ اوپر ستر حدیث ایسی ہین جو امام مالک نے خود
اپر عمل نہین کیا اور اسمین احادیث ضعیفہ ہین - اور محلی شرح موطا سے منقول ہی کہ بہت سی
احادیث جنکی ترمذی نے تصحیح و تحسین کی ہی اور محدثین نے اُنکی تضعیف کی ہی بلکہ بعض نے یہ کلی
حکم لگا دیا ہی کہ ترمذی سے تصحیح و تحسین مین گونہ تساہل ہوا ہی اور میزان مین لکھا ہی کہ ترمذی
کی تحسین پر غرہ نہونا چاہیے اور زاد المعاد مین لکھا ہی کہ ترمذی سے تصحیح مین گونہ تساہل ہوا ہی
انتہی - بلکہ دور کیون جاتے ہو خود صحیحین خصوصاً صحیح بخاری کو جو اصح الکتب بعد کتاب
اللہ ہی دیکھو کہ اُنمین بھی بہت سی متکلم فیہ احادیث موجود ہین چنانچہ نزہۃ النظر فی توضیح
نخبۃ الفکر کی شرح مین ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ سخاوی نے شرح الفیہ مین ذکر کیا ہی کہ بخاری
کے راویون مین اسی اور مسلم کے راویون مین ایک سو ساٹھ رجال متکلم بالضعف موجود ہین
اور ان دونون کتابون مین کل دو سو دس احادیث ایسی ہین جنپر نقاد حدیث نے انتقاد
کیا جنمین سے تقریباً اسی حدیث تو بخاری سے مختص ہین اور باقی مین دونون مشترک ہین اور
باقی مسلم سے مختص ہین انتہی - شیخ الاسلام نے شرح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہی آنانکہ منفرد
شدہ بخاری باخراج حدیث آنہا نہ مسلم چہار صد و سی و چند مرد اند کہ از انجملہ کسانیکہ سخن کردہ شدہ
در ان ہشتاد کس اند و آنانکہ منفرد شدہ مسلم باخراج حدیث آنہا نہ بخاری ششصد و بست مرد اند
کہ کلام کردہ شدہ بضعف از ان در یک صد و شصت و شک نیست کہ تخریج از انکسی کہ سخن کردہ نشدہ
در ان اصلا بہتر است از تخریج از انکہ کلام کردہ شدہ در آن اگرچہ آن کلام قادح نباشد انتہی

اور شیخ علی قاری نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہو کہ ضعیف حدیث وہ ہی کہ جسکے ضعف پر اجماع نہو بلکہ اسکے متن یا اسکی سند مین بعض نے تضعیف اور بعض نے تقویت کی ہوا ور یہ قسم ضعیف سے اعلی ہے اور بخاری مین اسی قسم سے ہین انتہی- اور شرح سفر السعادت کے مقدمہ مین لکھا ہی کہ بہ تحقیق اخراج کردہ است مسلم در کتاب خود از بسیارے از رواۃ کہ سالم نیستند از غوائل جرح و همچنین در کتاب بخاری جماعۃ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان انتہی- اور میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ تحقیق شیخین نے اثبات اوّلہ شرعیہ کے چلنے کے لیے بہت سی حدیثین ان اشخاص سے نکالی ہین جنپر لوگون نے تکلم کیا ہی تاکہ لوگون کو اُسسے فضیلت عمل کی حاصل ہو پس اُسمین امت کے لیے فوائد کثیر اُنکی تجریح سے افضل ہی جیسے کہ امت کے واسطے اُنکی احادیث کو ضعیف کرنے مین بسبب تخفیف امر کے رحمت ہی اگرچہ حفاظ حدیث نے اسکا قصد نہین کیا پس تحقیق اگر وہ کچھ احادیث ضعیف نہ کرتے اور سب کو صحیح قرار دیتے تو البتہ اُنکے ساتھ عمل کرنا واجب ہوتا حالانکہ اکثر آدمی اُنپر عمل کرنے سے عاجز رہ جاتے انتہی- پھر اسی کتاب مین لکھا ہی کہ تحقیق ظاہر ہوا ہی تیرے لیے یہ کہ جایز نہین ہی واسطے ہمارے چھوڑنا ہر ایک اس حدیث کا جسمین لوگون نے کلام کیا ہی بمجرد کلام کے کیونکہ اکثر حدیثین ایسی بھی ہوتی ہین جو سنتابعات مین سے ہین اور اُنکے شواہد ظاہر ہوتے ہین اور اصل اُنکا موجود ہی اور سوا اسکے نہین ہمارے لیے اس حدیث کا ترک کرنا جائز ہی جو متفرد ہی اور اُسمین ثقات کی مخالفت ہی اور اُسکا شواہد ظاہر نہین ہوا اور اگر ہم بمجرد کلام کے ہر ایک حدیث کے جسکے راوی مین بعض لوگون نے کلام کیا ہی ترک کرنے کا دروازہ کھولدین تو البتہ بڑے اہم احکام شریعت کے ضائع ہو جائین انتہی- اور وہ جو حجۃ اللہ البالغہ مین مسند خوارزمی کو کتب احادیث طبقہ رابعہ مین سے شمار کیا گیا ہی اس سے امام اعظم کی مرویات کی تضعیف کسی طرح لازم نہین آتی کیونکہ مسند خوارزمی اُس مجموعہ مسانید کا نام ہی جسمین قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے ۶۶۵ہجری مین بحذف اسناد و تکرار احادیث کے اُن پندرہ مسانید کو جمع کیا ہی جنکو امام اعظم کے اصحاب نے بیواسطہ اور دیگر حفاظ حدیث نے بواسطہ امام کی مرویات سے جمع کیا تھا پس ظاہر ہی کہ بسبب حذف اسناد نا قبل اعلم اور نیز مجموعہ ہونے اور اس بات کو نہ ظاہر کرنے سے کہ ہر ایک حدیث کس

سند سے نقل کی گئی ہو مسند خوارزمی کی وہ حیثیت نہین ہوئی جو اصل مسانید کو ہو جیسے کہ مشکوٰۃ شریف بباعث حذف اسناد اور مجموعہ کتب احادیث ہونے کے وہ حیثیت نہین رکھتی جو بذاتہ صحاح ستہ وغیرہ کو ہی گو احادیث مندرجہ مشکوٰۃ صحیح اور قابل اعتبار کیون نہون اسی طرح مسند مذکور کی بھی احادیث مندرجہ اگرچہ صحیح اور قابل اعتماد ہین مگر وہ خود حیثیت کتاب کی طبقہ رابعہ مین شمار کی گئی ہی اور اگر اس بات کو مسلم نہ رکھا جاوے تو لازم آتا ہی کہ اسمین جو مرویات امام اعظم کی درج ہین وہ سب کے سب معاذ اللہ ضعیف ہین حالانکہ کوئی عاقل منکو روا نہ رکھیگا کیونکہ صدہا احادیث مندرجہ مسند مذکور لفظاً ومعناً صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری ومسلم کے مطابق ہین چنانچہ جسکو اس بات کی تحقیقات منظور ہو وہ کتاب عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابو حنیفہ کو جو خاص اس تطبیق کی غرض سے تالیف ہوئی ہی دیکھ کر اپنی تسلی کرلے۔ اور وہ جو تاریخ ابن خلدون مین لکھا ہی کہ (امام ابو حنیفہ سے سترہ حدیث مروی ہوئی ہین) اور اس قول کو نواب صدیق حسن خان نے ابجد العلوم مین بڑے فخر سے نقل کیا ہی اور انکے مقلد محض محی الدین تاجر کتب نے تو ایک اعلیٰ درجہ کا دستاویز سمجھکر ظفر المبین مین یہی دعوی کرلیا ہی کہ امام ابو حنیفہ کو کل سترہ حدیثین پہونچی ہین سو یہ نقلاً وعقلاً مردود ہی اور بجز متعصب شخص کے جسکو دیانت وامانت سے کچھ سروکار نہو کوئی اسپر اعتماد نہین کرسکتا کیونکہ اول اگر اس قول کو ابن خلدون یا کاتب کی غلطی یا ازلہ قرار نہ دیا جاوے تو یہ قول ان تحریرات کے سراسر مخالف ٹھہر کر شاذ ومردود ثابت ہوتا ہی جو علماے ثقات سے پیچھے مذکور ہوئی ہین پس ممکن ہی کہ ابن خلدون نے سبعمائۃ یعنی سات سو لکھا ہو اور غلطی سے سبعۃ عشر یعنی سترہ ہو گیا ہو بلکہ ناسخ کی غلطی کا ہونا ضروری ہی کیونکہ اس سے مابعد کی عبارت جو تاریخ مذکور مین ہی اس بات پر بخوبی دال ہی چنانچہ لکھا ہی وقد یقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منہم من کان قلیل البضاعۃ فی حدیث فلھذا قلت روایتہ ولا سبیل الی ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ لان الشریعۃ انما تؤخذ من الکتاب والسنۃ یعنی بعض دشمن متعصبون نے جو اس بات کا افترا کیا ہی کہ ائمہ مین سے جو حدیث مین قلیل البضاعت ہی اسی لیے اس سے قلیل روایت

ہوئی ہے لیکن اس اعتقاد کی ائمہ کبار مجتہدین کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں پس جب تک قرآن و حدیث میں معرفت تامہ حاصل نہو احکام شرعیہ کا اُنسے کیونکر اخراج ہوسکتا ہے اور پھر اسکے بعد لکھا ہے والامام ابوحنیفۃ انما قلت روایتہ لما شدد فی شروط الروایۃ والتحمل وضعف روایۃ الحدیث الیقینی اذا عارضہا الفعل النفسی وقلت من اجلہا روایۃ فقل حدیثہ لا انہ ترک روایۃ الحدیث متعمدا فحاشاہ من ذلک ویدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا واما غیرہ من المحدثین وہم الجمہور فتوسعوا فی الشروط وکثر حدیثہم والکل عن اجتہاد وقد توسع اصحابہ من بعدہ فی الشروط وکثرت روایتہم وروی الطحاوی فاکثر وکتب مسندہ یعنی امام ابوحنیفہ سے اسلیے قلیل روایت ہوئی کہ انھون نے روایت اور اسکے تحمل کے بارہ مین سخت قیدین لگائین اور حدیث یقینی کو جبکہ اُسکو فعل نفسی معارض ہو ضعیف سمجھا نہ یہ کہ معاذ اللہ اُنھون نے حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا اور قوی دلیل اُنکے علم حدیث مین بڑے مجتہد ہونے پر یہ ہے کہ جملہ مجتہدین و محدثین اُنکے اقوال پر اعتماد کرتے ہین اور جب اور مجتہدین کے اقوال سے بحث کرتے ہین تو اُنکے اقوال سے بھی خواہ بطور رد کے خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہین اور سواے انکے اور جمہور محدثین نے روایت کے بارہ مین وسعت دی ہے اور آسان قیدین لگائی ہین جسکے باعث اُنسے حدیث کی زیادہ روایت ہوئی اور ہر ایک نے ایسی قیدین و شرطین اجتہاد سے مقرر کین بلکہ خود تلامذہ امام ابوحنیفہ نے انکے بعد شرطون مین وسعت دی اور کثرت کے ساتھ اُنسے روایت ہوئی چنانچہ امام طحاوی حنفی نے بہت سی حدیثین روایت کین اور ایک مسند روایات ابوحنیفہ کی لکھی ہے دیکھو اگر ابن خلدون کے نزدیک صرف سترہ حدیثین امام اعظم کو پہونچی ہوتین تو وہ اس شد و مد سے اُنکے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے کی شہادت نہ دیتا اور اُنکو حدیث مین قلیل البضاعت سمجھنے والون کی مثل دیگر علماء کے اس زور شور سے تردید کرتا جیساکہ شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ چونکہ مجتہد کو معانی قرآن و حدیث و اقوال سلف کی اطلاع اور معرفت ناسخ و منسوخ شرط ہے اسلیے وہ ہم فقیہ اور ہم محدث ہوتے ہین

جیسے کہ بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق صحائف حدیث سے
بھرے ہوئے موجود تھے لیکن چونکہ آپکا اور آپکے یاروں کا اشتغال فقہ اور وضع مسائل
اور انکے اصول و فروع کے استنباط کی طرف کثرت سے تھا اسلیے سلسلہ روایت حدیث کا
آپ سے کم رہا ہوا نہ یہ کہ معاذ اللہ تمسک اور استدلال آپکا احادیث کے ساتھ نہ تھا بعض
علماء یہ کہتے ہیں کہ غالبًا مذہب آپکا عدم صحت نقل بالمعنی ہو اور اکثر احادیث ایسی ہی منقول
و مروی ہیں پس انھوں نے اسمیں عدم احتیاط کے سبب سے کمتر روایت کی ہو انتہی میزان
الشعرانی میں لکھا ہے کہ اصحاب سنن وہ ہیں جو حفاظ حدیث اور اوسپر اطلاع رکھتے ہیں مثل
ائمہ مجتہدین اور انکے متبعین کے کیونکہ انھیں نے مشتمل بر احکام سنن کو سمجھا ہے انتہی ۔ پھر
اسی میں لکھا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کہتے تھے کہ اہل حدیث ہر ایک زمانہ میں مثل اہل اسلام
کے ساتھ دوسرے اہل ادیان کے ہیں اور مراد اہل حدیث سے وہ لوگ ہیں جو فقہاء
اہل سنت سے ہیں اگرچہ وہ حفاظ نہیں انتہی ۔ ملا علی قاری نے شرح مسند امام ابو حنیفہ
میں لکھا ہے کہ چونکہ امام دلائل سے استخراج مسائل میں مشغول تھے اسلیے اُنسے قلیل روایت
ظاہر ہوئی جیسے کہ اجل صحابہ مثل ابو بکرؓ و عمرؓ جب امر اہم کی رعایت میں مشغول تھے تو نقل
احادیث و روایت میں مقلین تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص علم کتاب اور سنت کا
محیط نہو وہ کیونکر امت کا امام و مقتدا متصور ہو سکتا ہے اور کیونکر تمام فقہا اُسکے عیال
ہو سکتے ہیں خصوصًا صدر اول میں باوجود بہت سے ائمہ مجتہدین کے اور طحاوی نے اپنی
سند کے ساتھ امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ کسی شخص کو لائق
نہیں ہے کہ کسی حدیث کی روایت کرے مگر اُسوقت کہ جبسے وہ اُسکو روز سماعت سے لیکر
روایت کے دن تک بعینہ یاد رکھے حاصل کلام یہ کہ امام ابو حنیفہ جمہور محدثین کے برخلاف
روایت بالمعنی کو جائز نہیں رکھتے پس اسی علت شریفہ سے اُنسے خارج میں تھوڑی
روایت ظاہر ہوئی انتہی ۔ شامی میں لکھا ہے کہ جو شخص حدیث میں امام ابو حنیفہ کو بے اعتنا
سمجھتا ہے پس یا تو وہ تساہل کرتا ہے یا مرض حسد میں مبتلا ہے کیونکہ جو شخص ایسا ہو وہ
کسطرح ہر اسقدر مسائل کا استنباط کر سکتا ہے جسقدر کہ آپ نے کیا ہے حالانکہ آپ نے ہی پہلے

پہلے عمل وجہ مخصوص پر جو آپکے اصحاب کی کتب مین مذکور ہی اوّلاً اُسے استنباط مسائل کیا ہی اور چونکہ آپکا اشتغال اس امر اہم مین بہت زیادہ تھا اسلیے آپسے احادیث کی روایت خارج مین چندان ظاہر نہوئی جسطرح حضرت ابوبکر و عمر جب عام مصالح مسلمین مین مشغول ہوے تو انسے احادیث کی روایت مثل صحابۂ صغار کے عام تام ظاہر نہوئی اور اسی طرح امام مالک و شافعی سے اسقدر حدیث کی روایت ظاہر نہین ہوئی جتنی کہ اُن لوگون سے ہوئی ہی جو صرف واسطے روایت کے فارغ تھے مثل ابی زرعہ و ابن معین وغیرہ کے کیونکہ یہ دونون استنباط مسائل مین مشتغل تھے حالانکہ کثرت روایت بدون درایت مین چندان خوبی نہین ہی بلکہ ابن عبد البر نے اُسکی مذمت مین ایک باب منعقد کیا ہی اور کہا ہی کہ علما و فقہا اور جمہور مسلمین نے بجز تفقہ و تدبر کے اکثار روایت حدیث کو مذموم کہا ہی اور ابن شبرمہ نے کہا ہی کہ حدیث کی روایت کم کر تاکہ تو فقیہ ہوجاوے انتہی بستان المحدثین مین لکھا ہی کہ امام مالک نے فرمایا ہی کہ کثرت سے روایت کرنا کچھ علم نہین ہی بلکہ علم وہ ہی جسکو اللہ تعالی آدمی کے سینہ مین رکھتا ہی انتہی۔ دوم کل سترہ حدیثین امام ابوحنیفہ کو پہونچنا سراسر خلاف نقل ہی کیونکہ اگرچہ پندرہ مسانید مذکورہ بالا سے قطع نظر کیا جاوے اور صرف دیگر تصانیف تلامذۂ امام دیکھی جاوین جنمین بذریعہ امام بسند مسلسل اخبار و آثار مروی مین مثل امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الحج اور سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی وغیرہ تو بھی صدہا روایات امام کی نکلینگی۔ علاوہ انکے مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق و تصانیف دارقطنی و تصانیف حاکم و تصانیف بیہقی اور تصانیف طحاوی مثل شرح معانی الآثار اور مشکل الآثار وغیرہ کو دیکھو کہ انمین کسقدر امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایات موجود ہین سوم ہر ایک شخص جانتا ہی کہ امام کا زمانہ آخر زمانہ اصحاب اور شروع زمانہ تابعین کا تھا اور نیز دستور زبانی احادیث یاد رکھنے کا تھا جس سے اس زمانے مین ایک ایک طفل مکتب کو بھی صدہا احادیث یاد تھین پس باوجود اسکے یہ کہنا کہ امام اعظم کو صرف سترہ احادیث پہنچین سراسر حماقت ہی۔ چہارم مسائل فرعیہ عبادات و معاملات مین جو امام ابوحنیفہ سے انکے تلامذہ کی کتابون مین بسند متصل نقل ہوے ہین مثل کتب ستہ امام محمد جامع صغیر و جامع کبیر و سیر کبیر و سیر صغیر و مبسوط و زیادات و نیز کتاب الآثار و کتاب الحج اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج

والاملی اور ابن زیاد کی کتاب مجرد وغیرہ میں وہ اس کثرت سے ہیں کہ انکا شمار مشکل ہی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ سب نہ قرآن میں منصوص ہیں اور نہ اجماع سے ثابت ہوئے ہیں اور اکثر انکے ایسے ہیں کہ صرف قیاس ورائے میں نہیں آسکتے پس اگر امام اعظم کو کثرت سے احادیث نہ پہونچتیں تو وہ کسطرح انکے ساتھ فتوی دیتے اور کہاں سے ان مسائل کا استخراج کرتے اور جس شخص کو کل سترہ حدیثیں پہونچی ہوں وہ کسطرح سے ہزارہا احکام کا صرف مطابق احادیث کے فتوی دے سکتا ہے اور نہ کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ امام کی روایات مسموعہ فقط سترہ ہوں اور یوں انکو احادیث کثیرہ پر اطلاع ہو جنسے انھوں نے احکام شرعیہ استخراج کیے کیونکہ اس زمانے میں حال کی طرح احادیث کی کتابیں تالیف نہیں تھیں بلکہ احادیث و احکام شرع کا مدار صرف سماع پر تھا۔ پنجم امام اعظم کے مشایخ علم میں حسب بیان ابن حجر وغیرہ محدثین کے چار ہزار ہیں جنمیں سے تین سو کے قریب تو انکی مسانید میں ہی مذکور ہیں جنکے نام پیچھے درج ہو چکے جنسے انھوں نے بلا واسطہ متعدد روایات کی ہیں پس سترہ حدیث کے کیا معنی۔ ششم امام ذہبی وغیرہ نقاد رجال نے امام کو زمرۂ حفاظ احادیث میں ذکر کیا ہے پس جس شخص کو صرف سترہ حدیثیں پہونچی ہوں وہ زمرۂ حفاظ میں تو کجا محدثین میں بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ ہفتم خود ابن خلدون نے امام کو کل سترہ حدیثیں پہونچنے پر اعتبار نہیں کیا بلکہ بہ لفظ یقال کہ جس سے اشارہ اسکے ضعف کی طرف ہے تحریر کیا ہے پس بمقابلہ اقوال اہل ثقات کے صریح قول ضعیف پر اعتبار کرنا دانائی سے بالکل بعید ہے۔ ہشتم اگر فرض کیا جاوے کہ ابن خلدون نے دیدہ و دانستہ اور معتبر خیال کر کے لکھا ہے کہ امام اعظم کو کل سترہ احادیث پہونچی ہیں تو بھی اسکا ایسا لکھنا امام موصوف کے لیے کچھ مضر نہیں کیونکہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ میں بڑا ماہر تھا مگر اسکو علوم شرعیہ میں مہارت اور فن حدیث و رجال وغیرہ میں مداخلت نہ تھی جیسا کہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی نے جو شاگرد رشید حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں اپنی کتاب ضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع میں ترجمہ ابن خلدون میں لکھا ہے ولم یکن ماہرًا بالعلوم الشرعیۃ انتہی۔ ہاں اگر کسی محدث معتبر سے جسکو علم روایات حدیث وغیرہ میں مہارت اور کتب حدیث سے واقفیت ہو ایسا قول صادر ہوتا تو البتہ اسکا کچھ لحاظ ہو سکتا تھا بیچارہ ابن خلدون کہ جسنے تصانیف حدیث کو بنظر غور نہیں دیکھا کیا جانے کہ امام اعظم کی کسقدر

روایات کتب حدیث میں موجود ہیں بلکہ وہ تو خود اپنی تاریخ کے ابتدا میں مقر ہیں کہ امور تاریخیہ اور
حکایات منقولہ میں غلطیوں کا واقع ہونا اغلب ہے پس اُنکو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہیے
اور جو بات براہین قطعیہ عقلیہ و نقلیہ کے مخالف ہو اُسکو رد کرنا چاہیے۔ مسند خوارزمی میں
سیف الائمہ سائلی سے منقول ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ امام نے علماء تابعین سے چار ہزار اُستادوں کی
شاگردی کی اور علم فقہ و حدیث کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتوی نہ دیا تھا
کہ جب اُنھوں نے اجازت دی تو آپ جامع مسجد کوفہ میں مجلس کے اندر بیٹھے اور ایک ہزار
شاگرد آپکے پاس جمع ہوئے جنمیں سے فاضل تر و بزرگ تر چالیس شخص تھے جنکو اجتہاد کا مرتبہ
حاصل تھا سو اُنکو آپ نے اپنا مقرب کر کے کہا کہ تم میرے رازدار و غمگسار ہو میں نے
اس فقہ کے گھوڑے کو تمہارے لیے لگام دیکر اور زین کس کر تیار کر دیا ہے سو تم میری
امداد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھکو جہنم کا پل بنایا ہے غیر لوگ پار ہوتے ہیں اور بوجھ میری
پیٹھ پر ہے یعنی لوگ تو تقلید سے نجات پائینگے لیکن اگر ذرہ بھی اجتہاد میں کچھ تساہل
ہوگا تو اُسکا مواخذہ مجھسے ہوگا پس امام کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد
شاگردوں سے مشورہ اور مناظرہ و گفتگو کرتے اور اُنسے پوچھتے اور جو احادیث و آثار
اُنکے پاس ہوتے اُنکو سنتے اور جو آپکو معلوم ہوتے وہ اُنکے آگے بیان کرتے اور مہینا مہینا
بھر بلکہ زیادہ عرصہ تک رد و بدل اور مناظرہ کرتے یہانتک کہ جب آخر کو ایک بات
ٹھہر جاتی تو اس قول محقق کو امام ابو یوسف ثبت کرتے یہانتک کہ تمام اصول فقہ کو
اسی طرح مشوری کر کے ثابت کیا امام اعظم اور اماموں کی طرح بذات خود متفرد نہیں
ہوئے۔ انتہی۔ کذا فی فتاوی سراجیہ۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ عالم۔ عابد۔ زاہد
ورع۔ تقی۔ کثیر الخشوع۔ دائم التضرع۔ خوش صورت۔ خوش سیرت۔ بڑے کریم
مسلمان بھائیوں کے عمدہ مددگار۔ میانہ قد۔ گندم گون۔ خوش تقریر۔ شیرین زبان تھے
اور اسد بن عمرو نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو کے ساتھ چالیس سال تک فجر کی نماز
پڑھی اور عموماً رات کو تمام قران ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور رات کو اُنکا رونا سُنکر
ہمسایہ بھی اُنپر رحم کرتے تھے اور جہاں وہ فوت ہوئے وہاں اُنھوں نے سات ہزار قران شریف کا

ختم کیا انتہی۔ کذا فی التاریخ ابو الفداء۔ میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو نعیم وغیرہ نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے پچاس سال سے زیادہ تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور ہمیشہ رات کو اپنا پہلو زمین پر آرام کرنے کو نہ رکھا صرف بعد نماز ظہر کے جلوس کی حالت میں ایک گھڑی سوتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قیام لیل پر ظہر کے بعد نیند سے امداد طلب کرو۔ انتہی۔ قلائد میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ چار ائمہ نے ایک رکعت میں قران ختم کیا عثمان بن عفان و تمیم داری و سعید بن جبیر و ابو حنیفہ اور اسکے سوا ابو حنیفہ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی انتہی۔ طحطاوی میں لکھا ہے کہ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نے حفص بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ میں نے مسعر بن کدام سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے مجھکو اسکی قرأت نہایت پسند آئی سو اُسنے قران کا ساتوان حصہ پڑھا میں نے سمجھا کہ اب رکوع کریگا مگر نہین پھر اُسنے تہائی قران پڑھا میں نے سوچا کہ اب رکوع کریگا مگر نہین پھر اُسنے آدھا قران پڑھا سو اسی طرح پڑھتا رہا یہانتک کہ تمام قران ایک رکعت میں ختم کیا پھر جو میں نے اُسکو اچھی طرح سے دیکھا تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور خطیب نے یحیی بن نصر سے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ رمضان میں اکثر ساٹھ دفعہ قران کا ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی ہے کہ میں نے اسد بن عمرو سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وضو سے چالیس برس تک فجر کی نماز پڑھی اور اکثر شب کو تمام قران ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور جس مکان میں اُنکی وفات وقوع میں آئی ہے وہان اُنھون نے سات ہزار دفعہ قران کا ختم کیا تھا انتہی۔ غایۃ الاوطار ترجمہ دُر المختار میں لکھا ہے کہ مسعر بن کدام نے کہا ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کی مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ آپ فجر کی نماز پڑھکر لوگون کو تعلیم علم کرتے رہے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک تعلیم میں مشغول رہے پھر مغرب تک درس فرمایا پھر اسی طرح عشاء تک پھر بعد نماز عشاء کے گھر میں چلے گئے پس میں نے اپنے دل میں خیال کیا

کہ انکی مشغولی ومصروفی کا تو یہ حال ہو سونا انکا کب ہوتا ہوگا مین اس امر کی جستجو کرونگا جب لوگون
کی آمد ورفت موقوف ہوئی تو امام مسجد مین آئے اور طلوع فجر تک نماز مین قایم رہے
جب صبح ہوئی تو گھر مین گئے اور کپڑے پہن کر مسجد مین آئے اور فجر کی نماز پڑھی اور
اسی طرح عشا تک تعلیم مین مشغول رہے پھر گھر مین گئے سو مین نے خیال کیا کہ آج رات
ضرور آرام کرینگے مین آج بھی انکا تجسس کرونگا سو جب آمد ورفت موقوف ہوئی تو یہ مسجد مین
آئے اور شب گذشتہ کی طرح طلوع صبح تک نماز مین مشغول رہے پھر گھر مین جاکر اور کپڑے پہن کر
نماز کے واسطے مسجد مین آئے اور بعد نماز اسی طرح عشا تک تعلیم اور ارشاد مین مصروف رہے
پھر گھر مین گئے تو مین نے خیال کیا کہ آج ضرور ہی آرام کرینگے لیکن اس رات بھی صبح تک
انھون نے ایسا ہی کیا اسپر مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین انکا ساتھ نچھوڑونگا یہانتک
کہ میرا یا انکا دنیا سے انتقال ہوگا سو مین نے انکی مسجد مین انکی ملازمت اختیار کی۔ انتہی۔
شامی مین لکھا ہی کہ حافظ ذہبی نے کہا ہی کہ امام ابوحنیفہ کا قیام لیل وتہجد وتعبد تواتر
کے درجے کو پہونچ گیا ہی چنانچہ بسبب کثرت قیام لیل کے انکا نام وتد یعنی میخ رکھا گیا
اور صرف قیام لیل ہی نہین بلکہ انکا تیس سال تک ایک رکعت مین قرأت قران کے ساتھ
زندہ رکھنا رات کو متواتر ہوا۔ انتہی۔ فتاوی برہنہ مین لکھا ہی کہ ایک لڑکے نے اپنے باپ سے
پوچھا کہ بابا وہ ستون مسجد مین سے کہان چلا گیا جو یہان قائم تھا اسنے کہا کہ بیٹا وہ ستون
نہین تھا بلکہ امام المسلمین ابوحنیفہ رحمہ تھے انتہی۔ در مختار مین لکھا ہی کہ امام نے اپنی عمر مین
پچپن حج کیے اور اخیر حج کو کعبہ شریف کے خادمون سے ایک رات اجازت لیکر اندر داخل ہوئے
اور بیت اللہ کے دو ستونون کے درمیان داہنے پانون کی پشت پر بایان پانون رکھ کر نماز مین کھڑے
ہوئے یہانتک کہ آدھا قران ختم کرکے رکوع وسجود کیا پھر بائین پانون پر داہنا پانون رکھ کر
کھڑے ہوئے یہانتک کہ قرآن کو ختم کیا جب سلام کیا تو خوب روئے اور اپنے رب سے مناجات
کی کہ یا الہ العالمین اس ضعیف بندہ نے تیری عبادت جیسی کہ تجھکو لائق ہی نہین کی لیکن تجھکو تیری صفات
کبریائی سے جانا ہی جیسے کہ تیرے جاننے کا حق ہی تو اسکی خدمت کے نقصان کو اسکی کمال معرفت کے
سبب سے بخشدے یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر اسپر بیت اللہ کے ایک گوشے

ہ آواز غیب آئی کہ اے ابوحنیفہ تو نے ہمکو جیسا کہ چاہیے تھا ویسا جانا اور خدمت تو نے ہماری
خوب ہی کی مغفرت کی ہم نے تجھکو اور ان لوگوں کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہونگے انتہی ۔
کذا فی الطحاوی ۔ امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس مرتبے کو کس چیز کے سبب پہنچے تو
فرمایا کہ غیر کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا اور کسی سے پوچھنے میں کچھ عار کی نہیں۔ تفسیر کبیر
میں امام فخر الدین رازی شافعی نے جو امام ابوحنیفہ کے حق میں بڑے متعصب ہیں آیہ مالک
یوم الدین کی تفسیر کی فصل رابع میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ تھا ایک دن
آپ اسکے گھر میں مطالبہ کے لیے گئے جب اسکے مکان کے دروازے کے پاس پہونچے تو آپ کی
جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی اسپر آپ نے جوتی کو جھاڑا تو اس سے کچھ نجاست اڑکر
مجوسی مذکور کی دیوار سے لگ گئی اس سے آپ بڑے حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس
نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائیگی اور اگر اسکو چھیلتا ہوں تو اس
دیوار کی مٹی گر پڑیگی اور اس سے مالک مکان کا نقصان ہے پس آپ نے مجوسی کے دروازہ
کو کھٹکھٹایا جسپر ایک لونڈی باہر آئی آپ نے اسکو کہا کہ اپنے مالک کو خبر کر کہ ابوحنیفہ دروازہ
پر کھڑا ہے لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور آتے ہی یہ خیال کر کے کہ شاید مجھ سے
مال کا مطالبہ کرینگے عذر کرنا شروع کیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قصہ بیان
کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتا کہ تمہاری دیوار صاف ہو جاوے مجوسی نے
امام کا یہ ورع و تقویٰ دیکھکر اسی وقت دین اسلام قبول کر لیا انتہی ۔ تفسیر حسینی میں
زیر آیت والکاظمین الغیظ کے لکھا ہے کہ کسی نے امام اعظم کو طمانچہ مارا آپ نے فرمایا کہ میں
بھی تجھکو طمانچہ مار سکتا ہوں لیکن نہیں مارتا اور خلیفہ سے تیری شکایت کرنے پر قادر ہوں
مگر نہیں کرتا اور صبح کے وقت تیرے ظلم سے خدا کے آگے فریاد کر سکتا ہوں لیکن نہیں کرتا
اور قیامت کو تجھ سے خصومت کر کے داد لے سکتا ہوں مگر یہ بھی نہیں کرتا بلکہ اگر مجھکو قیامت
کے روز رستگاری حاصل ہوا اور میری سفارش قبول ہو تو بغیر تیرے بہشت میں قدم نہ رکھونگا
انتہی ۔ مستدرک میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ جس قدر اپنے عیال کو نفقہ دیتے تھے اسی قدر
حسبۃً للہ فقرا اور مساکین کو بھی دیتے تھے اگر نیا کپڑا پہنتے تھے تو اسی قیمت اور اسی کے مانند

اہل علم کو بھی دیتے تھے اگر طعام کے وقت کوئی مسکین آجاتا تو وہ چند لقمے اسکو اپنے سے دیتے تھے انتہی۔
مرآۃ الجنان مین لکھا ہے کہ امام اعظم طفولیت ہی سے بڑے حاضر جواب اور ذکی و ذہین اور اعلیٰ درجہ کے
ہوشیار تھے چنانچہ نقل ہے کہ قیصر روم نے ایک دفعہ قاصد کو مع تحائف و ہدایا کے خلیفہ منصور کی خدمت
مین اس غرض سے بھیجا کہ وہان کے علماے وقت کو جمع کرکے اُنسے تین سوال کرے اگر وہ انکا جواب
معقول دیدین تو مال کو انپر تقسیم کر دے ورنہ مسلمانون سے خراج طلب کرے خلیفہ نے اپنے
زمانے کے تمام علما و فضلا اور حکما کو جمع کیا چنانچہ لوگ کثرت سے واسطے دیکھنے مباحثہ کے جمع
ہوے امام ابو حنیفہ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ وہان چلے گئے جب قاصد نے منبر پر چڑھکر سوال
کیا تو علماے حاضرین مین سے کوئی اسکے جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا پھر امام ابو حنیفہ نے اپنے
والد سے کہا کہ اگر مجکو اجازت ہو تو مین اسکا جواب دیتا ہون اُسنے اجازت نہ دی آپ نے ناچار
خلیفہ سے کہکر اجازت حاصل کی اور منبر کے پاس جاکر قاصد سے کہا کہ چونکہ مجیب بجاے سائل
منزلہ انشا گر کے ہوتا ہے اسلیے تو اُتر آتا کہ مین منبر پر چڑھکر تیرے سوالون کا جواب دون
الغرض قاصد منبر سے نیچے اُتر آیا اور آپ نے منبر پر چڑھکر کہا کہ اب سوال کر قاصد نے کہا کہ
خدا سے پہلے کون تھا آپ نے فرمایا کہ عددون کو شمار کرکے بتا کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے
قاصد نے کہا کہ کوئی نہین وہی ایک سب سے پہلے ہے پس آپ نے فرمایا کہ جب واحد مجازی لفظی کے
پہلے کوئی چیز متحقق نہین ہو سکتی تو پھر واحد حقیقی معنوی کے پہلے کس طرح پر کوئی شے متحقق ہو سکتی ہے
قاصد نے پھر سوال کیا کہ خدا کا منھ کس طرف ہے آپ نے فرمایا کہ جب مشعل روشن ہوتی ہے تو اُسکا
منھ کس طرف ہوتا ہے اُسنے کہا کہ چارون طرف برابر ہوتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ جب نور مجازی
کو جانب معین نہین ہے تو نور حقیقی کو کس طرح پر ایک طرف منحصر ہو سکتی ہے۔ پھر پوچھا کہ خدا
اس وقت کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اُسکے کام تو بہت ہین مگر اُنمین سے ایک یہ ہے کہ تجھ کافر کو منبر سے
اُتار کر مجھ مومن کو بٹھا دیا ہے انتہی۔ روضۃ الفائق مین لکھا ہے کہ ایک عورت مسجد مین آئی اور ایک
سیب کو جسکا نصف سرخ اور نصف زرد تھا امام ابو حنیفہ کے آگے رکھ دیا امام نے اوسکو دو پارہ
کرکے اُسکے حوالہ کر دیا جب عورت چلی گئی تو امام سے آپکے یارون نے اس معما کا مطلب پوچھا آپ نے
فرمایا کہ اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ کبھی زرد آتا تھا اسلیے طہر کو مجھسے پوچھتی تھی مین نے

اسکو سبب کی اندرونی سعیدی سے جواب دیا یعنی جناب باری سعیدہ آدمی سے ظہور نہین ہوتا انتہی۔
اسی کتاب مین لکھا ہی کہ ایک دن امام ابوحنیفہ مسجد مین بیٹھے ہوے تھے کہ ایکبارگی چند خارجی مسلح ظاہر
ہوے اور انھون نے آپ سے کہا کہ ہم تم سے دو باتین پوچھتے ہین اگر جواب نہ دوگے تو آپکو دو ٹکڑے
کر دینگے آپ نے فرمایا کہ تلوارون کو میان مین کرو مین تمکو جواب دونگا انھون نے کہا کہ ہم تمھاری گردن
کے ٹکڑے سے میان بنانا ثواب عظیم جانتے ہین تلوارون کو میان مین کس طرح کرین آپ نے فرمایا کہ خیر
کہو کیا کہتے ہو کہا کہ دو آدمی کے جنازہ کے حق مین جنمین سے ایک شراب کے نشہ مین اور دوسری
عورت استقاط حمل حرام کے وقت مین مر گئے ہین اور انکو توبہ نصیب نہین ہوئی کیا کہتے ہو۔ چونکہ
خارجیون کے مذہب مین تھوڑے سے گناہ پر بھی آدمی کافر ہو جاتا ہی اور امام کے مذہب مین کافر نہین
ہوتا تھا اسلیے انھون نے سوچا تھا کہ امام ابوحنیفہ ضرور اپنے مذہب کے مطابق انکو مومن کہینگے اور
ہم اس حیلہ سے فساد کرینگے۔ امام نے فرمایا کہ وہ دونون آدمی کس قوم سے تھے آیا یہود سے کہا نہین
فرمایا کیا نصارا و مجوس سے کہا نہین فرمایا کیا بت پرستون مین سے کہا نہین فرمایا پھر کس قوم مین سے
تھے انھون نے کہا کہ مسلمانون مین سے تھے فرمایا بس تمنے خود ہی جواب دیدیا ہی مین کیا کہون انھون نے
کہا کس طرح فرمایا کہ جب تمنے خود اقرار کیا کہ وہ قوم مسلمانون مین سے تھے تو پھر کافر کس طرح ہونگے
اسپر تمام خارجی امام صاحب کی یہ کرامت دیکھکر اپنے مذہب سے تائب ہوے انتہی۔ تفسیر کشاف
مین مذکور ہی کہ ایک دفعہ قتادہ تابعی کوفہ مین تشریف لائے اور لوگ ہر طرف سے حلقہ باندھکر
آنکے کسی سوال کے جواب پوچھنے کے منتظر ہوے آپ نے فرمایا کہ جو دل مین کہتے ہو پوچھ لو اتفاقًا
امام ابوحنیفہ بھی بحالت صغر سنی وہان موجود تھے جب لوگون نے پوچھا کہ جو مور حضرت سلیمان کے
پاس آیا تھا نر تھا یا مادہ تو قتادہ تامل کرنے لگے امام ابوحنیفہ نے جھٹ کہہ دیا کہ مادہ تھا
قتادہ نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا ہی کہ مادہ تھا امام نے آیت قالت نملة پڑھکر انکی
تسلی کر دی انتہی۔ تاریخ خلکان مین لکھا ہی کہ ربیع مصاحب خلیفہ منصور کو امام ابوحنیفہ سے خفیہ
عداوت تھی ایکدن امام کے سامنے منصور سے کہا کہ یہ ابوحنیفہ تمھارے چچا حضرت عبد اللہ بن
عباس کے ساتھ عداوت رکھتے اور انکے قول کے برخلاف حکم دیتے ہین یعنی اگر کوئی سوگند کھا کر دو تین روز
کے لیے بھی انشاء اللہ تعالی کہدے تو تیسرے دن اسکے نزدیک اسکا استثنا صحیح ہوتا ہی اور ابوحنیفہ اسکو

نادرست کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ استثنا متصل چاہیے ورنہ درست نہو گا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ
امیر خلیفہ ربیع کہتا ہی کہ بیعت لشکر کی تیرے ہاتھ پر درست نہیں ہوئی پوچھا کسطرح امام نے فرمایا
کہ اس جگہ قسم کھا کر بیعت کر لی پھر گھر میں جا کر انشاء اللہ کہکر بیعت کو توڑ دیا منصور نے یہ سنکر قہقہہ
لگایا اور ربیع سے کہا کہ تو امام ابو حنیفہ سے متعرض نہو جب دربار سے باہر نکلے تو راستہ میں ربیع نے
امام سے کہا کہ آج تو آپ نے گویا مجھے قتل ہی کرا دیا تھا امام نے فرمایا نہیں بلکہ تو نے میرے قتل کی
سعی کی تھی مگر میں نے تجکو اور اپنے کو بچا لیا انتہی۔ مسعودی میں لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ سے ایک عالم نے
پوچھا کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر پشیمان بھی ہوئے ہیں فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ جب لوگوں نے مجھسے
پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہی اور اسکے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہی کیا کیا جاوے تو میں نے انکو
کہا کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال لو پھر میں نے افسوس کیا کہ میں نے مردہ کو ایسی تکلیف
دینے کا کیوں حکم دیا اور میں نہیں جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ۔ عالم مذکور نے کہا کہ اے
امام یہ جگہ افسوس کی نہیں ہی بلکہ بفضل خدا تمھارے شامل حال ہی کہ وہ بچہ میں ہی ہوں اور
آپکے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہونچا ہوں۔ انتہی۔ دائرۃ المعارف
میں لکھا ہی کہ علی بن جعد نے کہا کہ امام ابو یوسف کہتے تھے کہ جب میرا باپ فوت ہو گیا تو میں
صغیر سن تھا میری والدہ مجکو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لیے لے چلی رستہ میں میں نے
امام ابو حنیفہ کا حلقہ مجلس دیکھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا ماں مجکو کھینچتی تھی اور میں وہاں سے
نہ آتا تھا آخر میری ماں نے امام سے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور یہ لڑکا یتیم ہی سوت
کات کر گذارا کرتی ہوں نہیں معلوم آپ نے اس سے کیا کہا ہی کہ اب جہاں اسے میں لیجاتی ہوں
یہ نہیں جاتا۔ امام نے فرمایا کہ اسے یہاں ہی رہنے دو کہ یہ علم پڑھیگا اور عنقریب صحون فیروزج میں
روغن پستق کے ساتھ فالودہ پیگا امام یوسف نے کہا کہ جب مجکو قضا ملی تو میں ایک دن
صحن فیروزج میں خلیفہ رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے نوکر فالودہ لائے اور مجکو خلیفہ نے
کہا کہ فالودہ کھاؤ اور یہ فالودہ اس قسم کا ہی کہ ہر وقت ایسا تیار نہیں کیا جاتا میں نے یہ بات
سن کر تبسم کیا خلیفہ نے ہنسنے کی وجہ دریافت کی میں نے یہ تمام قصہ بیان کر کے امام کی کرامت
بظاہر کی اسپر خلیفہ نے کہا کہ علم بیشک فائدہ دیتا ہی اور دنیا و آخرت میں مرتبہ بڑھاتا ہی پھر کہا

کہ خدا امام ابوحنیفہ پر رحم کرے کہ وہ عقل کی آنکھون سے وہ چیز دیکھتے تھے جو سر کی آنکھون سے
دیکھی نہین جاتی انتہی - تذکرۃ الاولیا وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام شعبی جو امام ابوحنیفہ کے استاد
اور قاضی خلیفہ منصور تھے ایک دن خلیفہ نے کچھ زمین اُنکے غلامون کو ہبہ اور وقف کی کوتوال
نے حکم دیا کہ دستاویز کو قاضی و مفتی اور علماے وقت کے دستخط و مواہیر سے موثق اور مزین
کرنا چاہیے چنانچہ تمام علما نے اُسپر مواہیر کردین اور شہادت لکھدی جب امام ابوحنیفہ کے
پاس لائے اور شہادت لکھنے کو کہا گیا تو امام نے کہا کہ خلیفہ کہان ہی کہا گھر مین کہا جبتک وہ میرے
پاس نہ آئے یا مین اُسکے پاس نہ جاؤن شہادت نہین لکھ سکتا کوتوال نے کہا تم عجیب آدمی ہو
تمام علما نے تو اپنی اپنی شہادت لکھدی ہی اور آپ تنہا ایسا عذر کرتے ہین امام نے فرمایا کہ ایک کا
معاملہ ہر کسی کے ساتھ ہی جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اُسنے امام شعبی سے پوچھا کہ کیا شہادت مین
رویت شرط ہی اُنھون نے کہا کہ ہان پس خلیفہ نے کہا کہ آپ نے کیون بغیر میری رویت
کے گواہی لکھدی ہی کہا مین جانتا تھا کہ حکم تیرا ہی اور مجکو تیرے بلانے کا اختیار نہین خلیفہ نے
کہا یہ امر اچھا نہین بلکہ موجب عذاب ہی انتہی -

ریاض الاخبار المنتخبہ من ربیع الابرار مین لکھا ہی کہ ایک دفعہ لوٹ کی ایک بکری
اہل کوفہ کی بکریون مین ملگئی امام ابوحنیفہ نے لوگون سے پوچھا کہ بکری کتنی مدت تک زندہ
رہ سکتی ہی اُنھون نے کہا کہ سات سال تک پس آپ نے سات سال تک گوشت کھانا ترک کر دیا
انتہی میزان الشعرانی مین لکھا ہی کہ ابوجعفر شیرازی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہی کہ ایک دفعہ
امام ابوحنیفہ نے ریشمی کپڑون کی بیع مین ایک شخص کو وکیل بنایا اتفاقاً اُن کپڑون مین ایک
کپڑا عیب دار بھی تھا آپ نے وکیل کو کہدیا کہ بغیر عیب دکھائے اُسکو ہرگز فروخت نکرنا لیکن
وکیل کو فروخت کرنے کے وقت عیب کا ظاہر کرنا یاد نہ رہا پس اُسکی قیمت اور کپڑون کی
قیمت مین مختلط ہوگئی پس جب آپکو اس حال سے خبر دی گئی تو آپ نے اُن تمام کپڑون کی
قیمت کو فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیا اور یہ بھی روایت ہی کہ امام ابوحنیفہ اپنے مقروض کی دیوار
کے سایہ مین کبھی دھوپ کے وقت آرام نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک قرض جو کسی طرح کے نفع کو
کھینچے وہ سود ہی اور مقروض کی دیوار کے سایہ مین میرا بیٹھنا ایک طرح کا فائدہ حاصل کرنا ہی انتہی

تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہی کہ امام محمد لڑکپن مین بڑے صاحب جمال تھے پس امام ابوحنیفہ نے اُنکو صرف
پہلے ہی دفعہ دیکھا ہی پھر نہین دیکھا اور جب اُنکو سبق پڑھاتے تھے تو ستون کے پیچھے بٹھاکر پڑھاتے
تھے ایسا نہو کہ اُنپر نظر پڑ جاے - داؤد طائی کہتے ہین کہ مین بیس سال تک امام ابوحنیفہ کی
خدمت مین رہا پس اس مدت مین مین نے اُنکو کبھی خلوت و جلوت مین سر برہنہ اور
پانون لمبے کیے ہوے نہین دیکھا ایک دفعہ مین نے اُنکو کہا کہ اے امام اگر آپ خلوت مین پانون
دراز کر لیا کرین تو کیا مضائقہ ہی آپ نے فرمایا کہ خلوت مین ادب نگاہ رکھنا اولیٰ تر ہی - انتہی -
تاریخ خلکان مین ابن ابی لیلیٰ کے بیان مین لکھا ہی کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ واسطے انفصال مقدمات
اور فتویٰ کے کوفہ کی مسجد مین بیٹھا کرتے تھے ایک دن جو وہ عدالت گاہ سے اُٹھ کر کسی طرف
کو چلے جاتے تھے تو اُنھون نے رستہ مین ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کو یا ابن الزانیین
کہ رہی ہی اسپر آپ وہین سے واپس ہو گئے اور اُس عورت کو آدمی بھیجکر بلوایا جب وہ حاضر ہوئی
تو اُسکو کھڑا کر کے دو حد قذف مارنے کا حکم دیا جب اس بات کی خبر امام ابوحنیفہ کو پہونچی تو آپ نے
فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ مین چھ جگہ خطا کی ہی - اول اُنکو عدالت سے برخاست ہو کر
اُسی وقت پھر واپس ہونا چاہیے تھا - دوم مساجد مین حد مارنے کی آنحضرت نے ممانعت کی ہی سوم
عورت کو بٹھاکر کپڑے پہنے حد مارنا تھا - چہارم قاذف جماعہ بکلمۂ واحد پر صرف ایک حد واجب ہوتی ہی
نہ دو پنجم دو حد متواتر مارنا نہ چاہیے تھا بلکہ دوسری حد جب ماری جاتی کہ جب قاذفہ پہلی حد کی ضرب
سے تندرست ہو جاتی ششم بغیر کسی مدعی کے حد ماری گئی ہی جب ان اعتراضون کی ابن ابی لیلیٰ کو
خبر ہوئی تو اُنھون نے خلیفہ کے پاس جاکر شکایت کی کہ ایک جوان ابوحنیفہ نامے میرے احکام مین
معارضہ کرتا اور میرے حکم کے خلاف فتویٰ دیتا ہی اس سے اُسکو ممانعت کر دینی چاہیے اسپر خلیفہ نے
آدمی بھیجکر امام ابوحنیفہ کو فتویٰ دینے سے ممانعت کر دی - اس واقعہ کے چند ہی روز بعد ایک دن
امام ابوحنیفہ مع اپنی بیوی اور پسر حماد اور ایک لڑکی کے گھر مین بیٹھے ہوے تھے کہ لڑکی نے
کہا کہ مین روزہ دار ہون اور میرے دانتون مین سے خون نکلا ہی اور مین نے یہانتک تھوکا ہی کہ
تھوک بالکل سفید ہو گیا ہی سو اب تھوک کے نگلنے سے روزہ تو نہین زائل ہوتا آپ نے فرمایا
کہ تو اپنے بھائی حماد سے پوچھ لے کہ مجکو خلیفہ نے فتویٰ دینے سے ممانعت کی ہی انتہی سبحان اللہ

آپ نے حاکم کے حکم کی یہانتک اطاعت کی کہ تنہائی کی حالت میں بھی اس سے سر مو تجاوز نہ کیا
خیرات الحسان میں لکھا ہو کہ حماد بن ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام مسجد میں بیٹھے ہوے تھے
کہ یکایک ایک بڑا سانپ سقف سے گر کر آپکی گود میں آپڑا مگر قسم خدا کی کہ آپ ہمارے اُس جگہ سے
ذرا بھی حرکت نہ کی اور لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا کہکر سانپ کو ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دیا۔ انتہی
دائرۃ المعارف میں لکھا ہو کہ کوفہ میں امام ابوحنیفہ کا ایک موچی ہمسایہ تھا جو دن کو کام کرتا تھا اور
جب رات ہوتی تھی تو گھر میں آکر گوشت یا مچھلی جو لاتا تھا اُسکو پکاتا یا تلتا تھا پھر شراب پیتا تھا
یہانتک کہ جب شراب اثر کرتی تھی تو مستانہ وار آواز کے ساتھ گرجتا اور کہتا تھا اضاعونی وای فتی
اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر پس ہمیشہ شراب پیتا اور اسی بیت کو بار بار پڑھتا تھا یہانتک
کہ نیند اُسکو آجاتی تھی اور امام ابوحنیفہ چونکہ تمام رات نماز پڑھتے تھے اسلیے اُسکی آواز جو بیتک
وہ گاتا رہتا تھا سنتے رہتے تھے پس ایک رات اُسکی آواز نہ آئی آپ نے لوگوں سے اُسکا سبب
پوچھا اُنھوں نے کہا کہ اُسکو کوتوال پکڑ لیگیا ہو اور وہ محبوس ہو پس آپ فجر کی نماز پڑھکر خچر پر
سوار ہوے اور امیر کے پاس آنے کی اجازت چاہی امیر نے نوکروں کو حکم دیا کہ امام کو بحالت
سواری ہمارے فرش تک آنے دو چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا جب امام امیر کے پاس پہونچے تو
وہ بڑا خوش ہوا اور تشریف آوری کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ ہمارے ایک ہمسایہ موچی کو ایکے
حکم سے کوتوال نے پکڑ لیا ہو اُسکے چھڑانے کے لیے آیا ہوں امیر نے حکم دیا کہ جتنے لوگ اس رات
گرفتار ہوے ہیں سب کو چھوڑ دو پس امام امیر سے رخصت ہو کر موچی کو ساتھ لیے گھر میں آے
اور اُس سے کہا کہ اے جوان کیا ہمنے تجکو ضائع کیا ہو اُسنے کہا نہیں بلکہ آپنے خوب ہی نگاہ رکھا ہو
اور خدا آپکو حرمت جوار اور رعایت حق پر جزاے خیر دے پس اُس شخص نے اُس روز سے شراب
نوشی سے توبہ کر لی۔ انتہی۔ شامی میں لکھا ہو کہ حافظ نجم نے روایت کی ہو کہ میں نے ننانوے
مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھا اور دل میں سوچا کہ اگر ایک دفعہ اور خدا کو خواب میں دیکھوں
تو اُس سے پوچھوں کہ قیامت کو خلقت تیرے عذاب سے کس چیز کے کرنے سے نجات پاسکیگی سو
میں نے خدا کو پھر خواب میں دیکھا اور اُس سے سوال مذکور کیا اُسنے فرمایا کہ جو شخص صبح وشام
سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع السماء بغیر عمد سبحان من

بسط الارض علی ماء جمد سبحان من خلق الخلق فاحصاھم عدد سبحان من قسم الرزق ولم ینس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبة ولا ولدا سبحان الذی لم یلد ولم یکن له کفوا احد پڑھے اسنے میرے عذاب سے نجات پائی انتہی۔ مسند خوارزمی مین لکھا ہی کہ امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کرکے ابواب پر مرتب کیا اور آپکی دیکھا دیکھی امام مالک نے موطا مین یہی طرز اختیار کیا سو اس امر مین آپسے کسی نے سبقت نہین کی کیونکہ صحابہ و تابعین نے علم شریعت مین ابواب کرکے کوئی تصنیف نہین کی انکو اپنی یادپر اعتماد تھا لیکن جب امام نے علم کو منتشر دیکھا تو متاخرین کے سوء حفظ سے ڈرکر کہ مبادا علم ضائع ہو جائے اُسکی تدوین مستحسن سمجھی پس اپنی تدوین مین طہارت سے ابتدا کی پھر صلوۃ و صوم و باقی عبادات پھر معاملات ومواریث پر خاتمہ کیا انتہی شامی مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا اشتہار یہان تک ہوا ہی کہ عام بلاد اسلام بلکہ بہت سی ولایات اور شہرون مثل روم و ہند و سندھ و ماوراء النہر اور سمرقند مین بجز آپکے مذہب کے اور کوئی مذہب مشہور نہین ہی اور تحقیقی طور پر منقول ہی کہ سمرقند کے قبرستان مین چار سو ایسی قبرین ہین کہ انمین محمد نام شخص جنھون نے تصنیفات کی اور فتوی دیا اور ایک جم غفیر نے اُنسے علم اخذ کیا مدفون ہین چنانچہ جب صاحب ہدایہ فوت ہوے تو انکو وہان دفن کرنا چاہا گیا مگر لوگون نے آنکو وہان دفن کرنے نہ دیا اسلیے یہ قبرستان مذکور کے حوالی مین دفن کیے گیے یہ بھی روایت ہی کہ آپکے مذہب کو چار ہزار شخصون نے نقل کیا ہی اور ضروری کہ ان اشخاص مین سے ہر ایک کے لیے اصحاب ہون اور اسی طرح اُنکے لیے انتہی۔ ملا علی قاری نے اس رسالے مین جو اُنھون نے قفال مروزی کے جواب مین لکھا ہی بیان کیا ہی کہ مقلدین امام ابو حنیفہ کے قدیماً و جدیداً تمام شہرون خصوصاً روم کے شہرون اور ماوراء النہر اور ہند و سندھ اور اکثر خراسان و عراق و بلاد عرب مین بالاتفاق زیادتی پر ہین اور مین گمان کرتا ہون کہ بلا شبہہ دو تہائی مسلمان حنفی ہونگے بلکہ بعض سین کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہونگے۔ علاوہ اسکے ہر ایک زمان و مکان اور عصر و دہر اور برو بحر مین سلاطین روم و ماوراء النہر و ہند و سندھ مذہب نعمان پر ثابت ہین انتہی۔ وفات آپکی بغداد مین ماہ رجب یا شعبان یا نصف شوال یا شب جمعہ کو تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۵۰ ہجری مین ہوئی جسکا یہ سبب

بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپکو بغداد کی قضا کے منظور کرنے کے لیے کہا تھا مگر آپ نے اس سے انکار کر کے عدم قبول پر قسم کھالی اسپر خلیفہ نے آپکو قید کر کے قضا کے منظور کرنے کے لیے مجبور کیا مگر آپ نے قبول نہ کی آخر الامر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر روز آپکو دس تازیانہ مارا کریں اگرچہ آپ نے ایک سو تازیانے کھائے لیکن جب بھی وہی انکار جاری رکھا اسکے بعد آپ پر دس روز تک کھانے پینے کی طرف سے تنگی کی گئی جس سے آپ نے رو کر خدا سے دعا کی اور اسکے پانچ روز بعد آپ نے وفات پائی۔ ایک روایت اسطرح پر ہے کہ آپکو پینے کے لیے پیالہ زہر آلود دیا گیا آپ نے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو اس میں ہے مگر میں اپنے آپکو ہلاک نہیں کرتا اسپر جبر اً آپکے منھ میں ڈالا گیا جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ سجدہ میں گئے اور سجدہ ہی میں جان خدا کو سپرد کی۔ اسکے بعد آپکو پانچ شخص اُٹھا کر غسل کی جگہ میں لیگئے حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے آپکو غسل دیا اور ابو الرجا عبد اللہ نے آپ پر پانی ڈالا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ جب غسل کے بعد ہم آپکو میں نے دیکھا تو آپکی پیشانی پر ایک سطر میں آیہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور داہنے ہاتھ پر آیہ فادخلوا الجنۃ بما کنتم تعملون اور بائیں ہاتھ پر آیہ انا لا نضیع اجر من احسن عملا اور شکم پر یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان لکھا ہوا تھا۔ جب جنازہ اُٹھایا گیا تو یہ آواز آئی یا قائم اللیل یا طویل القیام یا صائم الیوم یا کثیر الصیام اباحک السید ما یستغنی من جنۃ الخلد ودار السلام جب قبر میں آپکو رکھا گیا تو یہ ندا آئی فروح وریحان وجنۃ نعیم۔ روایت ہے کہ جب امام کا جنازہ اُٹھایا گیا تو اسقدر خلقت کا ہجوم تھا کہ کندھا دینے والوں کی کثرت سے جنازہ کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں خلیفہ منصور بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور اسنے آپکی وفات وایذا دہی پر بڑا افسوس کیا اور کہا افسوس میں نے لیسے مظلوم مرحوم کو قتل کیا جسنے دنیا سے بالکل کنارہ کیا اور جسکو میں نے طرح طرح کے عذاب سے اذیت دی تو اُسنے تحمل سے صبر کیا کاشکے اگر یہ اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص چھوڑ جاتے جو انکے قایم مقام ہوتا تو اسوقت ہم اسقدر افسوس سے گریہ وزاری نہ کرتے۔ آپ پر جنازہ کی نماز قاضی حسن بن عمارہ نے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ پڑھائی اور باقی لوگ بیس روز تک آپکی قبر مبارک پر نماز پڑھتے رہے اور آپکو گورستان خیزران میں دفن کیا گیا

کہتے ہیں کہ آپکے دفن کے بعد تین رات تک یہ آواز آتی رہی ذهب الفقه فلا فقيه لكم فاتقوا الله وتبوءوا خلفا ۞ مات نعمان فمن هذا الذي ۞ يحيي الليل اذا ما سجيا یعنی چلی گئی فقہ اور کوئی فقیہ تمہارے لیے نہیں پس تقویٰ اختیار کرو اللہ کے لیے اور ہو خلیفہ ۔ نعمان مر گئے پس کون شخص ہے جو رات کو زندہ رکھے جب تاریک ہوتی ہے شرف الملک ابوسعد محمد بن منصور خوارزمی مستوفی مملکت سلطان ملک شاہ سلجوقی نے سنہ ۴۵۹ ہجری میں آپکی قبر پر ایک گنبد کلان بنوا کر اسکے پاس ایک بڑا مدرسہ حنفیوں کے لیے تعمیر کرایا جب آپکے مقبرے کی عمارت ختم ہو چکی تو ابوسعد بڑی شان و شوکت سے مع اعیان و ارکان کے اسکے دیکھنے کے لیے گیا اسوقت ابوجعفر مسعود بیاضی نے یہ قطعہ تصنیف کیا

قطعہ ألم تر ان العلم كان مبددا ۞ فجمعه هذا المغيب في اللحد ۞ كذلك كانت هذه الارض ميتة ۞ فانشرها فعل العميد ابي سعد ۞ آپکی تاریخ وفات یہ ہے آن امام اعظم کوفی کہ بود ۞ تکیہ گاہ و حامی دین مبین ۞ از پی وصل حبیب کردگار ۞ کرد چون رحلت سوی خلد برین ۞ در فراق آن امام دین پناہ ۞ اہل دین گشتند غمناک و حزین ۞ ماتم دین بود در بحرش از آن ۞ سال وصلش یافتم از سوگ دین ۞ سنہ ۱۵۰ھ

دوسرا خیابان

ان احادیث صحیحہ اور آثار قویہ میں جو امام ابوحنیفہ کی بشارت اور مناقب میں وارد ہوئی ہیں

علامہ طحطاوی اور علامہ شامی نے شرح درالمختار میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نعمان معجزات مصطفویہ میں سے بعد قرآن کے بیشک ایک بڑا معجزہ یعنی کرامت ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم نے انکے پیدا ہونے سے پہلے انکی خبر احادیث صحیحہ میں دی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور علامہ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان میں لکھا ہے کہ بتحقیق ایسی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جو امام ابوحنیفہ کی بشارت و فضیلت پر مشتمل ہیں منجملہ انکے آنحضرت صلعم کا وہ قول ہے جسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے بھی ہوگا تو اسکو ابنائے فارس میں سے چند شخص لے آئینگے اور ابونعیم نے ابوہریرہ اور شیرازی و طبرانی نے قیس بن سعد سے بالفاظ روایت کیا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علم اگر ثریا کے ساتھ بھی متعلق ہوگا تو اسکو ابنائے فارس سے

چند شخص لے آوینگے اور بلفظ طبرانی کی روایت کا قیس سے اسطرح پر ہو کہ نہ پاوینگے اُسکو اہل عرب البتہ
چند شخص ابناے فارس سے اُسکو پاوینگے - اور مسلم کی ایک روایت ابوہریرہ مین یون آیا ہو کہ
اگر ایمان نزدیک ثریا کے بھی ہوگا تو ضرور اُسکی طرف ابنائے فارس مین سے ایک شخص جاویگا
یہانتک کہ اُسکو لے آویگا - اور ایک روایت متفق علیہ مین ابوہریرہ سے اسطرح پر مروی ہو کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو اُس ذات کی قسم ہو کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہو کہ
دین اگر ثریا کے ساتھ بھی معلق ہو جائیگا تو اسکو ضرور ایک شخص ابناے فارس سے لے آویگا -
اسکے بعد حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ یہ روایات مذکورہ بالا جنکو شیخین وغیرہ نے روایت کیا
اس بات کی اصل صحیح ہین کہ انکو امام ابوحنیفہ کی بشارت وفضیلت پر محمول کیا جاوے انتہی -
اسکے بعد شامی نے لکھا ہو کہ مواہب لدنیہ کے حاشیہ (یعنی شیخ ابی الضیا علی بن علی شبر الملسی المتوفی
سنہ ۱۰۸۷ ہجری) مین علامہ شامی تلمیذ حافظ جلال الدین سیوطی سے منقول ہو کہ وہ جو ہمارے
شیخ سیوطی نے اس بات کا یقین کیا ہو کہ احادیث مذکورہ بالا مین صرف ابوحنیفہ ہی مراد ہین
یہ ظاہر ہی اور اسمین کسی طرح کا کچھ شک نہین کیونکہ ابناے فارس سے علم مین کوئی امام
ابوحنیفہ کے مبلغ کو نہین پہونچا انتہی - اور امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے کتاب
سبیل الہدی والرشاد فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ شامی کے باب چہین مین جو آنحضرت
کی پیشین گوئیون کے بیان مین ہی بعد ذکر کرنے احادیث مذکورہ بالا کے لکھا ہو کہ شیخ جلال الدین
سیوطی نے کہا ہی کہ ابوحنیفہ کی بشارت وفضیلت مین یہ اصل ایسا صحیح معتمد ہی کہ آنکی بشارت مین
خبر موضوع سے بالکل مستغنی کر دیتا ہی پس ہمارے شیخ کا یہ یقین کرنا کہ احادیث مذکورہ بالا سے
فقط ابوحنیفہ ہی مراد ہین ظاہر تر ہی اور اسمین کچھ شک نہین کیونکہ ابناے فارس مین سے کوئی
شخص علم مین امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کے مبلغ کو نہین پہونچا انتہی کلام الشامی شارح
در المختار - ملا علی قاری نے رسالہ مذکور مین لکھا ہی کہ تحقیق روایت کیا بخاری اور مسلم نے
ابوہریرہ سے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ دین اگر ثریا کے نزدیک بھی ہوگا تو ضرور اُسکو
ابناے فارس سے ایک یا چند شخص لے آوینگے اور یہ اہل عرب وعجم کو معلوم ہی کہ گروہ ابناے فارس
مین سے کوئی شخص بجز امام ابوحنیفہ کے یہانتک مرتبہ اجتہاد کو نہین پہونچا کہ امام ائمہ ہوا ہو لیکن اسی واسطے

حافظ محقق شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہی کہ یہ حدیث اصل صحیح اس بات کا ہی کہ واسطے بشارت
اور فضیلت تامہ ابوحنیفہ کے اُسپر اعتماد کیا جائے انتہی۔ شامی مین لکھا ہی کہ جو احادیث علم ثریا کی
اوپر مذکور ہو چکی ہین وہ امام اعظم پر قطعاً محمول ہین جیسا کہ شامی صاحب سیرت اور اُنکے
شیخ حافظ سیوطی نے تصریح کی ہی بخلاف حدیث لا تسبوا قریشاً فان عالمہا یملأ
الارض علماً کے جو امام شافعی پر محمول کی گئی ہی کیونکہ البعض نے اسکو ابن عباس پر محمول کیا ہی بلکہ
وہ اس حدیث کے زیادہ حقدار ہین کیونکہ وہ حبر الامۃ اور ترجمان القرآن ہین اور حدیث
یوشک ان یضرب اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ کی
جو امام مالک پر محمول کی گئی ہی کیونکہ اسکو اور اور علماء مدینہ پر جو اپنے زمانے مین منفرد تھے
محمول کیا گیا ہی بخلاف ان احادیث مذکورہ بالا کے کہ سوائے ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اُنکا
اور کوئی محل واقعی صحیح نہین اور سلمان فارسی اگرچہ من حیث الصحبۃ امام ابوحنیفہ سے افضل ہین
لیکن علم اور اجتہاد اور نشر دین اور تدوین احکام مین مثل ابوحنیفہ کے نہین ہوئے اور کبھی مفضول
مین کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہی جو فاضل مین نہین ہوتی اور فارس سے بلاد معروفہ مراد نہین ہی
بلکہ جنس عجم سے ہی اور وہ فرس ہی جیسا کہ دیلمی کی حدیث مین ہی کہ بہتر عجم کا فارس ہی انتہی نیل الاوطار
شرح در المختار مین مولوی خرم علی جو فرقہ غیر مقلدہ کے بھی نہایت معتمد ہین بعد
نقل فضائل امام ابوحنیفہ کے لکھتے ہین کہ عبد اللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبد اللہ بن داؤد
اور شداد بن حکیم اور یحیی ابن سعید اور مکی بن ابراہیم وغیرہ جو اہل اجتہاد اور اہل حدیث اور
محدثین کے استاد ہین اُنکے اقوال مستند مذکورہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار ہونا امام
ابوحنیفہ کا اپنے وقت مین تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی یہ حدیث لو کان العلم عند الثریا لنالہ
رجال من ابناء فارس کا صحیح محل امام اعظم اور اُنکے اصحاب ہین کیونکہ اہل فارس مین اُنسے
زیادہ تر اور کوئی عالم عالی فہم دقیقہ رس نہین ہوا بس امام کے واسطے یہ بشارت و فضیلت عظیم الشان
ہی انتہی۔ حاصل کلام یہ کہ احادیث مذکورہ بالا اس بات پر دال ہین کہ آنحضرت صلعم کا صیغہ جمع یعنی
رجال فرمانا باعتبار اتباع کے ہی جو امام ابوحنیفہ کے اصحاب ہین اور صیغہ واحد یعنی رجل فرمانا باعتبار
متبوع کے ہی جو امام ابوحنیفہ ہین بس آنحضرت صلعم کا اسطرح پر فرمانا اس بات کا اشارہ ہی

کہ اس شخص کے اتباع مثل اسکے فضل اصابت مسائل دین مین بحسب قواعد و اصول اس شخص کے غیرون
پر فائق ہونگے اسی واسطے امام شافعی نے فرمایا ہی کہ جو شخص فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہو اسکو
چاہیے کہ امام ابوحنیفہ کے شاگردون کا ساتھ نہ چھوڑے کیونکہ معانی علم دین کے خاص انہین کو
آسان ہوے ہین اور خدا کی قسم مین فقیہ قابل نہین ہوا مگر مطالعہ کتب محمد بن حسن سے۔ ابن حجر مکی
نے لکھا ہی کہ بعض ائمہ نے کہا ہی کہ مشہور ائمہ اسلام مین سے کسی کے لیے وہ بات حاصل نہین ہوئی
جو ابوحنیفہ کو اصحاب اور تلامیذ سے حاصل ہوئی ہی اور علماء وغیرہ لوگون نے کسی شخص سے
ایسا فائدہ نہین اٹھایا جیسا کہ ابوحنیفہ اور انکے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل فقہ
اور حوادث نازلہ واقعہ اور قضایا اور احکام شرعیہ مین فائدہ حاصل کیا ہی خدا انکو جزاے خیر دے
کذا فی الشامی نقلاً عن خیرات الحسان - ابن خلکان مین لکھا ہی کہ امام شافعی نے فرمایا کہ مینے
امام محمد سے ایک بوجھ اونٹ کا علم اخذ کیا انتہی - اعلام الاخیار مین منقول ہی کہ امام احمد سے
جب پوچھا گیا کہ آپکو یہ مسائل دقیقہ کہان سے حاصل ہوے ہین تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد کی
کتابون سے حاصل ہوے ہین انتہی - تاریخ ابن خلدون مین لکھا ہی کہ بعد امام مالک کے امام
شافعی عراق مین پہونچے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے ملے اور انسے اخذ کیا اور امام احمد بن
حنبل جو بڑے محدثین سے تھے انکے اصحاب نے باوجود بڑی بضاعت علم حدیث کے امام ابوحنیفہ
کے اصحاب سے پڑھا انتہی - شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ
امام شافعی نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب یہود و نصاری امام محمد بن حسن کی تصانیف کو دیکھ لین
تو بے اختیار ایمان لے آئین انتہی خطیب بغدادی نے لکھا ہی کہ طلحہ بن محمد بن جعفر کہتے ہین کہ
امام ابو یوسف مشہور الامر ظاہر الفضل افقہ اہل عصر تھے انکے زمانے مین کوئی شخص انپر مقدم
نہین ہو سکتا تھا اور وہ علم اور حلم اور قدر مین نہایت بڑھے تھے اور انھین نے
پہلے پہل اصول فقہ مین کتابون کو امام ابوحنیفہ کے ترتیب پر وضع کیا اور اقطار زمین مین
ابوحنیفہ کے علم کو پھیلایا اور نشر کیا انتہی - پس واقع مین اور نیز بحسب اتفاق شہادات ائمہ شافعیہ
وغیرہ ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کے مصداق اتم اور محل اکمل صرف امام ابوحنیفہ
اور انکے اصحاب ہین جنکے مبلغ علم کو ابناے فارس و عجم مین سے کوئی شخص نہین پہونچ سکا

پس وہ جو صاحب اتحاف النبلاء نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ اگر حدیث لوکان الدین عند الثریا کو مخصوص بامام ابوحنیفہ نہ رکھیں اور عام بکر دیں تو جماعۂ محدثین مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ اُسکے مصداق ہونے میں اولیٰ تر اور احق تر ہیں کیونکہ یہ تمام عجم اور سرزمین فارس سے تھے اور مرتبۂ علم و عمل و صدق و ورع و نشر و تدوین و تفقہ میں فائق بر اقران و سابق بر متقدمان تھے چنانچہ اُنکی کتب مولفہ اس بات پر دال ہیں اور صحبت معنویہ اور روایت احادیث محمدیہ میں سلمان فارسی کے شریک تھے اگرچہ صحبت سلمان کی ظاہری نہ تھی مگر اُنکو صحبت معنوی حاصل تھی بقول شخصے اہل الحدیث ہم اہل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا بخلاف ابوحنیفہ کے کہ سلسلہ روایت حدیث کا اُنسے برپا نہیں ہوا اور جل دکل اُنکے اقران اور اُنکے بعد کی نشاء انتہی نتیجہ فقہ اور روایات قیاس میں ہیں اور مرتبہ قیاس کا مرتبہ علم کتاب و سنت سے کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ کوئی تالیف بھی اُنسے بسند صحیح ماثور نہیں) کئی وجہ سے مردود و باطل اور سراسر تعصبات سے ہے اول یہ کہ جس صورت میں شیخ جلال الدین جیسے امام حدیث و فقہ و اجتہاد اور مصنف چار سو ساٹھ کتاب اور اُنکے تلمیذ حافظ محمد بن یوسف شامی امام و حافظ حدیث و فقہ اور شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے جو حدیث و فقہ میں اپنے زمانہ کے اعظم علما و فقہا تھے باوجود شافعیت کے محض انصاف کی راہ سے احادیث مذکورۂ بالا کا مصداق امام ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب کو قرار دیا ہے اور علی الاعلان کہا ہے کہ ابناء فارس میں سے کوئی شخص اُنکے مبلغ علم کو نہیں پہونچا جو احادیث مذکورہ کا مصداق ٹھہر سکے تو اب اُنکی شہادت کا بلمقابلہ میں صاحب اتحاف یا ان عیبون کے توہمات باطلہ اور تعصبات کاذبہ کی کیا حیثیت اور کیا منزلت ہے حالانکہ اگر امام بخاری وغیرہ پر اُنکے نزدیک احادیث مذکورۂ بالا کا کچھ بھی انطباق معلوم ہو سکتا تو وہ ضرور ہی کھینچ کھانچ کر احادیث مذکورہ کو اُنپر منطبق کرتے کیونکہ امام بخاری کو ابو عاصم نے طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور نسائی بالاتفاق شافعی المذہب تھے اور امام احمد خود امام شافعی کے شاگرد تھے پس وہ اپنے مذہب کی فضیلت ثابت کرنے کی غرض سے ضرور ان احادیث کو اُنپر منطبق کرتے اور کہتے دیکھو مذہب شافعی ایسا مقبول ہے

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متبعین مذہب مذکور تک کی بشارت دیدی ہے
دوم قطع نظر اس سے اگر نفس حدیث کیطرف دیکھا جاوے تو اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ ان احادیث کا وہ شخص مصداق ہے جسپر حسب ذیل امور صادق آوین
پہلا یہ کہ وہ ابناے فارس سے ہے پس ظاہر ہے کہ نہ تو ائمہ اربعہ اور نہ ائمہ حدیث میں سے
کوئی شخص بجز امام ابوحنیفہ کے صرف ابناے فارس بلکہ اولاد شاہ فارس یعنی نوشیروان سے ہوا ہے
کیونکہ امام مالک وشافعی تو بالاتفاق عربی تھے اور امام احمد کا اصل مرو تھا جو ملک خراسان میں
واقع ہے اور امام بخاری بخارا کے اور ترمذی ترمذ کے رہنے والے تھے جو دونوں توران میں واقع ہیں
اور امام مسلم نیشاپور واقع خراسان اور ابوداؤد ملک سیستان کے باشندے تھے جو سندھ وہرات
کے درمیان متصل قندہار کے واقع ہے اور نسائی شہر نسا واقع خراسان اور ابن ماجہ شہر قزوین
واقع عراق عجم کے رہنے والے تھے پس جس صورت میں خود ابناے فارس میں سے جیسا کہ
حدیث کا مفہوم ہے ہر طرح سے امام ابوحنیفہ بوجہ اتم واکمل مصداق ٹھہرتے ہیں تو کوئی ضرورت نہیں
کہ برخلاف صریح نص کے فارس کی تاویل کر کے اس سے تمام عجم مراد لیجاوے
دوسرا یہ کہ تمام حدیث مذکورہ بالا اسطرح پر ہے عن ابی ہریرة قال کنا جلوسا عند النبی
صلعم اذ نزلت سورة الجمعة فلما نزلت وآخرین منهم لما یلحقوا بهم قالوا من هؤلاء یا رسول
الله قال وفینا سلمان الفارسی قال فوضع النبی یده علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لناله
رجال او رجل من هؤلاء یعنی ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ سورہ جمعہ
کی یہ آیت اتری وآخرین منهم لما یلحقوا بهم یعنی پاک ہے وہ خدا جسنے ان پڑھوں اور ان
لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجا جو انہیں سے ابھی ساتھ انکے نہیں ملاقی ہوے اسپر اصحاب نے کہا
کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جو ابھی ہم سے ملاقی نہیں ہوے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی
ہمارے درمیان بیٹھے ہوے تھے پس حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک انپر رکھکر فرمایا کہ ایمان اگر
ثریا کے نزدیک بھی ہوگا تو اسکو ضرور ایک آدمی یا چند آدمی اس گروہ یعنی قوم فارسی
سے لاوینگے مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تم سے نہیں ملے اولاد فارس میں سے ہیں اور
وہ ضرور تم سے ملاقی ہونگے اور انہیں یہ صفت ہوگی کہ اگر دین ثریا کے پاس یعنی نہایت دور

چلا جائیگا جہان نظر کام نہ کرسکیگی اور اسکا واپس لانا مجال انسانی سے ناممکن ہوجائیگا توبھی اسکو ایک یا چند شخص لے اونیگے پس بحسب مفہوم اس حدیث کے حدیث کا مصداق وہ شخص ٹھہر سکتا ہے کہ جو منجملہ دیگر قیود کے اصحاب سے ملا ہو پس ظاہر ہے کہ اہل فارس مین سے بعد سلمان فارسی کے کوئی ایسا شخص جو اس حدیث کا مصداق ہوسکے بجز امام ابوحنیفہؒ و اُنکے شاگردون کے جو اپنے وقت مین اعلم اور فائق برا قران تھے اصحاب یا تابعین سے نہین ملا پس اس صورت مین بھی اس حدیث کے مصداق ہین نہ امام احمد و بخاری وغیرہ محدثین صحاح ستہ کہ اُنکو اصحاب کا دیکھنا تو کجا تابعین کا دیکھنا بھی نصیب نہین ہوا۔ اور اگر بالفرض و التقدیر اس حدیث کو برخلاف صریح مفہوم کے تابعین و تبع تابعین کے حق مین مخصوص نہ سمجھا جاوے بلکہ عام لیا جاوے توبھی الفضل للمتقدم ہے

تیسرا یہ کہ صحیح مسلم کی حدیث لوکان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ مین جو تناول کا لفظ ہے وہ اس بات پر دال ہے کہ وہ رجل مجتہد ہوا ور مجتہد بھی ایسا ہو کہ تمام امور دینیہ اور مسائل شرعیہ کا محیط ہو اور کوئی حالت منتظرہ اُسمین باقی نہو کیونکہ جملہ جزئیات کا حاوی ہونا بغیر مجتہد کے اور کسی کا منصب نہین پس ظاہر ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے یہ منصب کسی کو حاصل نہین ہوا جنپر جمہور نے انکو بہمہ وجوہ اعلم و اولی دیکھکر اجماع کیا ہو اور اُنکے مذاہب قرآن و حدیث و اجماع سے مستنبط اور مدون ہوکر منتشر آفاق اور مسلم ہوئے ہون اور انکے مذاہب سے انکے مقلد کو ہر ایک طرح کے حوادث و وقائع و نوازل مین مسئلہ کا جواب مل سکتا ہے پس امام ابوحنیفہ جو ائمہ اربعہ مین سے زماناً و اجتہاداً و تدویناً اول ہین اور صرف یہی ابناء فارس سے ہین مع اصحاب خود حدیث مذکورۂ بالا کے مصداق ہین نہ امام بخاری وغیرہ کیونکہ نہ تو وہ حسب مفہوم حدیث کے ایسے مجتہد ہی ہوے ہین جو انھون نے وہ مسائل جو صریحاً قرآن و حدیث سے نہ مل سکتے تھے اپنے اجتہاد سے نکالے ہین اور نہ اُنھون نے کل احادیث ہی جنکو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا بطور استیعاب و احاطہ کے بیان کی ہین بلکہ ہزارہا صحیح احادیث بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت نہین کین جسکی تلافی اُنکے بعد دیگر محدثین نے کی چنانچہ مستدرک حاکم۔ صحیح ابن حبان۔ صحیح ابن خزیمہ۔ صحیح ابن عوانہ۔ صحیح ابن السکین۔ سنن دارقطنی۔ مسند دارمی۔ کتب بیہقی۔ کتب طحاوی۔ مصنف عبد الرزاق۔ مسند ابی داود طیالسی۔ مسند ابی یعلی موصلی

مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ۔ مسند عبد بن حمید۔ معاجم ثلاثہ طبرانی وغیرہ اس بات کی شاہد ہیں اور ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف مثل بعض کتب صحاح ستہ کے سب قسم کی احادیث مندرج ہیں امام بخاری جو ائمہ حدیث کے امام خیال کیے جاتے ہیں گو انکو بیشمار احادیث یاد تھیں لیکن انہوں نے انکی صحیح میں صرف سات ہزار دو سو چھیتر احادیث ہی مروی ہوئی ہیں اور اگر مکرر کو حذف کر دیا جاوے تو کل چار ہزار احادیث رہجاتی ہیں اور اس صحیح کے سوا اور بہت تھوڑی احادیث ہیں جو انھوں نے کتاب ادب المفرد وغیرہ میں بیان کی ہیں اور جو احادیث انھوں نے روایت نہیں کیں ان کا مسک کرنا بعینہ المعنی فی بطن الشاعر کا قائل ہونا ہی اسی طرح امام مسلمؒ نے مع متفق علیہ اور مکررات کے کل بارہ ہزار احادیث اپنی صحیح میں بیان کی ہیں اگر مکررات و متفق علیہ احادیث کو چھوڑ دیا جاوے تو بہت تھوڑی احادیث رہجاتی ہیں جو بالانفراد انھوں نے اس صحیح میں روایت کی ہیں۔ علی ہذا القیاس دیگر اصحاب صحاح ستہ کا حال ہی۔

چوتھا یہ کہ جس طرح آن حضرت صلعم نے سلمان فارسی کو باوجود انکے واحد ہونے کے بارادہ خلبیت ہولا صیغہ اسم اشارہ جمع سے مشار الیہ کیا ہی اسی طرح بعض احادیث میں رجال کا صیغہ جمع فرمایا ہی پس بلحاظ اس مشابہت لفظی کے اس حدیث کا وہ شخص صحیح محل ہو سکتا ہی جو سلمان کی طرح اسپر بھی کسی وجہ سے صیغہ جمع کا اطلاق کر سکیں پس ظاہر ہی کہ یہ مشابہت بجز امام ابو حنیفہؒ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی کیونکہ باعتبار متبوع ہونے کے تو وہ رجل ہیں اور باعتبار اصحاب مجتہدین کے جنکا مذہب انکے مذہب کے ساتھ شامل ہو کر واحد تصور کیا جاتا ہی رجال ہیں۔

پانچواں حضرت سلمانؓ طبقہ خیر القرون یعنی اصحاب میں سے تھے اسی طرح امام ابو حنیفہ بھی طبقہ خیر القرون یعنی تابعین میں سے تھے بخلاف امام بخاری وغیرہ محدثین کے کہ وہ اس زمانے سے تھے جسکے حق میں آن حضرت صلعم نے ثم یظہر الکذب کا کلمہ فرمایا ہی

چھٹا ظاہر ہی کہ سلمان فارسی نے کوئی تصنیف نہیں کی صرف زبانی ہی بعض احادیث کی روایت کی ہی اسی طرح گو امام ابو حنیفہؒ نے کتاب فقہ اکبر و کتاب الوصیتہ وغیرہ تصنیف کی ہیں مگر احادیث و مسائل فقہیہ میں مستقلاً کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ مسائل فقہیہ کو قرآن و حدیث سے

استنباط کر کے زبانی اپنے شاگردوں کو بتلایا جنکو انھوں نے فوراً قلمبند کر لیا الیا ہی جو احادیث اُن سے مروی ہیں اُنکو اُنکے تلامیذ وغیرہ نے جمع کیا۔

ساتواں۔ جسطرح حضرت سلمان کا بسبب صحابیت کے ہر ایک قول و فعل بعض محدثین کے نزدیک حدیث شمار کیا جاتا ہے اسی طرح امام ابوحنیفہ کا بھی بسبب تابعیت کے قول و فعل حدیث شمار کیا جاتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ اصحاب سنن اور اہل حدیث سے خارج نہیں ہیں چنانچہ امام شعرانی مالکی نے میزان میں لکھا ہے واصحاب السنن هم حفاظ الحديث والمطلعون عليه كالائمة المجتهدين وكمل اتباعهم تابعهم الذين يفهمون ماتضمنه السنن من الاحكام وكان ابوبكر بن عباس يقول اهل الحديث فى كل زمان كاهل الاسلام مع اهل الاديان والمراد باهل الحديث فى كلامه اى شمل اهل السنة من الفقهاء وان لم يكونوا حفاظا انتهى غرض جب دلایل مذکرۂ بالا سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہو گیا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کے من کل الوجوہ لفظاً ومعناً فقط امام ابوحنیفہ اور اُنکے اصحاب ہی مصداق اتم و محمل اکمل ہیں تو اب معترض متعصب کے اس دعوی کو کہ اصحاب صحاح ستہ مرتبہ علم و عمل و صدق و ورع و نشر و تدوین و تفقہ میں فائق بر اقران و سابق بر متقدمان تھے بلا دلیل کون تسلیم کر سکیگا غایت درجہ اگر کسی نے اُنکا فائق بر اقران ہونا مان بھی لیا مگر سابق بر متقدمان ہونا اُنکا کوئی ذی شعور تسلیم نکریگا کیونکہ اسکے بموجب لازم آتا ہے کہ وہ علم و عمل و صدق و ورع میں تبع تابعین و تابعین کیا بلکہ معاذ اللہ کبین اصحاب سے بھی بڑھکر تھے حالانکہ جو شخص خیر القرون کی خیریت اور اصحاب کی افضلیت کا قائل ہوگا تو وہ ایسی غلو فی المدح کو کبھی صراحۃً یا کنایۃً استعمال میں نہ لائیگا جن لوگوں کو ذرا بھی تابعین و تبع تابعین کے حالات سے آگاہی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کیا کچھ روایات احادیث و نشر علم و تدوین اور تفقہ میں مساعی جمیلہ عمل میں لائے ہیں کہ علاوہ و الفضل للمتقدم کے جنکا عشر عشیر بھی اصحاب صحاح ستہ سے وقوع میں نہیں آیا جزا اسکے کہ انھوں نے صرف اُنکی خوشہ چینی کی اور اُنکی ہی کتب سے انتخاب کر کے اپنی اپنی صحاح کو مرتب کیا نہ ترتیب اور نہ تبویب میں کوئی نئی بات نکالی چنانچہ شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں ترجمہ امام بخاری میں شیخ عبد الحق اور شرح بخاری کے مقدمہ میں احمد قسطلانی نے لکھا ہے کہ تدوین احادیث و اخبار اور تصنیف سنن و آثار کا آغاز اخیر زمانہ تابعین میں پیدا ہوا

پس ایک جماعت محدثین کی مثل زہری اور ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروہ وغیرہم اس شریف
کام کے متصدی ہوئے اور ہر ایک باب کی تصنیف علیٰحدہ علیٰحدہ کی یہانتک کہ کبار اہل طبقۂ ثالثہ
پیدا ہوئے اور انھون نے حدیث کی تدوین و تالیف ابواب فقہ کی ترتیب پر کی چنانچہ امام مالک
جو اہل مدینہ کے پیشوا تھے انھون نے موطا تصنیف کی اور انکو اہل حجاز کی جسقدر احادیث صحیح و
قوی معلوم ہوئین انکو اسمین جمع کیا اور اقوال صحابہ و فتاوی تابعین و تبع تابعین اسمین درج فرمائے
اور مکہ مین ابو محمد عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج اور شام مین ابو عمرو عبد الرحمن اوزاعی
اور کوفہ مین سفیان ثوری اور بصرہ مین حماد بن سلمہ نے ایک ایک کتاب تصنیف کی بعد ازان
ہر ایک نے علماے مجتہدین مین سے تالیف کی اور کبراے محدثین مین سے مثل احمد بن حنبل و اسحاق
بن راہویہ وغیرہم نے مسانید لکھین اور بعض تصانیف مین ابواب فقہ کی ترتیب کی لیکن ان
مولفات مین سے کسی صحیح حدیثون کو خصوصیت سے جدا نہ کیا گیا سو پہلے پہل صرف صحیح احادیث مین
امام بخاری نے تصنیف کی اور انکو صحیح احادیث کے جمع کرنے پر تصانیف مذکورۂ بالا کی اطلاع
باعث ہوئی انتہی۔ پس اس بیان سے ظاہر ہی کہ امام بخاری کو احادیث کے جمع کرنے مین اگر کچھ
فضیلت ہی تو صرف اتنی ہی کہ انھون نے برخلاف پہلی حدیث کی کتابون کے فقط صحیح احادیث
مین کتاب لکھی سو یہ بات چندان مشکل نہین کیونکہ جس شخص کے سامنے اسقدر تصنیفات موجود ہون
وہ بآسانی انمین سے صحیح احادیث انتخاب کرسکتا ہی۔ اور یہ کہان سے ثابت ہوتا ہی کہ پہلے
اس سے کوئی کتاب صرف صحیح احادیث مین جمع نہوئی تھی حالانکہ امام مالک کے موطا کی صحت
پر جو اعتبار و اعتماد ہی ایسا کسی اور کتاب پر نہین چنانچہ ابو زرعہ رازی نے جو رئیس المحدثین مین
کہا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی طلاق پر سوگند کھائے کہ جو کچھ موطا مین لکھا ہی بلاشک و شبہہ
صحیح ہی وہ حانث نہین ہوتا انتہی۔ پس ایسا اعتماد اور وثوق تو صحیح بخاری و مسلم پر بھی کسی نے نہین کیا
بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صحیح بخاری و صحیح مسلم کا ماخذ ہی موطا امام مالک ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز
صاحب محدث دہلوی رسالہ عجالہ نافعہ مین لکھتے ہین کہ نسبت درین ہرسہ کتب (یعنی موطا و صحیح
بخاری و صحیح مسلم) آنست کہ موطا گویا اصل و ام صحیحین است و صحیح بخاری و مسلم ہرچند در ربط کثرت
احادیث وہ چند موطا باشند لیکن طریق روایت احادیث و تمیز رجال و راہ اعتبار و استنباط از

سوطا آموختہ اند و اگر سنظر تفحص دیدہ شود احادیث مرفوعہ موطا غالباً در صحیح بخاری موجود اند پس صحیح بخاری مشتمل است بر موطا باعتبار احادیث مرفوعہ آرے آثار صحابہ و تابعین در موطا زیادہ است انتہی ملخصاً۔ اور باقی اصحاب صحاح ستہ نے جو صحیح بخاری و مسلم کے بعد اپنی کتابین تصنیف کی ہین اُنہین سے بعض نے صرف اتنی بات زیادہ کی کہ اکثر جگہ بتا دیا کہ یہ حدیث اس قسم کی ہے یعنی صحیح ہے یا حسن یا ضعیف وغیرہ۔

تفقہ کا یہ حال ہے کہ امام بخاری جو اصحاب صحاح ستہ مین اعلم و اقدم شمار کیے جاتے ہین انکے سامنے باوجودیکہ اسقدر تصنیفات مبوب بر ترتیب فقہ و استنباط مجتہدین اور کتب فقہ ائمہ اربعہ موجود تھین مگر تاہم اُنھون نے اپنی صحیح مین بعض احادیث کو ایسے ابواب مین داخل کیا ہے کہ اُن ابواب سے اُن احادیث کو کچھ بھی مناسبت نہین چنانچہ شیخ الاسلام محی الدین نووی نے بمقدمہ شرح صحیح مسلم کی فصل مین صحیح مسلم کی ترجیح کے وجوہ مین انھین باتون کی طرف اشارہ کرکے لکھا ہے کہ بخلاف بخاری کے کہ اُسنے ان وجوہ مختلفہ کو ابواب متفرقہ متباعدہ مین ذکر کیا ہے اور بہت سی باتین بجز اُس باب مین بیان کی ہین کہ جسمین اُنکا بیان کرنا قریب الفہم اور اولی تھا انتہی۔ شاید نووی کی اسقدر تصریح اُن ابنائے زمانہ کو جو قناً فی البخاری ہو رہے ہین کفایت کرے اسلیے راقم اس جگہ صحیح بخاری کی چند احادیث بطور نمونہ پیش کرتا ہے جنکو ترجمۃ الابواب سے جو بخاری کی فقہ و استنباط کی صرف یہی بضاعت ہے کچھ بھی مناسبت نہین اور اس غیر مناسبت کو ہر ایک شخص جسکو علم سے ذرا بھی مس ہے ادنی غور سے سمجھ سکتا ہے

اول باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان (یعنی یہ باب اُس پانی کی طہارت کے حکم مین ہے جسکے ساتھ آدمی کے بال دھوے جائین) لکھکر اسکے نیچے یہ دو حدیثین اس باب کے مضمون کی تطبیق مین لکھی ہین عن ابن سیرین قال قلت لعبیدۃ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبناہ من قبل انس او من قبل اہل انس فقال لان یکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا و ما فیہا یعنی ابن سیرین نے کہا کہ مین نے عبیدہ کو کہا کہ ہمارے پاس آنحضرت کے موے مبارک مین سے کچھ بال ہین جو انس یا اہل انس سے ہمکو ملے ہین پس عبیدہ نے کہا کہ ہر آئینہ آنحضرت کے بال مبارک مین سے ایک تار کا بھی ہونا میرے نزدیک محبوب تر ہے ساری دنیا اور اس سے جو اسمین ہے۔

عن انس ان رسول اللہ لما حلق راسہ کان ابوطلحۃ اول من اخذ من شعرہ یعنی انس نے کہا ہی کہ جب رسول خدا نے اپنے سر مبارک کو منڈوایا تو سب سے پہلے ابوطلحہ ہی نے آپکے بال مبارک مین سے بال لیے۔ دیکھو ان دونون حدیثون کو باب معنونہ کے عنوان کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہین ہی چنانچہ تیسیر القاری فارسی شرح صحیح بخاری مین ان حدیثون کے ذیل مین لکھا ہی کہ پوشیدہ نماند کہ در ترجمہ مطلق موے مراد بست و باین تقریر کہ کردہ اند علت آن غرابت تبرک گرفتہ قیاس مطلق موے راست نمی آید انتہی۔

دوسرے باب التیمم فی الحضر اذا لم یجد الماء وخاف فوت الصلوۃ یعنی یہ باب جواز تیمم حضر مین ہی جبکہ نمازی پانی کو نہ پاوے اور نماز کے فوت ہو جانے کا اسکو اندیشہ ہو عن الاعرج قال سمعت عمیرا مولی ابن عباس قال اقبلت انا وعبداللہ بن یسار مولی میمونۃ زوج النبی حتی دخلنا علی ابی جھیم بن الحارث ابن الصمۃ الانصاری فقال ابوجھیم اقبل النبی من نحو بیر جمل فلقیہ رجل فسلم علیہ فلم یرد علیہ النبی حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجھہ ویدیہ ثم رد علیہ السلام یعنی عمیر نے کہا کہ مین اور عبداللہ بن یسار مولی میمونہ ام المومنین ابی جہیم کے پاس آئے تو ابوجہیم نے کہا کہ آنحضرت چاہ جمل کیطرف سے تشریف لائے اور آپسے ایک مرد نے ملاقات کی اور سلام کیا پس آنحضرت نے سلام کا جواب نہ دیا یہانتک کہ آپ گئے دیوار کی طرف اور مسح کیا اپنے منھ اور ہاتھون کو پھر سلام کا جواب دیا۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کسی طرح کی مطابقت نہین کیونکہ باب مین تیمم کو واسطے نماز کے ذکر کیا ہی اور حدیث مین آنحضرت کا تیمم واسطے جواب سلام کے مذکور ہی چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری مین اس حدیث کے نیچے لکھا ہی کہ استدلال باین حدیث خالی از تکلف نیست در ترجمہ تیمم برائے نماز اخذ کردہ گویا قیاس کردہ نماز را بر سلام چنانکہ شراح گفتہ اند کہ آنہم از مستحبات است واین قیاس مع الفارق است انتہی۔

(سوم) باب الصلوۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء یعنی یہ باب جائز ہونے نماز کے پیراہن وازار وجبہ اور چھوٹی ازار مین ہی عن ابن عمر قال سئل رجل رسول اللہ فقال ما یلبس المحرم فقال لایلبس القمیص ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ زعفران

ولا ورس فمن لم یجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعہما حتی یکونا اسفل من الکعبین
یعنی ابن عمر نے کہا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا سے پوچھا کہ محرم (جسنے حج کا احرام باندھا ہو) کیا
پہنے فرمایا کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ سراویل اور نہ لمبی کلاہ اور نہ وہ کپڑا جو زعفران اور ورس سے
رنگا گیا ہو اور جو شخص نہ پاوے نعلین پس پہنے موزے اور چاہیے کہ کاٹ ڈالے اُن دونوں کو
تاکہ وہ بہت نیچے ٹخنوں سے ہو جائیں۔ دیکھو باب کا مضمون تو اور کچھ ہو اور اس حدیث کا کچھ
اور اور ان دونوں میں کوئی صورت مطابقت کی نہیں چنانچہ تیسیر القاری میں لکھا ہی کہ مطابقت
این حدیث بہ ترجمہ باب ظاہر نیست فلیتدبر انتہیٰ۔

چہارم باب فضل صلوۃ الفجر فی الجماعۃ یعنی یہ باب بیچ زیادتی ثواب نماز فجر کے ہی جو جماعت
سے گذاری جاوے عن ابی موسیٰ قال النبی اعظم الناس اجرا فی الصلوٰۃ ابعدھم فابعدھم
فممشی والذی ینتظر الصلوٰۃ حتی یصلیہا مع الامام اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام
یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ بہت بڑے آدمیوں کے ثواب کی رو سے وہ نمازی ہیں جو دور سے
چلکر مسجد میں آتے ہیں اور جو شخص انتظار کرتا ہی اس بات کی کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ
بہت بڑا ہی ثواب میں اُس سے جو پڑھتا ہی پھر سو رہتا ہی انتہیٰ۔ دیکھو اس حدیث میں کہیں نماز
فجر کی جماعت کا ذکر نہیں ہوا بلکہ ظاہراً یہ حدیث عشاء کی نماز میں ہی پس اس سے نماز فجر کی
جماعت کی فضیلت کا استدلال غلط ہی۔

پنجم باب امر النبی الذی لا یتم رکوعہ بالاعادۃ یعنی باب حکم کرنے آنحضرت کے
اس شخص کو اعادہ نماز کا جو رکوع تمام نہ کرے عن ابی ھریرۃ ان النبی دخل المسجد فدخل
رجل فصلی ثم جاء فسلم علی النبی فرد علیہ النبی فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثا فقال والذی
بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم
ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعتدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع
حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم افعل ذلک فی صلوٰتک کلہا
یعنی ابوہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرت ایک مسجد میں آئے پس ایک شخص آیا اور اوسنے نماز
پڑھی پھر حضرت کو سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی

پس اُسنے پھر نماز پڑھکر حضرت کو سلام کیا پس حضرت نے پھر فرمایا کہ تو پھر نماز پڑھ چنانچہ تین دفعہ اسی طرح فرمایا آخر کو اُسنے کہا کہ آپکو اُسکی قسم ہو جسنے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہو کہ مین اس سے اچھی نماز پڑھنی نہین جانتا پس آپ مجکو سکھا دین پس آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہو پھر قرآن سے جو پڑھ سکتا ہو پڑھ پھر رکوع کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اُٹھا یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو جاوے پھر سجدہ کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اُٹھا یہانتک کہ جلسہ مین آرام پکڑے پھر سجدہ کر یہانتک کہ آرام پکڑے پھر اسی طرح اپنی تمام نماز مین کر انتہی۔ دیکھو باب مین تو یہ کہا کہ آنحضرت نے اسکو اعادہ نماز کا حکم اسلیے دیا تھا کہ اُسنے رکوع ناتمام کیا تھا اور حدیث مین اس بات کا کہین پتہ نہین بلکہ ظاہر یہ ہو کہ اُسنے تمام ارکان نماز کو ناتمام کیا تھا اور اعادہ نماز کا حکم مجموع پر مترتب ہو نہ صرف رکوع پر پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مطابقت نہین ہو۔

ششم۔ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس یعنی ابتدا وقت جمعہ کا اُسوقت ہو جبکہ آفتاب کا زوال ہو عن انس بن مالک قال کنا نبکر بالجمعۃ ونقیل بعد الجمعۃ یعنی ہم مبتدی وستی کرتے تھے جمعہ کے ساتھ اور قیلولہ کرتے تھے بعد جمعہ کے۔ دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ جمعہ کا وقت اُسوقت ہوتا ہو کہ جب سورج ڈھل جاوے بلکہ ظاہر حدیث کا اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ نماز جمعہ دوپہر سے پہلے جائز ہو جیسا کہ امام احمد کا مذہب ہو کیونکہ قیلولہ معتادہ مسنونہ دوپہر سے پہلے ہو پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی مناسبت نہین۔

ہفتم باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذلک النساء ومن کان فی البیوت والقریٰ یعنی باب اس امر کے بیان مین کہ جب کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتین اور جو گھرون اور دیہات مین ہین دو رکعت پڑھین عن عائشۃ ان ابا بکر دخل علیہا وعندہا جاریتان فی ایام منیٰ تدففان وتضربان والنبی متغش بثوبہ فانتہرہما ابوبکر فکشف النبی عن وجہہ فقال دعہما یا ابا بکر فانہا ایام عید وتلک الایام ایام منیٰ یعنی حضرت عائشہ سے روایت ہو کہ عید کے روز میرے گھر مین حضرت ابوبکر آئے اور اسوقت دو لڑکیان دف بجا رہی تھین اور رسول خدا نے اپنے آپکو کپڑے مین لپیٹا ہوا تھا پس ابوبکر نے ان لڑکیون کو منع کیا پس آنحضرت نے اپنے منھ سے کپڑا اُٹھاکر فرمایا کہ ای ابوبکر اُنسے کچھ نہ کہو کیونکہ یہ دن عید کا ہو

وقالت عائشة رأيت النبي يسترني وانا انظر الى الحبشة وهم يلعبون في المسجد فزجرهم عمر فقال النبي دعهم امنا بني ارفدة یعنی عائشہؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے پیغمبر خدا کو کہ چھپاتے تھے مجکو اور میں دیکھتی تھی حبشیوں کو جو کھیل رہے تھے مسجد میں پس عمر بن خطاب نے انکو جھڑکا پس آنحضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دو انکو درحالیکہ امن میں ہو اے بنی ارفدہ دیکھو ان دونوں حدیثوں کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے

ہشتم باب فی کم تقصر الصلوۃ یعنی یہ باب اس امر کے بیان میں ہے کہ کتنے روز کے سفر میں نماز کو قصر کیا جاوے عن ابن عمر ان النبی قال لاتسافر المرأة ثلثة ایام الا مع ذی محرم یعنی ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ عورت تین روز کا سفر بغیر ہمراہی ذی محرم کے نکرے۔ دیکھو اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ جو دو اور حدیثیں اس حدیث کے بعد بخاری میں لکھی ہیں انکو بھی باب کے مضمون سے کسی طرح کا تعلق نہیں۔

نہم باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ جنازہ کی نماز کا مصلی اور مسجد میں پڑھنا جائز ہے عن عبداللہ بن عمر ان الیہود جاؤا الی النبی برجل منہم وامرأة زنیا فامر بہما فرجما قریبا من موضع الجنائز عند المسجد یعنی ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہود آنحضرت کے پاس اپنی قوم سے ایک مرد اور ایک عورت لائے جنہوں نے زنا کیا تھا پس حکم دیا آپ نے سنگسار کا پس وہ سنگسار کیے گئے اس جگہ کے پاس جو جنازہ کے لیے نزدیک مسجد کے مقرر تھی دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنازہ کی نماز مسجد میں جائز ہو جیسا کہ باب میں دعوی کیا گیا ہے بلکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جنازوں کے لیے مسجد کے باہر جگہ مقرر تھی۔

دہم باب الصدقة قبل العید یعنی صدقہ فطر کا دینا پہلے نماز عید کے عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عہد النبی یوم الفطر صاعا من طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر یعنی ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم نکالتے تھے آنحضرت کے زمانے میں عید کے روز ایک صاع طعام سے اور طعام ہمارا جو و انگور و اقط اور کھجور سے تھا۔ دیکھو باب میں تو صدقہ قبل نماز عید کا ذکر تھا اور یہ حدیث صدقہ قبل نماز عید پر کوئی کسی طرح سے دلالت

نہیں کرتی بلکہ اسمین مطلق صدقہ کا حکم ہی خصوصیت چاہے اُسدن دے فتدبر۔

یازدہم باب من لم یری الوضوء الامن المخرجین القبل والدبر یعنی یہ باب اُس شخص کے حکم میں ہی جو وضو کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتا بجز اس چیز کے جو دونوں راستوں سے نکلے یعنی فصد۔ قی اور حجامت وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا عن محمد بن الحنفیۃ قال علی کنت رجلا مذاء فاستحییت ان اسال رسول اللہ فامرت المقداد ابن الاسود فسالہ فقال فیہ الوضوء یعنی محمد بن حنفیہ سے مروی ہی کہ علیؓ نے فرمایا کہ ہمکو بڑی مذی آیا کرتی تھی اور میں شرم کے مارے رسول خدا سے نہ پوچھ سکتا تھا پس میں نے مقداد بن اسود کو پوچھنے کے لیے کہا اُسنے آنحضرتؐ سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ مذی میں وضو ہی دیکھو اس حدیث سے اتنا تو ظاہر ہی کہ جو اگلے راستے سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہی مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ غیر سبیلین کے سوا فصد۔ حجامت۔ قی وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا جسکے اثبات کے لیے مؤلف نے استدلالاً و استنباطاً اس حدیث کو اس باب میں بیان کیا تھا۔

دوازدہم باب الوضوء من غیر حدث یعنی بغیر ٹوٹنے وضو کے وضو کے مسنون ہونے میں عن سوید بن النعمان قال خرجنا مع رسول اللہ عام خیبر حتی اذا کنا بالصہباء صلی لنا رسول اللہ العصر فلما صلی دعا بالاطعمۃ فلم یوت الا بالسویق فاکلنا وشربنا ثم قام النبی الی المغرب فمضمض ثم صلی لنا المغرب ولم یتوضا یعنی سوید بن نعمان کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا کے ساتھ سال فتح خیبر میں نکلے یہانتک کہ موضع صہبا میں تھے کہ حضرت نے عصر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر طعام مانگا پس بجز ستو کے اور کچھ نہ لایا گیا پس کھایا ہمنے اور پانی پیا پھر مغرب کے لیے آنحضرت اٹھے اور کلی فرمائی پھر جماعت کرائی اور وضو نہ کیا۔ دیکھو باب تو اس مضمون کا باندھا تھا کہ وضو کے ہوتے مکرر وضو کرنا مسنون ہی اور اسکے استدلال میں یہ حدیث ایسی بیان کی جسکو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں چنانچہ تیسیر القاری شرح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہی کہ مناسبت این حدیث بہ ترجمہ باب کہ وضو کردن بیدون حدث مسنون است ظاہر نمی شود فتدبر انتہی

سیزدہم باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب یعنی یہ باب اس شخص کے حکم میں ہی

جسنے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو آفتاب کے غروب ہونے سے پا لیا۔

عن ابی موسی عن النبی ﷺ مثل المسلمین والیہود والنصاری کمثل رجل استاجر قوما یعملون
له عملا الی اللیل فعملوا الی نصف النہار فقالوا لاحاجة لنا الی اجرک فاستاجر
آخرین فقال اکملوا بقیة یومکم ولکم الذی شرطت فعملوا حتی اذا کان حین صلوٰة العصر
قالوا لک ما عملنا فاستاجر قوما فعملوا بقیة یومہم حتی غابت الشمس واستکملوا
اجر الفریقین یعنی ابی موسی سے روایت ہی کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مسلمانون اور یہود
و نصاری کی مثال اُس شخص کے مثل ہی جسنے ایک قوم کو اس بات پر مزدور پکڑا کہ وہ رات
تک کام کرتے رہین پس اُنھون نے دوپہر تک کام کرکے کہا کہ ہمکو تیری مزدوری کی کوئی
حاجت نہین پس اُسنے اور لوگون کو مزدور پکڑا اور کہا کہ تمام کرو اپنے دن کو اور تمھارے لیے
وہ مزدوری ہی جو مین نے مقرر کی ہی پس اُنھون نے کام کیا یہانتک کہ جب نماز عصر کا وقت ہوا
تو اُنھون نے کہا کہ تیرے لیے ہی جو ہمنے کیا ہی اور ہم کچھ تجھسے طلب نہین کرتے پس اسپر اُسنے
اور لوگون کو مزدور پکڑا جنھون نے باقی کا دن کام کیا یہانتک کہ سورج غروب ہوا اور
دونون اول گروہون کی مزدوری انھون نے حاصل کی۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون
سے کچھ بھی علاقہ نہین جسکے استدلال مین صاحب صحیح بخاری نے اسکو درج کیا تھا غایت درجہ
اس حدیث سے بجز اسکے اور کچھ ظاہر نہین ہوتا کہ نماز عصر کا وقت اخیر دن کو ہوتا ہے۔

چہاردہم باب وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوٰة کلہا فی الحضر والسفر
ما یجہر فیہا وما یخافت یعنی یہ باب ہی بیچ بیان وجوب قراءت قرآن کے امام اور مقتدی دونون
کے لیے تمام نمازون مین حضر اور سفر مین اور وہ نماز جسمین اونچے پڑھا جاتا ہی اور وہ نماز
جسمین آہستہ پڑھا جاتا ہی عن جابر بن سمرة قال شکی اہل الکوفة سعدا الی عمر
فعزله فاستعمل علیہم عمارا فشکوا حتی ذکروا انه لا یحسن یصلی فارسل الیه فقال
یا ابا اسحاق ان ہؤلاء یزعمون انک لا تحسن تصلی فقال اما انا واللہ فانی کنت اصلی بہم صلوٰة
رسول اللہ ما اخرم عنہا اصلی صلوٰة العشاء فارکد فی الاولیین واخف فی الاخریین
قال ذلک الظن بک یا ابا اسحاق الی آخر الحدیث یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہی کہ انھون نے کہا

کہ عمر خطاب کے پاس کوفہ کے لوگوں نے سعد کی شکایت کی پس عمرؓ نے سعد کو معزول کر کے ابن عمار بن یاسر کو حاکم کیا شکایت یہ تھی کہ سعد اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے پس عمر نے آدمی بھیجکر سعد کو بلوایا اور فرمایا کہ اے ابا اسحاق یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے پس سعد نے کہا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے قسم خدا کی کہ میں انکے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتا تھا جیسے رسول اللہ نماز پڑھتے تھے اور کوئی چیز اس میں سے ترک نکرتا تھا چنانچہ جب نماز عشا کی پڑھتا تھا تو پہلی دو رکعت کو لنبا اور اخیر کی دو کو چھوٹا کرتا تھا پس عمر نے کہا کہ مجھکو تجھسے یہی گمان ہے۔ دیکھو اس حدیث سے کوئی بات بھی ان امور سے ثابت نہیں ہوتی جنکا ذکر باب کے مضمون میں کیا تھا خصوصاً قرأت قرآن کا امام و مقتدی کے لیے واجب ہونا چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نماند حدیث دلالت بر قرأت مقتدی ندارد بلکہ بر وجوب قرأت امام ہم دلالت ندارد۔ انتہی۔

پانزدہم۔ باب اتمام التکبیر فی الرکوع یعنی یہ باب بیچ بیان تمام کرنے تکبیر کے رکوع میں کہ چنانچہ بعض حروف اللہ اکبر کے رکوع میں واقع ہوں عن عمران بن حصین قال صلی مع علی بالبصرة فقال ذکرنا ھذا الرجل صلوة کنا نصلیھا مع رسول اللہ فذکر انہ کان یکبر کل ما رفع و کل ما وضع یعنی عمران بن حصین سے مروی ہے کہ کہا میں نے نماز پڑھی ساتھ علیؓ کے بصرہ میں پس یاد دلائی ہمکو علیؓ نے وہ نماز جو ہم پڑھتے تھے ساتھ رسول خدا کے پس ذکر کیا کہ آن حضرت تکبیر کہا کرتے تھے جب سر اٹھاتے تھے اور جب رکھتے تھے دیکھو اس حدیث سے یہ تو ثابت ہے کہ تمام انتقالات نماز میں تکبیر کہنا چاہیے لیکن یہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ تکبیر کو اسطرح ادا کرنا چاہیے کہ اسکے بعض حروف رکوع میں واقع ہوں جسکے اثبات کے لیے اس حدیث کو مؤلف نے ذکر کیا ہے چنانچہ اسی لیے تیسیر القاری میں اسکے ذیل میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نماند کہ در حدیث اتمام تکبیر در رکوع ذکر نہ کرد تا مطابق شود بہ ترجمہ نیز انتہی۔

شانزدہم باب ھل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء یعنی نمازی اذان کہے یا صرف تکبیر ہی کہے جبکہ نماز مغرب اور عشا کو جمع کرے عن انس ان رسول اللہ کان یجمع بین ھاتین فی السفر یعنی المغرب والعشاء یعنی انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا جمع کرتے تھے درمیان سفر کے ان دو نماز یعنی مغرب و عشا میں۔ دیکھو اس حدیث کو

باب کے مضمون سے کوئی مطابقت نہیں اور اس میں ایسا کوئی لفظ کنایۃً بھی وارد نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ آنحضرتؐ جب سفر میں شام وعشا کو جمع کرتے تھے تو اذان کہتے تھے یا صرف تکبیر پر ہی اکتفا کرتے تھے۔

ہفتدہم ۔ باب صلوٰۃ القاعد بالایماء یعنی باب بیچ بیان جائز ہونے نماز بیٹھے ہوئے کے ساتھ اشارہ کے عن عمران بن حصین قال سالت رسول اللہ عن صلوٰۃ الرجل وھو قاعد فقال من صلی قائما فھو افضل ومن صلی قاعدا فلہ نصف اجر القائم ومن صلی نائما فلہ نصف اجر القاعد یعنی عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے پس وہ بہتر ہے اور جو بیٹھ کر پڑھے پس اُسکے لیے آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا ہے اور جو لیٹ کر پڑھے پس اُسکے لیے آدھا ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کا ہے۔ دیکھو اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ کنایۃً بھی وارد نہیں جسمیں بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر ہو اور طرفہ یہ کہ مولف نے اس سے پہلے اپنی صحیح میں صرف باب صلوٰۃ القاعد میں بھی اس حدیث کو وارد کیا ہے۔

ہشدہم باب طول القیام فی صلوٰۃ اللیل باب بیچ بیان درازی قیام کے رات کی نماز میں عن حذیفہ ان النبی کان اذا قام للتہجد من اللیل یشوص فاہ بالسواک حذیفہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ جب ارادہ کرتے نماز تہجد کا تو صاف کر لیتے اپنے منھ کو مسواک سے دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کا تعلق نہیں۔

نوزدہم باب الخطاء والنسیان فی العتاقۃ والطلاق ونحوہ یعنی یہ باب بیچ بیان حکم خطا و فراموشی کے بیچ آزاد کرنے اور طلاق وغیرہ میں عن ابی ھریرۃ قال النبی ان اللہ تجاوز لی عن امتی ما وسوست بہ صدورھا مالم تعمل او تکلم یعنی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے میرے لیے معاف کیا میری اُمت سے اُس چیز کو جو دل میں گذرے جبتک کہ اُسپر عمل نکرے یا اُسکو نہ بولے۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ باب میں خطا و نسیان کا ذکر ہے اور حدیث میں صرف وسوسہ کا لفظ آیا ہے سو وسوسہ اور بات ہے اور خطا و نسیان امر دیگر اور نیز لفظ طلاق و عتاق بالکل ندارد۔

بیستم باب مایکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور سیا یعنی باب بیچ بیان اُس چیز کے جو مکروہ ہے قبرون پر مساجد کا بنانا ولما مات الحسن بن الحسن بن علی ضربت امراتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا ھل وجدوا ما فقدوا فاجابہ آخر بل یئسوا فانقلبوا

یعنی جب حسن بن حسن بن علی فوت ہوئے تو اُنکی عورت نے اُنکی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگایا پھر اُٹھا لیا پس کسی آواز کرنے والے کو سنا جو دوسرے سے کہتا تھا کہ کیا پا لیا ہے اُس چیز کو جو گم کیا تھا پس اُسنے جواب دیا کہ نہین بلکہ نا امید ہوئے اور پھر گئے۔ دیکھو اس حدیث سے مسجد کے قبر پر بنانے کی کراہیت کہین سے ثابت نہین ہوتی جیکا باب مین دعوی کیا تھا چنانچہ تیسیر القاری مین لکھا ہے کہ پوشیدہ نماند کہ کراہیت مسجد گرفتن از ینجا معلوم نشد انتہی۔ اب مین کہاتک امام بخاری کے اجتہاد و استنباط کی قلعی انکی کتاب سے کھولون ناظرین اس سے خیال کرلین کہ جب انکی فقاہت کا یہ حال ہے تو اور محدثین تو انکے ہی خوشہ چین ہین۔ مین یہ نہین کہتا کہ امام بخاری بالکل فقیہ نہ تھے بلکہ فقیہ کیا صاحب اجتہاد بھی تھے مگر ایسے ہی کہ دس مسائل مین جو اجتہاد کیا تو ایک آدھ مین اصابت ہو گئی چنانچہ ہدایہ کی شروح نہایہ و کفایہ و فتح القدیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ زمانہ امام ابوحفص کبیر مین جب امام بخاری بخارا مین آکر فتوی دینے لگے تو انکو امام ابوحفص کبیر نے ممانعت کی کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہین ہین مگر اُنھون نے نہ مانا یہانتک کہ ایک دن لوگون نے اُنسے پوچھا کہ اگر دو لڑکون نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لیا تو اُنکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ اُنمین حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جب لوگون نے آپکا یہ اجتہاد سنا تو ہجوم کر کے آپکو بخارا سے نکالدیا۔ صاحب فتح القدیر اس روایت کے بعد لکھتے ہین کہ فی الواقع یہ بات ٹھیک ہے کہ اگر محدث فقاہت کا خیال کرے تو ممکن نہین کہ وہ کثرت سے حدیث کی روایت کر سکے کیونکہ وہ الفاظ احادیث یاد کرے یا اُنمین تفکر و تدبر کر کے اُنسے مسائل کا استنباط کرے انتہی۔

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین لکھا ہے کہ امام شافعی رح نے فرمایا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ مین فقہ و حدیث کو جمع کرون یعنی بکثرت روایت بھی کرون اور استنباط مسائل بھی کرون تو یہ بات بعید ہے اور خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ واقع مین حدیث کا علم اُسی شخص سے متعلق ہوتا ہے جو اپنے آپکو اُسی پر موقوف رکھے اور کوئی فن اُسکے ساتھ ضم نکرے یعنی صرف اُسی پر بس کرے

اور دیگر علوم و فنون سے کچھ واسطہ نہ رکھے انتہی۔

"عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابو حنیفہ میں لکھا ہی کہ علی بن معبد بن شداد عبید اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں اعمش محدث کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر انسے ایک مسئلہ پوچھا جسکا وہ کچھ جواب نہ دیسکے اتنے میں وہاں امام ابو حنیفہ بھی آگئے اعمش نے کہا کہ ای نعمان آپ اس مسئلہ کا جواب دیں اسپر امام نے جیسا کہ چاہیے تھا اسکا جواب دیا اعمش نے کہا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے نکالا امام نے فرمایا کہ اُس فلان حدیث سے جو تمنے ہمسے بیان کی ہو اسپر اعمش نے کہا کہ ای گروہ فقہا تم بیشک طبیب ہوا ور ہم صرف دوا فروش ہیں انتہی۔

ابجد العلوم میں جامع الاصول سے منقول ہی کہ معرفت تواتر و احاد اور ناسخ منسوخ کی اگرچہ علم حدیث سے تعلق رکھتی ہو مگر یہ وظیفہ فقیہ کا ہی کیونکہ وہ احادیث سے چونکہ احکام شرعیہ کو استنباط کرتا ہی اسلیے معرفت تواتر واحاد اور ناسخ منسوخ کی طرف محتاج ہی لیکن محدث کا وظیفہ یہ ہی کہ جیسے اُسنے حدیث کو سنا ہی ویسے نقل و روایت کر دے انتہی۔ باقی رہا متعصب صاحب کا یہ قول کہ ابو حنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا برپا نہیں ہوا اور لوگوں کی تعریف اُنکی نسبت محض فقہ د اماست قیاس کے سبب سے ہی سو اُسکا بطلان پہلے خیابان میں کماینبغی ظاہر کیا گیا ہی جسکا اعادہ لاحاصل ہی۔

متعصب صاحب کا یہ قول کہ امام ابو حنیفہ سے کوئی تالیف بھی بسند صحیح ماثور نہیں اور ایک جماعت علما نے اُنسے انکار کیا ہو بایۂ اعتبار سے بالکل عاری ہی کیونکہ اہل سنت وجماعت میں سے کوئی اُنکی تالیف سے منکر نہیں ہوا صرف بعض معتزلہ لوگوں نے انکار کیا ہی سو اُنکا انکار قابل اعتبار نہیں امام ابو حنیفہ کی تالیفات میں سے کتاب فقہ اکبر و کتاب العالم والمتعلم و کتاب الاوسط و کتاب الوصیۃ و کتاب المقصود وغیرہ ایسی مشہور و معروف ہیں کہ محتاج سند نہیں اور اگر اُنکی سند ہی دیکھنی ہو تو قاضی ابو زید الدبوسی کی کتاب الزکوۃ کے باب زکوۃ المال اور ابو سہل الغزالی کی کتاب الطہارۃ کے باب الحیض اور ابو علی الدقاق کی کتاب النکاح کے باب العدۃ اور ابو منصور ماتریدی کی کتاب الزکوۃ کے باب زکوۃ السوائم اور کتاب الوکالۃ کے باب الوکالۃ بالبیع والشرا اور ابو اللیث سمرقندی کی کتاب النکاح کے باب المہر کو دیکھو اگر

فرض بھی کر لیا جاوے کہ اُنھون نے کوئی تصنیف نہین کی تب بھی کچھ مضائقہ نہین اور انکی فضلیت و اکملیت مین ذرا بھی نقص عائد نہین ہو سکتا ورنہ کبار تابعین خصوصاً اصحاب رسول خدا صلعم کی افضلیت مین بطریق اولےٰ نقص لاحق ہوگا جنسے کوئی تصنیف وقوع مین نہین آئی چنانچہ ملا علی قاری نے رسالہ تبعید العلماء عن تقریب الامراء مین لکھا ہو کہ کتب اور تصانیف ایک نئی بات ہو زمانہ صحابہ و تابعین مین کچھ بھی وقوع مین نہ آئی تھی بلکہ بعد سنہ ۱۲۰ ہجری کے جب تمام صحابہ و تابعین فوت ہو گئے تب اسکا رواج شروع ہوا انتہی۔

شامی مین لکھا ہو کہ علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان مین لکھا ہو کہ بعض اُن احادیث مین سے جنسے ابو حنیفہ کی عظم شان پر عمدہ استدلال ہو سکتا ہو ایک وہ حدیث ہو جو ان حضرت سے روایت کی گئی ہو کہ آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا کی زینت سنہ ۱۵۰ ہجری مین اُٹھ جائیگی شمس الائمہ کردری نے کہا ہو کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رحمہ پر محمول ہو کیونکہ سنہ ۱۵۰ ہجری مین وہی فوت ہوے ہین انتہی ابن حجر اور کردری کا اس حدیث کو امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر محمول کرنا اظہر من الشمس ہو کیونکہ سنہ ۱۵۰ ہجری سے بہت پہلے اصحاب رسول خدا صلعم فوت ہو چکے تھے اور اسی طرح وہ تابعین بھی جو فضیلت اجتہاد سے متصف تھے مثل زہری و شعبی و ابن سیرین اور مکحول اور فقہاء سبعہ وغیرہ کے سب اس سنہ سے پیشتر فوت ہو چکے تھے اسی طرح وہ تبع تابعین جو اجتہاد اور فتوی کے ساتھ مشہور و معروف تھے مثل اوزاعی اور ثوری اور مالک بن انس وغیرہ سب کے سب اس سنہ سے پیچھے فوت ہوے غرضکہ اہل اسلام کے ائمہ مجتہدین مشہورین افضل القرون مین سے بجز امام ابو حنیفہ کے اور کوئی اس سنہ مین فوت نہین ہوا اس لیے وہی اس حدیث کے مصداق اور اہل دنیا کی زینت ہین کیونکہ جسطرح دنیا کا آسمان حسب فحوائے آیہ کریمہ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح کے ستارون کے نور سے مزین ہوتا ہو اسی طرح اہل دنیا فقہا و علما کے زیور احکام کے ساتھ مزین ہوتے ہین چنانچہ اسی لیے ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین محمد بن اسمٰعیل بخاری کی نسبت کہا ہو کہ وہ فقیہ و حافظ حدیث مین دنیا کے امام ہین لیس ایسے امام ائمہ اہل حدیث در وی عنہ اصحاب صحاح ستہ عبد اللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کے حق مین فرمایا ہو

ع لقد زان البلاد ومن علیہا ۞ امام المسلمین ابو حنیفہ ۞ باثار و فقہ فی حدیث ۞ کآیات زبور علی الصحیفہ

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن نے اپنی اسناد ضحاک کے ساتھ ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اچھا راے اپنے صاحب کو بے پرواہ کر دیتا ہے اور تحقیق قریب ہے
کہ ہمارے پیچھے ابوحنیفہ کا راے ہو جسکے ساتھ باقی رہینگے اسلام تک احکام جاری ہوں اور روشن
راے مثل ہمارے اور احکام کے ہوگا ایک مرد جسکا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ رح ہوگی
کوفہ میں پیدا ہوگا جو علم اور فقہ میں کوشش کرکے احکام کو انکی اصلیت پر لائیگا انتہی۔

اسی مسند میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رح
نے ایک رات خواب میں اپنے آپکو دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلعم کے مرقد مبارک کو کھود کر حضرت
کے استخوان مبارک کو سینہ تک اکٹھا کیا ہے اسپر آپ دہشت کھا کر اٹھ بیٹھے اور صبح کو بصرہ کیطرف
روانہ ہوکر وہاں محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی انھوں نے جواب دیا کہ تو اس خواب کا
صاحب نہیں ہے بلکہ اسکا صاحب ابوحنیفہ ہے امام نے کہا کہ ابوحنیفہ میں ہی ہوں اسپر آپ نے
فرمایا کہ اپنی پیٹھ اور جانب چپ دکھلاؤ۔ امام نے اپنی پیٹھ اور جانب چپ کو آپ کے سامنے ننگا
کر دیا آپ نے شانہ بائیں بازو پر خال دیکھکر فرمایا کہ تحقیق تم ہی وہ ابوحنیفہ ہو جنکے حق میں
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو ابوحنیفہ کہینگے اور
شانوں کے درمیان اور ایک روایت میں اسکے بائیں بازو پر خال ہوگا خدا میری سنت کو
اسکے سبب زندہ کریگا انتہی۔ اسی روایت کا وہ اثر ہے جسکی طرف امام جعفر صادق نے
اشارہ کیا ہے اور جسکو مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ کے باب گیارہ کے
خاتمہ میں لکھا ہے کہ اگر اہل شیعہ اس بارے میں اہل سنت کی روایت پر اعتبار نکریں تو روایات
امامیہ انکو ضرور قبول کرنی چاہییں جیسا کہ ابوالحسن بن علی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت
کی ہے کہ ایک دن ابوحنیفہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق کے پاس آئے امام نے انکی طرف
نظر کرکے فرمایا کہ میں تمکو ایسا دیکھتا ہوں کہ تم میرے دادا کی سنت کو جبکہ گم ہوگئی ہوگی زندہ
کروگے اور ہر ایک مغموم ومہموم کے مددگار وفریادرس ہوگے اور متحیر لوگ جبکہ ٹھہر جائینگے تو تمہارے
ساتھ چلینگے اور جب وہ متحیر ہونگے تو تم انکو واضح رستہ کی ہدایت کروگے پس واسطے تمہارے اللہ
سے مدد اور توفیق ہوگی یہانتک کہ علماے ربانی تمہارے سبب سے رستہ پا دینگے انتہی لیس

بعینہ وہ ہی جو عروس العارفین علی بن عثمان الجلابی المعروف بہ ہجویری نے کشف المحجوب میں لکھا ہی کہ ایک دفعہ معاذ رازی نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپکو کون سی جگہ جستجو کرون آپ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کی فقہ کے پاس انتہی۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین میں لکھا ہی کہ مجکو رسول خدا نے معلوم کرایا ہی کہ تحقیق مذہب حنفی مین ایسا طریقہ پسندیدہ ہی جو اور مذاہب سے اُس سنت معروفہ کو جو بخاری اور اُسکے اصحاب کے زمانے مین جمع اور پختہ ہوئی ہی موافق تر ہی۔ انتہی۔

اور مفتاح السعادت و مدینۃ العلوم مین لکھا ہی کہ مذاہب مشہورہ جنکو امت محمدیہ نے قبول کیا اور اہل اسلام نے صحت کے ساتھ انکو تسلیم کیا ہی وہ چار مذہب چار ائمہ ابو حنیفہ رح مالک رح شافعی۔ احمد بن حنبل کے ہین پھر انمین سے احق اور اولی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہی کیونکہ وہ انمین سے مضبوطی احکام و تیزی طبیعت و استنباط احکام مین قوت رائے اور قرآن و حدیث کی زیادہ معرفت اور علم احکام مین صحت رائے کے ساتھ ممتاز ہی لیکن ہر ایک مقلد مذہب معین کو فروعات مین لائق ہی کہ اس بات کا حکم کرے کہ مذہب اُسکا صواب محتمل الخطا اور مذہب مخالف کا خطا محتمل الصواب ہی اور اعتقادیات مین اس بات کا حکم کرے کہ مذہب اُسکا حق جزم اور مذہب مخالف کا خطا قطعی ہی انتہی۔

تیسرا خیابان

امام ابو حنیفہ کے اُن فضائل و مناقب کے بیان مین جنپر اُنکے معاصرین اور دیگر علمائے کرام نے شہادت دی ہی

اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل اسقدر ہین کہ زبان و قلم مین یارا نہین کہ انکو بیان کر سکے یا معرض تحریر مین لاسکے چنانچہ علامہ اخطب خطباء الشرق والغرب ابو المؤید موفق بن احمد مکی خوارزمی فرماتے ہین کہ اَبَا حَنِیْفَۃَ نُعْمَانَ اِنَّ خِصَالَہٗ لَیُحْصِیْہٖ وَلَا یُحْصٰی فَضَائِلُ نُعْمَانٍ لیکن بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اُنکے معصرون اور دیگر علمائے کرام و فقہائے عظام کے وہ اقوال جو آپ کے اعلم و افقہ و اورع و ازہد و اعبد و اعقل و احوط ہونے پر شاہد ناطق ہین بطور انموذج بیان کیے جاتے ہین۔

طحطاوی مین لکھا ہی کہ خطیب بغدادی نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی ہی کہ مین نے

یعنی اور دونون مصرعون کا مطلب یہ ہے کہ نعمان کی خصلتون کا شمار ہوسکتا ہے لیکن فضائل نعمان بن ثابت شمار مین نہین آسکتے ۱۲

شداد بن حکیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ مین نے ابو حنیفہ سے زیادہ تر کوئی عالم نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی ہو کہ مین نے مکی بن ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ تر عالم تھے اور روح بن عبادہ سے روایت ہو کہ مین سنہ ۱۵۰ ہجری مین ابن جریج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی جسکو سن کر انھون نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور فرمایا کہ اس شخص کے فوت ہونے سے بہت بڑا حصہ علم کا جاتا رہا اور ابن الوزیر فرزی سے روایت کی ہو کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہو کہ جب سفیان ثوری اور ابو حنیفہ ایک جگہ ہون تو انکے سامنے کون شخص فتوی دے سکتا ہو اور جب یہ دونون ایک بات پر اتفاق کرین تو وہی حق ہو اور عبد اللہ بن داود نے کہا ہو کہ جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہو اور جب آثار یا حدیث کے دقائق یا موشگافیون کو معلوم کرنا ہو تو ابو حنیفہ ہین۔ اور محمد بن شعیب کاتب سے روایت کی ہو کہ مین نے عبد اللہ بن داود سے سنا کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز مین ابو حنیفہ کے واسطے دعا کرنا واجب ہو کیونکہ انھون نے لوگون کے واسطے سنن اور آثار کو محفوظ کر دیا ہو انتہی۔

شامی مین ابن حجر سے نقل کر کے لکھا ہو کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہو کہ ابو حنیفہ علم اور تقوی اور زہد اور اختیار آخرت مین اُس جگہ مین تھے کہ کوئی انکو نہین پہونچا اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہو کہ بجز امام ابو حنیفہ کے کوئی زیادہ حقدار نہین کہ اُسکا اقتدا کیا جاوے کیونکہ وہ امام متقی و پاک و پرہیزگار اور عالم فقیہ تھے علم کو انھون نے ایسا کھولا کہ کوئی نہین کھول سکا۔ اور خلف بن ایوب نے کہا ہو کہ خدا سے محمد رسول اللہ کو علم پہونچا اور آپ سے اصحاب کو اور اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو پس جو چاہے راضی رہے یا غصہ ہو انتہی۔

قلائد العقیان مین لکھا ہو کہ سفیان ثوری فرماتے ہین کہ جیسے باز کے سامنے چڑیون کی حالت ہوتی ہو ویسی ہی ابو حنیفہ کے سامنے ہماری حالت تھی اور تحقیق ابو حنیفہ علما کے سردار ہین انتہی

تاریخ خلکان مین لکھا ہو کہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین بیان کرتے ہین کہ جب ابو حنیفہ نے آنحضرت کی قبر مبارک کھودنے کی خواب دیکھا تو ایک آدمی کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کے لیے

بھیجا تو انھون نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علم کو روشن اور واضح کریگا کہ
پہلے اُس سے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی انتہی۔
نافع الکبیر مین لکھا ہی کہ خطیب نے محمد بن حفص سے اور انھون نے حسن سے روایت کی ہی
کہ سلیمان نے حدیث لا تقوم الساعة حتی یظهر العلم کی تفسیر مین کہا ہی کہ یہان علم سے امام ابوحنیفہ
کا علم مراد ہی انتہی۔
امام شعرانی مالکی نے میزان کبری مین لکھا ہی کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی کثرت علم و ورع و
عبادت و دقت مدارک و استنباط پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہی اور ابراہیم بن عکرمہ مخزومی نے
کہا ہی کہ مین نے اپنی تمام عمر مین کوئی عالم اورع و ازہد اور اعبد اور اعلم امام ابوحنیفہ سے نہین دیکھا
امام ابوجعفر شیرازی نے شقیق بلخی سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ اعلم الناس
اور اورع الناس اور اعبد الناس اور اکرم الناس اور دین مین بڑی احتیاط کرنے والے تھے اور
عبداللہ بن مبارک سے اسطرح پر روایت کی ہی کہ مین نے کوفہ مین داخل ہوکر وہان کے علماء سے
سوال کیا کہ تمھارے شہر مین کون شخص سب سے اعلم ہی سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ پھر مین نے
پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہی سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ۔ پھر مین نے
پوچھا کہ سب سے زیادہ زاہد کون ہی سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ پھر مین نے پوچھا کہ سب سے
زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہی سب نے یہی کہا کہ امام ابوحنیفہ پس مین نے اخلاق
حسنہ و محمودہ مین سے ایسی کوئی صفت نہین پوچھی مگر سب نے یہی کہا کہ بجز امام ابوحنیفہ کے
ہم کوئی نہین جانتے کہ اس وصف کے ساتھ پیدا ہوا انتہی۔
امام نووی نے تہذیب الاسماء مین لکھا ہی کہ ابوبکر بن عیاش سے مروی ہی کہ جب امام
ثوری کے والد ماجد فوت ہوے تو لوگ تعزیت کے واسطے انکے پاس جمع ہوے پس جب
ابوحنیفہ آئے تو سفیان ثوری اُٹھ کھڑے ہوے اور اُنکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنی
جگہ بٹھا کر خود اُنکے سامنے بیٹھ گئے جب لوگ چلے گئے تو سفیان کو اُنکے اصحاب نے کہا کہ آج
ہمنے آپکو عجیب بات کرتے دیکھا اسپر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم مین سے ایک شخص
آیا پس اگر مین اسکے علم کے لیے نہ اٹھتا تو اسکے عمر کے لیے اٹھتا اور اگر اسکی عمر کے لیے

نہ اٹھاتا تو اسکی فقاہت کے لیے اٹھا اور اگر اسکی فقاہت کے لیے نہ اٹھاتا تو اسکی پرہیزگاری کے لیے اٹھتا انتہی۔

عقد الجید کی فصل تبحر فی المذہب مین شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانے مین سب سے اعلم تھے یہانتک کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ سب لوگ فقہ مین ابو حنیفہ کے عیال ہین انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ کے مقدمۃ الکتاب مین لکھا ہے کہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب العلم مین محمد بن بکر بن داسہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ابا داؤد سلیمان ابن الاشعث سجستانی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رحم اللہ مالکا کان اماما رحم اللہ الشافعی کان اماما رحم اللہ ابا حنیفۃ کان اماما۔ اور عبد بن وہب سے روایت ہے کہ امام مالک سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا اپنے اسکا جواب دیا اسپر سائل نے کہا کہ اہل شام آپکی مخالفت کرتے ہین اور ایسا کہتے ہین امام نے فرمایا کہ اہل شام کو ایسا مرتبہ کہان سے حاصل ہوا حالانکہ یہ مرتبہ صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ پر موقوف ہے (یعنی مدینہ مین ہم لوگون اور کوفہ مین امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کو) اور امام شمس الدین محمد بن العلا بابلی شافعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہمسے پوچھا جاوے کہ ائمہ سے کون افضل ہے تو ہم یہی کہینگے کہ ابو حنیفہ انتہی۔

شامی مین ابن حجر مکی سے منقول ہے کہ ربیع نے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ لوگ فقہ مین ابو حنیفہ کے عیال ہین کیونکہ مین نے انسے کوئی زیادہ فقیہ نہین دیکھا اور یہ بھی امام شافعی سے روایت ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم مین متبحر ہوگا اور نہ فقیہ ہوگا انتہی۔

قلائد العقیان مین لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ مین نے ابو حنیفہ کے مثل کوئی شخص فقہ مین نہین دیکھا اور مین نے مسعر بن کدام کو ابو حنیفہ کے حلقہ مین بیٹھے ہوئے اور انسے پوچھتے اور مستفید ہوتے دیکھا ہے اور مین نے ہرگز ایسا کوئی شخص نہین دیکھا جسنے ابو حنیفہ سے فقہ مین احسن کلام کیا ہو اور کہا کہ ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگون سے افقہ تھے۔
اور معمر بن راشد نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور رئیس اہل حدیث ہین کہا ہے کہ مین ان

شخصوں سے جنھوں نے فقہ میں کلام اور کوشش کی ہو کسی کو ابوحنیفہ سے احسن معرفت نہیں جانتا اور وکیع نے کہا ہو کہ میں نے کسی شخص سے جو ابوحنیفہ سے افقہ اور اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو ملاقات نہیں کی انتہی۔

حموی نے شرح اشباہ میں لکھا ہو کہ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں بیان کیا ہو کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہو کہ حدیث تو مشہور و معروف ہو گئی اب اگر اجتہاد کی حاجت پڑے تو اجتہاد مالک اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کا ہو لیکن انمین سے ابوحنیفہ از روے اجتہاد کے احسن اور از روے رسائی کے ادق اور دونوں سے افقہ ہیں انتہی

طحطاوی میں لکھا ہو کہ خطیب نے یحیی بن معین سے روایت کی ہو کہ میں نے یحیی بن سعید القطان سے سنا کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہمنے ابوحنیفہ سے کوئی احسن راے نہیں دیکھا اور ہم اکثر ابوحنیفہ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہو کہ میرے نزدیک قراتوں میں سے حمزہ کی قرات اور فقہ میں سے ابوحنیفہ کی فقہ عمدہ ہو انتہی۔

مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس کے باب الفا میں لکھا ہو کہ ابوحنیفہ بہت فقہا کی کنیت ہو لیکن بہت مشہور انمین امام الفقہا النعمان ہیں انتہی۔

نافع الکبیر میں لکھا ہو کہ خطیب بغدادی سے روایت ہو کہ محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا پس جب ابوحنیفہ کے پاس آتا اور وہ مجھسے پوچھتے کہ کہان سے آیا ہو تو میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے آیا ہون وہ فرماتے کہ البتہ تو اس شخص کے پاس سے آیا ہو کہ اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو اسکے ضرور محتاج ہوتے اور جب میں سفیان کے پاس آتا اور وہ مجھسے پوچھتے کہ کہان سے آیا ہو تو میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہون وہ یون کہتے کہ تو افقہ اہل ارض کے پاس سے آیا ہو انتہی۔

درمختار میں لکھا ہو کہ جرجانی نے مناقب نعمانیہ میں اپنی سند کے ساتھ سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہو کہ انھون نے فرمایا ہو کہ اگر حضرت موسی و عیسی علیہما السلام کی امت میں امام ابوحنیفہ جیسا کوئی شخص عزیز العلم ثاقب الفہم قائم بالصدق اور عارف

بالحق ہوتا تو انکی امت یہودی و نصرانی ہوتی انتہی۔

اردو ترجمہ مشارق الانوار مین زیر حدیث لو کان الایمان معلقاً بالثریا کے لکھا ہی کہ علمائے دین نے فرمایا ہی کہ اگر امام اعظم نہوتے تو دین کا بھید لوگون کو سمجھنا مشکل ہوتا عبد اللہ تستری نے کہا اگر بنی اسرائیل مین ابوحنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو وے لوگ گمراہ نہوتے انتہی

طحطاوی مین لکھا ہی کہ خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت کی ہی کہ مین نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا ہی وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریادرسی نہ کرتا تو مین بھی اور عام آدمیون کے مانند ہوتا انتہی۔

درمختار مین لکھا ہی کہ مسعر بن کدام نے جو صحاح ستہ کے مروی عنہ اور سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ کے استاد ہین فرمایا ہی کہ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان امام ابوحنیفہ کو وسیلہ کر لے اور انکے مذہب پر چلا چلے مین امید کرتا ہون کہ اسکو کچھ خوف نہوگا اور یہ بھی فرمایا۔

حسبی من الخیرات ما اعددته + یوم القیمة فی رضی الرحمان + دین النبی محمد خیر الوری + ثم اعتقادی مذهب النعمان۔ قلائد العقیان مین ابن حجر مکی نے لکھا ہی کہ علی بن عاصم نے کہا ہی کہ اگر ابوحنیفہ کی عقل کو نصف اہل ارض کی عقل کے ساتھ وزن کیا جاے تو البتہ انپر غالب آجائے۔ اور یزید بن ہارون کہتے ہین کہ مین نے ہزار شیوخ سے پڑھا اور علم اخذ کیا ہی لیکن خدا کی قسم مین نے ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی اورع و حفظ اللسان اور اعقل نہین دیکھا انتہی۔

خیرات الحسان مین لکھا ہی کہ امام شافعی رح کہتے ہین کہ ابوحنیفہ سے زیادہ عقیل کوئی آدمی پیدا نہین ہوا انتہی۔

تاریخ خلکان مین لکھا ہی کہ ایکدفعہ مالک سے امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے مرد ہین کہ اگر تم انسے اس ستون کی نسبت بات چیت کرو اور وہ چاہین کہ اسکو سونے کا ثابت کرین تو البتہ وہ دلائل سے ثابت کر دینگے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہین کہ مین پانچ برس تک ابوحنیفہ کی خدمت مین رہا اس عرصہ مین مین نے انسے کوئی زیادہ خاموش نہین پایا اور جب انسے کوئی سوال فقہ کا کیا جاتا تو مثل نہر کے جاری ہو جاتے اور بات کہتے مین بلند آواز اور قیاس مین امام تھے۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نے ایکدفعہ سفیان ثوری سے کہا کہ ابوحنیفہ

غیبت کرنے سے استغفار ہین کہ مین نے اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے نہین سنا اسپر سفیان نے فرمایا کہ وہ اس بات سے عاقل ہین کہ اپنے حسنات پر کسی کو مسلط کرین کہ وہ لیجائے انتہی۔
مسند خوارزمی مین اپنی اسناد کے ساتھ لکھا ہو کہ اعمش نے کہا ہو کہ ابو حنیفہ سوا فیع نقد وقیقہ اور غوامض علم حقیقہ کو بخوبی جانتے ہین اور انکو اندھیرے مقام مین اپنے چراغ قلب کی وسیع روشنی سے اچھی طرح دیکھتے ہین اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ وہ میری امت کے چراغ ہین انتہی۔
شامی مین ابن حجر سے منقول ہو کہ فضل بن دکین نے کہا ہو کہ ابو حنیفہ بڑے خداترس اور نہیں جوابات کے کلام ذکر کرتے تھے اور نہ لایعنی باتون مین خوض کرتے اور انکو سنتے تھے اور حسن بن صالح نے کہا ہو کہ وہ بڑے پرہیزگار اور حرام سے بچنے والے اور شبہ کے خوف مین بہت سی حلال چیزون کو ترک کر دیتے تھے مین نے کوئی فقیہ صیانت نفس مین اُنسے زیادہ نہین دیکھا انتہی۔
خطیب بغدادی نے ابن عیینہ سے جو اجلہ محدثین سے ہین روایت کی ہو کہ انھون نے کہا کہ نہین دیکھا میری آنکھ نے مثل امام ابو حنیفہ کے اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ علم و خیر کے ایک نشان تھے اور وکیع سے روایت ہو کہ ابو حنیفہ بڑے امانت دار تھے اور مقدم رکھتے تھے خوشنودی پروردگار کو ہر چیز پر اگرچہ راہ خدا اور اجرائے شریعت مین انپر تلوارین پڑین اُسکے متحمل ہوتے تھے انتہی۔
طحطاوی مین لکھا ہو کہ خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی ہو کہ مکی بن ابراہیم کہتے تھے کہ مین مدت تک علمائے کوفہ کی مجلس مین بیٹھا سوانمین سے مین نے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ اورع نہین دیکھا انتہی۔
شامی مین لکھا ہو کہ امام ابو حنیفہ کیونکر مخصوص بامر عظیم نہون حالانکہ وہ ابو بکر صدیق رض کی طرح ہین کہ جسطرح انھون نے حضرت عمر رض کے مشورہ سے قرآن کے جمع کرنے مین سبقت کی ہو اسی طرح ابو حنیفہ نے سب سے اول تدوین فقہ اور استخراج مسائل کی راہ نکالی لیس بموجب اس حدیث کے من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیمۃ جسطرح حضرت ابو بکر صدیق رض کو اپنے عمل یعنی جمع قرآن کا ثواب اور انکے بعد جو حضرت عثمان رض نے قرآن کو جمع کیا اُسکا ثواب ملیگا اسی طرح امام ابو حنیفہ کو تدوین فقہ اور استخراج فروع کا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدون کے برابر ثواب حاصل ہوگا انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ شقیق بلخی امام ابو حنیفہ کی کثرت سے مدح و تعریف کیا کرتے تھے اور علی رؤس الاشہاد گروہ عظیم میں کہا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے مثل ورع میں کون شخص ہے کیونکہ آپکا ورع یہاں تک تھا کہ جب کوئی شخص آپسے کچھ کپڑا خرید کرتا اور زر قیمت اسکی دیگر نقدی میں مختلط ہو جاتی اور پھر اتفاقاً مشتری کپڑا واپس کرنا چاہتا تو آپ اُسکو وہ تمام نقدی دیدیتے اور فرماتے کہ ای بھائی تیری قیمت میری اور نقدی میں ملگئی ہے پس تو یہ تمام نقدی لے لے اور میں تجھسے اسکی بابت دنیا و آخرت میں اغماض کرونگا اور یہ ایسا ورع ہے کہ ایسا کسی دوسرے سے سرزد ہونا ہمنے نہیں سنا انتہی

در مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے مندرجہ ذیل اشعار امام ابو حنیفہ کی مدح میں تصنیف فرمائے ؎ لقد زان البلاد ومن علیہا + امام المسلمین ابو حنیفہ + باٰثار و فقہ فی حدیث + کاٰیات الزبور علی صحیفہ + فما فی المشرقین لہ نظیر + ولا فی المغربین ولا بکوفہ + یبیت مشمراً سہر اللیالی + وصام نہارہ للہ خیفہ + فمن کابی حنیفۃ فی علاہ + امام للخلیقۃ والخلیفہ + رأیت العائبین لہ سفاہا + خلاف الحق مع حجج ضعیفہ + وکیف یحل ان یوذی فقیہ + لہ فی الارض آثار شریفہ + فقد قال ابن ادریس مقالا + صحیح النقل فی حکم لطیفہ + بان الناس فی فقہ عیال + علی فقہ الامام ابی حنیفہ + فلعنۃ ربنا اعداد رمل + علی من رد قول ابی حنیفہ انتہی

علاوہ اسکے امام ابو حنیفہ کے مناقب میں علمائے کرام و فضلائے عظام نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جنمیں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان قلائد عقود الدرر والمرجان فی مناقب النعمان ۔ الروضۃ العالیۃ المنیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مؤلفہ ابو جعفر طحاوی ۔ البستان فی مناقب النعمان مؤلفہ شیخ محی الدین قرشی صاحب جواہر المضیۃ شقائق النعمان فی مناقب النعمان مؤلفہ علامہ زمخشری ۔ کتاب شیخ محمد بن احمد الشعبی بقدر ۲۰ جزو کتاب موفق الدین بن احمد مکی خوارزمی متوفی ۵۶۸ھ ہجری ۔ کشف الآثار مؤلفہ عبد اللہ بن محمد حارثی کتاب شیخ ظہیر الدین مرغینانی ۔ الانتصار لامام ائمۃ الامصار مؤلفہ مورخ یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی جسمیں امام کے مذہب کو دیگر مذاہب پر ترجیح و بکر مخالفوں کی خوب تردید کی ہے ۔ کتاب ابو عبد اللہ حسین بن علی ضمیری متوفی ۴۳۶ھ ۔ کتاب ابو العباس احمد بن الصلت حمانی متوفی ۳۰۸ھ ۔

امام ابو حنیفہ کے مناقب میں علمائے کرام کی کتابیں

کتاب محمد بن محمد الکردری البزازی متوفی ۸۲۷ھ - کتاب ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد السعدی المعروف بابن العوام - کتاب مواہب الشریفہ اور اسکا ترجمہ مسمی بہ تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان مؤلفہ ابن کاس تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مؤلفہ خاتمۃ الحفاظ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ عقود الجمان فی مناقب النعمان مؤلفہ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی جنکی تصنیف سے مقام برقوقیہ واقع قاہرہ میں ۹۳۹ ہجری میں فارغ ہوئے - کتاب ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری - کتاب ابو احمد محمد بن احمد شعبی نیشاپوری متوفی ۳۵۵ھ - الحیاض میں صوب غمام الفیاض مؤلفہ شمس الدین احمد سیواسی - الابانۃ فی رد المشنعین علی ابی حنیفہ مؤلفہ قاضی امام ابو جعفر احمد بن عبد اللہ شیرازی بلخی - قلائد العقیان فی مناقب النعمان اور خیرات الحسان فی ترجمۃ ابی حنیفۃ النعمان مؤلفہ شیخ ابن حجر مکی شافعی - تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مؤلفہ علامہ یوسف بن عبد الہادی حنبلی - فتح المنان فی مناقب النعمان مؤلفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مؤلفہ امام حافظ ذہبی متوفی ۸۱۸ھ ہجری - کتاب شیخ ابی یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری - رسالہ حافظ ابی عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی متوفی ۷۴۸ھ یہ رسالہ بقدر ایک جزو مناقب امام ابو حنیفہ میں ہے جیسا کہ انھوں نے کتاب کاشف فی اسماء الرجال میں امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے -

اور جن علماے کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کے مناقب کو ذکر کیا ہے وہ لوگ بیشمار ہیں کہ انکا شمار موجب طوالت ہے صرف بطور نمونہ کے انمیں سے بعض کا ذکر حسب ذیل کیا جاتا ہے

ابو الحسین بن احمد قدوری نے شرح مختصر کرخی کے اوائل میں - محمد بن عبد الرحمن غزنوی تلمیذ سغناقی نے کتاب جامع الانوار میں - احمد بن سلیمان بن سعید نے آخر کتاب درر میں شمس الدین یوسف بن عمر صوفی کماردری نے اوائل کتاب جامع مضمرات شرح مختصر قدوری میں - امام ابو عمر بن عبد البر مالکی متوفی ۴۶۳ھ نے کتاب انتقاء اور کتاب جامع العلم میں - شیخ یوسف بن سعید سجستانی نے اواخر منیۃ المفتی میں - شیخ اسمعیل بن عیسی اوغانی مکی متوفی ۱۰۹۲ھ نے مختصر مسند میں شیخ محمد بن خسرو بلخی نے اول کتاب مسند میں - شیخ ابو البقا احمد بن ابی النعم یا قرشی مکی نے مختصر مسند میں - ابو العباس احمد بن محمد غزنوی نے مقدمہ میں - عثمان بن علی بن محمد شیرازی نے اپنی

کتاب الایضاح لعلوم النکاح میں۔ ابو اسحق شیرازی نے طبقات شافعیہ میں۔ امام نووی شافعی نے تہذیب الاسماء واللغات میں۔ حسام الدین صدر شہید نے فتاوی الکبری کے اواخر میں۔ ابن خلکان شافعی نے تاریخ خلکان میں۔ ابوالفدا شافعی نے تاریخ ابوالفدا میں۔ سمعانی شافعی نے انساب میں۔ تقی الدین تمیمی نے اول طبقات میں۔ امام محمد غزالی شافعی نے اوائل کتاب احیاء میں۔ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب شافعی صاحب مشکوۃ شریف نے اسماء الرجال میں۔ امام مجد الدین مشہور بابن الاثیر نے جامع الاصول میں۔ قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے مسند میں۔ شیخ عبد الوہاب شعرانی مالکی نے میزان کبری میں۔ شیخ محمد طاہر نے مجمع البحار اور مغنی میں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح اسماء الرجال بخاری میں۔ شیخ محمد بن علی حصکفی نے در مختار میں۔ سید احمد طحطاوی اور محقق ابن عابدین نے شرح در مختار میں۔ صاحب فتاوی برہنہ نے اواخر برہنہ میں۔ شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیا میں۔ صاحب مختار الاختیار نے مختار الاختیار میں۔ حافظ دراز پشاوری نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں۔ احمد بن سلیمان معروف بابن کمال پاشا نے طبقات میں۔ امام یافعی نے مرات الجنان میں۔ صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل میں۔ امام ذہبی نے العبر باخبار من غبر میں۔ امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے سبیل الہدی والرشاد فی احوال خیر العباد مشہور بسیرۃ شامی میں۔ حافظ ابوالحجاج مزی نے تہذیب الکمال میں۔ صاحب سراجیہ نے سراجیہ میں۔ ملا علی قاری نے اپنے رسائل و طبقات میں

چوتھا خیابان

ان مطاعن کی تردید میں جو بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہ پر کیے ہیں

شامی میں لکھا ہے کہ جب امام ابوحنیفہ کے فضائل مشہور آفاق ہوئے اور چاروں طرف شرق و مغرب میں آپکے کمالات کا چرچا شروع ہوا تو عادت قدیمہ کے بموجب حسادوں نے آپکے حق میں طرح طرح کے طعن کرنے شروع کیے اور آپکے اجتہاد و اعتقاد کی نسبت ایسی ایسی باتیں بنانے لگے کہ جنسے آپ بالکل منزہ تھے اور اس سے انکی غرض حسب فحوائے (یریدون ان یطفئوا نور اللہ ویابی اللہ الا ان یتم نورہ) کے محض اطفائے نور شریعت تھی اور اس قسم کے طعن صرف امام ابوحنیفہ کے حق میں ہی مخصوص نہیں کیے گئے بلکہ بعض نے امام مالک اور بعض نے امام شافعی اور بعض نے امام احمد کے

حق مین کہیے ہین اور اس سے بڑھکر ایک فرقہ نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور ایک گروہ نے حضرت عثمانؓ و علیؓ کے حق مین بھی ایسی ہی زبان درازی کی ہی بلکہ ایک فرقہ نے نعوذ باللہ من ذالک تمام صحابہ کرام کو کفر کی تہمت دی ہی ولنعم ما قیل شعر ومن ذالذی ینجو من الناس سالما + وللناس قال بالظنون وقیل انتہی۔

خیرات الحسان مین ابن حجر مکی نے چھتیس فصلون مین امام ابو حنیفہ کے محامد و محاسن بیان کرنے کے بعد فصل سینتیس مین لکھا ہی کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا جسکا حاصل یہ ہی کہ بعض اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہ کی ذم مین افراط کیا ہی اور حدیث پر قیاس کو مقدم کرنے کے سبب سے آپ پر حد سے زیادہ مذمت کا تجاوز کیا ہی حالانکہ اکثر اہل علم کہتے ہین کہ جسوقت صحیح ہو جائے حدیث تو باطل ہو جاتا ہی رائے و قیاس لیکن حال یہ ہی کہ امام ابو حنیفہ نے بجز تاویل محتمل کے بعض اخبار آحاد کو رد نہین کیا بلکہ بہت سی انہین سے ایسی ہین کہ امام ابو حنیفہ کے سوا اورون نے بھی انکو رد کیا ہی اور انکے امثال نے اسپر پیروی کی ہی مثل ابراہیم نخعی اور اصحاب ابن مسعود کے مگر یہ کہ شاید امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب نے زیادتی کی ہو اور اورون سے قلت پائی گئی ہو چنانچہ جب امام احمد سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ پر کس بات کا عیب لگایا گیا ہی تو انھون نے کہا کہ رائے کا جب اسپر انسے کہا گیا کہ کیا امام مالک نے رائے کے ساتھ کلام نہین کیا کہا کہ ہان انکے کیا ہی لیکن امام ابو حنیفہ نے زیادہ کیا ہی لیکن اسپر جب کہا گیا کہ کیا آپ انکے اس حصہ مین کلام کر سکتے ہین یعنی اس دعوی کو ثابت کر سکتے ہین تو امام احمد چپ ہو گئے اور لیث بن سعد نے کہا کہ مین نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کیے ہین جنمین انھون نے صرف اپنی رائے کے ساتھ کہا ہی اور ان سب مین سنت رسول اللہؐ کی مخالفت کی ہی اور ہم علماء امت مین سے کسی کو ایسا نہین پاتے کہ وہ پہلے رسول اللہ کی حدیث کو ثابت کرے پھر اسکو رد کرے مگر ساتھ حجت کے مثل دعوی نسخ یا اجماع یا سند مین طعن کے اگر بغیر حجت کے کوئی اسکو رد کرے تو عدالت تک اسکی ساقط ہو جاتی ہی کجا یہ کہ وہ امام بکڑا جاوے اور فسق کا نام اسپر لازم ہو جاتا ہی اور خدا اس سے معاف رکھے اور بحقیق اصحاب سے اصول شرع پر اجتہاد و ساتھ رائے کے اور قول ساتھ قیاس کے پاین طور واقع ہوا ہی کہ ذکر اسکا طویل ہی اور اسی طرح تابعین سے

پس حاصل کلام یہ ہی کہ صرف امام ابوحنیفہ ہی قول بالقیاس کے ساتھ منفرد نہیں ہوئے بلکہ اسی پر عام
فقہاے امصار کا عمل ہی انتہی - پھر اسی کتاب کی فصل انتالیس میں خطیب بغدادی کے ان اقوال کی
تردید میں جو اُسنے اپنی تاریخ میں قادحین امام ابوحنیفہ سے نقل کیے ہیں لکھا ہی کہ تحقیق خطیب نے
نہیں ارادہ کیا تھا اُسکے مگر جمع کرنا اُن اقوال کا جو ایک مرد کے حق میں کیے گئے ہیں جیسے کہ
مورخین کی عادت ہی اور نہیں ارادہ کیا تھا اُسنے امام ابوحنیفہ کے مرتبہ گھٹانے کا کیونکہ پہلے اُسنے
کلام مادحین کو کثرت سے بیان کر کے اُنکے ماثرات کو نقل کیا ہی پھر قادحین کے کلام کو ذکر کیا ہی چنانچہ
اسی سے یہ بات دلالت کرتی ہی کہ جو اسناد قادحین کی ذکر کی ہیں وہ متکلم فیہ اور مجہول اشخاص سے خالی
نہیں اور اسطرح کی قدح سے اجماعاً کسی عام مسلمان میں رخنہ اندازی جائز نہیں رکھ سکتا پس
کجا ایسے امام ائمۃ المسلمین کے حق میں رخنہ اندازی جائز تصور کرے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ
خطیب کی قدح صحیح ہیں تاہم اسپر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ اس بات سے خالی نہیں کہ
قائل قدح مذکور کا یا تو اقران یا غیر اقران امام ابوحنیفہ سے ہی اگر وہ غیر اقران سے ہی تو وہ مقلد
اُس قول کا ہی جسکو امام ابوحنیفہ کے دشمن نے کہا یا لکھا ہی اور اگر اقران سے ہی پس بعض اقران کا
قول بعض کے حق میں غیر مقبول ہی چنانچہ حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر نے اسکی تصریح کی ہی اور کہا ہی
کہ یہ بات خصوصاً اسوقت میں ہی کہ جب ظاہر ہووے کوئی عداوت یا مذہبی حسد کیونکہ حسد ایسی بری
بلا ہی کہ اس سے سوا اُس شخص کے جسکو خدا نے بچایا کوئی محفوظ نہیں رہا اور ذہبی نے کہا کہ میں نہیں
جانتا کہ بجز انبیا و صدیقوں کے زمانہ کے ایسا کوئی زمانہ ہوا ہو کہ اُسکے اہل طعن سے سلامت رہے ہوں
اور تاج سبکی نے کہا کہ ای مسترشد تجھے لائق ہی کہ طریقہ ادب کا تمام ائمہ ماضیین کے ساتھ استعمال
کرے اور مت نظر کر طرف کلام بعض کے بعض کے حق میں مگر جبکہ آوے ساتھ دلیل واضح کے
پھر اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہووے تو اُسکو اختیار کر ورنہ اُن باتوں سے روگردانی کر جو اُنکے
باہم گذری ہیں اور پرہیز کر پھر پرہیز کر اُن باتوں کے سننے سے جو واقع ہوئی ہیں درمیان ابوحنیفہ
و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا نسائی و احمد بن صالح یا احمد و حارث بن اسد محاسبی
کے اور اسی طرح چلے آؤ زمانہ عز بن عبد السلام و تقی بن الصلاح تک پس جب تو نے اس بات کا
تحمل کیا تو ہلاکت پر واقع ہوا کیونکہ لوگ ائمہ اعلام اور اُنکے اقوال کے بار گیر ہیں اور اکثر اوقات ہم نہیں سمجھے

اقوال کو نہیں سمجھتے پس ہمارے لیے بجز رضامندی اور سکوت کے جو انکے درمیان واقع ہوا اور
کچھ مناسب نہیں جیسا کہ ہم اُن باتوں کے لیے سکوت مناسب سمجھتے ہیں جو صحابیوں کے درمیان واقع ہوئیں انتہی
تانیب الکلبی میں بحوالہ تبییض الصحیفہ مؤلفہ حافظ جلال الدین سیوطی لکھا ہے کہ عبد العزیز بن رواد کہتے
ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے باب میں کلام کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جو انکے حال سے
ناواقف ہیں دوسرے وہ جو حاسد ہیں یعنی یا تو بسبب عدم معرفت مدارک امام کے یا بسبب
حسد کے اعتراض کرتے ہیں انتہی

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ سلف و خلف نے امام ابوحنیفہ کے کثرت علم و ورع و عبادت
و دقت مدارک و استنباطات پر اجماع کیا ہے اور میں نے سیدی علی الخواص سے سنا ہے کہ وہ
کہتے تھے کہ مدارک امام ابوحنیفہ کے بڑے باریک ہیں بجز اکابر اولیا اور اہل کشف کے کوئی
انسے واقف نہیں ہو سکتا - پس اس قرارداد سے معلوم ہوا کہ جس شخص مثلاً فخر الدین رازی
نے جو امام ابوحنیفہ کے اقوال میں سے کسی قول پر اعتراض کیا ہے تو وہ شخص جاہل مدارک امام سے تھا انتہی

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی کے مکتوب ۵۵ میں
لکھا ہے کہ مثال حضرت عیسیٰ کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ کی دولت
و متابعت سنت نبوی کی برکت سے اجتہاد و استنباط میں ایسا درجہ علیا حاصل کیا ہے کہ جسکے
سمجھنے سے دوسرے لوگ عاجز ہیں اور اُنکے مجتہدات کو بسبب دقت معانی کے کتاب و سنت کے
مخالف جان کر اُنکو اصحاب رائے میں سے گمان کرتے ہیں سو ہر ایک ایسی بات اُنکے علم اور درایت
کی حقیقت کی طرف نہ پہونچنے اور عدم اطلاع اُنکے فہم و فراست کے سبب سے ہے لیکن
امام شافعی نے تھوڑا سا اُنکی فقاہت سے معلوم کیا جو کہا کہ تمام فقہا فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں
اور اسی مناسبت سے جو امام ابوحنیفہ کو حضرت عیسیٰ سے ہے وہ بات بھی ممکن ہے جو حضرت خواجہ
محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نزول فرماوینگے تو امام
ابوحنیفہ کے مذہب پر حکم اور عمل کرینگے اور بغیر شائبہ تکلف و تعصب کے کہا جاتا ہے کہ کشف کی نظر
میں مذہب حنفی کی نورانیت مثل دریائے عظیم کے دکھائی دیتی ہے اور دیگر مذاہب مثل حیاض
و جداول کے معلوم ہوتے ہیں نا قصر آدمی چند احادیث یاد کرکے اور احکام شرعیہ کو انہیں منحصر

سمجھ کر جو علوم نہین اُسکی نفی کرتے ہین بقول شخصے ہزار ان کرے کہ وہ سنگی نہ انسست بزمین و آسمان او ہم انست ہزار افسوس اُنکے بار یک تعصب اور نظر فاسد پر کہ بانی فقہ تو ابوحنیفہ ہو اور تین حصص فقہ کے اُنکو مسلم کیے گئے ہین اور باقی ربع مین تمام لوگ شریک ہین۔ فقہ مین صاحب خانہ وہ ہو اور باقی تمام لوگ اُسکے عیال ہین انتہی۔

تفسیر کبیر کی جلد دوم مین آیۃ وعلم آدم الاسمآء کی تفسیر مین لکھا ہو کہ ایک شخص نے حلف کھا کر اپنی عورت کو کہا کہ مین تجھسے ہرگز کلام نہ کرونگا جبتک کہ تو مجھسے بات نہ کریگی اسپر عورت نے بھی حلف کھائی کہ اگر تو مجھسے کلام کرے یا مین تجھسے کلام کرون تو میرا تمام مال صدقہ ہو پس فقہا اس معاملہ مین بڑے حیران ہوئے اور سفیان ثوری نے فتوی دیا کہ جو شخص کلام کریگا وہ حانث ہو جائیگا اسکے بعد اس شخص نے امام ابوحنیفہ کی خدمت مین جاکر اس مسئلہ کو دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی عورت سے جاکر بات چیت کر تم مین سے کسی پر قسم واقع نہین ہوتی اسپر شخص مذکور نے سفیان ثوری کے پاس جاکر خبر دی کہ امام ابوحنیفہ نے مجکو اسطرح پر فتوی دیا ہو جسکے سنتے ہی سفیان ثوری آگ بگولا ہوگئے اور حالت طیش مین امام ابوحنیفہ کے پاس دوڑے آئے اور فرمایا کہ کیا تم فروج کو مباح کرتے ہو امام نے کہا کہ یہ کیا بات ہو اسپر سفیان نے اُس شخص کو کہا کہ تو پھر مسئلہ مذکور بیان کر چنانچہ اُسنے پھر وہی تقریر کی اور امام نے بھی اُسکا وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا سفیان نے کہا کہ اسپر کونسی دلیل قائم ہوتی ہو امام نے فرمایا کہ جب عورت نے بعد حلف خاوند کے اُسکے روبرو قسم کھائی تو وہ اس سے کلام کرنے والی ہو گئی اور اُسکی قسم ساقط ہو گئی پس اگر اب خاوند اُس سے کوئی کلام کرے تو کوئی حنث اسپر واقع نہین ہوتی اور نہ عورت پر پڑتی ہو کیونکہ اُسنے خاوند سے بعد اُسکی حلف کے گفتگو کر لی۔ یہ رمز سنکر سفیان نے کہا کہ آپ کو بیشک علم سے ایسی ایسی باتین کشف ہوتی ہین جنسے ہم سب نا واقف ہین انتہی۔

میزان الشعرانی مین لکھا ہو کہ ابومطیع کہتے ہین کہ مین ایک دن جامع کوفہ مین امام ابوحنیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سفیان ثوری و مقاتل بن حیان و حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق وغیرہ فقہا اُنکے پاس آئے اور اُنسے کہا کہ ہمنے سنا ہو کہ آپ دین کے معاملے مین بہت قیاس کرتے ہین اور ہم اس بات سے آپکی نسبت ڈرتے ہین کیونکہ پہلے پہل ابلیس نے قیاس کیا تھا

اسپر امام نے اُنسے چاشت جمعہ سے لیکر زوال آفتاب تک مناظرہ کیا اور اپنا مذہب آخر ظاہر کرکے فرمایا کہ میں پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث پھر متفق علیہ قضایاے صحابہ پھر مختلف فیہ قضایاے صحابہ پر اسکے بعد قیاس کرتا ہوں لیس یہ بات سن کر فقہاے موصوف اُٹھ کھڑے ہوے اور آپکے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ سید العلما ہیں ہمسے غلطی کی حالت میں جو اعتراض آپکے حق میں واقع ہوا ہی اُسکو آپ بخش دیں انتہی۔

خیرات الحسان میں لکھا ہی کہ ایک دن حضرت محمد بن حسن بن علیؑ سے امام ابوحنیفہ کی ملاقات ہوئی آپ نے امام کو فرمایا کہ میں نے سنا ہی کہ آپ میرے جد امجد کی حدیثوں کی قیاس کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں امام نے کہا کہ معاذ اللہ یہ بات اسطرح پر نہیں ہی اور آپ بیٹھ جائیں کہ آپ کی عزت مثل آپ کے جد امجد کے ہی اسپر آپ بیٹھ گئے اور امام نے آپ کے سامنے بڑے ادب سے دوزانو بیٹھ کر کہا کہ مرد بہت ضعیف ہی یا عورت آپ نے فرمایا کہ عورت پھر پوچھا کہ ورثہ میں اُسکا کتنا حصہ ہی آپ نے فرمایا کہ مرد سے نصف ہی امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو اُسکے برعکس حکم دیتا۔ پھر پوچھا کہ نماز فاضل تر ہی یا روزہ آپ نے فرمایا کہ نماز امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو عورت پر نماز کی قضا کے وجوب کا حکم دیتا نہ روزہ کا۔ پھر پوچھا کہ بول بہت پلید ہی یا منی آپ نے فرمایا کہ بول بہت پلید ہی امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو غسل کا بول سے حکم دیتا نہ منی سے معاذ اللہ میں کون ہوں جو حدیث کی مخالفت کروں بلکہ میں تو خادم حدیث رسول مقبول ہوں اسوقت آپ اُٹھ کھڑے ہوے اور امام کو بغل میں لیکر اُنکے منھ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں نے آپکو ابتدا میں اسلیے ملامت کی تھی کہ آپ کے دشمنوں نے مجکو ایسا ہی سنایا تھا انتہی۔

مسند خوارزمی میں ابن کدامہ سے روایت ہی کہ ہم ایک روز وکیع بن جراح کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلہ میں خطا کی ہی وکیع نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کیونکر خطا کر سکتے تھے حالانکہ اُنکے پاس قیاس و اجتہاد میں امام ابویوسف و امام محمد و امام زفر جیسے اور معرفت و حفظ و حدیث میں یحیی بن زکریا و حفص بن غیاث اور حبان اور مندل علی کے دونوں بیٹوں جیسے اور لغت و عربیت میں قاسم بن معن یعنی ابن عبد الرحمن بن عبد اللہ

بن مسعود جیسے اور زہد و ورع مین داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے موجود تھے پس جسکے اصحاب و شاگرد اس قسم کے ہوںن وہ ہرگز خطا نہین کرسکتا کیونکہ اگر وہ خطا کرے تو اُسی وقت وہی لوگ تردید کرکے حق کی طرف اُسکو پھیرلاتے ہین پھر وکیع نے کہا کہ جو شخص امام کے حق مین اسطرح پر کہتا ہو وہ چارپایہ بلکہ اُس سے بھی سخت گمراہ ہو اور جو یہ گمان کرے کہ حق بات امام ابوحنیفہ کی مخالفت مین ہی پس اُسنے تنہا ایک اور مذہب نکالا اور مین اُسکے حق مین وہ شعر کہتا ہون جو فرزدق نے جریر کے حق مین کہا تھا ۵ اولئک آبائی فجئنی بمثلھم + اذا جمعتنا یا جریر المجامع انتہی

عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی کہ حماد بن زید سے مروی ہی کہ ایوب سختیانی کے پاس آکر کسی نے امام ابوحنیفہ کا نقص بیان کیا پس آپ نے فرمایا یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ انتہی۔

کمال پاشا نے طبقات مین اور امام خوارزمی نے مسند مین لکھا ہی کہ ابن شریح سے جو اصحاب شافعیہ مین سے بڑے متقی تھے ایک مرتبہ ایک جاہل کو امام ابوحنیفہ کے حق مین کچھ طعن کرتے سُنکر فرمایا کہ او جاہل تو اُس امام کے حق مین طعن کرتا ہی جسکے لیے تمام امت نے تین ربع علم مسلم کیا ہی اور وہ ایک ربع علم بھی اُنکے لیے تسلیم نہین کرتے اُسنے کہا کہ یہ بات کیونکر ہی ابن شریح نے فرمایا کہ علم سوال و جواب ہی اور وہ اُن اشخاص مین سے جنھون نے سوال بنائے ہین اول ہین پس نصف علم تو اُنکو اسطرح پر ہوا پھر اُن اسولہ کے خود ہی جواب دیے جنمین بعض نے صواب پر اور بعض نے خطا پر کہا پس جسوقت ہم اُنکے صواب کو خطا سے مقابل کرتے ہین تو اور نصف علم بھی اُنکے لیے پاتے ہین پس تین ربع اُنکو مسلم ہوے اور باقی ایک ربع رہا جسمین وہ بھی دعوے کرتے ہین اور اُنکے مخالف بھی مدعی ہین اور آپ وہ بھی اُنکو تسلیم و تفویض کرنا نہین چاہتے ہین انتہی۔

شیخ عبدالحق نے شرح سفرالسعادت مین لکھا ہی کہ امام اعظم بسبب نہایت امتیاز اور کثرت فضل و کمال کے محسود و مغبوط عالم تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہیے بلکہ بعض متقدمین کو بھی اُس جناب سے ایک طرح کا حسد تھا اور حقیقت مین جو فاضل ہوتا ہی وہ محسود تر ہوتا ہی شافعیون کا

تو یہ حال ہی لیکن اُنکے امام شافعی کو دیکھو کہ وہ کسقدر امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کی تعریف کرتے ہین انتہی۔

مسند خوارزمی مین لکھا ہی کہ جب عبد اللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کے حاسدون کو اُنکے حق مین طعن کرتے سنا تو آپ نے اُسوقت یہ قطعہ تصنیف فرمایا۔ حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیہ + فالقوم اعداء لہ وخصوم + لضرائر الحسناء قلن لوجہا حسدا وبغضا انہ لدمیم

یحیی بن معین جو ائمۂ حدیث ہین جب کسی کو امام ابو حنیفہ کے حق مین نکتہ چینی کرتے دیکھتے تو آپ عبد اللہ بن مبارک کے قطعہ مذکورۂ بالا کو تمثیلاً پڑھا کرتے انتہی۔ پھر اُسی مسند مین لکھا ہی کہ بعض اُن اعتراضون سے جو خطیب وغیرہ نے امام ابو حنیفہ پر کیے ہین ایک یہ ہی کہ وہ حدیث پر عمل نہین کرتے بلکہ رائے کے پیرو ہین تو یہ قول اُس شخص کا ہی جو فقہ سے کچھ بھی نہین جانتا اور نہ جو فقہ سے کچھ بھی خوشبو سونگھ سکتا ہی اور جو منصف ہی وہ اس بات کا یقین رکھتا ہی کہ امام ابو حنیفہ اعلم الناس اور بڑے متبع احادیث کے ہین اور ہمارے اس بیان پر تین وجوہ شاہد ناطق ہین۔ اول یہ کہ امام ابو حنیفہ بخلاف امام شافعی کے احادیث مراسیل کو بھی حجت جانکر قیاس پر مقدم سمجھتے ہین۔ دوسرے قیاس چار قسم ہی ایک قیاس موثر اور وہ وہ ہی جو درمیان اصل و فرع کے معنی مشترک موثر ہو۔ دوسرا قیاس مناسب اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مناسب ہو۔ تیسرا قیاس شبہ اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے ظاہری مشابہت احکام شرعیہ مین ہی۔ چوتھا قیاس طرد اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مطرد ہو۔ پس امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کہتے ہین کہ قیاس شبہ اور طرد باطل ہی اور قیاس طرد مین آپ کے اصحاب کو اختلاف ہی بعض نے اس سے انکار کیا ہی اور ابو زید کبیر نے کہا ہی کہ صرف قیاس موثر ہی حجت ہی اور باقی تین قسم حجت نہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ چارون قسم قیاس کی حجت ہین اور بہت جگہ اُنھون نے قیاس شبہ کو استعمال کیا ہی پس بڑے تعجب کی بات ہی کہ باوجود اس بات کے خطیب اور اُسکے امثال کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ احادیث کو چھوڑ کر قیاس کا استعمال کرتے ہین سو یہ غلبہ ہوا اور قلت و قوف فقہ پر دال ہی لیکن جو شخص امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے ماخذ کو پہچانتا ہی وہ خطیب کے قول کے

چنانچہ صاحب ہدایہ بحث صاحبیہ مین جہاں اختلاف کیا ہی وہ مذکور ہی

بطلان کو بخوبی جانتا ہی اور بیان اسکا بن حیثیت التفصیل اسطرح پر ہو کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک
نماز مین قہقہہ ناقض وضو ہی اُس حدیث کی رو سے کہ ایک اندھا کنوئین مین گر پڑا تھا اُسپر بعض
لوگ جو نماز پڑھ رہے تھے ہنس پڑے حضرت نے فرمایا کہ جو شخص تم مین سے ہنسا ہی وہ وضو
اور نماز کا اعادہ کرے - حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہی لیکن امام ابوحنیفہ نے اس سے قیاس
غیر حالت صلوۃ کے قہقہہ کو چھوڑ دیا اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کیا اور اس حدیث
کو چھوڑ دیا - امام ابوحنیفہ بموجب حدیث ابن مسعود کے نبیذ تمر سے وضو جائز سمجھتے ہین حالانکہ
وہ ضعیف ہی مگر اُسکی رو سے تمام اشربہ پر قیاس کرنے کو ترک کرتے ہین اور امام شافعی نے
صرف قیاس پر عمل کرکے حدیث مذکور کو چھوڑ دیا ہی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ امام ابوحنیفہ
احادیث ضعیفہ کو بھی قیاس پر مقدم جانتے ہین لیکن خطیب وغیرہ نے جب دیکھا کہ امام ابوحنیفہ نے
ان بعض احادیث پر عمل نہین کیا جنکو امام شافعی نے اخذ کیا تھا تو انکو یہ ناواقفی ہوئی کہ
امام ابوحنیفہ نے ان احادیث کو قیاس کے ساتھ ترک کیا ہی حالانکہ یہ نہین جانتے کہ امام ابوحنیفہ
نے انکو دوسری اصح احادیث کے سبب سے چھوڑا ہی انتہی ملخصاً -

اسکے بعد امام خوارزمی نے بطور نمونہ کے ۱۳ - سے زیادہ ایسی احادیث بیان کی ہین جو
اکثر صحیح بخاری و مسلم کی ہین جنپر امام اعظم نے عمل کیا ہی اور امام شافعی نے اُنسے ادنی درجہ کی
احادیث پر عمل کیا ہی چنانچہ اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالۂ فیوض الحرمین مین
لکھا ہی کہ مجھکو رسول خدا نے معلوم کرایا کہ تحقیق مذہب حنفی مین ایسا طریقہ پسندیدہ ہی جو سنت
دیگر مذاہب کے اُس سنت معروفہ سے جو بخاری اور اُنکے اصحاب کے زمانے مین جمع اور
پختہ ہوئے موافق تر ہی انتہی -

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ بعض لوگ گمان کرتے ہین
کہ امام شافعی کا مذہب موافق حدیث کے ہی اور اُنکے مذہب مین حدیث کی پیروی زیادہ ہی اور
امام ابوحنیفہ کے مذہب کا مدار رائے اور اجتہاد پر ہی سو یہ کلام محض غلط اور صریح نادانی ہی کیونکہ
کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کا جاننا اور یاد رکھنا اجتہاد مین شرط ہی اور
بغیر اسکے اجتہاد درست نہین پس جس صورت مین امام ابوحنیفہ کا اجتہاد تمام مجتہدین سے

اجتہاد پر مقدم اور سابق اور سب علما و مجتہدین کے نزدیک ثابت اور تمام امت کا مقبول ہو تو پھر اس گمان فاسد کا کوئی محل نہیں شاید اس زعم باطل کا یہ سبب ہو کہ بعض محدثین شافعی المذہب نے جو حدیث کی کتابیں مثل مصابیح اور مشکوٰۃ وغیرہ کے تصنیف کی ہیں تو انہوں نے اپنے مذہب کی دلیلیں اور حدیثیں ڈھونڈھ کر اور چنکر جمع کی ہیں اور اس حدیث پر جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق ہو جرح و قدح کی ہو اور حقیقت میں یہ بالکل تعصب ہو اور اکثر شافعی تعصب و بغض سے خالی نہ تھے پس اس صورت میں حنفی مذہب کی کتابوں کو جو ملک عرب میں مشہور ہیں دیکھنا چاہیے تاکہ حقیقت ظاہر ہو جاوے کہ حنفی مذہب کا ہر ایک مسئلہ قرآن و حدیث کے موافق ہو جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب میں ایک کتاب ہو جسکے شارح نے التزام کر کے ہر ایک مسئلہ کی دلیل کو قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہو اور جب ایسا ہوا کہ جن حدیثوں سے امام شافعی نے دلیل پکڑی ہو امام ابوحنیفہ نے اُنسے استناد نہیں پکڑا تو لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب حدیث کے مخالف ہو حالانکہ یہاں یہ بنسبت اُنکے صحیح تر و قوی تر دیگر احادیث ہیں کہ جنسے امام ابوحنیفہ نے اخذ اور تمسک کیا ہو اور انکی رو سے احادیث متمسک امام شافعی کو ترک کیا ہو اور امام ابوحنیفہ کی متمسک احادیث اکثر صحیحین میں ہیں اور اس بات کو علما نے بالتفصیل بیان کیا ہو اگر ہم اُن سب کو ذکر کریں تو کلام طول ہوتا ہو اور اس بیان کی اقوی دلیل یہ ہو کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب اکثر امام احمد کے مذہب کے (جسکی بنیاد تمامہ احادیث اور اخذ ظواہر پر ہو) موافق ہو تمام مذہب میں صرف معدود مواضع میں خلاف ہوگا اور جہاں خلاف بھی ہو تو روایت بھی اسطرف ہو اور امام شافعی کا اختلاف امام احمد کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے اختلاف سے بہت زیادہ ہو چنانچہ علما نے اصول مسائل میں سے ایک سو پچیس ۱۲۵ مسائل ایسے بیان کیے ہیں کہ جنمیں امام احمد امام ابوحنیفہ کے ساتھ موافق ہیں اور امام شافعی کے ساتھ مخالف انتہیٰ۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہو کہ یہ کلام کہ امام ابوحنیفہ قیاس کو حدیث رسول اللہ پر مقدم کرتے ہیں اس شخص سے صادر ہوئی ہو جو امام سے تعصب کرتا ہو اور اُنکے دین میں متہور اور اُنکی بات میں غیر متورع ہو اور اللہ جل شانہ کے اس قول ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید اور اس حدیث رسول اللہ سے جو آپ نے

معاذ کو فرمایا وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم الا حصائد السنتھم۔ بالکل تا قول ہزا اور تحقیق روایت کی ہر امام ابو جعفر شیرازی نے ساتھ سند متصل کے امام ابو حنیفہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اُس شخص نے جھوٹ بولا اور ہمپر افترا کیا ہر جسنے یہ کہا ہر کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہین حالانکہ بعد نص کے قیاس کی کچھ حاجت نہین رہتی اور کہتے تھے کہ ہم قیاس اُسی وقت کرتے ہین کہ جب اُسکی سخت ضرورت ہوتی ہر اور یہ بات اسطرح پر ہر کہ پہلے ہم مسئلہ کی دلیل مین قرآن و حدیث اور اقضیۂ صحابہ کو دیکھتے ہین پس جب ہم کوئی دلیل نہین پاتے تو اسوقت ہم مسکوت عنہ کو منطوق پر قیاس کرتے ہین جبکہ ان دونون مین ایک ہی علت جامع ہو اور دوسری روایت مین اسطرح پر آیا ہر کہ ہم پہلے کتاب اللہ پھر احادیث رسول اللہ پھر اقضیہ صحابہ سے اخذ کرتے اور عمل کرتے ہین جسپر صحابہ نے اتفاق کیا ہر اور اگر اختلاف کیا ہر تو ہم ایک حکم کو دوسرے حکم پر ساتھ علت جامع کے جو درمیان دو مسئلون کے ہر قیاس کرتے ہین یہانتک کہ معنی واضح ہوجاتے ہین اور ایک روایت مین اسطرح پر آیا ہر کہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہین پھر سنت رسول اللہ پھر اقضیۂ ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پر۔ اور ایک روایت مین اسطرح پر آیا ہر کہ آپ نے فرمایا کہ جو رسول اللہ سے آوے وہ ہمارے سر آنکھون پر ہر میرے ماں باپ قربان ہون اور نہین ہر ہمارے لیے اُس سے مخالفت اور جو صحابہ سے آوے اُنمین سے ہم ایک قول کو اختیار کرتے ہین اور جو غیر صحابہ سے آوے پس وہ بھی آدمی ہین اور ہم بھی آدمی ہین۔ ایک دفعہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کی طرف لکھا کہ مین نے سنا ہر کہ آپ حدیث پر قیاس کو مقدم کرتے ہین آپ نے جواب مین کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ بات اسطرح پر نہین ہر بلکہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہین پھر سنت رسول اللہ پھر اقضیۂ ابی بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ پھر اقضیہ بقیہ صحابہ پر پھر اُسکے بعد جب وہ اختلاف کرین تو ہم قیاس کرتے ہین اور دینی امور مین کسی کے لیے کوئی رعایت نہین ہر انتہی۔

پھر اُسی کتاب مین لکھا ہر۔ لیکن ائمہ اربعہ سے جو رائے کی ذم مین منقول ہوا ہر اُنمین امام اعظم ابو حنیفہ ہر ایک رائے مخالف ظاہر شریعت سے تبریہ مین اول ہین برخلاف اس بات کے جو بعض متعصبین نے اُنکی طرف منسوب کی ہر اور جب قیامت کو سامنا پڑیگا تو اُنکو امام کی طرف سے بڑی فضیحت حاصل ہوگی پس جس شخص کے دل مین کچھ نور ہر وہ کسی امام کو

برائی کے ساتھ ذکر کرنے کی جرأت نہین کر سکتا کیونکہ ائمہ آسمان کے ستارون کی طرح اور دوسرے لوگ مثل اہل ارض کے ہین جو ستارون سے بجز اُنکے خیال کے اور کچھ نہین پہچان سکتے اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ مین امام ابو حنیفہ سے بسند متصل روایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ تم دین خدا مین قول بالرائے سے پرہیز کرو اور اس رائے کو لازم پکڑو جو سنت رسول اللہ کا تابع ہو اور جو خارج ہوا اس سے وہ گمراہ ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہ پہچانے اسکو میرے کلام کے ساتھ فتوی دینا حرام ہی اور امام موصوف جسوقت کوئی فتوی دیتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ کی رائے ہی جو اپنی دانست مین اچھا مقرر کیا گیا ہی لیکن جو شخص اس سے احسن لائے پس وہ صواب کے ساتھ اولی ہی اور کہتے تھے کہ مردون کی آرا سے پرہیز کرو۔ ایک دفعہ ایک شخص کوفہ کا آپ کے پاس آیا اسوقت آپ کے پاس لوگ حدیث پڑھ رہے تھے اُس شخص نے کہا کہ ہمنے ان احادیث کو چھوڑ دیا ہی اسپر امام نے اُسکو سخت زجر و تنبیہ کرکے فرمایا کہ اگر احادیث نہوتی تو ہم مین سے کوئی شخص قرآن نہ سمجھ سکتا پھر کہا کہ بندر کے گوشت کے حق مین تو کیا کہتا ہی اور تیرے پاس قرآن سے کون سی دلیل ہی اسپر وہ شخص ساکت ہو گیا اور امام سے کہا کہ آپ اُسکے حق مین کیا کہتے ہین امام نے کہا کہ وہ چلنے والے چار پایون مین سے نہین ہی۔ یہان دیکھنا چاہیے کہ امام نے حدیث کی روگردانی سے اُس شخص کو کیسی زجر و ملامت کی پس اس صورت مین کسی کو کیونکر لائق ہی کہ امام کو خدا کے دین مین اُس قول بالرائے کی طرف منسوب کرے جسکی نہ ظاہر کتاب نہ سنت شہادت دے سکے اور امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ اپنے اوپر آثار سلف کے لازم پکڑو اور آرائے رجال سے بچو اگرچہ انکو کسی قول کے ساتھ آراستہ کرین کیونکہ امر حق وقت ظاہر ہونے کے ظاہر ہو جاتا ہی اور تم صراط المستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور مبتدع سے بچو اور اپنے اوپر امر اول عتیق کو لازم پکڑو ایک دفعہ ایک شخص کوفہ مین کتاب دانیال پیغمبر کی لایا اُس سے امام موصوف ایسے خفا ہوے کہ قریب تھا کہ اسکو قتل کر ڈالتے اور اس سے کہا کہ کیا سوا قرآن اور حدیث کے بھی کوئی اور کتاب ہی۔ ایک دفعہ امام سے کسی نے پوچھا کہ آپ اُس چیز مین جو لوگون نے عرض و جوہر و جسم مین کلام سے نو پیدا کیا ہی کیا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ ایسی باتین فلسفہ کی ہین پس تمھین چاہیے کہ آثار اور طریقہ سلف کو لازم پکڑو اور ہر ایک نو پیدا سے بچو کیونکہ وہ

بدعت ہی۔ ایک دفعہ آپ کو کہا گیا کہ لوگون نے حدیث کا علم تو چھوڑ دیا ہی اور اُسکے سماع پر متوجہ ہوئے ہین آپ نے فرمایا کہ اُن کا نفس حدیث کو سماعت کرنا گویا اُسپر عمل ہی کرنا ہی اور کہتے تھے کہ لوگ ہمیشہ بہتری مین ہین جبتک کہ اُنمین کوئی ایسا شخص ہی جو حدیث کو طلب کرتا ہی اور جب اُنھون نے علم کو بغیر حدیث کے طلب کیا تو تباہ ہونگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ خدا عمرو بن عبید کو قتل کرے جسنے لوگون کے لیے کلام مین لایعنی دروازہ خوض کا کھول دیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی کو لائق نہین کہ کوئی قول کہے مگر جبکہ جانتا ہی کہ رسول اللہ کی شریعت اُسکو قبول کرتی ہی اور آپکا دستور تھا کہ جب مسئلہ مین کوئی صراحت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہ پائی جاتی تھی تو علما کو جمع کرکے اُس قول پر عمل کرتے جسپر سب کا اتفاق ہوتا اور ایسا ہی جب کسی حکم کا استنباط کرتے تو کارروائی کرتے اور جبتک اپنے مصر کے علما کو جمع نہ کرتے اس حکم کو قلمبند نکرتے اور جب وہ راضی ہوتے تو امام ابو یوسف کو اُس مسئلہ کے لکھنے کا حکم دیتے۔ پس جو شخص کہ اتباع سنت رسول اللہ مین اس قدم پر ہو معاذ اللہ اُسکو عمل بالراے کی طرف منسوب کرنا کیونکر جایز ہو سکتا ہی انتہی۔ پھر اسی میزان مین لکھا ہی کہ پھر اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ حدیث احاد کے ہوتے بھی امام ابو حنیفہ سے قیاس واقع ہوا ہی تو بھی اُنکے حق مین کچھ قادح نہین ہو سکتا کیونکہ ایک جماعت علما نے کہا ہی کہ قیاس صحیح اصول صحیحہ پر بہت قوی ہی حدیث احاد صحیح سے پس کیونکر حدیث احاد ضعیفہ سے اقوی نہوگا انتہی

عقود جواہر المنیفہ مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مجکو آراے رجال سے ضعیف حدیث بہت پیاری ہی انتہی۔

شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ کو جسقدر تابعداری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی اور کسی کو نہ تھی اور امام ابو حنیفہ کے سب اصحاب اس بات پر متفق ہین کہ حدیث ہر چند ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد پر مقدم ہی اور امام کا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان حدیث کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور ضرورت کے وقت جب کوئی حدیث کسی قسم کی نہ ملتی تھی تو ناچار قیاس پر عمل کرتے تھے حالانکہ امام شافعی بہت سے اقسام حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین پھر امام ابو حنیفہ اقسام قیاس سے بھی بجز قیاس موثر کے

عمل نہین کرتے اور قیاس تناسب و قیاس شبہ و قیاس طرد سب انکے نزدیک ترک و غیر معمول ہین اور حنیفہ تمام پر قیاس کو بسبب ضعیف احادیث کے چھوڑ دیا ہی اور امام شافعی نے قیاس پر عمل کیا ہی اور امام ابو حنیفہ صحابی کی تقلید کو جس بات مین صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتے ہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے ہم بھی مجتہد ہین مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی جائز نہین - امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہی کہ مجکو ان لوگون سے بڑا تعجب ہی جو کہتے ہین کہ مین اپنی راے سے فتوی دیتا ہون حالانکہ مین بجز اُس بات کے جو ماثور وھر دی ہی ہرگز فتوی نہین دیتا اور امام حجت عبد اللہ بن مبارک نے امام اعظم سے روایت کی ہی کہ اُنھون نے کہا کہ جو کچھہ حدیث مین آیا اُسکو ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین اور جو کچھہ صحابہ سے مروی ہوا ہی اُسکو بھی ہم پسند کرتے ہین اور اس سے باہر نہین ہوتے لیکن جو کچھہ تابعین سے منقول ہی تو اُسمین وہ اور ہم برابر ہین ہم بھی تحقیق کرکے حق کو تلاش کرینگے انتہی -

تفسیر مظہری مین زیر آیہ ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کے لکھا ہی کہ بیہقی نے مدخل مین بسند صحیح عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی کہ مین نے امام ابو حنیفہ سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ جبوقت آئے پیغمبر خدا سے تو وہ سر آنکھون پر ہی اور جبوقت صحابہ سے ہو تو انمین سے قول اشبہ بالصواب کو ہم اختیار کرتے ہین اور جبوقت تابعین سے آئے تو اُسکی مزاحمت کرتے ہین یعنی اُسمین کلام کرتے ہین اور قیاس کو دخل دیتے ہین اور روضۃ العلما سے مذکور ہی کہ فرمایا امام ابو حنیفہ نے کہ ترک کرو میرا قول ساتھہ حدیث رسول اللہ کے اور فرمایا کہ جب صحیح ہو جاوے حدیث تو وہی میرا مذہب ہی انتہی -

شیخ عبد الوہاب شعرانی میزان کبری مین لکھتے ہین کہ مین نے جب کتاب ادلۃ المذاہب تالیف کی تو مین نے امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اقوال کا تتبع کیا پس مین نے اُنکے اور اُنکے اصحاب کے کسی قول کو نہ پایا مگر یہ کہ وہ ضرور کسی آیت یا حدیث یا اثر یا مفہوم اثر یا حدیث ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح اصل صحیح پر مستند تھا پس جو شخص اس بات پر واقف ہونا چاہیے اُسکو میری کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیے انتہی - اسی میزان مین

یہ بھی لکھا ہو کہ اگر مالکی و شافعی انصاف کو کام فرمائیں تو انہیں سے کوئی امام ابوحنیفہ کے کسی قول کو ضعیف بتانے کی مبادرت نہ کرے جبکہ اُنھوں نے اپنے اپنے امام کو امام ابوحنیفہ کی مدح کرتے سُنا یا بروایت معلوم کیا ہو انتہی۔ وہ جو اسی میزان میں لکھا ہو کہ ہمارا اور ہر ایک منصف شخص کا امام ابوحنیفہ کے حق میں بقرینہ اُس چیز کے جو ابھی ہمنے اُنسے راے کی مذمت و بیزاری اور نص کو قیاس پر مقدم کرنے میں روایت کیا ہو یہ ہو کہ اگر وہ اُسوقت تک زندہ رہتے کہ جبکہ حفاظ احادیث نے سفر دراز اختیار کرکے احادیث کے جمع کرنے مین مشقت اُٹھائی ہو اور آپ اُنکی احادیث مجتمعہ پر واقف ہو جاتے تو یقین تھا کہ ضرور آپ اُن احادیث سے اخذ کرتے اور تمام قیاس کو جو پہلے کیا ہوا تھا چھوڑ دیتے اور قیاس اُنکے مذہب میں تھوڑا ہو جیسا کہ بہ نسبت اُنکے غیر مذہب میں تھوڑا ہو الخ مخدوش ہو۔ اول یہ کہ امام ائمہ حدیث عبد اللہ بن مبارک کا یہ قول جو حافظ ذہبی نے لکھا ہو کہ حدیث تو معروف ہو گئی اب اگر قیاس کی حاجت ہو تو قیاس مالک و سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کا ہو اور ابوحنیفہ قیاس میں اُنسے احسن اور رسائی میں ادق اور تینوں سے افقہ ہیں صاف اس بات پر دال ہو کہ اُنکے وقت میں کل احادیث مشہور ہو گئی تھیں اور ایسی کوئی حدیث نہ تھی جو اُنسے یا اُنکے معاصرین سے خفیہ رہی ہو اور صریح تردید اُس شخص کی ہو جو خیال کرتا ہو کہ مثلاً فلان حدیث امام ابوحنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل کو معاذ اللہ نہیں پہونچی اور اگر وہ صرف اکیلے اس امر اہم کے متصدی ہوتے تو شاید انہیں سے کسی کے حق میں ایسا خیال کیا بھی جا سکتا لیکن جب اُنکے ساتھ بہت سے اصحاب و تلامیذ و اعوان و انصار تھے خصوصاً امام ابوحنیفہ کے جنکے ہمراہ ایک ہزار شاگرد جنمیں سے چالیس تو مجتہد ہی تھے تو اس بات کا کہنا کہ انکو فلان حدیث نہیں ملی بالکل بے معنی ہو۔

تفسیر مظہری میں آیت ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللہ کی تفسیر میں لکھا ہو اس بات کا کوئی احتمال نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی حدیث ائمہ اربعہ اور انکے تلامذہ علماے کبار سے پوشیدہ رہی ہو پس اُنکا کسی حدیث کو متروک العمل کرنا اُسکے منسوخ یا ماول ہونے پر دلیل ہو انتہی۔

دوم دراسات اللبیب اور خود اتحاف النبلا میں لکھا ہی کہ بعض کبرا نے کہا ہی کہ امام ابوحنیفہ
کے اتباع کا خلاف امام ابوحنیفہ کے ساتھ اُس خلاف سے زیادہ ہی جو امام شافعی کو امام
ابوحنیفہ سے ہی اور جب یہ حکم امام شافعی کی نسبت باوجود کثرت خلاف امام ابوحنیفہ کے ہی
پس امام ابوحنیفہ کا حکم امام مالک و امام احمد کی نسبت بسبب قلت خلاف کے اظہر ہی یہانتک
کہ امام احمد کا خلاف امام ابوحنیفہ کے ساتھ فقط بعض مسائل میں ہی اور اس سے زیادہ نہیں
انتہی - اس سے ظاہر ہی کہ اگر بسبب عدم تدوین علم حدیث کے کمیابی حدیث کی وجہ سے
امام ابوحنیفہ کے مذہب میں قیاس کا زیادہ دخل ہوا ہوتا تو معاملہ قلت و کثرت اختلاف کا
اسکے برعکس ہوتا یعنی اتباع امام ابوحنیفہ کا اختلاف امام کے ساتھ بہت کم اور امام مالک کے
ساتھ اُنسے کچھ زیادہ اور امام شافعی کے ساتھ اُس سے زیادہ اور امام احمد کے ساتھ بہت ہی
زیادہ کیونکہ امام احمد کا مذہب تمامہ ظاہر حدیث کے مطابق ہی چنانچہ اسی لیے بعض علمائے
دین نے اُنکو صرف طبقۂ محدثین میں داخل کیا ہی اور فقہا میں شمار نہیں کیا پس جتنا حنفی
مذہب حنبلی مذہب سے مطابق ہی ایسا اور کوئی نہیں -

سوم جب حنفی مذہب کی اُن کتابوں کو دیکھا جاتا ہی جنمیں مسائل فرعیہ کا ماخذ بیان
کیا گیا ہی مثلاً فتح القدیر ابن ہمام اور عینی شرح ہدایہ اور شمنی شرح مختصر وقایہ اور
مواہب الرحمن اور سکی شرح وغیرہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں پایا جاتا جو مستند بآیت یا حدیث
صحیح یا حسن یا اثر یا مفہوم اثر یا حدیث ضعیف کثیر الطرق نہو اور قیاس اسی جگہ عمل میں آیا
کہ جہان استناد مذکورہ بالا میں سے براسہ کوئی موجود نہیں چنانچہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے زاد المتقین میں اپنے شیخ عبد الوہاب متقی سے نقل کیا ہی کہ وہ فرماتے تھے
کہ اُن حنفی کتب میں جو ولایت ماوراء النہر اور ہند وستان میں مشہور ہیں اکثر احکام کا
اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہی لیکن جو کتابیں مصر و شام میں تصنیف ہوئی
ہیں اُنمیں ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیح کو وارد کر کے اُسکا اثبات کیا گیا ہی بعض علمائے
حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہی کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو سے لاتے ہیں یہانتک
کہ اس بات کے کہنے کا موقع ملجاتا ہی کہ شافعی ہی اصحاب رائے میں سے ہیں نہ حنفی انتہی -

حاوی فقہ میں لکھا ہو کہ نوح نے ابن جریج سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے کہ ابو نعمان ابوحنیفہ ہر ایک مسئلہ جو آپ نے کہا ہو اُسکی نسبت حدیث باسناد صحیح میرے پاس موجود ہو آپ کو خدا ے تعالیٰ نے امت محمدیہ پر بسبب رحمت کے پیدا کیا ہو۔ وکیع اور علی بن المدنی کہتے تھے کہ اگر ہم چاہیں تو ہر ایک مسئلہ پر جو امام ابوحنیفہ نے کہا ہو حدیث نکال سکتے ہیں انتہی۔ شاید صاحب میزان کے ایسا خیال کرنیکی وجہ وہی ہو گی جو شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت میں لکھی ہو کہ حقیقت میں مذہب حنفی جامع دلیل عقلی و نقلی ہو اور اکثر اوقات امام ابوحنیفہ کی عادت تھی کہ اپنے مذہب کے بیان میں صرف دلیل عقلی بیان فرماتے کیونکہ اکثر آدمی اس بات کے خوگر ہیں کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے تطبیق دیتے ہیں اور کوئی امر نقلی جبتک اُنکی عقل کے مطابق نہو تو اُسپر اچھی طرح اعتقاد نہیں لاتے اسلیے امام موصوف بھی لوگون کی تسلی کے لیے اکثر مسائل کو عقلی دلائل سے ثابت کرتے تھے ورنہ واقع میں اُنکی دلیل تو قرآن و حدیث و قول صحابہ سے ہوتی تھی اور یہ کب ہو سکتا تھا کہ بغیر رجوع قرآن و حدیث و اجماع کے قیاس کے ساتھ تمسک کرتے حالانکہ مجتہد پر واجب ہو کہ جبتک کسی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث اور اجماع میں پا یا جاوے تبتک اُسکو قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہو اور جب ان تینون میں سے کسی ایک میں بھی نہ ملے تو پھر بالضرور قیاس سے حکم کرے اور دوسری یہ بات ہو کہ امام کی عقلی دلیل حقیقت میں واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کے بعض پر تھی یعنی جب دو حدیث میں اختلاف ہوتا تھا اور ایک کی ترجیح دوسری پر کسی طرح نہ ہو سکتی تھی تو تب امام موصوف جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اُسکو غلبہ دیتے تھے اور ضرور جو حدیث قیاس کے موافق ہو وہ ارجح ہوتی ہو جیسا کہ اصول فقہ میں قرار پایا ہو اور یہ نہ تھا کہ حدیث کے مقابل میں قیاس پر عمل کرتے انتہی ملخصاً۔

وہ جو تحاف النبلا میں لکھا ہو کہ اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہو کہ امام ابوحنیفہ کی بضاعت حدیث میں کھوٹی ہو چنانچہ نسائی نے کتاب الضعفا میں لکھا ہو کہ ابوحنیفہ حدیث میں قوی نہیں ہیں اور امام بخاری نے کتاب الضعفا میں لکھا ہو کہ نعمان بن ثابت

کو فی روایت کی اُنسے عباد بن عوام اور ابن مبارک اور ہشیم اور وکیع اور مسلم بن خالد اور
ابو معاویہ اور مقری نے اور وہ مرجیہ تھے لوگ انکی راے اور انکی حدیث سے ساکت ہو
بالکل تعصبانہ بلکہ سراسر حاسدانہ ہی چونکہ اسکا جواب عمدۃ المحققین ابن ہمام اور زبدۃ المحدثین
عینی شارح صحیح بخاری اور مولانا شاہ ولی اللہ اور صاحب دراسات اللبیب وغیرہم نے
اپنی اپنی جگہ بشرح وبسط لکھدیا ہی اسلیے مین یہان صرف اتنا لکھتا ہون کہ نسائی کی جرح تو
مبہم غیر مفسر ہی اسلیے وہ مقبول نہین باقی رہا امام بخاری کا قول کہ وہ مرجیہ تھے بالکل ساقط
عن الاعتبار ہی کیونکہ حنفیہ کا عقیدہ مرجیہ سے بالکل برخلاف ہی بلکہ وہ فرقہ مرجیہ کو ناری جانکر
مرجیہ کے پیچھے نماز تک ناجائز سمجھتے ہین پس اگر امام ابوحنیفہ یا اُنکے اصحاب کا ذرا بھی ارجاء
کی طرف میلان ہوتا تو حنفیون کا عقیدہ مرجیہ کے کبھی الیا برخلاف ہوتا اسلیے امام
موصوف کو ارجاء کی نسبت دینا محض ایک تہمت اور دروغ گویم برروے تو کا مصداق ہی
اور یہ قول سکتوا عن رایہ وعن حدیثہ بالکل خلاف واقع ہی چنانچہ جملہ ثانیہ کی تکذیب تو
خود معترض نے ہی اس بیان سے ثابت ہوتی ہی کہ عباد بن عوام اور ابن مبارک وہشیم و
وکیع ومسلم بن خالد وابومعاویہ اور مقری (یعنی عبداللہ بن مقری جو بخاری کے مشائخ
کبار مین سے ہین) نے ابوحنیفہ سے روایت کی پس جس صورت مین اسقدر جہاندیدہ
محدثین اہل ثقات کا امام ابوحنیفہ سے روایت کرنا اپنی زبان سے تسلیم کیا جاے تو پھر اپنی
ہی زبان سے کہنا کہ لوگ انکی حدیث سے ساکت ہوے عجیب دلیری بلکہ خلاف بیانی ہی
خصوصاً ایسے شخص کی طرف سے کہ جسکی کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ تصور کیجاے ایسی
بات کا سرزد ہونا ان ہذا لشئی عجاب کے قول کو یاد دلاتا ہی اور جملہ اولی یعنی سکتوا عن رایہ
تو صریح البطلان ہی کیونکہ جسکو ذرا بھی شعور ہی اُسکو بخوبی معلوم ہی کہ بجسب ماذکرنا کے
بڑے بڑے ائمہ مجتہدین ومحدثین واولیاے کبار نے امام ابوحنیفہ کی راے وقیاس تسلیم کیا
اور اُسپر کاربند ہوے اور آپکے مذہب کے لوگ بجسب تواریخ ہر ایک زمانے مین بانسبت
دیگر مذاہب کے دوچند سہ چند رہے ہین یہانتک کہ بعض ملکون مین بجز آپکے مذہب کے
دوسرا مذہب کوئی جانتا ہی نہین پس مین نہین جانتا کہ جو لوگ امام ابوحنیفہ کی راے

وحدیث سے ساکت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت آخذین کے کیا آئے اور کتنے ہیں اگر غور سے دیکھا جاوے تو انکی اسقدر بھی حیثیت نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہی اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ جب امام بخاری نے دیکھا کہ امام اعظم کے ورع و اتقا و کثرت علم و عبادت و زہد پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہی اور انمین فضل الہی سے کوئی بات مثل فسق و رزالت و اوحہ و سوء حفظ و قلت ضبط اور نکارت کی ایسی نہیں جو موجب عدم قبولیت انکی روایت اور راے کے ہو سکے تو یہ بہتان باندھ دیا کہ وہ مرجی تھے حالانکہ اکثر محدثین کے نزدیک ارجار مانع قبولیت حدیث نہیں ہی خصوصاً جبکہ دعوی اسکا نہ کیا جاسے بلکہ محض انکار ہو چنانچہ اصحاب صحاح ستہ نے اہل بدعت مثل مرجیہ و جہمیہ و شیعیہ سے برابر روایت کی ہی بلکہ خود امام بخاری نے اپنی صحیح میں جسکی نسبت انکا دعوی ہی کہ مین اس کتاب مین ایسی کوئی حدیث نہیں لایا جو صحیح نہو اہل بدعت سے روایت کی ہی چنانچہ الیسعید عباد بن یعقوب الرواجنی کوفی متوفی سنہ ۲۵۰ہجری سے روایت کی ہی جو رافضی تھا جسکی نسبت ابن حبان کا قول ہی کہ وہ مستحق الترک ہی اسی طرح عبد الملک بن اعین کوفی مولی بنی شیبان شیعہ اور محمد بن خازم ابو معاویہ متوفی سنہ ۱۹۵ مرجیہ تھا - علاوہ اسکے خود امام نسائی جنکی سنن صحاح ستہ مین داخل ہی صرف منسوب بہ تشیع ہی نہ تھے بلکہ صاحب تاریخ خلکان نے انکو الفاظ کان یتشیع سے ذکر کیا ہی اور تشیع کی طرف انکی نسبت صرف خیالی بات نہین بلکہ انکی موت بھی تشیع کے سبب سے ہوئی تھی - ابو الحسن علی بن عمر صاحب سنن دار قطنی جنکی کتاب مشہور و معروف ہی منسوب بہ تشیع تھے چنانچہ اس بات پر انکا دیوان سید الحمیری شاہد ناطق ہی -

شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ کی بحث قراۃ الفاتحہ مین دار قطنی کے حق مین لکھا ہی کہ اسکو امام ابو حنیفہ کی تضعیف کا کہان سے استحقاق حاصل ہی حالانکہ وہ خود ہی تضعیف کا مستحق ہی کیونکہ اسنے اپنی مسند مین احادیث سقیمہ معلولہ - منکرہ غریبہ موضوعہ روایت کی ہین انتہی - بجز بحث اجارہ ارض بکہ مین لکھا ہی کہ ابن القطان کا امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہنا اسکی طرف سے بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہی کیونکہ جس صورت مین

امام ثوری وابن مبارک اور انکے ہمعصر اعلام نے امام ابوحنیفہ کی توثیق وتعریف کی ہو تو وہان ایسے شخص کی جو امام ابوحنیفہ کو ضعیف بیان کرے کیا حیثیت ہو انتہی۔

صاحب دراسات اللبیب نے گیارھوین دراسہ مین لکھا ہو کہ یہ ذہبی دارقطنی ہو جسنے امام الائمہ ابوحنیفہ کے حق مین طعن کیا ہو اور انکی جس حدیث مرویہ پر پھرا ہو اسکو بسبب ذہن کے ضعیف کیا ہو اسیطرح خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ کے حق مین طعن کی افراط کی ہو حالانکہ ان دونون اور مثل انکا کچھ اعتبار نہین باوجود اس اتفاق کے جو امام ابوحنیفہ کی توثیق اور انکی جلالت قدر پر ہو اور انکی اس منقبت عظیم کی جسکے سبب سے انھون نے علم کو ثریا کے پاس سے پایا جیسا انکی طرف آنحضرت کا قول لو کان العلم عند الثریا لناله رجل من ابناء فارس مشیر ہو انتہی۔ خیرات الحسان کی فصل انتیس مین لکھا ہو کہ ابوعمر و یوسف بن عبد البر مالکی نے کہا کہ جن لوگون نے امام ابوحنیفہ سے روایت لی اور انکی توثیق وتعریف کی ہو وہ ان لوگون سے زیادہ ہین جنھون نے انمین جرح کی ہو اور جنھون نے اہل حدیث سے انمین جرح کی ہو ایسے اکثر وہ ہین جنھون نے رائے وقیاس کے سبب سے انپر عیب لگایا ہو حالانکہ پہلے گذرا ہو کہ یہ بات کوئی عیب نہین اور تحقیق امام علی بن مدینی نے کہا ہو کہ امام ابوحنیفہ سے ثوری وابن مبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لاباس بہ تھا اور شعبہ انکے حق مین خوش عقیدہ تھے اور کہا یحیی بن معین نے کہ ہمارے اصحاب ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کے حق مین تفریط کرتے ہین یعنی انکا مرتبہ گھٹاتے ہین پس انسے کہا گیا کہ کیا وہ حدیث مین جھوٹ بولتے تھے کہا نہین اور شیخ الاسلام تاج سبکی کے طبقات مین ہو کہ محدثین کے اس قاعدے کو کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہو مطلق طور پر سمجھنے سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے بلکہ صواب یہ ہے کہ جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو اور بہت لوگ اسکی تعریف کرنے والے ہون اور جرح کرنے والا اکیلا ہو اور جرح کے سبب پر وہان کوئی قرینہ تعصب مذہبی غیرہ کا دال ہو تو اسکی جرح کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔ پھر تاج سبکی نے بعد طویل کلام کے کہا ہو کہ ہمنے ظاہر کیا ہو کہ تحقیق جارح کی جرح اس شخص کے حق مین قبول نہین کیجاتی جسکی طاعات معصیت پر اور ثنا بیان کرنے والے مذمت کرنے والون پر اور پاک کرنے والے جرح کرنے والون پر غالب ہون خصوصاً جبکہ وہان

کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس بات کی شہادت دے کہ جرح کرنے والا تعصب ہی اور مناقشہ دنیاوی سے
جرح کرتا ہے اور اسوقت نہ دیکھا جاویگا ثوری کے کلام کو ابوحنیفہ اور ابن وہب وغیرہ کو مالک اور
ابن معین کو شافعی اور نسائی کو احمد بن صالح کے حق مین اور کہا کہ اگر ہم تقدیم الجرح کو مطلق سمجھین تو
کوئی ائمہ مین سے سلامت نہ رہیگا کیونکہ ایسا کوئی امام نہین ہوا جسپر طعن کرنے والون نے طعن
کیا ہو اور اسمین ہلاک ہونے والے ہلاک نہوے ہون انتہی۔

فتح القدیر وغیرہ شروح ہدایہ مین لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ جب بغداد مین داخل ہوئے
اور وہان کے لوگ امام موصوف پر بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے رطب کی بیع تمر سے
جائز کہنے مین طعن کرتے تھے پس اہل حدیث نے جمع ہو کر سوال کیا کہ آپ رطب کی بیع تمر سے
کس طرح جائز کہتے ہین امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہین یا رطب تمر ہے یا تمر نہین ہے اگر
تمر ہے تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث التمر بالتمر کے اور اگر تمر نہین ہے تو بھی عقد جائز ہے
بدلیل آخر حدیث کے اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف ما شئتم
پھر اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی پیش کی امام اعظم نے جواب دیا کہ اس حدیث کا
مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہین تو سب حیران ہو گئے
اور انکے اس طعن کو اہل حدیث نے پسند کیا یہانتک کہ ابن مبارک نے کہا کہ کسطرح
کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث کو نہین پہچانتے حالانکہ وہ کہتے ہین کہ زید بن عیاش ان
لوگون سے ہے جنکی حدیث مقبول نہین انتہی۔

عقود الجواہر المنیفہ مین باب اثر مین لکھا ہے کہ ابن عبد البر مالکی نے کتاب جامع العلم
مین ایک باب اس مضمون مین باندھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول جرح و تعدیل
مین قبول کیا جائے انتہی۔

افسوس ہے امام بخاری نے محض اس رنجش کے سبب سے جو انکو امام ابوحنیفہ کے
متبعین سے پہونچی تھی بلا سوچے سمجھے امام اعظم پر مرجیہ ہونے کی تہمت لگا دی اور اپنے
شیخ حضرت عبد اللہ بن مبارک رح کے اس شعر پر جو انھون نے امام ابوحنیفہ کے ابراء مین
کہا ہے کچھ خیال نہ کیا ؎ ایت العائبین لہ سفاہا ؛ خلاف الحق مع حجج ضعیفۃ

اگر خدانخواستہ امام موصوف مین ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہوتا تو ابتدا سے آجتک زمانے مین
اہل باطن اور اولیاء کرام آپکے مذہب کو پسند کر کے آپکی تقلید اپنے اوپر کیون لازم سمجھتے چنانچہ
حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیاء دہلوی کتاب راحۃ القلوب مین تحریر فرماتے
ہین کہ حضرت خواجہ سعید العابدین زبدۃ العارفین فرید الحق والشرع شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ
نے بتاریخ ۱۱ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ ہجری فرمایا کہ ہر چہار مذہب برحق ہین لیکن بالیقین جاننا چاہئے
کہ مذہب امام اعظم کا سب سے افضل تر ہے اور دوسرے مذہب انکے پس رو ہین اور امام
ابو حنیفہ رح افضل المتقدمین ہین اور الحمد للہ کہ ہم انکے مذہب مین ہین اور ہم اس لائق
نہین کہ امام اعظم رح کا نام زبان پر لاسکون لیکن امام ممدوح کے شاگرد امام محمد شیبانی کا وہ
درجہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر کہین جاتے تھے تو امام شافعی آپکی رکاب کے ساتھ پیدل
چلتے تھے یہان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونون مذاہب مین کسقدر فرق ہے انتہی مختصراً

پس اگر کسی نے از راہ تعصب یا کسی ذاتی حسد وعداوت سے امام اعظم کی شان مین
کوئی کلمہ انکے برخلاف کہا تو اسے درصورتیکہ وہ واقع اور نفس الامر کے مطابق منوا اعتبار کر لینا
سراسر جہالت و ضلالت ہے اگر تواریخ و واقعات کو دیکھا جاوے تو ایسا کوئی شخص جو کسی
فن مین کامل ہووے نہین گذرا کہ جسکے کلام مین کسی نے رد و قدح نہ کیا ہو اور اسکی شان
مین کچھ نہ کہا ہو یہانتک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح جو باتفاق مشایخ طریقت و علمائے
شریعت اولیاء کبار کے سردار ہین اور اہل حق مین سے کسی کو آپکی ولایت اور علو درجہ مین
کلام نہین لیکن ابن جوزی محدث کو دیکھو کہ اسنے باوجود علم و فضل کے کیا کیا آپکی شان
مین کہا ہے اور یحییٰ بن معین جنکے حق مین امام احمد بن حنبل فرماتے ہین کہ جس حدیث کو
یحییٰ بن معین نہ جانین وہ حدیث ہی نہین ہے خیال کرنا چاہیے کہ انھون نے امام شافعی
کے حق مین کیا کیا نکتہ چینیان کی ہین یہانتک کہ کہا ہے کہ مین شافعی کی حدیث پسند نہین
کرتا اور ایک جگہ کہا ہے کہ مین شافعی اور انکی حدیث کو نہین پہچانتا اور تنزیہ الشریعۃ
مین لکھا ہے کہ لوگون نے یہ حدیث امام شافعی کے حق مین وضع بنائی ہے عن انس یکون
فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس علاوہ اسکے

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاجرات و منازعات و محاربات کو دیکھنا چاہیے کہ باوجود افضلیت و اکملیت کے کیسے کیسے امور آنہیں ایک دوسرے کی نسبت وقوع میں آئے ہیں اور تاہم ان سب کی بزرگی مسلم ہمارا ایمان ہی اور وہ سب کے سب نور علی نور ہیں۔ شیخ محمد طاہر نے مغنی اور خاتمہ مجمع البحار میں لکھا ہی کہ امام ابو حنیفہ عالم عامل عابد ورع و تقی علوم شریعت کے امام تھے تحقیق بعض باتیں مثل خلق قرآن و قدر و ارجا وغیرہ کے ایسی اُنکی طرف منسوب کی گئی ہیں جو اُنکی قدر کے لائق نہیں اور وہ صریحاً اُنسے منزہ ہیں چنانچہ اُنکی تنزیہ پر اُنکے ذکر کا منتشر فی الآفاق ہونا اور اُنکے علم سے زمین کے طبق کا پر ہونا اور اُنکے مذہب و فقہ کو لوگوں کا قبول کرنا ایک بڑی بھاری دلیل ہی پس اگر خدا کا امام ابو حنیفہ رح میں پوشیدہ بھید نہ ہوتا تو نصف یا اُسکے قریب اہل اسلام کو اُنکی تقلید پر جمع نہ کرتا حالانکہ وہ آجکے دن تقریباً ساڑھے چار سو برس تک اُنکی فقہ اور رائے کے ساتھ معبود ہو رہا ہی انتہی۔

ایسے ہی صاحب مشکوٰۃ نے اسماء الرجال اور ابن اثیر نے جامع الاصول میں تصریح کی ہی بلکہ جن لوگوں نے کسی غرض نفسانی سے اُنکے حق میں کلام کیا ہی وہ دنیا ہی میں خدا کی برکت سے محروم ہو گئے چنانچہ جواہر المنیفہ میں لکھا ہی کہ ہمنے تحقیق دیکھا ہی کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ کے حق میں کلام کیا ہی اُنکے مذہب مضمحل ہو کر نابود ہو گئے یہانتک کہ کوئی نہیں جانتا حالانکہ مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی ہی اور جسقدر پرانا ہوتا ہی نور و برکت میں زیادہ ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ شرق سے غرب تک زمین اُنکے مذہب سے پُر ہو رہی ہی اور اکثر آدمی اُنکے ہی مذہب پر ہیں انتہی۔

شامی شرح درالمختار میں شیخ یوسف بن عبد الہادی حنبلی کی کتاب تنویر صحیفہ سے منقول ہی کہ خطیب کے کلام پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ ایک جماعت علما مثل امام ابو حنیفہ رح و امام احمد اور اُنکے اصحاب سے سخت تعصب رکھتا ہی اور کئی وجہ سے اُسنے اُنکے حق میں سخت و سست لکھا ہی اسلیے بعضوں نے خطیب کے جواب میں السہم المصیب فی کبد الخطیب نام رسالہ تصنیف کیا ہی اور ابن جوزی نے خطیب کا اتباع کیا ہی چنانچہ ابن جوزی کے سبط نے اپنی تاریخ مراۃ الزمان میں لکھا ہی کہ خطیب پر چنداں تعجب نہیں کیونکہ اُسنے ایک جماعت

علما پر طعن کیا ہو لیکن نہایت تعجب ابن جوزی پر ہو جو خطیب کے طرز کا پیرو ہوا ہو اور وہ کام کیا کہ جو بہت برا تھا یعنی کہا کہ امام ابو حنیفہ کے متعصبوں میں سے دار قطنی اور ابو نعیم ہیں چنانچہ ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں آپکا ذکر تک نہیں کیا اور اُنکا ذکر کیا ہو کہ جو آپ سے علم و زہد میں کمتر تھے (ترمذی نے بھی ایسا ہی اپنے جامع میں مسلک اختیار کیا ہو) خیرات الحسان میں لکھا ہو کہ اگر خطیب کا کہنا صحیح بھی مان لیا جاوے تو بھی وہ غیر معتد بہ ہو کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ غیر اقران امام سے ہو پس اس صورت میں وہ اس بات کا مقلد ہو جسکو امام صاحب کے کسی دشمن نے لکھا یا کہا یا وہ امام کے اقران میں سے ہو پس اس صورت میں بھی غیر معتد بہ ہو کیونکہ بعض ہمسر کا قول بعض ہمسر کے حق میں غیر مقبول ہو جیسا کہ حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی نے اسکی تصریح کی ہو خصوصاً اُسوقت کہ جب ظاہر ہو جاوے کہ بسبب عداوت یا تعصب مذہبی کے ایسا کہا گیا ہو کیونکہ حسد ایک ایسی سخت آفت ہو کہ اُس سے بجز اُسکے جسکو خدا نے محفوظ رکھا ہو کوئی نہیں بچا۔ ذہبی نے کہا ہو کہ شاید ہی کوئی اہل عصر بجز انبیا و صدیقین کے اس بلا سے بچا ہوا اور تاج سبکی نے کہا ہو کہ اے مسترشد تجکو یہ لائق ہو کہ ائمہ ماضیین کے حق میں ادب برتے اور اُنمیں سے بعض کے کلام پر بعض کے حق میں خیال نکرتا وقتیکہ کوئی دلیل واضح ہو پھر اگر تاویل کر سکتا ہو تو حسن ظن کا خیال کر ورنہ اُس سے اعراض کر اور حاشا و کلا اُن باتوں کی طرف ہرگز خیال نکر جو درمیان ابو حنیفہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح و نسائی یا احمد و حارث محاسبی کے وقوع میں آئی ہیں۔ اسی طرح ایک جماعت معاصرین مالک نے اُنکے حق میں بہت کچھ کلام کیا ہو اور ابن معین نے شافعی کے حق میں بہت کچھ کہا ہو اور ایسے شخص کی نسبت جو اُنکے اور اُنکے ہم مثلان کے حق میں کلام کرتا ہو حسن بن ابی نافع کا یہ شعر بہ اوق آتا ہو سہ یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل اگر سلف نے بعض کے حق میں کلام کیا ہو جیسا کہ صحابہ کے درمیان بھی واقع ہوا ہو تو اس سے کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے اور اپنے مخالف کے قول سے انکار کرتے تھے خصوصاً ایسے حال میں کہ جبکہ اُنکے پاس کوئی ایسی دلیل ہوتی تھی جو قول غیر کے خطا ہونے پر دلالت کرتی تھی اور اس سے اُنکا قصد محض

بمضرت دینی تھا نہ غرض نفسانی لیکن ان لوگون پر بڑا تعجب ہی جو اس زمانے مین علمیت کا دعوی
کرتے ہین اور ماکل ومشرب وملبس اور بیع وشری اور نکاح وغیرہ عبادات مین امام اعظم کی تقلید
کرتے ہین پھر انپر اور انکے اصحاب پر طرح طرح کے طعن کرتے ہین پس ان لوگون کی
مثال ایسی مکھی کی ہی جو اسپ راہوار تیز رفتار کی دم سکے نیچے بیٹھی ہوا اور وہ اپنی تیز رفتار
سے دوڑ رہا ہو اور مین متعجب ان ہون کہ امام اعظم رح کے حق مین ایسی باتین کیون
مانتے ہین اور جس امام کے مقلد ہین اسکے حق مین وہ باتین کیون روا نہین رکھتے اور اپنے
امام کی تقلید ادب مین کیون نہین کرتے جبکہ انکو بخوبی معلوم ہی کہ انکا امام اس امام اجل
کی تکریم وتعظیم مین سر سو تفاوت نکرتا تھا چنانچہ علماے کرام نے تینون ائمہ خصوصا امام شافعی
کی تعریف وتوصیف امام اعظم کی نسبت اپنی اپنی تصانیف مین نقل کی ہی الغرض کامل سے
کمال ہی صادر ہوتا ہی اور ناقص سے بجز نقصان کے اور کچھ وقوع مین نہین آتا اور
معترض کے لیے حرمان برکت معترض علیہ کافی ہی اعاذنا اللہ من ذلک اور منجملہ اس
تادب کے جو امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کی نسبت کیا ہی ایک یہ ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ
مین امام ابوحنیفہ رح سے برکت چاہتا ہون اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہی تو انکی قبر پر جاکر
اور دوگانہ پڑھکر دعا مانگتا ہون تو میری وہ حاجت روا ہو جاتی ہی اور بعض ان علما نے جنھون
نے منہاج پر حواشی لکھے ہین ذکر کیا ہی کہ ایک دن امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابوحنیفہ کی قبر
کے پاس پڑھی اور اسمین دعاے قنوت نہ پڑھی لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ
مین نے تادب عند صاحب اس قبر سے نہین پڑھی بعض نے یہ لفظ بھی زیادہ کیا ہی کہ آپ نے
اونچی بسم اللہ بھی نہ پڑھی تھا یہان اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ رح کی
خاطر فعل مسنون کو کس لیے چھوڑا تو اسکا جواب یہ ہی کہ کبھی سنت کو ایسی بات عارض ہو جاتی ہی
کہ عند الضرورت اسکا چھوڑ دینا ترجیح رکھتا ہی چنانچہ جب امام شافعی نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہ کے
بہت سے حاسد ہین اور حسد کرنے سے باز نہین آتے تو انھون نے انکی ناک مین خاک
ڈالنے اور تعلیم جاہل کے لیے البتہ عمدہ کام لینے تادب امام کو دیکھا یا جو دعا قنوت اور بسم اللہ
پکے اونچے پڑھنے سے افضل ہی انتہی۔

حدیقۂ دوم

دوسری صدی کے فقہا و علما کے حالات میں

ابراہیم بن میمون صائغ مروزی۔ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے امام ابو حنیفہؒ اور عطاء سے روایت کرتے تھے اور آپ سے حسان بن ابراہیم نے روایت کی۔ شہر مرو میں ۱۳۱ھ میں ابو مسلم خراسانی نے آپکو شہید کیا۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب آپکے مقتول ہونیکی خبر امام ابو حنیفہؒ کو پہونچی تو وہ اسقدر روئے کہ ہمنے گمان کیا کہ روتے روتے مر جائینگے۔ آپکے مقتول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ابو مسلم خراسانی سے آپ نے کچھ سخت کلامی کی تھی جس پر اسنے آپکو پکڑ لیا یہ خبر سنتے ہی خراسان کے تمام فقہا و عابد جمع ہوئے اور آپکو چھڑا لیگئے لیکن آپ نے مکرر سہ کرر حاکم مذکور کو بُری باتوں سے سرزنش کی جس پر اسنے آپکو قتل کرا دیا۔ امام بخاری نے معلق اور ابو داؤد و نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ صائغ زرگر کو کہتے ہیں شاید آپ زرگری کا کام کرتے ہونگے جس سے صائغ کہلاتے تھے۔ ولی پاک باطن آپکی تاریخ وفات ہے۔

مسعر بن کدام ہلالی کوفی۔ ابو سلمہ کنیت تھی۔ طبقہ کبار تبع تابعین سے حافظ الحدیث ثقہ فاضل معتمد تھے امام ابو حنیفہؒ و عطاء اور قتادہ سے روایت کرتے تھے اور آپ سے سفیان ثوری نے روایت کی آپ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ کو گردان لیا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بیخوف ہو گیا اور اسکو اپنے لیے احتیاط میں نقصان نہو گا۔ کہتے ہیں کہ جب سفیان ثوری اور شعبہ کسی بات میں اختلاف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ آؤ ہم مسعر بن کدام کی طرف چلیں جو ہمارے فیصلہ کے لیے ترازو میں۔ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے جو مجتہد اور استاد المحدثین ہیں استاد ہیں آپکی جلالت اور حفظ و اتقان متفق علیہ ہے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ ہجری میں ہوئی۔ نجم جہان آپکی تاریخ وفات ہے۔

حمزہ بن حبیب زیات قاری کوفی۔ ابو عمارہ آپکی کنیت تھی۔ محدث الصدوق۔ زاہد پرہیزگار قراء سبعہ میں سے ایک قاری تھے ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ سے بہت سی روایات رکھتے تھے۔ جامع القرأت میں لکھا ہے کہ آپ دن کو آدمی اور رات کو جن پڑھایا کرتے تھے وفات

ابی سنہ ۱۵۱ یا سنہ ۱۵۰ ہجری میں امام مسلم وغیرہ نے آپسے تخریج کی محبوب زمان آپکی تاریخ وفات ہے۔

زفر بن ہذیل بن قیس بن سلیم العنبری البصری۔ آپکا والد ماجد اصفہان کا رہنے والا تھا

آپ سنہ ۱۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ کے ان وس اصحاب میں سے تھے جنہوں نے امام کو کتب فقہ کی تدوین میں مدد دیا۔ امام ابو حنیفہ آپکی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے اصحاب میں سے یہ رئیس ہیں۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ آپ امام کی مجلس میں سب سے مقدم بیٹھا کرتے تھے۔ سلیمان عطار سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے نکاح کی تقریب پر امام ابو حنیفہ کو بلایا اور امام کو خطبہ پڑھنے کے لیے کہا۔ امام نے خطبہ میں فرمایا ہذا زفر امام من ائمۃ المسلمین وعلم من اعلامہم فی شرفہ وحسبہ ونسبہ۔ حماد بن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں بعد امام ابو یوسف کے ان جیسا اور کوئی فقیہ نہ تھا۔ داؤد طائی سے روایت ہے کہ ابو یوسف اور زفر اکثر فقہ میں مناظرہ کیا کرتے تھے مگر زفر جید اللسان تھے اسلیے ابو یوسف بسا اوقات مناظرہ میں مضطرب ہو جاتے تھے جب سے زفر انکو کہتے کہ آپ کہاں بھاگتے ہیں یہ دروازے کھلے ہیں جسکو چاہو اختیار کرو۔ ابو رشاد کہتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابو یوسف افقہ ہیں یا زفر انھوں نے جواب دیا کہ زفر اورع ہیں میں نے کہا میرا سوال فقاہت سے ہے انھوں نے فرمایا کہ آدمی ورع ہی سے بزرگ ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ میں نے زفر کو یہ کہتے سنا ہے کہ حدیث کے ہوتے ہم قیاس پر ہرگز کاربند نہیں ہوتے اور جب حدیث ملجاتی تو قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حسن بن زیاد کا قول ہے کہ زفر اور داؤد آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے ان میں داؤد نے تو فقہ کو چھوڑ کر عبادت اختیار کر لی اور زفر نے دونوں کو جمع کیا۔ یحیی بن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے وکیع کو اخیر عمر میں دیکھا کہ وہ صبح کو زفر اور شام کو ابو یوسف کے پاس آتے تھے مگر پھر انھوں نے ابو یوسف کے پاس جانا چھوڑ دیا اور دونوں وقت زفر کے پاس آنا شروع کیا۔ محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ زفر کو قضا کے لیے کہا گیا تھا مگر انھوں نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہیں چھپ رہے جب آپکا مکان گرا دیا گیا تو اسوقت آپ نکلے اور اپنے مکان کو درست کرایا پھر آپکو قضا کے لیے کہا گیا اور دوبارہ آپکا مکان گرا دیا گیا مگر کبھی آپ نے قضا کو ہرگز قبول نہ کیا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب عشرہ میں سے تھے کہتے ہیں کہ

امام ابوحنیفہ کی شاگردی سے پہلے ایک دفعہ آپ کو اور آپ کے یار دوستوں کو کوئی مسئلہ پیش آیا جسکے
استکشاف کے لیے آپ امام ابوحنیفہ کے پاس گئے اور جواب با صواب پاکر امام موصوف سے پوچھا
کہ تمنے یہ جواب کہاں سے دیا ہی امام نے فرمایا کہ فلان حدیث اور اس قیاس سے پھر امام نے زفر سے
اس جواب کے متعلق چند سوال کیے جنکے جواب سے یہ بالکل نابلد تھے اسلیے امام نے اُنکی بھی
توضیح کردی پس زفر نے اپنے اصحاب کے پاس آکر بطور امتحان کے وہ سوالات پوچھے وہ زفر سے
بھی زیادہ تر نابلد تھے اسلیے زفر نے جو امام ابوحنیفہ سے سنا تھا بعینہ یا دلیل اُنکے سامنے پیش کیا
بعد ازان آپ نے امام ابوحنیفہ کی خدمت مین آکر اُنکی صحبت اختیار کی یہانتک کہ
اپنے زمانہ کے افقہ ہوے - ابونعیم نے کہا ہی کہ زفر ثقہ مامون ہین بصرہ مین اپنے بھائی کا ورثہ
لینے آئے مگر لوگون نے آپکو یہان سے واپس جانے نہ دیا اسلیے بصرہ ہی مین آپ ۱۵۸ھ ہجری مین
فوت ہوے - دمیاطی نے تعالیق الانوار علی الدر المختار مین لکھا ہی کہ آپ بصرہ کی دار القضا کے
متولی بھی رہے ہین - ابن خلکان مین لکھا ہی کہ معافا بن زکریا نے کتاب جلیس الانیس مین
عبد الرحمن بن سخر سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ مین نے
رات کو شراب پی تھی مجکو احتمال ہی کہ شاید مین نے نشہ مین اپنی عورت کو طلاق دے دی ہو امام نے
فرمایا کہ جبتک تجکو عورت کی طلاق کا یقین نہو تب تک عورت تیری ہی ہی اور مطلقہ نہین ہوئی
پھر اُس شخص نے سفیان ثوری سے جاکر پوچھا اُنھون نے کہا کہ تو اپنی عورت سے رجوع کرلے پس
اگر تو نے اُسکو طلاق دی ہوگی تو اس رجوع سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی ورنہ اس رجوع سے
کچھ مضائقہ نہین پھر اسنے شریک بن عبد اللہ سے جاکر پوچھا اُنھون نے یہ کہا کہ تو پہلے اپنی عورت
کو طلاق دے دے اور پھر اُس سے رجوع کرلے - ان تینون کے بعد یہ شخص زفر کے پاس آیا اور
سوال مذکور کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی یہ مسئلہ پوچھا ہی اُسنے کہا کہ امام ابوحنیفہ
سے فرمایا کہ پھر اُنھون نے کیا جواب دیا اُسنے کہا کہ وہ کہتے ہین کہ جبتک تجکو اپنی عورت کی طلاق کا
یقین نہو تب تک وہ عورت تیری ہی ہی آپ نے فرمایا کہ امام نے ٹھیک فرمایا ہی پھر کہا کہ کسی اور سے
بھی پوچھا ہی اُسنے کہا کہ سفیان ثوری سے آپ نے کہا کہ اُنھون نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہین
کہ تو عورت سے رجوع کرلے کیونکہ اگر طلاق دی ہوگی تو اس سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی

نہین تو اس رجعت سے کچھ ہرج نہین آپ نے کہا کہ یہ جواب اچھا نہین پھر پوچھا کہ کیا کسی اور سے بھی پوچھا ہی اسنے کہا کہ شریک سے۔ فرمایا کہ انھون نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہین کہ پہلے اپنی عورت کو طلاق دے اور پھر اس سے رجوع کرلے۔ آپ یہ جواب سن کر بڑے ہنسے اور کہا کہ اس مسئلہ کی مثال اسطرح پر ہی کہ ایک شخص پانی کی بدررو کے پاس سے گذرا اور اسکے کپڑون پر چھینٹین پڑنے کا احتمال ہوا پس امام ابو حنیفہ نے تو کہا کہ جبتک چھینٹین پڑنے کا یقین نہو کپڑے پاک ہین اور سفیان نے کہا کہ انکو دھو ڈالنا چاہیے اگر پلید تھے تو دھونے سے پاک ہو جاینگے ورنہ زیادہ تر پاک ہو جاوینگے اور شریک نے کہا کہ پہلے اسپر پیشاب کر پھر اسکو دھو ڈال لیجیے اس مثال کے۔ صاحب کتاب مذکور زفر کی تعریف کرتے ہین کہ انھون نے تینون ائمہ کے فتوی مین کیسی عمدہ مثال دیکر تفصیل کی۔ صحاب وانا آپکی تاریخ وفات ہی۔

داود بن نصیر الطائی کوفی۔ کنیت آپکی ابو سلیمان تھی محدث ثقہ۔ زاہد۔ عالم۔ فاضل واورع زمانہ تھے۔ ضروری علوم حاصل کرکے امام اعمش اور ابن ابی لیلی سے حدیث کو سنا اور بہت سی احادیث انسے کتابت کین پھر امام ابو حنیفہ کی صحبت مین داخل ہوے اور بیس برس تک انکی شاگردی مین صرف کرکے فقہ کو اخذ کیا اور اس درجہ کو فایز ہوے کہ امام موصوف کے اصحاب مین سے کسی کو آپ پر تقدم کا رتبہ حاصل نہ تھا یہانتک کہ جب صاحبین کو کسی مسئلہ مین باہم اختلاف ہوتا تو وہ آپ کو اپنا منصف مقرر کرتے آپ کا دستور تھا کہ جب صاحبین آپکے پاس تشریف لاتے تو آپ امام محمد کی طرف منہ اور امام ابو یوسف کی طرف پیٹھ کر لیتے اور فرماتے کہ ہمارے اوستاد نے تازیانے کھاکر اپنے آپ کو ہلاک کرالیا مگر قضا کو قبول نہ کیا اور امام ابو یوسف نے انکا خلاف کرکے قضا کو اپنی عزت و افتخار کا باعث سمجھا پس جو شخص اپنے اوستاد کے طریقہ کی مخالفت کرے مین اس سے بات تک کرنی نہین چاہتا چنانچہ ایسا ہی کرتے کہ اگر قول امام محمد کا درست ہوتا تو فرماتے کہ امام محمد کا قول ٹھیک ہی اور اگر امام ابو یوسف کا قول ٹھیک ہوتا تو اسطرح پر فرماتے کہ انکا قول درست ہی اور نام انکا ہرگز زبان پر نہ لاتے آپ سے ابن عیینہ نے روایت کی اور یحیی بن معین وغیرہ محدثین نے آپکی ثقاہت کی شہادت دی اور صاحب صحیح نسائی نے آپسے تخریج کی۔ شامی مین لکھا ہی کہ

محارب بن دثار کہتے ہیں کہ اگر آپ اُمم ماضیہ میں ہوتے تو خدا تعالیٰ ضرور آپکو قرآن میں آپکی خبر
دیتا۔ آپ دنیا سے تو پہلے بھی دل برداشتہ اور خلائق سے متنفر رہا کرتے تھے مگر ایک دن کسی
مغنی سے یہ شعر سن بیٹھے۔ بِاَیِّ خَدَّیْکَ تَبَدَّی الْبِلٰی ۔ وَاَیُّ عَیْنَیْکَ اِذَا سَالَا
جس سے آپ پر ایک حالت عظیم گذری اور نہایت بیقراری میں امام اعظم کے درس میں آئے
امام نے آپ سے بیقراری اور سراسیمگی کا سبب پوچھا آپ نے سب حقیقت حال بیان کر دیا
امام نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے منہ پھیر لیں چنانچہ آپ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے
جب کچھ مدت ہوئی تو ایک دن امام اعظم آپ پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ کام کی بات
نہیں ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھیں اور انکی گفتگو سنیں
اور منہ سے کچھ نہ کہیں آپ نے ایک برس تک ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس ایک برس نے میرے
تیس برس کا کام کیا ہے پھر جناب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایسے [illegible] جال
[illegible] اور [illegible] میں قدم رکھا کہ روٹی پانی میں بھگو دیتے جب وہ گھل جاتی
تو اسے شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جتنی دیر میں روٹی کو لقمہ لقمہ کھاؤں اتنے
عرصہ میں پچاس آیات قرآن کی پڑھی جاتی ہیں پس میں روٹی کھانے میں کیوں اپنی
اوقات ضائع کروں۔ آپ کو اپنے باپ کے ورثہ سے کچھ روپیہ ملا تھا پس آپ اسی میں سے
تھوڑا تھوڑا اپنے خرچ میں لاتے اور دعا کرتے تھے کہ الٰہی جب یہ روپیہ تمام ہو جاوے تو میری
جان لے لیجیو۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کے پاس دس درہم باقی رہ گئے تھے تو امام ابو یوسف نے
آپکی والدہ سے پوچھا کہ آپ کس قدر روز خرچ کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ایک دانگ۔ پس امام
اس سب کا حساب کر لیا اور جس روز وہ روپیہ تمام ہوا تو آپ نے بعد نماز فجر کے اپنے یاروں
سے فرمایا کہ داؤد کی خبر لاؤ۔ ایک آدمی گیا اور یہ خبر لایا کہ وہ آج صبح کو فوت ہو گئے۔ وفات
آپکی سنہ ۱۶۰ ہجری اور بقول بعض سنہ ۱۶۵ ہجری میں وقوع میں آئی۔ مذہب عالم آپکی تاریخ وفات ہے۔

اسرائیل بن یونس بن اسحاق کوفی۔ کنیت آپکی ابو یوسف تھی اور بڑے فاضل محدث
ثقہ فقیہ کامل تھے سنہ ۱۰۰ ہجری میں شہر کوفہ میں پیدا ہوئے امام اعظم و امام ابو یوسف سے
حدیث کو سنا اور فقہ حاصل کی اور آپ سے [illegible] وکیع اور ابن مہدی نے روایت کی۔ امام احمد نے

حنبل اور یحییٰ بن معین نے آپکی ثقاہت کی شہادت دی۔ امام بخاری و مسلم نے آپ سے تخریج کی۔ اور سنہ ۱۶۰ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔ سال وفات آپ کا لفظ "حمید زمان" ہے۔

مندل بن علی عنزی کوفی کنیت آپکی ابو عبداللہ تھی بقول بعض آپ کا نام عمرو اور مندل لقب تھا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے فقیہ فاضل۔ محدث صدوق طبقہ کبار تبع تابعین میں سے تھے۔ معاذ نے کہا ہے کہ میں نے کوفہ میں داخل ہو کر کسی کو آپ سے زیادہ اورع نہیں دیکھا۔ آپ سنہ ۱۰۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور اعمش و ہشام سے روایت کی اور حدیث میں اپنے بھائی حبان بن علی سے اقویٰ تھے اور کوفہ میں سنہ ۱۶۷ ہجری یا سنہ ۱۶۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ کے بھائی ابو علی حبان بن علی بھی فقیہ فاضل اور صاحب حدیث تھے جو ساٹھ سال کی عمر میں سنہ ۱۷۱ ہجری میں فوت ہوئے اور ابن ماجہ نے انسے تخریج کی۔ "امام پاک باطن" اور "امام ہمام" آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

عمرو بن میمون بن بحر بن سعد رماح بلخی۔ ابو علی کنیت تھی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ عالم صاحب علم و فہم اور صلاح تھے بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی صحبت میں داخل ہو کر انسے فقہ اخذ کی مدت تک قاضی رہے اور قضا کی حالت میں آپ کا ردیہ قابل تحسین رہا اخیر عمر میں نابینا ہو کر سنہ ۱۷۱ ہجری میں وفات پائی۔ ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ "کوہ علم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

زہیر بن معاویہ بن خدیج کوفی سنہ ۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل تھے اور کنیت ابو خیثمہ رکھتے تھے حدیث کو امام اعمش اور انکے طبقہ سے سنا اور آپ سے یحییٰ بن قطان نے روایت کی۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ آپ کے زمانے میں آپ جیسا کوفہ میں اور کوئی نہ تھا۔ یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی توثیق کی اور سنہ ۱۷۳ ہجری یا ۱۷۴ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ "زیب مسند" آپکی تاریخ وفات ہے۔

نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی الشہیر بالجامع۔ فقہ امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اخذ کی اور حدیث کو حجاج بن ارطاۃ اور نیز زہری و مقاتل سے سنا اور تفسیر کو کلبی وغیرہ اور مغازی کو محمد بن اسحٰق سے اخذ کیا۔ جامع آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ جامع علوم تھے اور آپ کی

اور آپ کی چار مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک حدیث و آثار۔ دوم۔ اقاویل امام ابو حنیفہ۔ سوم نحو۔ چہارم اشعار و ادب۔ بعض کہتے ہیں کہ جامع آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی فقہ کو جمع کرنا شروع کیا اگرچہ آپ فقیہ جلیل القدر تھے مگر محدثین کے نزدیک حدیث میں آپ مجروح ہیں یہانتک کہ آپ کو وضاع کہا گیا ہے اور بہت سی احادیث فضائل قرآن میں آپ نے وضع کیں اور جب آپ سے اسکا باعث پوچھا گیا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے اسلیے فضائل قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں کہ بہت لوگ قرآن کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحٰق کی مغازی میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ نے سوا صدق کے سب چیز کو جمع کیا مدت تک مرو کی قضا پر مقرر رہے اور اہل مرو و عراقیوں نے آپ سے استفادہ کیا اور ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپکی ۱۷۳ھ ہجری میں ہوئی۔

لیث بن سعد

لیث بن سعد بن عبد الرحمن فہمی۔ ابو الحارث کنیت تھی۔ فقہ و حدیث میں امام اہل مصر ثقہ سری تھے اصل میں اصفہان کے باشندہ اور قیس بن رفاعہ مولی عبد الرحمن بن خالد بن مسافر فہمی کے مولی تھے آپ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن شہاب زہری کے علم سے علم کثیر لکھا۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ امام مالک سے افقہ تھے مگر اصحاب آپکے ساتھ قائم نہ ہوئے۔ آپ عطاء و خلف اور ابن ملیکہ اور نافع ابن مولی عمر سے روایت کرتے تھے اور آپ سے شعیب اور ابن مبارک نے روایت کی۔ بڑے سخی و کریم تھے یہانتک کہ سال بھر میں آپ کو پانچ ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ پر واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کا دستور تھا کہ ہر روز آپ جبتک تین سو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا نہیں لیتے تھے تو آپ روٹی نہیں کھاتے تھے۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ میں نے بعض مجامیع میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے اور مصر کی قضا آپ کو تفویض تھی۔ امام مالک نے آپ کو جھنی کا ایک پیالہ کھجوروں کا بھرا ہوا بھیجا آپ نے اسکے عوض میں اسی پیالہ کو سونے سے بھر کر امام مالک کے پاس بھیجدیا آپ اپنے یاروں کے لئے فالودہ بنایا کرتے تھے اور اسمیں دینار رکھکر انکے پینے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے۔ منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجکو ایک ہزار دینار عطا کر کے فرمایا کہ جو حکمت خدا نے تمکو دی ہے وہ اسکے ذریعہ سے محفوظ رکھو۔ یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی اکمل نہیں دیکھا۔ آپ فقیہ النفس۔ حافظ حدیث۔ شعر۔ عربی لسان

حسن مذاکرہ۔ قرآن ونحو کو اچھی طرح جانتے تھے ذہبی نے عبر میں لکھا ہے کہ مصر کا نائب اور قاضی آپکے بالتحت تھے جب انمیں سے کسی کی نسبت آپ کو شک ہوتا تو آپ کی تحریر سے وہ معزول ہوجاتا ہر چند منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے حج کیا۔ ولادت آپ کی سنہ ۹۴ ہجری میں ہوئی اور ۱۵ شعبان ۱۷۵ ہجری کو جمعرات یا جمعہ کے روز وفات پائی اور مصر میں قرافہ صغری میں مدفون ہوئے۔ قبر آپ کی زیارت گاہ عام ہے آپ کے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جب ہمنے آپ کو دفن کیا تو یہ آواز سنائی دی ذهب الليث فلا ليث لكم ومضى العلم قريبا وقبر جب ہمنے دیکھا تو کہنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ عابد زمان تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعود الصحابی الہذلی کوفی۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی۔ آپ حدیث میں ثقہ فاضل اور فقہ وعربیت ولغت وشعر میں امام کامل اور سخاوت ومروت وزہد میں بے نظیر تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جنکے حق میں امام موصوف انتم مسار قلبی وجلاء حزنی کے کلمات فرمایا کرتے تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ ثقہ صدوق اور مکثر الروایت تھے حدیث کو اعمش وعاصم بن احول وعبد الملک بن عمیر ومنصور بن معتمر وطلحہ بن یحییٰ وداؤد بن ابی ہند ومحمد بن عمرو بن علقمہ وہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید وغیرہم سے روایت کیا اور آپ سے ابن مہدی اور علی بن نصر جہضمی کبیر وعبد اللہ بن ولید عدنی وابو غسان نہدی وابو نعیم بن دکین اور اصحاب سنن نے روایت کی اور لیث بن مظفر نے نحو ولغت آپ سے پڑھی۔ بعد شریک بن عبد اللہ کے آپ کوفہ کے قاضی بنے اور بسبب تقوی کے بغیر تنخواہ کے قضا کا کام انجام دیتے رہے۔ لغت میں کتاب نوادر اور غریب المصنف تصنیف کیں اور نیز نحو میں کئی ایک کتابیں لکھیں۔ اور ۱۷۵ ہجری میں وفات پائی۔ کان عدل آپکی تاریخ وفات ہے۔

حماد بن امام ابو حنیفہ۔ آپ کی کنیت ابو اسمعیل تھی اور بڑے زاہد وعابد وپرہیزگار تھے حدیث وفقہ کو اپنے والد ماجد سے سنا اور اخذ کیا بلکہ فقہ میں یہانتک کمال مہارت پیدا کرلی تھی کہ اپنے والد ماجد ہی کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے اور امام ابو یوسف وامام محمد وزفر وحسن بن زیاد وغیرہ کے طبقہ میں سے تھے اور تدوین کتب فقہ میں اُنکے معاون تھے جب امام ابو حنیفہ

فوت ہوئے تو آپ کے قبضہ میں سونے چاندی کے بہت سے ودائع و امانتیں ترکہ میں آئیں جنکے مالک مفقود تھے آپ نے ان سب کو قاضی کے پاس لیجاکر سپرد کر دیا ہر چند قاضی نے بہت دفعہ کہا کہ آپ بڑے امین ہیں اپنے ہی پاس رہنے دیں مگر آپ نے ایک نہ مانی۔ آپ سے آپ کے بیٹے اسمٰعیل نے تفقہ کیا اور ابن عدی نے آپ کو حافظہ کی رو سے ضعیف قرار دیا ہے۔ وفات قاسم بن معن کے آپ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ماہ ذیقعدہ ۱۷۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا قطب دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شریک بن عبد اللہ کوفی۔ کنیت آپکی ابو عبد اللہ نخعی اور ان علماے کرام میں سے تھے جنھوں نے امام ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور انسے روایت کی امام موصوف آپ کو کثیر العقل سے موصوف کیا کرتے تھے آپ نے امام اعمش اور ابن شبرمہ سے بھی حدیث کو سنا اور آپ سے عبد اللہ بن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی۔ تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ آپ پہلے شہر واسط کے قاضی تھے پھر کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ عادل و فاضل و عابد و صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر بڑے سخت گیر تھے جب کوفہ کی قضا کے متولی ہوئے تو آپ کا حافظہ متغیر ہوگیا اور اکثر خطا کرنے لگے وفات آپکی ۱۷۷ھ یا ۱۷۸ھ ہجری میں ہوئی اور امام مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔ کوہ علوم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عافیت بن یزید بن قیس الازدی کوفی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے آپ بڑے فقیہ دانا اور محدث صدوق تھے یہانتک کہ امام موصوف آپکے وجود سے بڑے نازاں تھے اور آپ کی تعظیم و تکریم میں بڑا مبالغہ کیا کرتے تھے اور جبتک آپ سے مشورہ نہ لیتے کوئی بات اپنی کتابوں میں ثبت نہ کرتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ جبتک عافیت بن یزید نہ آلیں تم کسی مسئلہ میں جلدی نہ کرو اور جب آپ آتے اور اپنی راے کو انسے متفق کرتے تو امام موصوف اپنے اصحاب کو حکم دیتے کہ آپ اس مسئلہ کو لکھ لو۔ آپ نے امام اعمش اور ہشام بن عروہ سے بھی حدیث کی روایت کی۔ مدت تک کوفہ میں قاضی مقرر رہے اور ۱۸۰ھ ہجری میں وفات پائی نسائی نے آپ سے تخریج کی۔ امام زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد الکریم بن محمد جرجانی۔ فقیہ جید محدث مقبول تھے مدت تک قضا کا کام انجام دیا

اور روایت امام ابوحنیفہ سے کی اور حدود ۲۰۰ھ ہجری میں وفات پائی ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ کوکب اسلام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبۃ انصاری صحابی۔ کوفہ میں ہشام بن عبدالملک میں ۱۱۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو یوسف کنیت تھی۔ امام اجل فقیہ اکمل عالم ماہر۔ فاضل متبحر۔ حافظ سنن۔ صاحب حدیث۔ ثقہ۔ مجتہد فی المذہب اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سب سے متقدم تھے۔ آپ ہی نے پہلے پہل امام ابوحنیفہ کے مذہب پر کتابیں تصنیف کیں مسائل کو املا و نشر کیا اور آنکے مذہب کو اقطار عالم میں پھیلایا آپ ہی سب سے پہلے قاضی القضاۃ اور افقہ العلما و سید العلما کے لقب سے ملقب ہوئے اور آپ نے ہی اس ہئیت کا لباس علما کا جو آجکل مروج ہے ایجاد کیا۔ طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ آپ مشہور الامر ظاہر الفضل اپنے زمانے کے افقہ تھے کوئی آپ کے زمانہ میں آپ سے متقدم نہ تھا اور علم و حلم و ریاست و قدر میں نہایت سر آمد تھے۔ حدیث کو امام ابوحنیفہ و ابا اسحاق شیبانی و سلیمان تیمی و یحیی بن سعید و سلیمان اعمش و ہشام بن عروہ و عبیداللہ بن عمر عمری و عطا بن سائب و محمد بن اسحق بن یسار و لیث بن سعد وغیرہم سے سماعت کیا اور فقہ کو پہلے ابن لیلی پھر امام ابوحنیفہ سے اخذ کیا۔ آپ سے امام محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن ولید کندی اور امام احمد بن حنبل اور یحیی بن معین و احمد بن منیع و علی بن جعد وغیرہ نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل و یحیی بن معین اور علی بن مدینی نے آپ کی ثقاہت نقل فی الحدیث میں کچھ اختلاف نہیں کیا بلکہ امام غزالی نے کہا ہے کہ حدیث میں آپ کی متابعت سب سے اولی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے محمد بن سماعہ۔ معلی بن منصور۔ بشر بن ولید کندی۔ بشر بن غیاث مریسی۔ خلف بن ایوب۔ عصام بن یوسف۔ ہشام بن عبیداللہ۔ حسن بن ابی مالک۔ ابو علی رازی۔ ہلال رازی۔ علی بن جعد وغیرہم ہیں آپ کا قول ہے کہ میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں ۲۹ سال جاتا رہا اور میری صبح کی نماز فوت نہیں ہوئی ہے آپ بغداد میں ساکن ہوئے اور وہاں کی قضا خلفائے ثلاثہ یعنی مہدی اور اسکے بیٹے ہادی اور ہارون رشید کے زمانے میں آپ کے سپرد ہوئی۔ ہارون رشید آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا۔ ابن عبدالبر نے کتاب الانتقاء فی فضائل ثلثۃ الفقہاء میں لکھا ہے کہ ابو یوسف حافظ

احادیث کہتے اور محدث کے پاس جاکر اور بیٹھے احادیث روز یاد کرکے لوگون سے املا کراتے تھے کہتے ہین کہ امام یوسف کو چالیس ہزار احادیث موضوعہ یاد تھین لپس یہان سے قیاس کرنا چاہیے کہ احادیث صحیحہ کسقدر یاد ہونگی - عمار بن ابی مالک کہتے ہین کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین آپ جیسا کوئی نہ تھا - ہلال بن یحیی کہتے ہین کہ آپ تفسیر و مغازی اور ایام عرب کے حافظ تھے اور اجل علوم آپ کا فقہ تھی - آپکا قول ہو کہ اعمش نے ایک مسئلہ مجھسے پوچھا مین نے اُسکا جواب دیدیا اُسپر اُنھون نے مجھسے استفسار کیا کہ یہ مسئلہ تمنے کہان سے نکالا مین نے کہا کہ اُس فلان حدیث سے جو تمنے میرے آگے بیان کی تھی اُنھون نے کہا کہ وہ حدیث تو مجکو اسوقت سے یاد ہو کہ ابھی تمھارے والدین مجتمع منوے تھے مگر اُسکا مطلب اب معلوم ہوا - کہتے ہین کہ جب آپ کلام کرتے تو لوگ آپکے دقیق کلام سے متحیر ہو جاتے تھے - امام ابو حنیفہ نے آپکے حق مین کہا ہو کہ آپ داناتر ہین - حماد بن امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ایک دن امام ابو حنیفہ بارون مین بیٹھے ہوے تھے جنکے داہنے امام ابو یوسف اور بائین امام زفر بیٹھے ہوے ایک مسئلہ مین بحث کر رہے تھے جو امام ابو یوسف کہتے اُسپر امام زفر اور جو امام زفر کہتے اُسپر امام ابو یوسف نقض کرتے تھے کہ اتنے مین بانگ نماز ہوئی اُسوقت امام ابو حنیفہ نے امام زفر کے زانو پر ہاتھ مار کر اور امام ابو یوسف کی راے کو ترجیح دیکر فرمایا کہ تم اُس شہر کی ریاست کی طمع نکرو جسکے ابو یوسف حاکم ہون کہتے ہین کہ ایک دن آپکا ماموں ابو طالب نامے ابو حنیفہ کے حلقہ مین آیا کیا دیکھتا ہو کہ امام ابو یوسف مذاکرہ مین اونچے بول رہے ہین یہ چپکا کھڑا رہا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ آپ کیون کھڑے ہین آگے آیے اُسنے کہا کہ مین مذاکرہ مین ابو یوسف کی بلند آواز سے متعجب کر رہا ہون کہ آج تین روز سے اُنھون نے اور اُنکے عیال و اطفال نے کچھ نہین کھایا ایک دفعہ خلیفہ ہارون اور ایک یہودی کا مقدمہ آپکے پاس آیا اور یہودی خلیفہ سے ذرا پیچھے ہٹ کر آپکے سامنے بیٹھا آپ نے اُسکو فرمایا کہ دوسرے آکر خلیفہ کے برابر بیٹھ عدالت مین کسی کو تقدم نہین یہان شاہ و گدا برابر ہین - آپ نے کتاب الخراج کتاب الامالی - کتاب النوادر تصنیف فرمائین - وفات آپکی بغداد مین بحالت عہدہ قضا پنجشنبہ کے روز وقت ظہر ۵ ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۸۲ ہجری یا ۱۸۱ ہجری کو واقع ہوئی - تاریخ خلکان مین لکھا ہو کہ جب موت آپ کو

حاضر ہوئی تو آپ نے مناجات کی الٰہی تو جانتا ہی کہ مین نے ہر ایک حادثہ و واقعہ مین تیری کتاب مین تلاش کی اگر اسمین اسکا جواب نہین پایا تو تیرے پیغمبر کی حدیث مین غور کی ہو اگر اسمین بھی نہین پایا تو حضرت کے صحابہ کے اقوال و افعال کو دیکھا ہی اگر انمین بھی جواب نہین ملا تو مین نے اپنے اور تیرے درمیان امام ابو حنیفہ کو پل گردانا ہی اور تو جانتا ہی کہ کسی قوی یا ضعیف کا مقدمہ میرے پاس نہین آیا کہ جسمین مین نے عدالت و برابری نہ کی ہوا ور میرا دل قوی کی طرف مائل نہین ہوا اگر ایسا ہوا ہو تو مجھے بخش دے۔ کہتے ہین کہ آپ کے دشمنون مین سے ایک شخص کو آپ کی وفات کے دوسرے روز نہایت غمگین پایا گیا لوگون نے اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے کل رات خواب مین امام ابو یوسف کو بڑی زینت و تجمل کے ساتھ خلد برین مین دیکھا جب مین نے دربانون سے پوچھا کہ انھون نے ایسا کون سا کام کیا ہی کہ جس سے یہ اس درجے کے مستحق ہوئے ہین تو یہ جواب ملا کہ بسبب اُس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلیم علم مین اپنے اُٹھاتے تھے آپ کو یہ درجہ حاصل ہوا ہی۔ روایت ہی کہ آپ کی وفات کے روز شیخ معروف کرخی نے ایک آدمی آپ کے گھر مین آپ کے جنازہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا جب وہ آپ کے گھر مین پہونچا تو وہان ایک شور عظیم برپا تھا اور جنازہ لیگیے ہوئے تھے اسلیے وہ جلدی واپس نہو سکا اور نماز جنازہ ادا کر لیگئی جب شیخ کو خبر پہونچی تو انھون نے نہایت افسوس کیا اسپر لوگون نے کہا کہ کیا آپ اُس شخص کے جنازے کی نماز کے فوت ہونے سے افسوس کرتے ہین جو بادشاہ کے اصحاب مین سے تھا اور دنیا کی طرف رغبت کر کے قاضی بنا تھا شیخ نے فرمایا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہی کہ بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہین اور اُسکے اندر ایک نہایت عمدہ بارگاہ آراستہ ہی اور حور و غلمان منتظر کھڑے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مکان کس کے لیے آراستہ ہوا ہی اُنھون نے کہا کہ کل امام ابو یوسف قاضی اس جگہ آئینگے مین نے اُنسے استفسار کیا کہ یہ مرتبہ اُنکو کس سبب سے حاصل ہوا ہی کہا کہ بسبب اُس صبر و تحمل کے جو مشقت تعلیم علم پر آپ برداشت کرتے تھے۔ مناقب ضمیری مین لکھا ہی کہ امام ابو یوسف کہا کرتے تھے کہ ہمارے جد اعلیٰ سعد بن عتبہ کو آنحضرت نے غزوۂ خندق مین دیکھا کہ باوجود حداثت سن کے بڑی سرگرمی سے جنگ مین مشغول ہین آپ نے اُنکو بلا کر پوچھا کہ آپکا نام کیا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ سعد بن عتبہ آپ نے انکے حق مین دعا کی

کہ عند الشمار ہی کوشش اسعد کرے پھر انکے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیرا جس مسح کا اثر قیامت تک ہمارے خاندان میں رہیگا چنانچہ امام ابو یوسف کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی شخص آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تو آپ کی پیشانی ایسی لامع دکھائی دیتی کہ گویا تیل ملا ہوا ہے خطیب بغدادی وغیرہ نے حسب فحوائے ہر کہ فاضل تر محسود تر آپکے حق میں کئی سخت و سست باتیں لکھی ہیں مگر اسمیں کچھ شک نہیں کہ آپ کی توصیف و تعظیم میں بہت سے علما و فضلا نے اکثار کیا ہے اور آپکے ذکر خیر سے کتب معتبرہ مملو ہیں تاریخ وفات آپکی یہ ہے ۔ ۱۸۲

ابو یوسف آن زیب علم و عمل	فقیہ معظم امام اجل	سعید ازل بود بیشک از اول	شدہ سال فوتش سعید ازل

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ

عبد اللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی المروزی شہر مرو میں سنہ ۱۱۸ ہجری میں پیدا ہوئے کنیت ابو عبد الرحمن رکھتے تھے باپ آپکا بڑا پرہیزگار و متقی تھا اور ہمدان کے ایک سوداگر کا جو قبیلہ بنی حنظلہ میں سے تھا غلام تھا اسلیے آپ کو حنظلی کہتے ہیں اور والدہ آپ کی خوارزمی تھی آپ ابتدا میں شراب خوری اور اسکے لوازمات لہو و لعب میں بڑے مصروف رہتے تھے آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے موسم بہار میں ایک دن مع اپنے یاروں دوستوں کے ایک باغ میں بڑا جلسہ کیا جسمیں دن بھر آپ سرود و غنا میں مشغول رہے اور رات کو شراب کے نشہ میں مخمور ہو کر بیہوش ہو گئے صبح کو آپ نے خواب میں کیا دیکھا کہ ایک جانور آپکے سر پر درخت پر بیٹھا ہوا آیت اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ پڑھ رہا ہے جسکو آپ سنکر چونک پڑے اور اسی وقت اسباب سرود و غنا توڑ کر اور شیشہ ہائے مے کو پھوڑ کر اور پارچات نفیس کو پھاڑ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے بعض مورخوں نے آپ کی توبہ کے اور کئی ایک سبب بیان کیے ہیں سو بہر حال آپ کو یہاں تک درجہ حاصل ہوا کہ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ باغ میں آپکے دیکھنے کے لیے گئیں کیا دیکھتی ہیں کہ آپ سوتے ہوئے ہیں اور ایک سانپ نرگس کی شاخ منہ میں پکڑے آپ سے مکھیاں دور کر رہا ہے پھر آپ مرو سے بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک انسے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا اور بعد وفات امام موصوف کے مدینہ میں آکر امام مالک سے استفادہ کیا اور سوا انکے اور بھی بہت سے مشایخ مثل سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ہشام بن عروہ و عاصم الاحول و سلیمان تیمی و حمید

طویل و خالد حذاء و اسمٰعیل بن خالد وغیرہ تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث کو اخذ کیا آپ کا قول ہی
کہ مین نے چار ہزار مشایخ سے علم حاصل کیا ہی مگر روایت صرف ایک ہزار سے کرتا ہون اور سائر
طبقات عمدۂ محدثین مثل عبد الرحمٰن بن اسدی و یحیی بن معین و ابو بکر و عثمان پسران ابی شیبہ
و امام احمد و حسن بن عرفہ آپ کے شاگردون مین سے ہین طرفہ یہ کہ سفیان ثوری نے جو آپ کے
شیوخ اجلہ مین سے ہین آپ سے اخذ کیا ہی سفیان ثوری باوجودیکہ خود اہل کمال ہین
فرماتے ہین کہ مین نے بہت سعی کی کہ سال بھر مین تین رات دن ابن مبارک کی وضع پر بسر کرون
مگر نہو سکا کبھی یہ کہتے تھے کہ کاشکے میری تمام عمر مین تین رات دن ابن مبارک کے برابر ہوتی۔ ابو اسامہ
کہتے ہین کہ مین نے ابن مبارک سے زیادہ کوئی آدمی طالب علم نہین دیکھا۔ ابن مہدی کا
مقولہ ہی کہ امام چار ہین۔ ثوری۔ حماد بن زید۔ ابن مبارک۔ مالک۔ شعبہ نے کہا ہی کہ آپ جیسا
کوئی ہمارے پاس نہین آیا۔ ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے ہر چند اصحاب رسول خدا کے امور مین
غور سے نظر کی ہی مگر ابن مبارک پر اُنکی فضیلت کی بجز صحبت رسول خدا اور غزا کے اور کوئی وجہ
نہین دیکھی۔ سلام بن ابی مطیع کا قول ہی کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہین آیا۔ قواریری
کہتے ہین کہ ابن مہدی کسی کو ابن مبارک اور امام مالک پر حدیث مین مقدم نہین سمجھتے تھے
عباس ابن مصعب کا مقولہ ہی کہ ابن مبارک نے حدیث۔ فقہ۔ عربی۔ شجاعت۔ تجارت۔ سخاوت۔
محبت کو جمع کیا۔ ابن الجنید ابن معین سے روایت کرتے ہین کہ ابن مبارک بڑے زیرک ثقہ
عالم احادیث صحیحہ تھے۔ اسمٰعیل بن عیاش کہتے ہین کہ روے زمین پر کوئی شخص مثل ابن مبارک
کے نہین اور مین ایسی کوئی خصلت حسنہ نہین جانتا جو خدا نے آپ مین پیدا نہ کی ہو جواہر
مضیئہ مین لکھا ہی کہ ایک دن ابن مبارک کے اصحاب مثل فضل بن موسی و محمد بن حسن و
محمد بن نضر جمع ہوے اور انھون نے کہا کہ آؤ ہم ابن مبارک کے فضائل شمار کرین پس
انھون نے کہا کہ آپ مین حسب ذیل چیزین موجود تھین علم۔ فقہ۔ ادب۔ نحو۔ لغت۔ شعر۔ زہد۔
فصاحت۔ ورع۔ قیام لیل۔ عبادت۔ حج۔ جہاد۔ سداد۔ وفی الروایت۔ ترک مالایعنی۔ حسن صحبت
با صحاب خود۔ اور عدم مخالفت اُنکی۔ حاکم نے کہا ہی کہ آپ دنیا مین امام زمانہ تھے۔ ابن جریج کہتے ہین
کہ ہمنے کوئی عراقی آپ سے فصیح تر نہین دیکھا۔ ابن حبان نے کہا ہی کہ ابن مبارک مین ایسی خصلتین

موجود ہیں کہ آپ کے زمانے میں تمام روئے زمین پر کسی اہل میں جمع نہیں کی گئیں یحییٰ اندلسی
کہتے ہیں کہ ہم امام مالک کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک وہاں آئے جنکو امام نے دیکھتے ہی
یکسو ہو کر انکو اپنی مجلس میں اپنے پاس بٹھایا حالانکہ میں نے اپنی تمام عمر میں امام مالک کو بجز
ابن مبارک کے اور کسی کے لیے مجلس میں یکسو ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حسن بن شقیق بلخی
کہتے ہیں کہ میں ایکدن نماز عشا کی پڑھ کر ابن مبارک کے ساتھ گھر میں آنے لگا جب دروازہ
مسجد پر پہونچے تو میں نے آپ سے ایک حدیث کا تذکرہ کیا آپ نے اسکا جواب دینا شروع کیا یہانتک
کہ ہم اسی جگہ کھڑے رہے کہ صبح ہو گئی اور موذن نے فجر کی بانگ نماز کہ دی۔ پرہیزگاری آپ کی
اس درجہ کی تھی کہ ایک دفعہ آپ بغداد سے مرو کو جو آپ کا وطن مالوفہ تھا محض واسطے پہونچانے
اس قلم کے تشریف لیگئے جو وہاں سے کسی سے واسطے لکھنے کے عاریتاً لیا تھا اور آتی دفعہ
بھول سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے آپکا مقولہ ہے کہ جس درم کی حلت میں کچھ شبہہ ہو میرے نزدیک
اسکا پھیر دینا اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ درم خدا کی راہ میں صدقہ دوں۔ ایکدن کا ذکر ہے
کہ آپ نے کسی دکاندار سے انگور خریدنا چاہا اور ایک دانہ اسکے انگوروں میں سے نمونہ کے طور پر
چکھنے کے لیے اٹھا لیا جب آپ انگور خرید کر گھر میں آئے تو آپ کے دل میں گذرا کہ میں نے
بغیر اجازت فروشندہ انگور کا دانہ اٹھا کر کھا لیا تھا اسپر آپ نے واپس جا کر فروشندہ انگور
سے اس دانہ کو بخشوانا چاہا اسنے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ دس درم لیکر بخش دے اسنے پھر انکار
کیا یہانتک کہ نو سو درم وصول کرنے پر اسنے بخشا اسپر فروشندہ نے ہنس کر کہا کہ میں نے کیسے فریب
سے اسقدر آپ سے روپیہ لیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہ تھی اگر پھر بھی تو انکار کرتا تو میں
پانچ ہزار روپیہ تک دینے کو راضی تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپکا
گھوڑا چھوٹ کر کسی کی زراعت میں جا پڑا اسپر آپ نے اس گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اور آئندہ
اسپر کبھی سوار نہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب حج کو جاتے تو بہت لوگ آپ کے ہمراہ حج کا
ارادہ کرتے اور ہر ایک حسب حیثیت جو نقد وجنس آپ کے پاس جمع کر دیتا کہ شرکت خرچ کرینگے
آپ ایک فہرست میں ہر ایک کا نام مع مقدار وقسم مال لکھ لیتے جب حج سے واپس آتے تو تمام مال انکو
واپس کر دیتے جب لوگ اس نکتہ کا سبب پوچھتے تو آپ فرماتے کہ اگر پہلے ہی انکا مال پھیر دیا جاتا

تو یہ لوگ حج کا ارادہ چھوڑ کر اس سعادت سے محروم رہتے اور میں بھی انکو ہمراہ لیجانے کے ثواب سے محروم رہتا کیونکہ یہ لوگ گمان اس بات کے کہ ہم اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور کسی کے دل کا بوجھ نہیں ہیں میرے ہمراہ جاتے ہیں۔ ابتدا میں آپ کے والد ماجد نے آپکو پچاس ہزار درم واسطے تجارت کے دیے تھے جسکو آپ نے تحصیل علم حدیث میں صرف کر دیا جب اپنے وطن میں واپس آئے تو باپ نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس روپیہ سے کیا جنس لائے ہیں اور کیا نفع حاصل کیا ہے آپ نے اس دفتر علم کو جو جمع کیا تھا باپ کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ یہ جنس لایا ہوں اور دو جہان کا نفع اٹھایا ہے باپ آپکا بڑا خوش ہوا اور گھر میں لیجا کر چھ ہزار روپیہ اور آپکو دیا کہ اسکو خرچ کر کے اپنی تجارت کو پورا کرو۔ ابو وہب کہتے ہیں کہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک اندھے کے پاس سے گذرے اُسنے آپ سے سوال کیا کہ میرے لیے دعا کرو آپ نے اُسکے حق میں دعا کی پس خدا نے اسی وقت اُسکی آنکھیں روشن کر دیں حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ آپ مجاب الدعوات تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور ماہ رمضان ۱۸۱ھ ہجری میں جہاد سے واپس آتے ہوئے مقام سوس میں بیمار ہو کر وفات پائی۔ قبر آپ کی موضع ہیت واقعہ فرات میں زیارت گاہ عام ہے۔ حبیب زمانیان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب پہونچا تو آپ نے اپنے غلام نصر نام سے جو معتبرین روایت حدیث میں سے ہے فرمایا کہ مجکو فرش سے اُتار کر خاک پر رکھدو غلام رونے لگا آپ نے فرمایا کیوں روتا ہے اُسنے کہا کہ مجکو آپکی ثروت و نعمت یاد آئی ہے اور یہ حالت غربت و مسکنت دیکھ کر بیتاب ہوا ہوں آپ نے فرمایا کہ کچھ غم نہ کرو میں ہمیشہ خدا سے یہی چاہا کرتا تھا کہ میری زیست دولتمندوں کی طرح اور وفات عاجزوں کے مانند ہو سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ مروزی شہر مرو کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں واقع ہے اور جسکو مرو شاہجہان بھی کہتے ہیں یائے نسبت کے اول زائے معجمہ کو اسلیے زائد کیا گیا ہے کہ اس مرد اور اُس شہر مروی میں فرق ہو جائے جو عراق میں کوفہ کے پاس واقع ہے جہاں ایک مشہور کپڑا ہوتا ہے۔

نوح بن دراج نخعی کوفی - کنیت ابو محمد تھی۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور امام زفر و ابن شبرمہ اور ابن لیلیٰ سے بھی فقہ کو اخذ کیا۔ حدیث کی روایت امام زفر و امام اعمش

اور سعید بن منصور سے کرتے تھے اگرچہ حدیث میں آپ کو ابن معین نے مذبذب بیان کیا ہے مگر امام ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے۔ ابتدا میں آپ کوفہ کے قاضی تھے پھر بغداد کے قاضی ہوئے اور ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی الکوفی۔ کنیت آپ کی ابو سعید تھی آپ حافظ اجاد اور فقیہ ثقہ۔ بستہ بن سنوع۔ متقن اور ان فضلا میں شمار کیے جاتے تھے جنھوں نے فقہ وحدیث کو جمع کیا امام ابو حنیفہ کے جو چالیس اصحاب مدوین کتب میں مشغول تھے انمیں سے آپ عشرہ متقدمین میں داخل تھے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ابن عباس کے زمانے میں علم ابن عباس پر منتہی ہوا پھر شعبی پھر ثوری پھر یحییٰ بن ابی زائدہ پر انکے عہد میں منتہی ہوا۔ ابن حجر نے ہدی الساری مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن مدینی کہتے ہیں کہ کوفہ میں بعد ثوری کے کوئی آپ سے زیادہ اثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ آپ بیس سال تک برابر ہر ایک دن رات قرآن شریف کا ختم کرتے رہے۔ آپ نے بغداد میں آکر مدت تک تحدیث کی اور آپ سے امام احمد اور ابن معین اور قتیبہ اور حسن بن عرفہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی عبد الرحمن رازی سے روایت ہے کہ آپ ہی نے کوفہ میں پہلے کتب تصنیف کیں۔ ہارون رشید نے آپکو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا۔ علاوہ دیگر کتب کے ایک مسند بھی آپ نے جمع کی اور تراسٹھ سال کی عمر میں ۱۸۲ھ ہجری میں شہر مدائن میں وفات پائی سال وفات آپ کا لفظ یگانہ زمان ہے۔

فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی خراسانی۔ عالم ربانی۔ امام یزدانی۔ زاہد۔ عابد۔ صالح ثقہ صاحب کرامات تھے کنیت ابو علی تھی۔ آپکا مولد ابی ورد اور بقول بعض سمرقند تھا جو خراسان میں ہے۔ ابتدا میں آپ قطاع الطریق تھے ایک دن ایک لونڈی کے عشق میں کسی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ کسی نے آیت الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم پڑھی جسکے سننے سے آپ کو ایسی تاثیر ہوئی کہ اسی وقت توبہ کی اور کوفہ میں آکر مدت تک امام اعظم رح کی صحبت کی اور انسے فقہ کو اخذ کیا اور حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی اور قطان اور ابن مہدی نے روایت کی ابو علی رازی کہتے ہیں کہ میں تیس سال تک آپ کی صحبت میں رہا مگر اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنستے اور تبسم کرتے نہیں دیکھا مگر اس روز کہ جب آپکا فرزند علی نام فوت ہوا

مین نے ہنسی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ خدا نے ایک بات کو پسند فرمایا پس مین نے بھی اُسکو پسند کیا۔ تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہی کہ جب آپ نے توبہ کی تو آپکو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ کسی طرح اُن لوگون کو راضی کیا جاوے جنکو مینے لوٹا اور اذیت دی ہی چنانچہ آپ زر دیکر اپنے مدعیون کو راضی کرتے تھے مگر ایک یہودی تھا وہ کسی طرح راضی نہوتا تھا آخر اُسنے کہا کہ مین تب راضی ہونگا کہ جب آپ یہ تودہ ریت کا یہان سے اُٹھا کر جگہ صاف کر دینگے اتفاقاً وہ تودہ اسقدر بڑا تھا کہ اُسکا اُٹھانا طاقت بشری سے دشوار تھا مگر آپ نے اُسکو تھوڑا تھوڑا اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ کچھ مدت اسمین مشغول رہے جب نہایت تھک گئے تو ایک رات کو ہوا نے وہ تودہ وہان سے پراگندہ کرکے ناپدید کر دیا یہ معاملہ دیکھکر یہودی حیران رہگیا اور آپکو کہا کہ میرے سرہانے کے نیچے سے کچھ اُٹھا لاؤ تاکہ مین تمکو تمھارا قصور بخش دون آپ نے اُسکے سرہانے کے نیچے سے ایک مٹھی سونے کی اُٹھا کر اُسکو دی جسے دیکھتے ہی کہا کہ مجکو اسی وقت مسلمان کر دو آپنے اسکا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے توریت مین پڑھا ہی کہ جب شخص کی توبہ قبول ہوتی ہی اُسکے ہاتھ کی برکت سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہی سو میرے سرہانے کے نیچے خاک تھی جو سونا ہو گئی ہی پس اس سے مجکو ثابت ہو گیا کہ تمھاری توبہ قبول ہو گئی اور تمھارا دین سچا ہی۔ آپ نے کوفہ سے مکہ معظمہ مین ہجرت کرکے وہین مجاورت کی یہانتک کہ ماہ محرم سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی اور آپ کے خوارق عادات و کرامات کے حالات کتب مسبوطہ معتبرہ مین بہ تفصیل مذکور ہین۔ امام عادل آپ کی تاریخ وفات ہی۔

عیسیٰ بن یونس یا یوسف کوفی۔ محدث ثقہ فقیہ جید تھے حدیث کو امام اعمش اور امام مالک سے سُنا اور فقہ کو امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے اخذ کیا۔ خلیفہ مامون نے آپکو دس ہزار درم بطور ہدیہ بھیجا مگر آپ نے واپس کر دیا اُسنے یہ خیال کرکے کہ شاید آپنے اُنکو قلیل سمجھکر نہین لیا اور دس ہزار دینا کہا مگر آپ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ مین بدلہ اور بانی بھی نہین ہی آپ نے پینتالیس غزوے اور پینتالیس حج کیے اور سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپکا ماہ عالم ہی۔

اسد بن عمرو بن عامر بن اسلم بن سنمیت البجلی الکوفی۔ امام اعظم کے اُن چالیس اصحاب میں سے تھے جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول اور عشرہ متقدمین مثل امام ابو یوسف و محمد و زفر و داود طائی وغیرہ میں شمار کیے جاتے تھے آپ نے تیس سال تک امام ابو حنیفہ کے لیے کتابت کی اور انھوں ہی سے حدیث کو سُنا اور فقہ کو اخذ کیا۔ جب امام ابو یوسف فوت ہوئے تو ہرشید نے بغداد اور واسط کی قضا آپ کے سپرد کی اور اپنی بیٹی کا آپکے ساتھ نکاح کر دیا کچھ مدت بعد آپ نے مع عورت خود حج کیا اور جب آپ آنکھوں سے معذور ہو گئے تو قضا کو چھوڑ دیا۔ آپ سے امام احمد بن حنبل اور محمد بن بکار اور احمد بن منیع نے حدیث کو روایت کیا اور آپ کو صدوق بتلایا یحیی بن معین نے بھی آپکی توثیق کی پس اس صورت میں بقول بغوی جو شخص آپ کو ضعیف تصور کرے اُسکا منھ بند کرنے کے لیے امام احمد کا آپ سے روایت کرنا اور صدوق بتلانا کافی ہو کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا ہو کہ امام احمد بجز ثقہ راویوں کے اور کسی سے روایت نہیں کرتے۔ فتاوی برہنہ میں لکھا ہی کہ ایک دن امام ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب پر ایک ایسا مسئلہ القا کیا جسکو بجز آپ کے اور کسی نے نہ نکالا امام صاحب آپ پر بڑے خوش ہوئے اور آپ کی تعریف کی۔ وفات آپ کی ۱۸۸ھ یا ۱۹۰ ہجری میں ہوئی۔ بجلی بفتحتین جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی کی طرف منسوب ہی۔ صالح جہان آپ کی تاریخ وفات ہی

محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے آپ فقہ و حدیث و لغت کے امام اور فصیح بلیغ و ادیب بے نظیر تھے۔ آپ آپ کا قبیلہ شیبان ہی سے شہر حرستا کا رہنے والا تھا جو دمشق میں وسط غوطہ کے اندر واقع ہی اور عراق میں آکر واسطی میں اقامت گزین ہوا تھا جہاں آپ ۱۳۲ھ یا ۱۳۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشو و نما پایا اور امام ابو حنیفہ کی شاگردی کی اور مدت تک آنکی صحبت میں رہکر فقہ حاصل کی اور حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و مسعر بن کدام و سفیان ثوری و امام مالک بن دینار۔ و امام اوزاعی و ربیعہ اور امام مالک بن مغول وغیرہ سے سنا اور آپ سے امام شافعی اور ابو عبید القاسم بن سلام و ابو حفص کبیر احمد بن حفص و ابو سلیمان

جوزجانی و موسیٰ بن نصیر رازی و اسمٰعیل بن توبہ و علی بن مسلم و محمد بن سماعہ و معلی بن منصور و ابراہیم
بن رستم و ہشام بن عبید اللہ و عیسیٰ بن ابان و محمد بن مقاتل اور شداد بن حکیم وغیرہم نے
روایت کی اور تفقہ کیا۔ ابو عبید کہتے ہین کہ مین نے آپ کے سوا کوئی اعلم کتاب اللہ کا
نہین دیکھا۔ آپ عربیت و نحو و حساب مین بڑے ماہر تھے۔ قاسم بن سلام محدث متوفی
۲۲۴؁ھ ہجری نے غریب الحدیث مین آپ سے استناد کیا۔ تاریخ خلکان مین لکھا ہو کہ امام
شافعی کہتے ہین کہ مین نے امام محمد سے ایک بوجھ اونٹ کا علم اخذ کیا ہو اور مین نے
انسے زیادہ کوئی عقیل نہین دیکھا اور مین نے آپ کے سوا کوئی فربہ اندام ذکی نہین
دیکھا۔ امام شافعی نے آپ کی کتابون کو منگا کر انکی نقل کی۔ امام احمد سے جب پوچھا گیا
کہ آپ کو یہ مسائل دقیقہ کہان سے حاصل ہوے تو انھون نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابو
سے حاصل ہوے ہین۔ امام شافعی سے ابن عبد الحکم نے روایت کی ہو کہ امام محمد نے کہا ہو
کہ مین نے تین برس تک امام مالک کے دروازے پر اقامت کرکے کچھ اوپر سات سو
احادیث انسے سماعت کی ہین۔ امام شافعی فرماتے ہین کہ اگر یہود و نصاریٰ امام محمد کی
تصانیف دیکھ لین تو بے اختیار ایمان لے آوین۔ عیسیٰ بن ابان سے جب پوچھا گیا کہ
امام ابو یوسف افقہ ہین یا امام محمد تو انھون نے کہا کہ ان دونون کی کتابون پر اعتبار
کرنا چاہیے یعنی امام محمد افقہ ہین۔ امام شافعی نے کہا ہو کہ میرے نزدیک فقہ مین بہت
احسان دار لوگون کے امام محمد ہین اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے اسکو
امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت کرنی چاہیے کیونکہ معانی قرآن و حدیث کے انھین کو
میسر ہوے ہین اور خدا کی قسم مین امام محمد کی ہی کتابون سے فقیہ ہوا ہون۔ کہتے ہین
کہ بعد وفات آپ کے کسی نے آپ کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ آپ کا نزع کے وقت
کیسا حال ہوا آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت مکاتب کے مسایل مین سے ایک مسئلہ مین
تامل کر رہا تھا مجکو روح کے نکلنے کی کچھ خبر نہین۔ روایت ہو کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے
آپکے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز مین کھڑے رہے اور آپ بستر پر لیٹ گئے امام
شافعی کو یہ بات ناگوار گذری جب فجر ہوئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھ لی امام شافعی

نے اسکا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کے لیے عمل کر کے صبح کر دی اور میں نے
امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عمل کر کے کچھ اوپر ہزار مسایل کتاب اللہ سے نکالے۔ محمد بن
سماعہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ مجھ سے کوئی البتہ دنیاوی
حاجت طلب نہ کریں جس سے میرا دل مشغول ہو جائے اور جس چیز کی حاجت ہو میرے وکیل سے
مانگ لیا کریں۔ کہتے ہیں کہ آپ اسقدر علم میں مشغول تھے کہ بار جانت آپکے میلے ہو جاتے تھے
اور آپکو انکے اتارنے کی فرصت نہو تی تھی اسلیے آپکے گھر کے لوگ اور کپڑے آپ پر ڈال دیتے
تھے اور میلے اتروا کر دھونے کو دے دیا کرتے تھے۔ آپکے گھر میں ایک مرغ تھا جو وقت بے وقت بانگ
دے دیا کرتا تھا آپ نے اُسکو ذبح کرا دیا کہ یہ مجکو ناحق علم کے شغل میں ہارج ہے۔ اسمٰعیل بن ابی رجا
کہتے ہیں کہ میں نے بعد وفات آپکے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپکے ساتھ کیا
سلوک کیا آپ نے فرمایا کہ مجکو خدا نے بخش دیا اور فرمایا کہ اگر تجکو عذاب دینا ہوتا تو تجکو یہ علم
نہ دیتا پھر میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کہاں ہیں فرمایا کہ وہ مجھسے دو درجہ اوپر ہیں پھر میں نے
امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ بہت درا علیٰ علیین میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے
امام شافعی کی والدہ سے جو بیوہ تھیں نکاح کیا اور جب آپ سوار ہو کر کہیں جایا کرتے تو امام
شافعی اکثر پیادہ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ بڑے افصح الناس
تھے جب کلام کرتے تھے تو سننے والا یہی خیال کرتا تھا کہ قرآن شریف آپ کی بولی میں اترا
ہوا ہے اور جب امام شافعی بغداد میں تشریف لائے تو آپکے اور امام شافعی کے
درمیان کئی ایک مجالس ہارون رشید کے سامنے واقع ہوئیں اور امام شافعی نے فرمایا کہ
میں نے بجز امام محمد کے اور کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جب اس سے کوئی مشکل مسئلہ پوچھا گیا ہو
تو اُسکے چہرہ میں کراہیت ظاہر ہوئی ہو انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام محمد فرا نحوی و لغوی کی خالہ کے بیٹے ہیں اور لغت میں بھی
مثل ابی عبید اور اصمعی اور خلیل و کسائی وغیرہ کے امام ہیں اور آپ کی تقلید لغت میں واجب ہے
چنانچہ ابو عبیدہ نے باوجود جلالت قدر کے آپ کی تقلید کی اور آپ کے قول سے حجت پکڑی اسیطرح
ابو العباس نے لغت میں آپکی تقلید کی اور ثعلب کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک امام محمد سیبویہ کے

اقران میں سے ہیں اور آپکا قول لغت میں حجت ہو انتہی۔ آپ کہتے تھے کہ ہمارا باپ تیس ہزار درم چھوڑ کر فوت ہوا تھا جنمیں سے پندرہ ہزار درم تو ہمنے نحو و شعر اور باقی فقہ و حدیث کے حصول میں خرچ کیے۔ یہ بھی آپ کا قول تھا کہ جب میں پہلی دفعہ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو امام نے مجھسے پوچھا تھا کہ قرآن تجکو یاد ہے یا نہیں میں نے کہا کہ نہیں امام نے کہا کہ اول قرآن جاکر یاد کرو پھر فقہ میں مشغول ہونا پسپر میں پھر گیا اور ساتھ روز میں قرآن شریف حفظ کرکے پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کیا ہمنے تمکو نہیں کہا کہ قرآن شریف یاد کرکے ہمارے پاس آؤ میں نے کہا کہ قرآن حفظ کر آیا ہوں۔ خطیب بغدادی نے اسمٰعیل بن حماد بن ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ امام محمد اسوقت سے کوفہ کی مسجد میں فارغ التحصیل ہو کر بیٹھے کہ جب آپکی بیس سال کی عمر تھی۔ روایت ہے کہ جب آپ زانوے اجتہاد سے سر اٹھاتے تو اکثر یہ مقولہ فرمایا کرتے لذات الافکار خیر من لذات الابکار۔ کہتے ہیں کہ ایک حبار نصاری نے بہت سے علماء اسلام سے ملاقات کی تھی اور مسلمان نہوا تھا جب امام محمد نے جامع کبیر کو تصنیف کیا تو وہ اسکو مطالعہ کرکے فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ اگر یہ پیغمبری کا دعویٰ کرتے اور معجزہ اپنا اس کتاب کو پیش کرتے تو کوئی آپکا مقابلہ نہ کر سکتا اور سب پر ایمان لانا لازم ہوتا پس گویا وہ شخص جسکی امت میں سے یہ ایک شخص ہیں۔ حقیقت میں آپ نے امام ابو حنیفہ کے علم کو اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے پھیلایا ایسا کسی سے ظہور میں نہیں آیا چنانچہ آپ نے نوسو ننانوے ۹۹۹ تصنیفات دینی علوم میں کیں اور دس لاکھ ستر ہزار تیس اور ایک روایت میں دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسئلہ نکالا لیکن آپ کی تصنیفات میں سے اشہر یہ کتابیں ہیں۔ مبسوط۔ زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ نوادر۔ نوازل۔ رقیات۔ ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔ کتاب الآثار۔ موطا۔ طبقات تمیمی میں امام سرخسی کی شرح سیر الکبیر سے منقول ہے کہ سیر الکبیر امام محمد کی آخر تصنیفات فقہ میں سے ہے جسکی تصنیف کا یہ سبب ہوا تھا کہ آپکی سیر صغیر ایک عرصہ امام اوزاعی اہل شام کے ہاتھ میں آگئی جنھوں نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ عراق والوں کو باوجودیکہ اس باب میں یہ ایک تصنیف انکے پاس موجود ہے کیا ہوا کیا انکو سیر صغیر کا علم نہیں ہے جب اس بات کی خبر امام محمد کو پہونچی تو آپ نے سیر کبیر کو تصنیف کیا پس جب اسکو امام اوزاعی نے

دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کتاب کو احادیث سے شامل نہ کیا جاتا تو البتہ میں کہتا کہ تحقیق انھوں نے
اسمیں علم رکھا ہے اور تحقیق اللہ تعالی نے انکی فکر میں جہت اصابت جواب کی معین کی ہے اور سچ
کہا خدا نے کہ اوپر ہر ذی علم کے علیم ہے۔ اسکے بعد امام محمد نے اس کتاب کو ساٹھ دفاتر میں لکھوا کر
خلیفہ ہارون رشید کے پاس بھیجا۔ جسنے اسکو دیکھکر نہایت پسند کیا اور اسکو اپنے لئے افتخار ایام
میں سے شمار کیا۔ سیر اتقانی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مبسوط کو علماء نے اصل کہا ہے
کیونکہ آپ نے پہلے اسکو تصنیف کیا ہے پھر جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات کو تصنیف فرمایا۔
ہارون رشید نے پہلے آپکو مقام رقہ کا قاضی مقرر کیا تھا جہاں آپ نے کتاب رقیات تصنیف کی
پھر معزول ہو کر بغداد میں تشریف لائے جب ہارون رشید ری میں آیا تو آپکو بھی اپنے ساتھ لایا
جہاں آپ نے ۱۸۹ھ ہجری میں وفات پائی اتفاق سے اسی روز امام ابو الحسن علی معروف کسائی
نحوی نے بھی وفات پائی اسلئے ہارون رشید کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو کو ری میں دفن
کیا امام زین آپکی تاریخ وفات ہے۔

علی بن مسہر قرشی کوفی۔ امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث
کو جمع کیا ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل صاحب روایت و درایت اور ثقہ تھے۔
حدیث کو اعمش اور ہشام بن عروہ سے سنا اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم اور
انکی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور ۱۸۹ھ ہجری میں وفات
پائی اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ عالم بے بدل آپکی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن خالد بن عمیر سمتی بصری مولی بنی لیث۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے
عالم فاضل فقیہ کامل الرائے وفتوی میں بصیرت تام رکھتے تھے۔ ابو خالد کنیت تھی مدت تک
امام ابو حنیفہ کی صحبت میں بیٹھے اور انسے بہت کچھ اخذ کیا۔ اوائل میں عثمان فقیہ بصرہ کے
شاگرد تھے جو بعد تعلم فقہ و حدیث کے امام ابو حنیفہ کی خدمت سے مشرف ہوئے اور چالیس
ہزار مسائل مشکل جو آپ کے خیال میں مشکل تھے امام سے حل کیے۔ بسبب نیک روش
اور ریش کے سمتی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ اگرچہ صاحب تقریب کے نزدیک آپ
متروک ہیں لیکن تاہم ابن ماجہ نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی اور ہلال ابن یحیی اور اسکے

باپ خالد نے آپ سے روایت کی طحاوی نے کہا ہے کہ میں نے مزنی سے سنا کہ یوسف بن خالد ابن خیار میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۱۸۹ھ ہجری میں ہوئی۔ کوکب عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن اودی کوفی۔ فقیہ عابد۔ محدث ثقہ تھے کنیت ابو محمد تھی۔ ہر ایک چیز میں امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور نیز اپنے باپ و ابن سعید و اعمش و ابن جریج و ثوری اور شعبہ سے سنا اور آپ سے امام مالک و ابن مبارک و امام احمد نے روایت کی کہتے ہیں کہ جب آپ مرنے لگے تو آپ کی لڑکی نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ مت رو کیونکہ میں نے اس مکان میں چار ہزار بار قرآن کا ختم کیا ہے آپ نے کچھ اوپر ستر سال کی عمر میں ۱۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے تخریج کی سعر نیز زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن امام ابو یوسف بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری بڑے فقیہ و محدث تھے فقہ و حدیث کو اپنے والد ماجد اور نیز یونس بن ابی اسحق سبیعی اور سری بن یحییٰ وغیرہم سے اخذ کیا اور سنا اور اپنے والد کی ہی حیات میں غربی جانب بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور ہارون رشید کے حکم سے مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور ہادی فات قاضی رہے اور بغداد میں ماہ رجب ۱۹۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب کمال تاریخ وفات ہے۔

علی بن ظبیان بن ہلال عبسی کوفی۔ فقیہ۔ محدث۔ عالم۔ عارف۔ ورع تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ ابتداء میں آپ شرقی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے جب ہارون رشید کی خلافت کا دور دورہ ہوا تو آپ قاضی القضاۃ بنے آپ ہمیشہ بورے پر بیٹھا کرتے تھے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں بورے پر بیٹھا کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے جو قاضی تھے وہ مسند پر بیٹھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ مجھکو شرم آتی ہے کہ دو مسلمان بھائی میرے آگے بورے پر بیٹھیں اور میں مسند پر اجلاس کروں۔ وفات آپ کی ۱۹۲ھ ہجری میں ہوئی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی

شقیق بن ابراہیم بلخی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے عالم۔ زاہد۔ عارف۔ متوکل تھے

اور آپ نے کتاب الصلوٰۃ پڑھی۔ اور امام ابو حنیفہ و اسرائیل اور عباد بن کثیر سے بھی روایت کی کنیت
ابو علی رکھتے تھے۔ مدت تک ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے اور آپ سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ آپکا قول تھا کہ میں نے
ایک ہزار سات سو استاد کی شاگردی کی اور چند اونٹ کتابوں کے پڑھے لیکن خدا کی رضامندی چار چیزوں
میں پائی۔ ایک اس روزی میں۔ دوم کام میں اخلاص رسوم شیطان سے عداوت۔ چہارم موت
سے موافقت۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے توکل کے میدان میں قدم رکھا تو آپ کے پاس تین سو
گاؤں جائداد میں تھے سب کو آپ نے فقراء پر ایثار کر دیا۔ یہانتک کہ مرنے کے وقت کفن کے لیے بھی آپکے
پاس کچھ نہ تھا حاتم اصم اور محمد بن ابان بلخی اور ابن مردویہ نے آپ سے روایت کی اور ۱۹۴ھ ہجری میں آپ
ولایت ختلان میں شہید ہوئے چنانچہ قبر آپکی اسی جگہ واقع ہے نجم اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حفص بن غیاث بن طلق بن معاویۃ النخعی الکوفی۔ اپنے زمانہ کے عالم محدث ثقہ زاہد پرہیزگار
تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جنکے حق میں امام موصوف انتم مسار قلبی جلاء حزنی کا
جملہ فرمایا کرتے تھے۔ کنیت ابو عمر تھی۔ فقہ امام ابو حنیفہ سے حاصل کی اور حدیث کو امام ابو یوسف اور
سفیان ثوری اور اعمش اور ابن جریج بن سعید انصاری اور اسمٰعیل بن ابی خالد اور عاصم الاحول اور
ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے عمر و اور امام احمد بن حنبل اور
یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن اسحق اور یحییٰ القطان وغیرہ اہل عراق نے سنا اور روایت کیا اور
اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ میں
تیرہ سال اور بغداد میں دو برس تک دار القضا کے متولی رہے لیکن آخر عمر میں آپکا حافظہ کچھ تھوڑا سا
متغیر ہو گیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح ۱۹۴ھ ہجری میں ہوئی تھی آپ کو اسلیے کہتے ہیں کہ آپ عرب
کے قبیلہ نخع میں سے ہیں۔ زبدہ اہل علم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی کوفی۔ فقہ و حدیث کے امام اور حافظ و ثقہ زاہد عابد اکابر تبع
تابعین میں سے امام شافعی و امام احمد کے شیخ تھے۔ ابو سفیان کنیت تھی۔ اصل کے نیشاپور اور بقول
بعض سندھ کے باشندہ تھے۔ فقہ کا علم امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اور حدیث کو امام ابو حنیفہ اور
امام ابو یوسف و زفر و ابن جریج و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و اوزاعی و اعمش وغیرہم سے
سنا اور آپ سے عبد اللہ بن مبارک و یحییٰ بن اکثم و امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و

وعلی بن مدینی و ابن راہویہ و احمد بن شبیع اور آپ کے بیٹے سفیان وغیرہ محدثین نے سنا اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ابن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے حضر و سفر میں آپ کی صحبت کی آپ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآن کا ختم کرتے تھے اور جبتک تیسرا حصہ قرآن کا نہ پڑھ لیتے نہ سوتے پھر اخیر رات کو اٹھ کھڑے ہوتے یحیی بن معین کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا اسپر لوگوں نے کہا کہ کیا ابن مبارک کو بھی نہیں فرمایا کہ ابن مبارک کو بیشک فضل ہے لیکن میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ انکا دستور تھا کہ قبلہ کے سامنے بیٹھ کر حدیث کو یاد کرتے اور رات کو کھڑے ہوتے اور پے در پے حدیث کو لاتے اور امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوی دیتے اور یحیی بن سعید قطان آپ کے قول پر فتوی دیتے تھے امام احمد کہتے ہیں کہ میں نے علم کا دعوی کرنے والا زیادہ تر آپ سے کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ہی کو کسی نے اس شعر میں مشار الیہ کیا ہے

شکوت الی وکیع سوء حفظی ÷ فاوصانی الی ترک المعاصی ÷ وعلله بان الفضل علم و فضل اللہ لایحویہ عاصی ÷

آپ نے ستر سال کی عمر میں ۱۹۷ ہجری میں وفات پائی کعبۂ اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شعیب بن اسحاق بن عبد الرحمن قرشی الدمشقی۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ متہم بالارجاء تھے ابن عروبہ سے آپ نے اخیر عمر میں حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے لیث نے روایت کی آپ امام اوزاعی و امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقے میں سے تھے شیخین اور ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے حدیث کی تخریج کی اور ۱۹۰ ہجری اور بقول بعض ۱۸۹ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔

یحیی بن سعید القطان بن فروخ تمیمی بصری۔ ابوسعید کنیت تھی۔ حدیث کے امام حافظ۔ ثقہ۔ متقن قدوہ تھے۔ امام مالک و ابن عیینہ اور شعبہ سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام احمد و ابن المدینی اور ابن معین نے روایت کی بیس سال تک ہر روز قرآن شریف کا ختم کرتے رہے اور چالیس سال تک آپ سے مسجد میں زوال فوت نہ ہوا آپ کا دستور تھا کہ بعد نماز عصر کے آپ منارہ مسجد میں تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور آپ کے روبرو امام احمد و ابن مدینی اور ابن خالد کھڑے ہو کر حدیث پوچھتے اور مغرب تک کسی کو نہ کہتے کہ بیٹھ جاؤ اور نہ آپ کی ہیبت و جلال سے

کوئی پہنچ سکتا تھا۔ فتویٰ امام ابو حنیفہ کے قول پر دیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ستر سال کی عمر میں سنہ ۱۹۰ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سے صحاح ستہ والوں نے تخریج کی۔ امام قوی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سفیان بن عیینہ

سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالی الکوفی۔ محدث ثقہ۔ حافظ۔ فقیہ۔ امام حجت اور آٹھویں طبقہ کے رؤس میں سے تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ کوفہ میں ۱۵ شعبان سنہ ۱۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ کا باپ آپ کو مکہ معظمہ میں لے گیا۔ ابھی بیس سال کی عمر کو نہ پہونچے تھے کہ پھر کوفہ میں آئے اور امام ابو حنیفہ کے پاس تحصیل علم حدیث کے لیے بیٹھے اور اُن سے روایت کی۔ آپ کا قول ہے کہ پہلے پہل امام ابو حنیفہ ہی نے مجھ کو محدث بنایا ہے۔ پھر عمرو بن دینار اور ضمرہ بن سعید کی صحبت کی اور اُن سے اور زہری و ابی اسحٰق سبیعی و محمد بن المنکدر و ابی زناد و عاصم بن ابی النجود المقری و اعمش اور عبد الملک بن عمیر وغیرہم سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی و شعبہ بن حجاج و محمد بن اسحٰق و ابن جریج و زبیر بن بکار اور آپ کے چچا مصعب اور عبد الرزاق بن ہمام صنعانی و یحییٰ بن اکثم نے روایت کی اور نیز اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالک نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا اور یہ بھی اُنھوں نے کہا ہے کہ میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ جس میں مثل آپ کے فتویٰ دینے کا مادہ موجود ہو اور پھر وہ مثل آپ کے فتویٰ دینے سے زیادہ پرہیز کرے۔ آپ نے ستر مرتبہ حج کیا اور شنبہ کے روز اخیر تاریخ جمادی الاخری اور بقول بعض یکم رجب سنہ ۱۹۸ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور کوہ حجون کے پاس مدفون ہوئے۔ کعبۂ اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حکم

حکم بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد الرحمٰن بلخی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر اور فہامہ کبیر تھے۔ ابو مطیع کنیت تھی۔ امام سے آپ کی فقہ اکبر کے آپ ہی راوی ہیں۔ حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام مالک و ابن عون و ہشام بن حسان وغیرہ سے سُنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن منیع اور خلاد بن اسلم وغیرہ نے روایت کی اور بلخ کے لوگوں نے تفقہ کیا۔ عبد اللہ بن مبارک آپ کے علم اور دیانت کے سبب آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ مدت تک بلخ کے قاضی رہے اور امر بمعروف و نہی منکر میں بڑا خیال رکھتے تھے لیکن حدیث کے معاملے میں

محدثین نے آپ کو ضعفاء میں سے شمار کیا ہے۔ آپ رکوع و سجود میں تین دفعہ تسبیح کہنے کی فرضیت کے قائل ہوئے۔ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ کی طرف سے والی بلخ کے پاس ایک کتابت ائی جسمیں ولیعہد کی نسبت لکھا تھا وَاٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا جب آپ نے اس بات کو سنا تو والی بلخ کے پاس آکر کہا کہ دنیاوی منفعت میں تم اس حد کو پہونچ گئے ہو کہ کفر تک نوبت پہونچی ہے آپ نے اس کلمہ کو کئی دفعہ کہا یہانتک کہ امیر رو پڑا اور اسکا سبب بیان کرنے کی التجا کی آپ جمعہ کے روز منبر پر چڑھکر اپنی ڈاڑھی پکڑکر رونے لگے اور فرمایا کہ جو شخص سوائے حضرت یحیٰی پیغمبر کے ایسا کلمہ کہے وہ کافر ہے تمام لوگ یہ حال دیکھکر رو پڑے اور جو آدمی وہ کتابت لائے تھے بھاگ گئے۔ وفات آپکی سنہ ۱۹۹ ہجری میں ہوئی۔ پسندیدہ دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حفص بن عبد الرحمن بلخی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں محدث صدوق و افقہ تھے کنیت ابو عمر و تھی اور نیساپوری کے لقب سے معروف تھے۔ اسرائیل اور حجاج بن ارطاۃ اور ثوری سے روایت کی پہلے بغداد کے قاضی مقرر ہوئے پھر قضا کو چھوڑکر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے کہتے ہیں کہ جب کبھی عبد اللہ بن مبارک نیساپور میں آئے تو آپ کی ضرور زیارت کرتے۔ وفات آپ کی سنہ ۱۹۹ ہجری میں ہوئی۔ نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپ کا لفظ محبوب عالم ہے۔

خالد بن سلیمان بلخی۔ امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور منجملہ اُن اصحاب کے تھے جنکو امام موصوف نے فتویٰ دینے کے لیے معدود کیا ہوا تھا کنیت آپکی ابو معاذ تھی روایت امام ابو حنیفہ وغیرہ سے کرتے تھے جو اسی سال کے ہوکر جمعہ کے روز ۲۰ ماہ محرم سنہ ۱۹۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ زین اسلام آپکی تاریخ وفات ہے۔

معروف کرخی بن فیروز۔ اپنے زمانہ کے مقتدائے صدر طریقت رہنمائے راہ حقیقت عارف اسرار الٰہی قطب وقت اور مجاب الدعوات تھے۔ آپ کا باپ جو نصرانی تھا جب اُسنے آپ کو معلم کے پاس بھیجا اور معلم نے آپکو کہا کہ ثالث ثلاثہ کہو تو آپ نے اُسوقت انکار کرکے کہا کہ میں ہو اللہ احد کہتا ہوں ہر چند اُسنے آپکو بری فہمائش کی مگر بے سود اور آپ اُسکے

پاس سے بھاگ کر امام علی بن موسیٰ رضا کے پاس آگئے اور اُنکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے چند روز کے بعد جب اپنے گھر میں واپس آئے تو باپ نے پوچھا کہ تمنے کون سا دین اختیار کیا تو آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ کے والدین بھی یہ بات سنتے ہی مسلمان ہو گئے بعد ازاں آپ داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہؒ کے پاس بیٹھے اور اُنسے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اور ریاضت و عبادت کا طریقہ سیکھ کر صدق و صفا میں مشار الیہ اور مقام علیا میں فائز المرام ہوئے۔ شامی میں لکھا ہے کہ آپ سے سری سقطی نے ظاہری و باطنی علوم پڑھے اور مشائخ کبار میں سے آپ مستجاب الدعوات ہیں اکثر لوگ آپ کی خانقاہ کے پاس استسقا کی نماز پڑھنے اور بارش باراں پاتے ہیں وفات آپ کی سنہ ۲۰۰ ہجری میں ہوئی۔ "مقبول ایزد" تاریخ وفات ہے۔

حماد بن دلیل۔ اپنے زمانہ کے امام و فقیہ اور محدث صدوق تھے اور امام ابو حنیفہ کے اُن بارہ اصحاب میں سے تھے جنکی طرف امام نے اشارہ فرمایا تھا کہ یہ قضا کی صلاحیت رکھتے ہیں کنیت ابو زید تھی اور طبقہ صغار تبع تابعین میں سے تھے حدیث کو امام ابو حنیفہ و ثوری اور حسن بن عمارہ سے روایت کیا اور آپ سے احمد بن ابی الحوری و اسحق اور اسد نے روایت کی مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب کوئی شخص شیخ فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔

عمرو بن ذر۔ اپنے وقت کے امام۔ عالم۔ ناصح۔ واعظ۔ فقیہ جید محدث مقبول تھے فقہ امام ابو حنیفہ سے اخذ کی اور آپ سے امام نے بھی حدیث روایت کی۔ آپ اکثر وعظ کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے امام بھی آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ ایک دن جب بعد وعظ کے آپ نے یہ مناجات پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنَّا عَصَیْنَاکَ فَقَدْ تَرَکْنَا مِنْ مَعَاصِیْکَ اَبْغَضَھَا وَھُوَ الْاِشْرَاکُ بِکَ وَاِنْ قَصَّرْنَا فِیْ بَعْضِ طَاعَاتِکَ فَقَدْ تَمَسَّکْنَا بِاَحَبِّھَا اِلَیْکَ وَھُوَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اُسوقت امام بھی حاضر تھے جنھوں نے اس مناجات سے خوش ہوکر فرمایا کہ امر عمرو وعظ کہنا آپ پر ختم ہوا۔

حدیقۂ سوم

تیسری صدی کے فقہا وعلما کے حالات مین

حسن بن زیاد

حسن بن زیاد لولوی کوفی - امام ابو حنیفہ کے شاگردون مین سے بڑے بیدار مغز دانشمند فقیہ تھے یہانتک کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہین کہ مین نے آپ سے زیادہ تر کوئی فقیہ نہین دیکھا - شمر بن خدار سے جب لوگون نے پوچھا کہ حسن بن زیاد زیادہ تر فقیہ ہین یا محمد بن حسن تو انھون نے کہا کہ بخدا مین نے حسن بن زیاد کو ایسا دیکھا ہی کہ جب وہ محمد بن حسن سے کچھ سوال کرتے تھے تو یہانتک انکو مضطرب کر دیتے تھے کہ وہ رونے کے قریب ہو جاتے تھے آپ سنت نبوی کے بڑے محب و متبع تھے یہانتک کہ حسب اتباع حدیث البسوھم مما یلبسون کے جو کپڑا آپ پہنتے وہی اپنے غلامون کو بھی پہناتے تھے - آپکا قول ہی کہ مینے ابن جریج سے بارہ ہزار ایسی احادیث لکھی ہین جنکی فقیہون کو نہایت حاجت ہی - آپ نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت روایات حفظ کین - ۱۹۴ھ ہجری مین جب حفص بن غیاث فوت ہوے تو آپ کوفہ کی قضا کے متولی ہوے مگر پھر مستعفی ہو گئے کہتے ہین کہ جب آپکی عمر تیس سال گذری تو آپ نے فقہ کا علم پڑھنا شروع کیا اور چالیس سال تک اسمین مشغول رہے چنانچہ اس عرصہ مین آپ نے اچھی طرح بستر پر اپنی پیٹھ نرکھی پھر چالیس سال آپ نے فتوی دینے مین صرف کیے - محمد بن احمد بن حسن جو آپ کے پوتے ہین کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ نے کسی مسئلہ مین خطا کیا اور مستفتی چلا گیا تھا آپ اسکو نہین جانتے تھے کہ کہان رہتا ہی تاکہ اسکو صحیح مسئلہ سمجھا دین پس آپ نے منادی کرائی کہ مین نے فلان روز فلان مسئلہ کے جواب مین غلطی کی ہی پوچھنے والے کو چاہیے کہ میرے پاس آکر اپنا مسئلہ صحیح کر جاسے - آپ علم قراءت اور اسکے طرق مین بھی بڑے عالم تھے اور قراءت کا وہ طریقہ جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہی وہ آپ پر منتہی ہوا سمعانی نے لکھا ہی کہ جب آپ قضا کے لیے اجلاس کرتے تو خدا کی قدرت سے اپنا علم سب بھول جاتے یہانتک کہ اپنے اصحاب سے مسئلہ پوچھکر حکم دیتے اور جب مجلس قضا سے برخاست ہوتے تو تمام علمی طاقت آپ کی اپنی جگہ پر واپس آجاتی پس

اس عیب کی وجہ سے لکالی نے ناراض ہو کر آپ سے استعفاء لے لیا۔ احمد بن عبدالحمید حارثی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی نیک خلق نہیں دیکھا۔ طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابن اثیر کی کتاب مختصر غریب احادیث الکتب الستہ میں آپکو ان علماء میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو تیسری صدی کی ابتداء میں مجددین امت محمدیہ سے ہوئے ہیں۔ انتہی۔ لیکن باوجود اسقدر فضیلت کے محدثین کو آپ کی نسبت تکلم ہے اور حدیث میں آپکو ضعیف اور متروک الحدیث بتایا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مجرد اور امالی مشہور ہیں۔ محمد بن سماعہ اور محمد بن شجاع الثلجی اور علی الرازی اور عمرو بن مہیر و الخصاف نے آپ سے تلمذ کیا۔ وفات آپکی ۲۰۴ھ ہجری میں واقع ہوئی اسی سال امام شافعی بھی فوت ہوئے۔ لؤلؤی آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ کے بزرگوں میں سے کوئی لولو یعنی مروارید بیچا کرتا تھا۔ کنیت آپکی ابو علی تھی۔ جلال علم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن ابی مالک

حسن بن ابی مالک۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ صیمری نے روایت کی ہے کہ آپ بڑے بحر العلم اور کثیر الروایت ثقہ تھے اور اسی لیے امام ابو یوسف آپکو چارپایہ سے جو اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ فقہ آپ نے امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے محمد بن شجاع نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی ۲۰۴ھ ہجری میں ہوئی علامہ آوان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن سلیمان

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی۔ ابو سلیمان کنیت تھی۔ عالم فاضل۔ عارف مذہب۔ فقیہ متبحر۔ محدث حافظ اور معلی بن منصور کے مشارک تھے فقہ تو امام محمد سے اخذ کی اور مسائل اصول و امالی کو لکھا اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک و امام ابو یوسف و نیز امام محمد سے سنا خلیفہ مامون نے آپ کو قضا کے لیے کہا تھا مگر آپ نے انکار کیا اور اسی سال کے ہو کر بعد ۲۰۰ھ ہجری کے وفات پائی آپکی تصنیفات سے کتاب السیر الصغیر نوادر اور یادگار ہیں۔

یزید بن ہارون

یزید بن ہارون الواسطی۔ ابو خالد کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے حدیث کو امام ابوحنیفہ اور مالک اور سفیان ثوری اور دونوں حماد ان سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یحییٰ بن معین اور ابن مدینی نے روایت کی آپ نماز بڑی آہستگی اور طویل قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ وفات آپ کی ۲۰۶ھ ہجری میں ہوئی واسطی آپ کو اسلیے کہتے ہیں کہ آپ شہر

واسط کے رہنے والے تھے جو درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے اور جہان کے جنگل کی قلمیں خوبی میں مشہور و معروف ہیں۔ علامہ جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عصام بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی۔ بلخ میں اپنے وقت کے شیخ اور صاحب حدیث تھے ابو عصمہ کنیت تھی اور ابراہیم بن یوسف بلخی کے بھائی تھے۔ ابو حاتم بن حبان نے آپکو ثقات میں لکھا۔ ابن مبارک و ثوری اور شعبہ سے روایت کی امام ابو یوسف کے بھی ہم صحبت رہے لیکن رفع الیدین کیا کرتے تھے اور روایت میں ثبت تھے اور اکثر خطا بھی کر جاتے تھے سنہ ۲۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ قدوۂ اہل جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بن حفص بن فضل بن یحیی ہمدانی الاصفہانی۔ فقیہ جید اور محدثین کے طبقہ کبار عاشرہ میں سے صدوق تھے۔ مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ ابو محمد کنیت تھی فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اس لیے امام موصوف کی فقہ اصفہان کے ملک میں انھیں کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ اصفہان کے قاضی رہے۔ کہتے ہیں کہ آپکو ایک لاکھ درم سالانہ کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ پر بالکل واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی کو فقہا و محدثین پر ایثار کر دیتے تھے وفات آپ کی سنہ ۲۱۲ یا سنہ ۲۱۱ ہجری میں ہوئی۔

ابراہیم بن رستم مروزی۔ علامہ و فقیہ اور محدث ثقہ تھے۔ ابو بکر کنیت اور نجم الدین لقب تھا فقہ کو امام محمد سے اخذ کیا اور اسد بن عمرو بجلی اور ابی عصمہ نوح بن مریم مروزی شاگردان امام ابو حنیفہ اور نیز امام مالک و ثوری و شعبہ و حماد بن سلمہ اور اسمٰعیل بن عیاش سے سنا اور روایت کیا۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے اور آپ سے امام احمد حنبل اور ابو خیثمہ زہیر بن حرب نے روایت کی اور ایک جم غفیر نے تفقہ کیا ہر چند خلیفہ مامون نے آپکو قضا کے لیے کہا مگر آپ نے اسکو قبول نہ کیا اور اپنے وطن کو چلے گئے اور دس ہزار درم صدقہ دیا۔ سنہ ۲۱۱ ہجری میں جب حج کر کے نیشاپور میں پہونچے تو وفات پائی۔ امام الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے

معلی بن منصور رازی۔ امام ابو یوسف و امام محمد کے اصحاب کبار میں سے بڑے حافظ حدیث ثقہ فقیہ نبیل صاحب ورع و دین و سنت تھے۔ کنیت ابو یحیی تھی۔ حدیث کو

مالک و لیث و حماد اور ابن عیینہ سے روایت کیا اور آپ سے ابن مدینی و ابو بکر بن شیبہ اور امام بخاری نے غیر جامع میں اور ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں روایت کی۔ آپ نے امام ابو یوسف و محمد کی کتب و امالی اور نوادر کو روایت کیا اور سنہ ۲۱۱ہجری میں فوت ہوئے۔ قطب اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم الشیبانی البصری۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فاضل معتمد فقیہ کامل تھے ابو عاصم کنیت اور نبیل کے لقب سے معروف تھے۔ اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج حدیث کی اور بصرہ میں نوے برس کی عمر میں سنہ ۲۱۲ہجری میں فوت ہوئے۔ نیر ان عدل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ کوفی۔ عالم فاضل۔ عابد۔ زاہد۔ صالح۔ متدین۔ اپنے وقت کے امام بلا مدافعہ تھے۔ آپ نے اپنے جد امجد امام ابو حنیفہ کو نہیں دیکھا کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ فقہ اپنے والد ماجد امام حماد اور حسن بن زیاد سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے والد اور نیز عمرو بن ذر و مالک بن مغول و ابن ابی ذہب و قاسم بن معن وغیرہم سے سنا اور آپ سے سہل بن عثمان عسکری و عبد المومن بن علی الرازی اور ایک جماعت نے روایت کی اور ابو سعید بردعی نے فقہ پڑھی پہلے بغداد پھر بصرہ پھر رقہ کے قاضی مقرر ہوئے آپ احکام قضا اور وقائع و نوازل میں ماہر اور عارف بصیر تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر کے زمانے سے آجتک کوئی قاضی آپ سے زیادہ اعلم نہیں ہوا لوگوں نے کہا کہ کیا حسن بصری بھی نہیں ہوئے کہا کہ نہیں شمس الائمہ حلوائی سے روایت ہے کہ آپ پہلے امام ابو یوسف کے پاس فقہ حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی ترقی کر لی کہ خود انپر اعتراض کرنے لگ گئے۔ افسوس آپ جوان عمر میں ہی بعہد خلیفہ مامون سنہ ۲۱۲ہجری میں فوت ہوگئے اگر آپ کی زندگی وفا کرتی اور آپ بڑی عمر کے ہوتے تو لوگوں میں البتہ آپ کا ایک شان عظیم اور رتبہ فخیم ظاہر ہوتا۔ آپ نے ایک کتاب جامع فقہ اور ایک کتاب قدریہ کے رد میں اور ایک کتاب ارجاء میں تصنیف فرمائی۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپکا ایک ہمسایہ خراسانی فرقہ رافضیہ میں سے تھا اُسکے دو خچر تھے جنمیں سے ایک کا اُسنے

بسبب تعصب کے ابوبکر اور دوسرے کا عمر نام رکھا ہوا تھا اتفاقاً ایک رات ان مین سے ایک خچر نے اُسکو ایسی لات ماری کہ وہ مر گیا آپ نے لوگون سے فرمایا کہ ہمارے جد امجد امام اعظم نے پیشین گوئی کی تھی کہ اسکو عمر ہلاک کریگا پس اب تم جاکر دریافت کرو کہ کس خچر نے اُسکو ہلاک کیا ہے جب لوگون نے دریافت کیا تو اُسکا قاتل عمر ہی نکلا۔ حصن دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بشر بن ابی الازہر نیشاپوری۔ کوفہ کے مشہورین فقہاء مین سے عالم فاضل۔ فقیہ محدث تھے فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور حدیث کو عبد الصمد بن مبارک و ابن عیینہ اور شریک سے سماعت کیا اور آپ سے علی بن مدینی و محمد بن یحیٰی ذہلی نے روایت کی مدت تک نیشاپور کے قاضی رہے اور ۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے۔

خلف بن ایوب بلخی۔ امام زفر و امام محمد کے اصحاب مین سے فقیہ محدث۔ عابد زاہد صالح تھے کنیت ابو سعید تھی۔ فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اسرائیل بن یونس سے سنا اور اسد بن عمرو و عوف اور معمر سے روایت کیا اور آپ سے امام احمد اور ابو کریب وغیرہ نے روایت کی اور صحیح ترمذی مین یہ حدیث آپ سے روایت ہوئی خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت وفقہ فی الدین۔ مدت تک آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت مین رہے اور اُنسے طریق زہد اخذ کیا۔ صیمری سے روایت ہے کہ اگر خلف بن ایوب کا علم جمع کیا جاے تو البتہ علی رازی کے علم کے برابر ہو مگر یہ کہ آپ نے اپنے علم کو زہد و صلاحیت مین ظاہر کیا۔ آپ سے بہت مسائل ظاہر ہوے مین جنمین سے ایک یہ ہے کہ مین اُس شخص کی شہادت قبول نہین کرتا جو مسجد مین فقیر کو خیرات دے۔ کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوے جب نماز کا وقت آتا تو اپنے اصحاب کو کہتے کہ مجھکو کھڑا کرو اور تکبیر کے کہنے تک مدد دو پھر چھوڑ دو چنانچہ آپ کے اصحاب ایسا ہی کرتے پس آپ مثل ستون کی طرح نماز ادا کر لیتے اور جب سلام پھیرتے تو مارے ضعف کے زمین پر گر پڑتے لوگون نے اِسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مرض امور الٰہی سے برابری نہین کر سکتا۔ ایک دفعہ نماز کی حالت مین آپ کو زنبور نے کاٹا اور خون نکلا آپ کے بیٹے نے شور مچایا کہ آپ کا وضو ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ سجدہ مجھکو زنبور کے کاٹنے کی کچھ خبر نہین ہوئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار ہوے اور امیر داؤد آپ کی عیادت کو آیا

آپ نے اُس سے مُنہ پھیر کر دیوار کی طرف کر لیا آپکے صاحبزادے نے عذر کیا کہ آپ تمام رات نہین سوئے اب آرام کیا ہو آپ بولے کہ اے لڑکے جھوٹ بولنا حرام ہی مین سوتا نہین ہون لیکن مین نے حدیث مین دیکھا ہی کہ اجنبی زن سے بات کرنی حرام ہو اب مین اس شک مین ہون کہ آیا آنکی طرف دیکھنا بھی حرام ہی یا نہین پس مین نہین چاہتا کہ مشتبہ امر کا مرتکب ہون جب داؤد نے یہ بات سنی تو وہ خدا کی درگاہ مین بزار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی خلف بن ایوب مجھ سے نفرت کرتے ہین اور مین اُنکی زیارت سے تیرا تقرب چاہتا ہون پس مجکو بخش دے کہتے ہین کہ جب داؤد فوت ہوا تو لوگون نے اُسے خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تجھ سے کیا سلوک کیا اُسنے جواب دیا کہ بسبب اُس دعا کے جو مین نے کی تھی خدا نے مجکو بخش دیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح ۲۰۵ھ ہجری مین ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ بن مثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری البصری۔ امام زفر کے اصحاب مین سے محدث ثقہ فقیہ جید تھے امام احمد و ابن مدینی اور ائمہ صحاح ستہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی۔ بعد ابن سعاد کے بصرہ کی قضا آپکو دیگئی پھر بغداد مین عسکر کی قضا پر مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر بصرہ کے قاضی ہوئے جہان ۲۱۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ "قطب عدل" آپ کی تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن جراح کوفی نزیل مصر عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ فقہ و حدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور سنا اور اُنسے اور ابی صعد وغیرہ سے امالی کو لکھا۔ امالی جمع املا کی ہی اور املا اُسکو کہتے ہین کہ ایک عالم کے ارد گرد اُسکے شاگرد کاغذ و قلم لیکر بیٹھ جاتین اور جو تقریر وہ کرے اسکو لکھتے جاتین یہانتک کہ ایک کتاب بنجائے چنانچہ علمائے سلف اہل حدیث و فقہ و عربی کا افادۂ علوم مین ایسا ہی دستور تھا آپ مدت تک کوفہ کے قاضی رہے اور ماہ محرم ۲۱۷ھ ہجری مین وفات پائی "آئینہ عالم" آپ کی تاریخ وفات ہی۔

علی بن سعید بن شداد الرقی۔ امام محمد کے اصحاب مین سے محدث اجل۔ فقیہ کامل شیخ ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب امام احمد کے طبقہ مین سے تھے آپ کی ابو الحسن اور ابو محمد دو کنیتین تھین مرو سے اپنے باپ کے ساتھ مصر مین آئے اور وہین سکونت اختیار کی

حدیث کو امام محمد اور عبداللہ بن عمرو الرقی و ابن مبارک و عتاب بن بشیر و مالک و لیث و ابن عیینہ و عباد بن عباد و ابن وہب و عبدالوہاب ثقفی و جریر و اسمٰعیل بن عیاش و ابی الاحوص کوفی و عیسیٰ بن یونس و امام شافعی و موسیٰ بن اعین و ہشیم اور وکیع وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور نیز امام محمد سے انکی جامع کبیر اور جامع صغیر کو روایت کیا اور آپ سے اسحاق بن منصور و خشنیش بن اصرم و عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالحکم و عبدالعزیز بن یحیی مدنی و یحیی بن معین و یونس بن عبدالاعلی و محمد بن اسحق و محمد بن عبدالملک بن زنجویہ و یحیی بن سلیمان جعفی و یعقوب بن سفیان و دحیم و ابو عبید القاسم بن سلام و بکر بن نصر و علی بن سعید بن نوح و اسمٰعیل سمویہ و مقدام بن داؤد و ہارون بن کامل مصری نے روایت کی اور نیز صاحب ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی ۲۰۔ رمضان ۲۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔ قطب زمین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن حفص المعروف بہ ابی حفص کبیر بخاری مجتہد عصر امام دہر فاضل بے عدیل فقیہ بے تمثیل تھے فقہ و حدیث امام محمد سے حاصل کی آپ کے اصحاب اسقدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے چنانچہ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ بخارا کے پاس ایک گانوں آباد ہے جہاں فقہا کی ایک جماعت آپکے اصحاب میں سے رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ اور خلف بن ایوب اور ابو سلیمان تینوں امام محمد سے تحصیل علم کیا کرتے تھے خلف بن ایوب اور ابو سلیمان جسقدر ایک برس میں یاد کیا کرتے تھے آپ ایک مہینہ میں یاد کر لیا کرتے تھے اور جو وہ ایک مہینہ میں حفظ کرتے تھے آپ ایک ہفتہ میں ازبر کر لیتے تھے اور نیز وہ دونوں جو کچھ پڑھتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے مگر آپ کچھ نہیں لکھتے تھے انھوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے سینہ میں لکھتا جاتا ہوں انھوں نے کہا کہ یہ بات ہمنے مانی لیکن اگر آپ لکھتے جائیں تو بعد وفات کے آپکی نشانی باقی رہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو درست ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرے راستہ وطن میں دریا حائل ہے مبادا جب میں واپس جاؤں تو کشتی میں پانی آجائے اور کتابوں کو بھگو دے جس سے میری محنت کتابت برباد جائے مگر وہ مُصِر ہوئے پس آپ نے بھی لکھنا شروع کیا یہانتک کہ جب تینوں نے علم تحصیل کر کے فتوے دینے کی اجازت امام محمد سے حاصل کی تو خلف تو بلخ اور ابو سلیمان سمرقند کو گئے

اور آپ کشتی مین بیٹھ کر بخارا کی طرف آئے اتفاقاً جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپکی کشتی مین پانی بھر گیا اور تمام کتابین بھیگ گئین آخر آپ جان بچا کر بمشکل کنارہ پر پہونچے اور کسی آدمی کو بخارا مین بھیجکر کتابت کا سامان منگوایا اور جسقدر پڑھا تھا اُسکو یاد پر لکھنا شروع کیا اور ایسا لکھا کہ بجز تین یا پانچ مسئلون کے الف اور واؤ تک مقدم و موخر نہونے پایا۔ کفایہ وغایۃ شروح ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام شمس الائمہ فرماتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین امام بخاری صاحب صحیح بخارا مین تشریف لائے اور فتوی دینا شروع کیا جب آپ کو اس حال سے خبر ہوئی تو آپ نے اس سے منع کر کے فرمایا کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہین ہین مگر امام بخاری باز نہ آئے آخر الامر ایک دن لوگون نے اُنسے پوچھا کہ اگر دو لڑکون نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پیا ہو تو اُنکا حکم کیا ہی امام بخاری نے کہا کہ اُنمین حرمت رضاع کی ثابت ہو جاتی ہی جب لوگون نے اُنکی فقاہت کی یہ لیاقت دیکھی تو ہجوم کر کے اُنکو بخارا سے نکالدیا۔ کہتے ہین کہ بخارا مین ایک دفعہ ایسا قحط نازل ہوا کہ گیہون کا ایک بوجھ جسکو ایک گدہا اُٹھا سکے ایک سو دینار کو میسر آتا تھا آپ نے یہ حال دیکھکر اپنے خزانچی کو فرمایا کہ جسقدر خزانہ ہی اُسکے گیہون خرید کر لوگون کو ارزان دینے شروع کرو چنانچہ ایک خروار گیہون کا سو دینار کو خرید کر اسی کو بیچنا شروع کیا یہانتک کہ دس دینار تک پہونچ گئے تھے کہ خزانہ خالی ہو گیا آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمنے آخرت کا خزانہ پر کیا۔ ایک پیر مرد آپ کی خدمت مین اکثر آیا کرتا تھا مگر پوچھتا کچھ نہین تھا آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم کس لیے اس کثرت سے ہمارے پاس آتے ہو پیر مرد نے عرض کیا کہ مین تین باتون کے لیے آتا ہون جو آپ سے مین نے سُنی ہین۔ اول یہ کہ آن حضرت نے فرمایا ہی کہ العالم والمتعلم فی الاجر سواءٌ۔ دوم۔ ان مجلس العالم ینزل فیہ رحمۃ من السماء وینادی منادی اللہ یقول انی قد غفرت ذنوبکم و بدلت سیئاتکم حسنات ارجعوا مغفورین۔ سوم۔ النظر الی وجہ العالم عبادۃ۔ آپ یہ بات سنکر رو پڑے اور فرمایا کہ یہ بات صحیح ہی مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے مین ثواب ہی بلکہ یہ منصب خلف بن ایوب جیسے عالم کو حاصل ہی یہ بات سُن کر شخص مذکور بخارا سے بلخ مین آیا اور خلف بن ایوب کی مجلس مین کثرت سے آنا شروع کیا آخر الامر خلف نے ایک دن اُس سے اس بات کا سبب پوچھا اُسنے وہی جواب دیا

جو آپ کو ہوا تھا خلف اس بات سے زار زار روئے اور فرمایا کہ بات اسی طرح ہو مگر نہ مجھ جیسے عالم
کے دیکھنے میں بلکہ ابو حفص کبیر جیسے عالم کی زیارت میں ثواب ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ
چاہا کہ مکان بنوا کر وقف کر دیں معماروں سے آپ نے لاگت کی نسبت پوچھا انھوں نے
کہا کہ اسّی ہزار درم اس مکان پر لاگت آئیگی پس آپ نے اسّی ہزار درم نقد صدقہ کر دیا اور
فرمایا کہ چونکہ میری نیت ثواب کی ہو اسلیے میں نہیں چاہتا کہ اس کام کا سر انجام کار شاید
نفسانیت کی مخالفت سے عذاب اُخروی کا مستحق ٹھہرے۔ محمد بن طالوت قرالی بخارا نے چاہا
کہ آپ کی زیارت کرے لوگوں نے اُسکو ممانعت کر کے کہا کہ تو اُنکے سامنے اُنکے دبدبہ کے
سبب سے بات بھی نہ کر سکیگا لیکن اُسنے نہ مانا اور ملاقات کے لیے گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا
آپ نے اُس سے ہر چند پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہو مگر آپ کی ہیبت سے کچھ نہ کہہ سکا جب وہاں سے
رخصت ہو کر مکان پر آیا تو لوگوں سے اُسنے کہا کہ جیسا تم کہتے تھے وہی ہوا کہ جب امام نے
میری طرف دیکھا تو میں بیہوش ہو گیا تھا آپ نے ۲۱۱ ہجری میں فرمایا تھا کہ اگر میں
ان سات سال آیندہ میں نہ مروں تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہیں سو ایسا ہی ہوا
کہ ابھی سات برس گذرنے نہ پائے تھے کہ آپ ۲۱۷ ہجری میں اس دار فانی سے رہگرائے
عالم جاودانی ہوئے۔ عابد عالم آپ کی تاریخ وفات ہو۔

بشر بن غیاث بن عبد الرحمن مریسی معتزلی۔ عالم فاضل فلسفی متکلم صاحب ورع
و زہد لیکن مرجی تھے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اُنسے تھوڑا سا اخذ بھی کیا پھر امام ابو یوسف
کی صحبت اختیار کر کے اُنسے تفقہ کیا اور حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ
وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ فائق ہو کر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب
میں سے ہوئے کہتے تھے کہ مشائخ صوفیہ کی باتوں سے کسی بات نے میرے دل میں قرار
نہیں پکڑا یہانتک کہ میں نے دو گواہ اہل کتاب و سنت سے اُسپر ناطق نہیں پائے مگر
چونکہ اخیر میں آپ علم کلام اور فلسفہ میں مصروف ہو گئے تھے اسلیے لوگ آپ سے پھر گئے
اور امام ابو یوسف اکثر آپ کی مذمت کرتے اور جب سامنے آتے تو منہ پھیر لیتے تھے آپ نے
امام ابو یوسف سے بہت سی روایات اور مذہب میں اقوال بیان کیے جنمیں سے غریب قول

ہے کہ گدھے کا کھانا جائز ہے۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپ مرجی تھے چنانچہ فرقۂ مرجیہ مریسیہ آپکی ہی طرف منسوب ہے اور آپ کثرت شغل علم کلام و فلسفہ کے سبب سے خلق قرآن کے قائل ہوئے اور کہا کہ آفتاب و ماہتاب کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ کفر کی علامت ہے اسی طرح اور بہت سے اقوال شنیع آپ سے صادر ہوئے جنکے سبب سے عہد خلیفہ رشید میں سزایاب بھی ہوئے امام شافعی کے ساتھ اکثر مناظرہ رکھتے تھے نحو کا علم نہیں جانتے تھے آواز بہت بڑی تھی باپ آپ کا یہودی رنگریز تھا جو کوفہ میں رہتا تھا۔ وفات آپ کی ۲۱۸ھ یا ۲۱۹ھ میں ہوئی مریس جسکی طرف آپ منسوب ہیں ایک قصبہ ہے جو مالک مصر میں واقع ہے۔

شداد بن حکیم بلخی۔ امام زفر کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث اور احمد بن عمران استاد طحاوی کے شیخ تھے ابو عاصم ضحاک ملقب بہ نبیل نے امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت کی اور فقہ کو اخذ کیا۔ پہلے آپکو بلخ کی قضا کے لیے کہا گیا تھا مگر آپ نے انکار کیا پھر کسیقدر مدت کے بعد آپ نے خود قضا کو طلب کیا لوگوں نے آپ کو ملامت کی آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے سوا اور بہت سے عالم قضا کی صلاحیت رکھتے تھے اور اب کوئی نہیں رہا اس لیے میں نے ڈر کر اسکو اب طلب کیا ہے کہ الیا منوکل کو مجھ سے مواخذہ کیا جاوے۔ خلف بن ایوب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی زوجہ نے آپ کے پاس خادم کے ہاتھ تھوڑی کا طعام بھیجا خادم نے واپس آنے میں دیر کی اسپر آپ کی زوجہ نے خادم کو متہم کیا آپ نے فرمایا کچھ بات نہیں جانے دو مگر اسنے نہ مانا اور یہانتک گفتگو نے طوالت کھینچی کہ آپ نے عورت کو فرمایا کہ کیا تو غیب کا علم جانتی ہے اسنے کہا کہ ہاں اسپر آپ کے دل میں کچھ بات آگئی اور امام محمد کے پاس صورت حال لکھ بھیجی انھوں نے تجدید نکاح کا حکم دیا کیونکہ عورت کافرہ ہوگئی تھی۔ وفات آپ کی ۲۱۰ ہجری میں ہوئی۔ کابل الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسیٰ بن ابان بن صدقہ۔ حافظ حدیث میں سے اثقہ تھے کنیت ابو موسیٰ تھی۔ فقہ امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو اسمعیل بن جعفر و ہاشم بن بشیر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و امام محمد وغیرہ سے سنا اور روایت کیا طحاوی نے بکار بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہلال بن یحییٰ کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اہل اسلام میں عیسیٰ بن ابان سے کوئی افقہ قاضی نہیں ہوا

شداد بن حکیم

عیسیٰ بن ابان

ابو خازم کا قول ہو کہ مین نے اہل بغداد سے بجز عیسی بن ابان اور بشر بن الولید کے کوئی کمتر حدیث نہین دیکھا۔ محمد بن سماعہ کہتے ہین کہ عیسی بن ابان ایام خوبصورت جوان تھے اور ہمارے ساتھ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور مین آپ کو امام محمد کی مجلس کے حاضر ہونے کے لیے اکثر کہا کرتا تھا جسکا آپ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم حافظ حدیث ہوکر ایسی قوم کی صحبت مین حاضر نہین ہوتے جو حدیث کی مخالفت کرتی ہو پس ایک دن جب ہمنے صبح کو نماز پڑھی تو آپ کو مین نے طوعاً و کرہاً امام محمد کی مجلس مین لیجاکر بٹھادیا جب امام محمد تقریر سے فارغ ہوئے تو مین نے امام محمد سے کہا کہ یہ آپ کے برادر زادے عیسی بن ابان جو بڑے حافظ و عارف حدیث ہین مین نے انکو آپ کی مجلس مین حاضر ہونے کے لیے کہا تھا جسپر اُنھون نے انکار کرکے کہا کہ وہ حدیث کی مخالفت کرتے ہین مین اُنکی مجلس مین نہین جاتا اسپر امام محمد نے عیسی بن ابان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ای میرے پیارے بیٹے کون سی ہماری مخالفت حدیث مین آپ نے دیکھی ہی اسپر آپ نے ۲۵ باب حدیث سے پوچھے پس امام محمد جواب کے لیے بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب دلائل و شواہد مع ناسخ و منسوخ کے ایسی شرح و بسط سے دیا کہ آپ قائل ہو گئے اور امام محمد کی صحبت لازمی و ضروری سمجھکر چھ ماہ تک اُنسے فقہ پڑھتے رہے اور آپ سے قاضی ابو حازم عبد الحمید استاذ طحاوی نے تفقہ کیا۔ جب قاضی یحیی بن اکثم خلیفہ مامون کے ساتھ شہر قم کی طرف تشریف لیگئے تو وہ آپ کو عسکر کی قضا پر مقرر کر گئے اور جب وہ واپس آئے تو آپ بصرہ کی قضا پر مقرر ہوے یہانتک کہ ماہ محرم ۲۲۱ہجری مین مقام بصرہ وفات پائی کتاب حجج آپ کی تصنیف سے یادگار ہی۔ کوکب اہل قبلہ آپ کی تاریخ وفات ہی

نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خزاعی مروزی۔ محدث صدوق فقیہ فاضل اور عارف فرائض کثیر الخطا تھے جن احادیث مین آپ نے خطا کی ہو انکو ابن عدی نے تلاش کرکے کہا ہو کہ باقی حدیث آپ کی مستقیم ہو۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ مرو سے آکر مصر مین اقامت اختیار کی تھی لیکن فتنہ قول بخلق قرآن مین مصر سے نکالے گئے۔ آپ ہی نے پہلے پہل مسند جمع کی اور امام ابو حنیفہ سے فرضیت وتر کی روایت کی آپ وہی خزاعی ہین جو امام بخاری اور ابن معین کے شیخ ہین۔ آپ نے مقام سامرہ مین بحالت حبس ۲۲۸ یا ۲۲۹ ہجری مین

وفات پائی۔ ذیب وہبر اور ہادی وہبر آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

فرح مولی امام ابو یوسف۔ محدث ثقہ فقیہ فاضل تھے امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین وامام بخاری ومسلم و ابو داؤد و ابو زرعہ و ابراہیم حرانی اور بغوی نے آپ سے حدیث لی اور آپ کی توثیق کی۔ آپ صغیر سن ہی تھے جب آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا اور انکے جنازہ پر حاضر ہوئے تھے فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے احمد بن ابی عمران نے تفقہ کیا۔ طحاوی نے احمد بن ابی عمران سے روایت کی ہو کہ فرح ہولے کہتے تھے کہ امام ابو یوسف کے پاس جب کوئی ایسا شخص آنے کی اجازت طلب کرتا جسکا داخل ہونا وہ مکروہ سمجھتے تو سرہانے پر سر رکھدیتے اور ہمسے کہتے کہ کہدو کہ ابھی انھوں نے سرہانے پر سر رکھا ہی تاکہ وہ یہ ظن کرکے کہ شاید وہ سو گئے ہیں واپس چلا جائے۔ آپ ۱۳۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ۲۳۰ھ ہجری کو بغداد میں وفات پائی۔ سال وفات آپ کا ہادی دورہی۔

اسمٰعیل بن ابی سعید النظری الاصل الجرجانی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابو اسحٰق کنیت اور شالجی کے نام سے معروف تھے۔ فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابن عیینہ و یحییٰ قطان اور امام محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ضحاک بن حسین استرآبادی اور ابو العباس احمد بن عباس مسعودی نے روایت کی حضرت ابابکر صدیق و عمر خطاب و عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں ایک کتاب نہایت عمدہ لکھی۔ سمعانی نے لکھا ہی کہ آپ نے کئی کتابیں فقہ میں تصنیف کیں اور ایک کتاب البیان تصنیف کی جسمیں امام محمد سے مسائل حکایت کرکے انپر اعتراض کیا ہی اس کتاب کو لیکر امام احمد بن حنبل لکھا کرتے تھے اور امام احمد نے کہا ہی کہ آپ فقیہ عالم تھے۔ وفات آپ کی ۲۲۴ھ اور بقول بعض ۲۱۴ھ ہجری میں ہوئی۔

علی بن جعد بن عبید جوہری بغدادی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے حافظ حدیث ثقہ معتمد متقن صدوق تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ بنی ہاشم کے غلام آزاد کردہ تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا اور انکے جنازہ پر حاضر ہوئے آپ نے حدیث کو جریر بن عثمان و شعبہ و ثوری و امام مالک و ابن ابی ذئب و مبارک بن فضالہ و شیبان بن عبد الرحمن و صخر

بن جویریہ و عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان وقیس بن الربیع ویزید بن عمر التستری وابی اسحق الفزاری و محمد بن راشد کحولی اور مبارک بن فضالہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے امام بخاری وابوداؤد و یحییٰ ابن معین وابوبکر بن ابی شیبہ وابوقلابہ وزیاد بن ایوب و خلف بن سالم واسحق بن ابی اسرائیل وابوزرعہ ویعقوب بن شیبہ وموسیٰ بن ہارون و صالح بن محمد اسدی وابن ابی الدنیا وابراہیم الحربی وابویعلی وابوالقاسم عبداللہ بن محمد البغوی وغیرہم نے روایت کی۔ جعفر طیالسی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے لوگوں میں سے شعبہ کی روایت میں اثبت ہیں۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ میں نے محدثین میں سے آپ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک لفظ پر حدیث بیان کرتا ہو اور اسکو متغیر نہ کرتا ہو عبدوس کہتے ہیں کہ مجکو معلوم نہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی حافظ سے ملاقات کی ہو اسپر محالی نے کہا کہ وہ تو عقیدہ جہم کے ساتھ متہم ہیں عبدوس نے جواب دیا کہ ایسا ہی کہا گیا ہے لیکن اصل میں ایسا نہیں بلکہ آپ کا بیٹا حسن جو بغداد کا قاضی ہے جہم کے قول کا قایل ہے۔ آپ ۱۳۴ھ میں پیدا اور ۲۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ "کعبہ دین و دنیا" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصر بن زیاد نیشاپوری۔ فقیہ محدث امر بالمعروف ناہی عن المنکر اور قاضی تھے ابومحمد کنیت تھی فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو عبداللہ بن مبارک سے سنا آپ کا قاعدہ تھا کہ آپ ہمیشہ رات کو قائم رہتے اور ہفتہ میں دوشنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرتے تھے چھیاسٹھ سال کے ہوکر ۲۳۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ "نجم علم" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سماعہ بن عبداللہ بن ہلال بن وکیع تمیمی کوفی۔ ۱۳۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے فقیہ کامل محدث حافظ ثقہ صدوق تھے یہاں تک کہ ابن معین کہتے ہیں کہ اگر اہل حدیث السنی التصدیق کرنے والے حدیث میں ہوتے جیسے کہ محمد بن سماعہ رائے میں ہیں تو البتہ نہایت عمدہ بات ہوتی کنیت ابوعبداللہ رکھتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابویوسف و امام محمد اور حسن بن زیاد سے اخذ کیا اور حدیث کو لیث بن سعد اور نیز امام ابویوسف و محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابوجعفر احمد بن ابی عمران بغدادی شیخ طحاوی وابوبکر بن محمد قمی اور عبداللہ بن جعفر ابوعلی رازی وغیرہم نے تفقہ و روایت کیا ۱۹۲ھ ہجری میں جب امام ابویوسف کے بیٹے قاضی یوسف فوت ہوئے تو خلیفہ

مامون نے بغداد کی قضا آپ کے سپرد کر دی مگر جب آپ کو ضعف لاحق ہوا تو آپ نے استعفا دیدیا آپ نے امام ابو یوسف و امام محمد سے کتاب نوادر کو لکھا اور کتاب ادب القاضی اور کتاب محاضر اور سجلات وغیرہ تصنیف کیں۔ باوجودیکہ آپ بڑے سن ہو گئے تھے مگر اسقدر توانا تھے کہ گھوڑے پر بخوبی چڑھتے اور بکر شکنی کر سکتے اور دن رات میں دو سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے چنانچہ نوے سال کی عمر میں آپ نے ایک دفعہ صال کا روزہ رکھا پھر رات کو دو رکعت نماز نفل میں قرآن ختم کیا اور سحر کے وقت ایک باکرہ لڑکی سے جماع کر کے اسکی بکارت زائل کی آپ خود کہتے تھے کہ ہماری چالیس سال میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولی فوت نہیں ہوئی مگر صرف ایک اُس روز جبکہ ہماری والدہ ماجدہ فوت ہوئی تھی اور یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ہم جماعت کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہو سکے تھے پس ہمنے اسکی تلافی کے ارادہ سے پچیس دفعہ نماز پڑھی اتنے میں غنودگی آگئی کسی نے کہا کہ اے محمد اگرچہ آپ نے پچیس دفعہ نماز پڑھی مگر یہ تامین الملائکہ کے ساتھ کب برابری کر سکتی ہے جب آپ ۲۳۳ھ ہجری میں فوت ہوئے تو یحیی بن معین نے آپ کے حق میں کہا کہ قد ماتت ریحانۃ العلم من اہل الرائے یعنی تحقیق خوشبو علم کی اہل الرائے میں سے فوت ہو گئی۔ امام دو عالم آپکی تاریخ وفات ہے۔

حاتم بن اسمعیل بلخی المعروف بحاتم اصم: مشایخ بلخ میں سے زاہد زمانہ عابد یگانہ معرض عن الدنیا و مقبل عقبی ریاضت و ورع و صدق و احتیاط میں بے بدل تھے حتی کہ آپ کے حق میں شیخ جنید فرماتے تھے کہ آپ ہمارے زمانہ کے صدیق ہیں۔ ابو عبد الرحمن کنیت تھی امام ابو حنیفہ کے اتباع میں سے تھے آپ نے شریعت و طریقت کو شقیق بلخی اصحاب امام ابو یوسف سے حاصل کیا۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص بغیر فقہ کے عبادت کرے وہ مثل خراس کے گدھے کے ہے۔ ایک دفعہ امام احمد نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں سے کس طرح خلاصی ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ تین چیزوں سے ایک یہ کہ انکو چیز دیکر پھر انسے طلب نہ کیجائے دوسرے انکا حق ادا کرے اپنا حق انسے طلب نہ کیا جائے تیسرے انسے مکروہات کا تحمل کیا جائے اور خود کسی کو رنج نہ پہونچایا جائے امام نے فرمایا کہ ان باتوں پر عمل کرنا بغیر توفیق الٰہی کے نہایت مشکل بلکہ محال ہے تشنہ و لعبتی ورد و قالق کمد نفس میں آپ کے کلمات عجیب ہیں اور تصانیف معتبر رکھتے ہیں۔

تاریخ ابو الفداء مین لکھا ہو کہ آپ اصل مین بہرے نہین تھے بلکہ اس لیے اصم سے ملقب ہوے تھے کہ ایک روز ایک عورت آپ سے مسئلہ پوچھنے آئی تھی اتفاقاً اُس سے ہوا سر ہو گئی جس سے وہ نہایت شرمسار ہوئی آپ نے اپنے خیال کہ یہ جان لے کہ انھون نے آواز نہین سنی اُس سے فرمایا کہ اونچی بیان کر اسپر عورت یہ خیال کر کے کہ یہ بہرے ہین اور انھون نے میری ہوا سر ہونے کی آواز کو نہین سنا خوش ہو گئی اور آپ پر یہ نام غالب آگیا۔ وفات آپ کی ۲۳۷ھ ہجری مین ہوئی قبلہ اہل دین آپکی تاریخ وفات ہی۔

بشر بن الولید بن خالد کندی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب مین سے بڑے فقیہ محدث ثقہ دیندار صالح عابد تھے فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور آنسے کتب و امالی کو روایت کیا حدیث کو آپ نے امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے سنا اور آپ سے حافظ ابو نعیم موصلی اور بغوی اور ابو یعلی اور حامد بن شعیب وغیرہ نے روایت کی اور نیز ابو داؤد نے اپنی سنن مین آپ سے روایت کی۔ عبد الرحمن سلمی کہتے ہین کہ مین نے آپ کی نسبت دارقطنی سے پوچھا انھون نے کہا کہ ثقہ تھے۔ آپ معتصم باللہ کے زمانہ مین بغداد کے قاضی مقرر ہوے حلم کے باب مین سخت تھے میزان الاعتدال مین لکھا ہو کہ آپ منصور کے عہد مین مدینہ کی قضا پر ۲۱۴ھ تک متولی رہے بڑے عابد تھے یہان تک کہ جب پیری کی حالت مین فالج کی بیماری مین مبتلا ہوے تو رات دن مین دو سو رکعت نفل پڑھا کرتے تھے ہر چند کوشش کی گئی کہ آپ خلق قرآن کے قائل ہون مگر نہ ہوے اسلیے معتصم باللہ نے آپ کو قید کر دیا جب متوکل مسند خلافت پر بیٹھا تو آپ کی رہائی ہوئی۔ صالح بن محمد نے آپ کو صدوق بتلایا۔ آجری نے کہا ہو کہ مین نے آپ کے باب مین ابو داؤد سے پوچھا انھون نے کہا کہ ثقہ تھے۔ فتاوی برہنہ مین منقول ہو کہ آپ کہتے ہین کہ ہم اکثر ابی عیینہ کے پاس رہا کرتے تھے جب کوئی مشکل مسئلہ انکے پاس آتا تو وہ پکار کر کہتے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب مین سے کوئی شخص یہان موجود ہو سب حاضرین میرے ہی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خلیفہ مامون کے عہد مین آپ کو مکہ معظمہ کی قضا دیگئی آپ عمدہ مذہب اور نیک رویہ رکھتے تھے لوگون نے آپ سے فقہ و نوادر اور رسائل کا اسقدر استفادہ کیا کہ جنکا جمع کرنا ناممکن ہی۔ آپ نے نہایت بوڑھے ہو کر ۲۳۸ھ ہجری مین

وفات پائی۔ کندہ ایک مشہور قبیلہ کا نام ملک یمن میں ہے جسکی طرف آپ منسوب تھے۔ قبلۂ اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد بن رشید خوارزمی۔ امام محمد و حفص بن غیاث کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ کامل تھے بغداد میں آکر ٹھہرے یحییٰ بن معین نے آپکی توثیق کی امام مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ اور نسائی نے آپ سے روایت کی اور امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ایک حدیث بالواسطہ آپ سے بیان کی آپ نے ایک کتاب نوادر تصنیف کی اور ۲۳۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ عالم زمان آپکی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ بلخی۔ اپنے وقت کے شیخ اجل امام اکمل محدث ثقہ صدوق تھے امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں آپکو بڑی عزت و حرمت حاصل تھی مدت تک امام ابویوسف کی صحبت میں رہے یہانتک کہ اپنے ہمسروں پر فائق ہوگئے۔ حدیث کو آپ نے سفیان بن عیینہ و وکیع و اسمعیل بن علیہ اور حماد بن یزید سے سنا اور امام مالک سے صرف یہ ایک حدیث روایت کی عن نافع عن ابن عمر کل مسکر خمر و کل مسکر حرام سبب یہ ہوا کہ جب آپ امام مالک کے پاس حدیث سننے کے لیے آئے تو وہاں قتیبہ بن سعید موجود تھے جنھوں نے امام مالک سے کہدیا کہ یہ شخص ارجا ظاہر کرتا ہے پس انھوں نے آپکو اپنی مجلس سے اٹھا دیا جس سے آپ انسے صرف یہی ایک حدیث سماعت کر سکے۔ آپ نے حدیث کو بعد فقہ کے حاصل کیا تھا آپ نے امام ابویوسف سے اس قول کو روایت کیا کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ کسی کو ہمارے قول کے ساتھ فتویٰ دینا جایز نہیں ہے تا وقتیکہ وہ اس ماخذ کو نہ جانے جہان سے ہم نے وہ قول لیا ہے آپ کا دستور تھا کہ روزمرہ بعد نماز فجر کے بلخ کے آس پاس گشت کرتے اور جو قبر گری ہوئی دیکھتے اسکو اپنے ہاتھ سے درست کرتے اور ستون و پلوں کو صاف و درست کرتے ویرانہ میں ایک مسجد تھی وہان آپ ہمیشہ ظہر کے وقت جاکر بانگ نماز کہتے اور شہر کے فقہا و عابد وہان جمع ہوکر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ بلخ کے امیر نے فقہا سے کہا کہ میں تمھارے شیخ سے چند امور دریافت کرنے چاہتا ہون مگر کیا کرون کہ وہ میرے پاس نہیں آتے انھون نے جواب دیا کہ وہ تیرے پاس کیا بلکہ کسی کے پاس بھی نہیں جاتے اسنے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ انکے پاس خود جاؤن انھون نے کہا کہ یون تو وہ تجھسے بات بھی نہیں کرینگے اگر تو ظہر کے وقت اس ویران مسجد میں آوے اور بعد نماز کے انسے رحمک اللہ کہے تو امید ہے کہ شاید تیری طرف متوجہ ہون اسنے ایسا ہی کیا اور بعد حاصل کرنے اجوبہ اپنی مشکلات کے عرض کیا کہ میں بلخ کا حاکم ہون اگر آپ کو مجھسے کچھ حاجت ہو تو فرمایئے

بلاد اہل ارشاد فرمادین شیخ یہ سن کر رو پڑے اور کہا کہ میرا اندرونی پانی تمام خون ہو گیا ہی کیونکہ مین نے
تیرے ایک سپاہی کو دیکھا ہی کہ اُسنے اپنے باز کو ایک کبوتر پر چھوڑا تھا جسکے چنگل کے صدمہ
سے وہ بیچارہ خاک مین لوٹتا تھا اور وہ رحم نہین کرتا تھا امیر نے یہ سن کر اپنی قلمرو مین عام
حکم دیدیا کہ آیندہ کوئی شخص باز یا کتا وغیرہ جانور شکاری اپنے پاس نہ رکھنے۔ کہتے ہین کہ
جب آپ واسطے نماز کے باہر تشریف لاتے تو کاغذ و قلم اپنے ساتھ اس خیال سے اُٹھا لاتے
کہ مبادا کوئی مسئلہ پوچھ بیٹھے اور اسکو جواب حاصل کرنے مین دیری ہو۔ امام نسائی
نے اپنی صحیح مین آپ سے روایت کی اور آپ کو ثقہ بتلایا۔ وفات آپ کی سنہ ۲۴۱ ہجری
مین ہوئی قلزم دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یحیی بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان مروزی۔ بڑے علامہ فقیہ محدث صدوق عارف
نسب بصیر احکام تھے ابو محمد کنیت تھی۔ آپ نے حدیث کو امام محمد و ابن مبارک و سفیان
بن عیینہ وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے بخاری نے غیر جامع مین اور ترمذی نے
روایت کی۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ بدعت سے بالکل سلیم اور بڑے مضبوط اہل سنت
وجماعت تھے۔ طلحہ بن محمد نے کہا ہے کہ آپ دنیا کے اعلام مین سے تھے امر آپکا مشہور اور نیکی
معروف تھی آپ کا فضل و علم و ریاست و سیاست کسی پر پوشیدہ نہ تھا۔ بیس سال کی عمر
مین بعد وفات اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ کے بصرہ کے قاضی ہوئے۔ کہتے ہین کہ اہل بصرہ
نے آپ کو بسبب صغر سنی کے صغیر سمجھا آپ نے یہ حال معلوم کر کے فرمایا کہ مین عتاب بن
اسید سے عمر مین بڑا ہون جنکو پیغمبر خدا نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور نیز معاذ بن جبل رض
سے بڑا ہون جنکو آنحضرت نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد
مین لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل سے کہا کہ لوگ یحیی بن اکثم پر یہ تہمت لگاتے ہین آپ نے
فرمایا کہ خدا کو پاکی ہے کون ایسا کہتا ہے پھر اس تہمت سے سخت انکار کیا۔ آپ نے فقہ مین ایک
بہت بڑی کتاب لکھی تھی مگر لوگون نے بسبب طوالت کے اسکو ترک کیا اور ایک کتاب اصول فقہ
مین اور ایک تنبیہ نام عراقیون کے لیے تصنیف فرمائی اور تراسی سال کی عمر مین سنہ ۲۴۲ یا سنہ ۲۴۳ ہجری مین وفات
پائی۔ تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ حسین بن عبد اللہ بن سعید کہتے ہین کہ مین اور آپ باہم بڑے دوست تھے

جب آپ فوت ہوئے تو میں نے چاہا کہ کسی طرح آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھوں کہ تمہارا کیا حال گذرا پس ایسا ہی ہوا کہ ایک رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے آپ سے کیا سلوک کیا آپ نے کہا کہ بخشدیا مگر زجر کر کے فرمایا کہ اے یحیی دنیا کو تو نے اپنے اوپر خلط کیا پس میں نے عرض کیا کہ میں نے آنحضرت کی اس حدیث پر تکیہ کیا تھا کہ خدا تعالی بوڑھے کو دوزخ میں عذاب کرنے سے شرم کرتا ہے۔ خدا نے فرمایا کہ میرے پیغمبر نے سچ کہا ہے لیکن تو نے دنیا میں اپنی جان پر تخلیط کی تھی پس میں نے تجھکو بخشدیا۔ اکثم مرد عظیم البطن کو کہتے ہیں اور یہی معنی اکثم کے ہیں۔ امین عالم تاریخ وفات ہے۔

ہلال رائی

ہلال بن یحیی بن مسلم الرائی البصری۔ فقیہ محدث تھے اور لوگ بسبب کثرت علم و فہم کے آپ کو رائی کہتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابو یوسفؒ و امام زفر سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی اعوانہ وغیرہ سے سنا۔ آپ سے بکار بن قتیبہ نے اخذ کیا۔ آپ نے ایک کتاب شروط میں اور ایک احکام وقف میں تصنیف کی۔ وفات آپ کی سنہ ۲۴۵ ہجری میں ہوئی۔ قطب الزمانہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

خالد بن یوسف

خالد بن یوسف بن خالد بن عمیر السمتی۔ عالم ماہر فقیہ متبحر محدث معتبر تھے لیکن ابو حاتم نے کہا ہے کہ جو احادیث آپ نے اپنے والد ماجد کے سوا اور لوگوں سے روایت کی ہیں وہ ضرور لائق اعتبار ہیں کنیت آپ کی ابو الربیع تھی سنہ ۲۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ قدوۂ اہل زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ایوب بن حسن نیساپوری

ایوب بن حسن نیساپوری۔ بڑے فقیہ اور زاہد مستجاب الدعوات تھے کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ امام محمد سے اخذ کی اور سنہ ۲۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ سید ابراہیم بن محمد بن سفیان آپ کے اخص اصحاب میں سے تھے۔ قدوۂ دین و دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسحاق بن بہلول

اسحاق بن بہلول بن حسان۔ فقیہ محدث حافظ حدیث تھے۔ سنہ ۱۶۴ ہجری میں شہر انبار میں پیدا ہوئے فقہ حسن بن زیاد اور ہیثم بن موسیٰ اصحاب امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے باپ اور سفیان بن عیینہ اور وکیع بن جراح اور اسمٰعیل بن علیہ سے سنا اور روایت کیا۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک کتاب فقہ میں مسمی بہ متضاد نام اور ایک کتاب علم قراءۃ میں اور ایک مسند تصنیف فرمائی اور سنہ ۲۵۲ ہجری میں وفات پائی

امین وزوبالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عمر بن مہیر خصاف ابوبکر کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل۔ محدث۔ فقیہ۔ زاہد کارعارف مذہب حاسب فرضی تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد امام محمد و حسن تلمیذ امام ابو حنیفہ سے پڑھا اور حدیث کو اپنے باپ اور عاصم و ابو داؤد طیالسی و مسدد بن مسرہد و یحییٰ بن عبد الحمید حمانی و علی بن مدینی و ابی نعیم الفضل بن دکین وغیرہ سے روایت کیا شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ آپ اُن علمائے کبار میں سے ہیں کہ جنکا مذہب کے معاملہ میں اقتدا کرنا صحیح ہے۔ خصاف آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی نعلین دوزی سے اپنا گذارہ کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب الخراج۔ کتاب الحیل۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الشروط الکبیر والصغیر۔ کتاب مناسک الحج کتاب الرضاع۔ کتاب المحاضر والسجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات علی الاقارب کتاب احکام العصیر۔ کتاب ذرع الکعبہ۔ کتاب احکام الوقف۔ کتاب اقرار الورثہ بعضہم لبعض۔ کتاب الفقر واحکامہ۔ کتاب المسجد والقبر۔ کہتے ہیں کہ جب خلیفہ مہتدی باللہ مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی لوٹا گیا جس سے آپ کی بعض کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اسی سال کی عمر میں ۲۶۱ھ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے وفات پائی۔ سید سوستان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی۔ محدث صدوق۔ زاہد۔ عابد۔ عارف۔ ولی تارک الدنیا مقرب درگاہ الٰہی۔ صاحب کرامت تھے۔ ابو اسحٰق کنیت تھی بادشاہی چھوڑ کر فقر کو اختیار کیا بہت سے مشائخ کو دیکھا اور مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہکر اُنسے علم حاصل کیا پھر خواجہ فضیل بن عیاض سے خرقۂ فقر و ارادت کا پہنا حضرت جنید بغدادی آپ کو مفاتیح العلوم کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ایک دن آپ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں جو آئے تو امام کے بعض اصحاب نے چشم حقارت سے آپ کو دیکھا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم اصحاب نے عرض کیا کہ یہ سیادت کہاں سے حاصل کی ہے امام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ خدا کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور ہم اور کاموں میں

معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ اخیر عمر میں لوگوں سے ایسے غائب ہو گئے کہ کوئی نہ معلوم کر سکا کہ آپ
کہاں ہیں جب بقول اصح ۲۶۲ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ تو ہاتف نے آواز دی کہ الان مات
الارض قد مات لوگ اس آواز کو سن کر بڑے متحیر ہوئے کہ یہ کیا بات ہے اتنے میں خبر آئی کہ ابراہیم اوزجندی
فوت ہو گئے۔ امام بخاری و مسلم نے غیر صحیح میں آپ سے روایت کی ہے صدیق اوان آپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن احمد بن حفص بن الزبرقان المعروف بہ ابو حفص صغیر ماوراء النہر کے ملک میں شیخ حنفیہ
امام ربانی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث ثقہ۔ زاہد متورع۔ صاحب سنت و اتباع تھے۔ ابو عبد اللہ
کنیت تھی۔ فقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر تلمیذ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابی الولید طیالسی
اور حمیدی اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک طلب علم میں امام بخاری
کے رفیق رہے یہاں تک کہ بخارا میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی اور ائمہ دیار و امصار
نے آپ سے تفقہ کیا۔ کتاب اہواء اور کتاب اختلاف اور کتاب رد لفظیہ تصنیف کیں اور
ماہ رمضان ۲۶۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ احمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جب امام بخاری سے
قرآن کے معاملہ میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ خدا کا کلام ہے اس پر لوگوں نے کہا کہ
کسی طرح اسمیں تصرف بھی ہو سکتا ہے انھوں نے فرمایا کہ زبانوں کے ساتھ متصرف ہو سکتا ہے
جب اس بات کی خبر محمد بن یحییٰ ذہلی کو جو نیشاپور میں بڑے محدث ثقہ حافظ جلیل تھے
ہوئی۔ تو انھوں نے نہایت خفا ہو کر حکم دیا کہ جو شخص امام بخاری کی مجلس میں جاوے
وہ ہمارے پاس ہرگز نہ آوے پس امام بخاری ناچار ہو کر بخارا کی طرف چلے گئے پھر ذہلی نے امیر بخارا
اور وہاں کے شیوخ کو امام بخاری کی نسبت تحریر کیا جس پر امیر بخارا نے امام بخاری کی تکلیف دہی کا
قصد کیا یہاں تک کہ انکو آپ یعنی ابو حفص صغیر نے بعض سرحدات بخارا کی طرف نکال دیا۔ امام قائم آپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن شجاع ثلجی بغدادی المعروف بابن الثلجی۔ ماہ رمضان ۱۸۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے
اپنے وقت کے فقیہ اہل عراق محدث متورع عابد قاری اور بحور العلم تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ
تھی فقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی اور حدیث کو یحییٰ بن آدم اور اسمٰعیل
بن علیہ اور وکیع اور ابی اسامہ اور محمد بن عمر واقدی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے
یعقوب بن شیبہ اور اسکے پوتے محمد بن احمد بن یعقوب نے روایت کی لیکن چونکہ آپ متہم بہ مذہب

مشبہ تھے اس لیے محدثین کے نزدیک آپ متروک ہیں گو بذاتہ کاملین میں سے تھے۔ بدرالدین
عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ثلجی آپ کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ ثلج بن عمرو بن مالک بن
عبد مناف کی طرف منسوب تھے اور اہل حدیث نے جو آپ پر بڑی تشنیع کی ہے اور ابن عدی
سے ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ آپ تشبیہ میں حدیثیں وضع کر کے اہل حدیث کی طرف
منسوب کیا کرتے تھے پیرایہ صدق سے یہ بات عاری معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس صورت میں
آپ نے فرقہ مشبہ کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے تو یہ الزام آپ پر کس طرح صحیح آسکتا ہے
حالانکہ آپ بڑے متدین صالح عابد اپنے وقت میں فقیہ اہل حنفیہ تھے مدت تک آپ بغداد کے
قاضی رہے۔ آپ نے کتاب تصحیح الآثار۔ کتاب النوادر۔ کتاب المضاربۃ۔ کتاب الرد علی المشبہ
کتاب المناسک لکھی اور پر ساٹھ جزو کبیر میں تصنیف کی اور پچاسی سال کی عمر میں بتاریخ ۴۔ ماہ
ذی الحجہ ۲۶۶ھ ہجری نماز عصر کی پڑھتے ہوئے سجدہ میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ ابو الحسن علی
بن صالح اپنے دادا سے حکایت کرتے ہیں آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھکو اسی مکان میں دفن
کرنا کیونکہ اس مکان کی ایسی کوئی اینٹ نہیں کہ جس پر میں نے بیٹھ کر قرآن شریف کا ختم نہ
کیا ہو۔ زیب الوری آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصیر بن یحییٰ البلخی المدعو لبشادان۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ ابی سلیمان جوزجانی
تلمیذ امام محمد سے حاصل کی اور آپ سے ابو غیاث بلخی نے روایت کی ۲۶۷ھ یا ۲۶۹ھ ہجری
میں فوت ہوئے۔ امام فقہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن بیان سمرقندی۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر طبقہ ابی منصور ماتریدی
میں سے تھے کتاب بعلم الدین اور کتاب رد کرامیہ تصنیف کی اور ۲۶۸ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

بکار بن قتیبہ بن اسد البصری۔ بصرہ میں ۱۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے فقیہ عادل امام
فاضل محدث ثقہ متورع۔ زاہد تھے۔ فقہ یحییٰ بن ہلال رازی اصحاب امام ابو یوسف اور نیز
امام زفر سے حاصل کی اور انہیں سے علم شروط کو اخذ کیا اور حدیث کو ابا داؤد طیالسی
اور انکے معاصرین سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو عوانہ اور ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح
میں روایت کی اور طحاوی نے فائدہ کثیر اٹھایا اور تخریج کی۔ کتاب الشروط۔ کتاب المحاضر والسجلات

کتاب الوثائق والصکوک تصنیف کین اور ایک کتاب امام شافعی نے اُن اعتراضون کی تردید مین لکھی جو اُنھون نے امام ابو حنیفہ کے بعض مسائل پر کیے تھے۔ تاریخ خلکان وغیرہ مین لکھا ہی کہ احمد طولون حاکم مصر آپ کو علاوہ تنخواہ کے ہزار دینار سالانہ دیا کرتا تھا اور آپ بجنسہ سر بمہر بند اُسکو رکھ چھوڑا کرتے تھے اور اُسمین سے کچھ خرچ نہ کرتے تھے چند مدت کے بعد اُسنے آپ کو واسطے مشورہ خلع موفق بن متوکل کے طلب کیا آپ نے اُسکو کہا کہ موفق کو حکومت سے برطرف نہ کرنا چاہیے اس سے احمد طولون نے خفا ہو کر آپ کو قید کر دیا اور جو اُس نے آپ کو علاوہ تنخواہ کے بطور ہدیہ کے دیا ہوا تھا واپس طلب کیا آپ نے بجنسہ سر بمہر بند اُسکے پاس بھجوا دیا جو کل اٹھارہ تھیلیان تھین پس احمد انکو دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور حکم دیا کہ آپ قضا کا کام محمد بن شاذان جوہری کو تفویض کر دین آپ نے ایسا ہی کیا پس محمد بن شاذان بطور خلیفہ کے مقرر ہوئے اور آپ کئی برس تک قید رہے اور قید ہی مین جمعرات کے روز ۲۴ ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۷۰ ہجری کو فوت ہوے اور اس کثرت سے لوگ آپ کے جنازہ پر آئے کہ ہجوم کے سبب سے آپ جمعہ کی عصر سے پہلے دفن نہ ہو سکے چنانچہ قبر آپ کی مصلائی مسکین ابن ابن طباطبا کی قبر کے پاس واقع ہی اور زیارتگاہ اہل حاجات و مستجاب الدعوات ہی آپ کا دستور تھا کہ جب مسند قضا سے فارغ ہو کر گھر مین آتے تو خلوت مین بیٹھ کر روتے اور جو کچھ دن کے اقضیہ و معاملات ہوتے اُنکو یاد کر کے اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور کہتے کہ اے مکار آج دو آدمی فلان خصومت مین تیرے پاس آئے اور تو نے اس طرح پر حکم دیا پس کل کے روز تو خدا کو کیا جواب دیگا یہ بھی آپ کا طریقہ تھا کہ جب کسی مقدمہ والے کو حلف دینے کا ارادہ کرتے تو بڑی نصیحت سے یہ آیۃ کریمہ پڑھ کر اُسکے معانی سمجھاتے تھے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا الخ اور گواہون سے ہر روز حساب لیا کرتے اور سوال کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ آپ کی محبوسی کے زمانہ مین اصحاب حدیث نے ابن طولون سے انقطاع حدیث کا شکوہ کیا پھر اُسنے اُنکو اجازت دے دی کہ جیلخانہ کی کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سن لیا کرین پس آپ کھڑکی کے پاس بیٹھ کر تحدیث کرتے

اور لوگ کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سنتے تھے جب آپ فوت ہوئے تو مصر کا شہر
تین برس تک بغیر قاضی کے رہا۔ ’امام فقیہ‘ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سلمہ بلخی

محمد بن سلمہ بلخی۔ فقیہ کامل عالم متبحر تھے ۱۹۲ھ میں پیدا ہوئے کنیت ابو عبداللہ تھی
فقہ شداد بن حکیم پھر ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھی اور بغداد میں محمد بن شجاع سے تلمذ کیا
اور سات برس تک ان کی صحبت میں رہے جب آپ نے محمد بن شجاع سے اپنے وطن کو واپس
جانے کی اجازت مانگی تو انھوں نے فرمایا کہ جب تم خراسان میں گئے اور وہاں کے لوگوں نے
آپ سے یہ مسائل پوچھے تو الٹا آپ کیا جواب دینگے پس آپ حیران ہوگئے اور سات سال
اور انکے پاس ٹھہرے پھر اپنے وطن کو واپس آئے۔ آپ کا قول ہے کہ علم فقہ کا اس شخص سے
پڑھنا چاہیے جو اپنی دکان کو تلف اور باغ کو برباد کرلے یہاں تک علم میں مصروف ہو
کہ اگر اسکا کوئی قریبی بھی مرجائے تو اسکے جنازہ تک ساتھ نہ جائے۔ آپ سے ابوبکر محمد
اسکاف نے تفقہ کیا اور ستاسی سال کی عمر میں سنہ ۲۷۸ ہجری میں آپ نے وفات پائی
کہتے ہیں کہ آپ کی وفات سے ایک روز پیشتر ابو نصر محمد بن سلام آپ کی عیادت کو آئے اور
کہا کہ آپ مجھکو کوئی وصیت کر جائیں آپ نے فرمایا کہ میں تمکو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں
اول یہ کہ اپنی زبان کو اہل قبلہ کے حق میں برا کہنے سے باز رکھیں گو وہ بدہی کیوں نہ کریں۔
دوم بادشاہوں کے دروازوں پر مت جائیں اور عقبہ کو لازم پکڑیں۔ سوم
اگر دنیا چاہتے ہو تو خدا اور آخرت کو نہ پاؤگے اور اگر خدا و آخرت چاہتے ہو تو اسکو پاؤگے
اور خدا بھی تم سے راضی ہوگا۔ ’قبلۂ عالم‘ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ازہر

محمد بن ازہر خراسانی۔ اپنے کبار میں سے صاحب طبقۂ عالیہ اور اپنے وقت کے خراسان
میں مرجع فتاوی و نوازل تھے۔ ستاسی سال کی عمر میں شنبہ کے روز بعد عشرۂ اولی ماہ
شوال سنہ [illegible] ہجری میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن شعیب

سلیمان بن شعیب۔ امام محمد کے اصحاب میں سے عالم فاضل فقیہ متبحر تھے جنہوں نے
آپ سے نوادر کو لکھا اور آپ سے حافظ ابو جعفر طحاوی نے روایت کی۔ وفات آپکی سنہ ۲۷۸
ہجری میں ہوئی۔ ’فقیہ ملک‘ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابی عمران بن عیسی بغدادی۔ مخزن علوم فقیہ فاضل محدث کامل جامع فروع و اصول تھے ابو جعفر کنیت تھی فقہ کو محمد بن سماعہ تلمیذ امام ابو یوسف و محمد اور بشیر بن ولید سے حاصل کیا اور حدیث کو علی بن عاصم و شعیب بن سلیمان و علی بن جعد اور محمد بن صباح وغیرہ سے روایت کیا۔ امام ابو جعفر طحاوی نے آپ سے تلمذ کیا اور کثرت سے روایت کی۔ بغداد سے آپ ابو ایوب صاحب خراج مصر کے ہمراہ مصر میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی اخیر عمر میں مصر کے قاضی مقرر ہوئے ایک کتاب حجج نام تصنیف فرمائی۔ ابن یونس نے اپنی تاریخ میں آپ کی توثیق کی۔ وفات آپ کی ۲۸۰ھ میں ہوئی۔ محب مسلمین آپ کی تاریخ وفات ہے

احمد بن محمد بن عیسی بن ازہر برتی۔ فقیہ کامل محدث ثقہ۔ حجت عابد و قصبہ برت کے جو بغداد کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے۔ کنیت ابو العباس تھی۔ فقہ ابی سلیمان موسی جوزجانی تلمیذ امام محمد سے پڑھی اور انہیں سے اُنکی کتابوں کو روایت کیا۔ قاضی یحیی بن اکثم شاگرد وکیع بن جراح سے بھی استفادہ کیا اور حدیث کو بکثرت بیان کیا مگر تصنیف کم کی خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ آپ ثقہ حجت تھے آپ کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے آپ سے یحیی بن صباحہ نے روایت کی۔ شہر واسط کی قضا آپ نے اختیار کی تھی مگر ایام خلیفہ معتضد میں آپ نے استعفا دے دیا اور ۲۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ زیب دوران آپکی تاریخ وفات ہے

محمد بن احمد بن موسی بن سلام بخاری برکدی۔ فقیہ محدث عالم متبحر تھے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ حدیث کو اپنے شہر برکد (علاقہ بخارا) کے علما و فضلا سے سُنا اور اپنے باپ اور ولید بن اسمٰعیل اور ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے ابو حفص احمد بن احمد بن حمدان وغیرہ نے روایت کی۔ بخارا کی اُس عدالت کے جہاں ظالموں کو سزا دی جاتی تھی مدت تک قاضی رہے اور امیر ابی ابراہیم اسمٰعیل بن احمد کے عہد میں ۲۹۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبد الحمید بن عبد العزیز بصری بغدادی۔ عالم فاضل ثقہ پرہیزگار فنون حساب و فرائض میں ماہر کامل اور عمل محاضر و سجلات میں حاذق اور قاضی القضاۃ تھے۔ ابو خازم کنیت تھی۔ علم عیسی بن ابان تلمیذ امام محمد اور نیز بکر بن محمد عمی اور ہلال بن یحیی

یحیٰی البصری سے پڑھا اور اخذ کیا اور آپ سے امام طحاوی اور ابو طاہر دباس نے تفقہ کیا اور ابو الحسن کرخی نے آپ سے مصاحبت کی آپ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے جو بغداد میں آکر سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ کتاب محاضر السجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب الفرائض تصنیف فرمائیں۔ اور بغداد ہی میں ماہ جمادی الاول ۲۹۲ھ ہجری میں فوت ہوئے قدوۂ اہل عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن مقاتل رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے فقیہ محدث تھے حدیث کو مطیع اور وکیع اور ان کے طبقہ سے سنا اور روایت کیا۔ مدت تک شہر رے کے قاضی رہے۔ تقریب میں آپ کو ضعفاء میں بیان کیا گیا ہے لیکن کوئی وجہ ضعف کی نہیں بتائی۔

موسیٰ بن نصر رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے صاحب حدیث و فقہ اور عارف مذاہب تھے کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبد الرحمن ابی زہیر سے روایت کیا اور آپ سے ابو سعید بردعی اور ابو علی دقاق نے تفقہ کیا۔

ہشام بن عبد اللہ رازی۔ فقیہ فاضل محدث کامل عارف مذہب تھے فقہ امام ابو یوسف و امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو مالک سے روایت کیا اور آپ سے ابو حاتم نے روایت کی۔ ابن حبان نے آپ کو ثقہ بتلایا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ صدوق تھے اور رے میں نے کوئی آپ سے زیادہ بلند قدر نہیں دیکھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے خود کہا ہے کہ ہم نے ایک ہزار سات سو مشائخ سے ملاقات کی اور تحصیل علم میں سات لاکھ درہم خرچ کیے کتاب نوادر اور کتاب صلوٰۃ الاثر تصنیف کیں۔ کہتے ہیں کہ امام محمد نے شہر رے میں آپ ہی کے گھر میں وفات پائی اور آپ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

علی رازی۔ مذاہب حنفیہ کے عارف اور مسائل اصول کے ماہر صاحب زہد و ورع و سخا اور محمد بن شجاع کے ساتھیوں میں سے تھے فقہ حسن بن زیاد سے پڑھی اور امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت کی اور کتاب الصلوٰۃ تصنیف کی۔ صاحب ہدایہ نے آپ کو پہلے طبقات مقلدین میں سے جو مثل ابی الحسن قدوری وغیرہ کے اصحاب ترجیح سے ہیں شمار کیا ہے گو آپ خصاف و طحاوی و کرخی و سرخسی و حلوائی و قاضی خان و صاحب ذخیرہ اور صاحب خلاصہ سے جو طبقہ اصحاب مجتہدین سے ہیں پہلے ہوئے ہیں کیونکہ

مردوں کی فضیلت و کمالیت کے درجے کچھ زمانہ پر موقوف نہیں ہیں پس انہی خیال سے مولی شمس الدین احمد بن کمال پاشا ملکیہ مولی فاضل ابو السعود عمادی بھی اصحاب ترجیح میں سے ہیں۔

ابو علی دقاق

ابو علی دقاق۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ کامل زاہد متورع تھے علم موسیٰ بن نصر رازی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور آپ سے ابی سعید بردعی نے تفقہ کیا۔ آپکی تصنیف سے کتاب الحیض یادگار ہے۔ دقاق آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ آٹا فروخت کیا کرتے تھے۔

احمد بن اسحاق جوزجانی

احمد بن اسحق بن صبیح جوزجانی بڑے عالم فاضل فقیہ کامل فروع و اصول کے جامع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ علم ابی سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا۔ شہر جوزجان جو بلخ کے پاس واقع ہے آپ کا مولد اور وطن تھا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الفرق والتمییز اور کتاب التوبہ یادگار ہیں۔

حدیقہ چہارم

چوتھی صدی کے فقہا و علما کے حالات میں

محمد بن سلام بلخی

محمد بن سلام بلخی۔ فقیہ فاضل عالم متبحر ابی حفص کبیر کے معاصرین میں سے صاحب طبقۂ عالیہ تھے ابو نصر کنیت تھی اکثر فتاویٰ آپ کے نام سے پر ہیں جنمیں کہیں نام اور کہیں کنیت سے آپ مذکور ہوے ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۳۰۵ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا سال وفات لفظ نور بزم ہے۔

محمد بن خزیمہ قلاسی

محمد بن خزیمہ بلخی قلاسی۔ مشائخ بلخ میں سے فقیہ متبحر صاحب اختیارات فی المذہب تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی قلاس آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ قلاس یعنے وہ رسّے بٹوایا کرتے تھے جنسے کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۳۱۴ ہجری میں ہوئی نادر جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو سعید بردعی

احمد بن حسین بردعی۔ فقہاء کبار اور مشائخ نامدار میں سے بڑے عالم فاضل امام وقت و

مجتہد عصر تھے اور شہر بردعہ مین جو آذربائجان متعلقہ عراق عربی ایران مین واقع ہو رہتے تھے۔ کنیت
آپ کی ابو سعید تھی۔ علم آپ نے اسمعیل بن حماد اور ابو علی دقاق سے حاصل کیا اور آپ سے
ابو الحسن کرخی اور ابو طاہر دباسی اور ابو عمرو الطبری نے تفقہ کیا۔ حافظ الدین نسفی نے
کتاب کافی کے باب الیمین فی الطلاق والعتاق مین مسئلہ بردعیہ کے ذکر مین لکھا ہو کہ
آپ (ابو سعید) کہتے ہین کہ ہمکو یہ مسئلہ نہایت ادق معلوم ہوتا تھا اور بردعہ مین اسکا
حل کرنیوالا کوئی عالم و فاضل نظر نہ آتا تھا ناچار بغداد مین آئے اور قاضی ابو خازم
سے اس مسئلہ کو حل کیا اور ہم انکے پاس چار سال تک ٹھہرے رہے۔ بغداد مین آنے سے
پہلے ہمنے جامع کبیر تین یا چار سو دفعہ پڑھی تھی۔ کفایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہو کہ آپ
ایک مرتبہ حج کے لیے جمعہ کے روز بغداد مین تشریف لائے اور بعد نماز جمعہ کے آپ نے
دیکھا کہ کچھ لوگ واسطے مناظرہ کے بیٹھے ہین اور انمین داؤد ظاہری بھی ہین اتنے مین ایک
حنفی نے داؤد سے بیع ام ولد کے باب مین سوال کیا داؤد نے جواب دیا کہ ام ولد کی بیع جائز ہو
کیونکہ ہمنے اس بات پر اجماع کیا ہو کہ علوق سے پہلے اسکی بیع جائز ہو پس ایسا اجماع بغیر
کسی ایسے ہی دوسرے اجماع کے زائل نہین ہو سکتا کیونکہ جو بات یقیناً ثابت ہو جاے
وہ بغیر کسی ایسے ہی یقین کے مرتفع نہین ہو سکتی۔ حنفی اس امر مین حیران ہوا کیونکہ داؤد
قیاس کو نہین مانتے تھے اور خبر واحد یقین کا فائدہ نہین دیتی اسپر آپ نے یہ حال
دیکھکر فرمایا کہ ہمنے اس بات پر اجماع کیا ہو کہ علوق کے بعد اسکی بیع جائز نہین پس
یہ اجماع بغیر دوسرے ہم مثل اجماع کے دور نہین ہوتا داؤد یہ سنکر ساکت ہو گئے
آپ نے جب دیکھا کہ داؤد اور انکے اصحاب فقہ مین ایسے سست ہین تو آپ مکہ معظمہ کا ارادہ
ملتوی کرکے تدریس کے لیے بغداد مین ٹھہر گئے اور داؤد کے اصحاب بغرض استفادہ
آپکے پاس جمع ہوتے یہانتک کہ ایک رات آپ نے خواب مین یہ سنا کہ کوئی کہتا ہو
دولت تو جھاگ کی طرح فوراً دور ہو جاتی ہو لیکن جو فائدہ لوگون کو پہنچایا جاوے وہ باقی
رہتا ہو پس آپ یہ بات سنکر جاگ اٹھے اتنے مین کسی نے آپکا دروازہ کھٹکھٹا کر
کہا کہ داؤد ظاہری فوت ہو گئے ہین اگر آپکو نماز جنازہ پڑھنی ہو تو آجائین کچھ مدت بعد

آپ مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اور وہاں عشرہ اولی ماہ ذی الحجہ ۳۱۰ھ ہجری میں قرامطہ کی
لڑائی میں شہید ہوئے۔ انوار جہان آپ کی تاریخ وفات ہے

مکحول بن فضل نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل عارف مذہب تھے فقہ کو ابو
سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور کتاب لؤلؤیات و کتاب الشعاع تصنیف
کیں آپ ہی نے امام ابوحنیفہ سے کتاب شعاع میں یہ روایت کی ہے کہ جو شخص رفع الیدین
کرے اسکی نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک شاذ و واہی ہے
جس پر اعتبار نہیں کیا گیا۔ وفات آپ کی ۳۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک الازدی الطحاوی اپنے زمانہ کی فقہ و حدیث میں
جلیل القدر عظیم الشان امام ثقہ معتمد تھے مصر میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی
حافظ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ آپ ثقہ ثبت فقیہ تھے یہانتک کہ آپ جیسا آپ کے بعد کوئی
نہیں ہوا انساب میں سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ آپ ایسے امام ثقہ اور فقیہ عقیل تھے کہ آپ جیسا کوئی
پیچھے آپ کے نہیں ہوا۔ ابن عبد البر سے منقول ہے کہ آپ کوفی المذہب اور جمیع مذاہب علماء کے
عالم تھے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مختصر اسباب پر دال ہے کہ آپ مجتہد منتسب تھے اور
محض مقلد حنفی نہ تھے۔ امیر کاتب اتقانی نے غایۃ البیان شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں لکھا ہے کہ آپ
[illegible] میں نہ متہم باوجود کثرت علم و اجتہاد و ورع اور معرفت مذاہب وغیرہ میں مقدم ہونے کے
اگر آپ کی نسبت کسی کو شک ہو تو آپ کی شرح معانی الآثار دیکھکر اپنی تسلی کر لے کیا ہمارے مذہب
کے سوا کسی دوسرے مذہب میں آپ کی نظیر مل سکتی ہے نافع الکبیر میں لکھا ہے کہ اگر آپ کو شروع چوتھی
صدی کا مجدد دین محمدیہ اور مصداق حدیث ان اللہ یبعث لھذہ ۱۲ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من
یجدد لھا دینھا قرار دیا جاوے تو بلحاظ آپ کی شہرت اور رفعت ذکر اور تصانیف مفیدہ کے کچھ بعید نہیں
آپ یکشنبہ کی رات ماہ ربیع الاول ۲۲۹ھ اور بقول بعض ۲۳۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھی
ابتدا میں آپ شافعی المذہب تھے اور اپنے ماموں مزنی شافعی سے پڑھا کرتے تھے لیکن چونکہ آپ کو
اکثر کتب مذہب حنفیہ کے دیکھنے کا شوق تھا اسلیے آپ کے ماموں نے ایک دن آپ سے خفا
ہو کر دفعۃً کہہ دیا کہ بخدا تجھ سے کچھ نہ ہو سکیگا۔ یہ کلمہ آپ کو نہایت ناگوار گذرا جس سے آپ ناراض ہو کر

احمد بن عمران حنفی کے پاس چلے گئے اور اُنسے پڑھنا شروع کیا پھر سنہ ۲۶۸ ہجری میں شام میں جاکر قاضی القضاۃ ابا حازم عبدالحمید تلمیذ عیسیٰ بن ابان سے استفادہ کیا اور حدیث کو ہارون بن سعید ایلی و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن عبدالحکم و بحیر بن نصر وغیرہ ایک جم غفیر تلامیذ ابن وہب اور نیز اپنے والد محمد بن سلام وغیرہ مصریون سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن قاسم خشاب و ابوبکر مقری و طبرانی اور محمد بن بکر بن مطروح وغیرہ محدثین نے روایت کی اور ابو بکر بن محمد بن منصور و اسغانی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ قنادی بر ہنہ میں آپ کے انتقال مذہب کا یہ سبب لکھا ہے کہ آپ ایک دن اپنے ماموں سے پڑھ رہے تھے کہ آپ کے سبق میں یہ مسئلہ آیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جاوے اور اُسکے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو برخلاف مذہب امام ابو حنیفہ کے امام شافعی کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ کا نکال لینا جائز نہیں آپ اس مسئلہ کے پڑھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اُس شخص کی ہرگز پیروی نہیں کرتا جو مجھ جیسے آدمی کی ہلاکت کی کچھ پروا نہ کرے کیونکہ آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ فوت ہو گئی تھیں اور آپ پیٹ چیر کر نکالے گئے تھے۔ یہ حال دیکھکر آپ کے ماموں نے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم تو ہرگز فقیہ نہیں ہو گا پس جب آپ خدا کے فضل سے فقہ و حدیث میں امام بے عدیل اور فاضل بے مثل ہوئے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے ماموں پر خدا کی رحمت نازل ہو اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنے مذہب شافعی کے بموجب ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔ ابو یعلیٰ خلیلی نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد شروطی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کسلیے اپنے ماموں کا مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا آپ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھا کرتا تھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور فائدہ اُٹھاتے تھے۔ وفات آپ کی غرہ ذیقعد سنہ ۳۲۱ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔ معانی الآثار۔ مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر فقہ۔ (اسپر بہت سے علما نے شرحیں لکھی ہیں) شرح جامع کبیر۔ شرح جامع صغیر۔ کتاب شروط الکبیر۔ کتاب شروط الاوسط۔ کتاب السجلات۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الفرائض۔ تاریخ کبیر۔ کتاب مناقب امام ابی حنیفہ۔ کتاب نوادر الفقیہ۔ کتاب نوادر الحکایات۔ کچھ اوپر

اور بعض جزؤ کتاب اختلاف الروایات علے مذہب الکوفیین۔ کتاب مختصر صغیر۔ کتاب مختصر کبیر۔ کتاب الرد علی ابی عبید فی ما اخطا فی اختلاف النسب۔ کتاب الرد علی عیسی بن ابان۔ کتاب حکم اراضی مکہ۔ کتاب قسم الفئی والغنائم وغیرہ الاسد طحاوی طحا کی طرف منسوب ہے جو ملک مصر میں ایک قصبہ ہے اور ازد قبائل یمن میں سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ نور دنیا اور فقیہ بے عدیل آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

اسحٰق بن ابراہیم الشاشی السمرقندی الخلیلی۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل شیخ ثقہ تھے مولد آپ کا شہر شاش تھا جو نہر سیحون کے پاس سرحدات ترک پر واقع ہے۔ کنیت ابوابراہیم تھی۔ آپ نے امام محمد کی جامع کبیر کو زید بن اسامہ راوی ابی سلیمان جوزجانی سے روایت کیا اور ۳۲۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن عبدالرحمن سرخکی۔ فقیہ اجل عالم اکمل تھے کنیت ابو حامد تھی۔ قصبہ سرخک میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے رہا کرتے تھے آپ نے ابا ازہر العبدی اور محمد بن یزید سلمی سے سنا اور محمد بن یزید سے حفص بن عبدالرحمن کی کتابوں کو روایت کیا اور آپ سے ابوالعباس احمد بن ہارون نے روایت کی۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۳۲۶ھ ہجری میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن ولاد نحوی۔ ابوالعباس کنیت تھی۔ فقیہ فاضل جامع معقول و منقول اور نحوی تھے سیبویہ کی مبرد پر کتاب الانتصار اور کتاب المقصور والممدود بطور حروف معجم تصنیف کیں۔ ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد ابوبکر الاسکاف البلخی۔ اپنے وقت کے امام اور فقیہ جلیل القدر تھے۔ فقہ کو آپ نے محمد بن سلمہ تلمیذ ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھا اور آپ سے ابوبکر اعمش محمد بن سعید متوفی ۳۲۸ھ ہجری اور ابوجعفر ہندوانی نے تفقہ کیا وفات آپکی ۳۳۳ھ ہجری میں ہوئی نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ تیس سال سے روزمرہ روزہ رکھا کرتے تھے جب نزع کا وقت آیا تو لوگ پانی سے پیند تر کرکے آپ کے منہ کے آگے لے گئے مگر آپ نے اسکو پھینکدیا اور روزے میں انتقال کیا۔ آپ کا سال وفات لفظ نور آگین ہے۔

احمد بن عباس بن حسین بن عیاض سمرقندی۔ بڑے فقیہ اور عالم فاضل تھے

اسحٰق شاشی

احمد سرخکی

احمد بن ولاد نحوی

محمد بن احمد الاسکاف

احمد عیاضی

علمائے ہم عصرین میں سے کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ علم و کیاست اور تیزی طبع و پرہیزگاری میں آپ سے ہمسری کرسکتا۔ ابونصر کنیت تھی آپ کی نسل سعد بن عبادہ انصاری خزرجی صحابی سے ملتی ہے ابو عیاض آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہے جسکی طرف آپ منسوب ہیں۔ آپ سمرقند میں رہتے تھے فقہ آپ نے ابی بکر احمد بن اسحٰق جوزجانی تلمیذ ابی سلیمان موسیٰ جوزجانی سے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ابو احمد نصر عیاضی اور ابو بکر محمد عیاضی اور جماعت کثیرہ نے استفادہ کیا آپ کے چالیس سے زیادہ اصحاب تھے جو آپ کے حکم سے ہر جمعہ کو مع جملہ مشائخ و علماء و قاریوں کے بہیئت مجموعی بازاروں وغیرہ میں گشت کیا کرتے تھے کسی نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب خلقت انکو مجتمع دیکھیگی تو مارے خوف کے سلطان ظالم اور اہل بدعت برائی سے پرہیز کرینگے۔ وفات انکی اسطرح پر وقوع میں آئی کہ آپ اپنے بیٹے ابو احمد نصر کو جو ابھی مراہق تھے ہمراہ لیکر کافروں کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے روانہ ہوئے جب شہر اسبیجاب سے جو اہل اسلام کی حد تھی آگے بڑھے تو کفار نے پکڑ کر آپ کو قتل کر دیا۔

محمد بن محمد بن محمود ماتریدی: مشائخ کبار میں سے بڑے محقق و مدقق متکلمین کے امام اور عقائد مسلمین کے مصحح عابد زاہد متحمل صاحب کرامات تھے آپ کے زمانہ میں ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ ابو منصور کنیت تھی۔ فقہ ابی بکر احمد جوزجانی تلمیذ ابو سلیمان جوزجانی سے حاصل کی اور آپ سے حکیم قاضی اسحٰق بن محمد سمرقندی اور علی رستغفنی اور ابو محمد عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی نے تفقہ کیا آپ نے تصانیف جلیلۃ التصنیف کیں اور اہل عقائد باطلہ کے اقوال کا ذمیہ طور رد کیا چنانچہ کتاب التوحید۔ کتاب المقالات۔ کتاب اوہام المعتزلہ۔ کتاب رد الاصول الخمسہ ابی محمد باہلی۔ کتاب رد الامامۃ لبعض الروافض کتاب الرد و قرامطہ۔ کتاب ماخذ الشرائع (فقہ میں) کتاب الجدل (اصول فقہ میں) آپ کی تصنیفات سے مشہور ہیں علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی بلکہ اس فن میں جو تصانیف پہلے ہو چکی ہیں کوئی اسکی برابری نہیں کرسکتی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ایک بادشاہ ظالم تھا اور مخلوقات

اس سے نہایت تنگ تھی یہانتک کہ زمینداروں کا ایک گروہ اُسکے ہاتھ سے تنگ ہوکر واسطے شکایت کے آپ کے پاس آیا آپ اسوقت گھر مین نہ تھے آپ کی عورت نہایت بدخلق تھی وہ زمینداروں کو مہمان سمجھکر نہایت سختی سے پیش آئی زمیندار یہ معلوم کرکے کہ آپ باغ مین ہین باغ مین پہونچے دیکھا کہ آپ کسی سے باغ کی زمین درست کررہے ہین آپ نے اُنکو دیکھتے ہی فرمایا کہ شاید آپ کو ہمارے گھر کے کتے نے کاٹا ہوگا۔ پھر آپ باغ مین گئے اور وہان سے زردآلو کا طبق بھر لائے اور زمینداروں کے آگے رکھدیا چونکہ موسم سرما کا تھا زمیندار غیر موسم مین زردآلو دیکھکر حیران ہوگئے اور آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے داہنے ہاتھ سے کوئی گناہ نہین کیا اسلیے جو چیز اسکے ذریعہ سے چاہتا ہون وہ حاصل ہوجاتی ہے۔ پھر آپ نے گھاس سے کمان اور تنکے سے تیر بناکر اُس ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا زمینداروں نے وہ تاریخ لکھ لی پیچھے ثابت ہوا کہ وہ بادشاہ اُسی روز مقتول ہوا۔ پھر آپ کچھ تازہ شلغم اُٹھا کر مہمانون کی ضیافت کے لیے گھر مین تشریف لائے آپ سے عورت نہایت سختی کے ساتھ پیش آئی آخر جب آپ نے دیکھا کہ آپ ناچار ہین تو آپ کو کہا کہ آگ روشن کرو پس آپ آگ روشن کرنے لگے چونکہ ہوا بڑی تیز تھی آگ روشن نہوئی عورت نے غصہ مین آکر چھ سات لاتین آپ کو مارین چنانچہ ہر لات کے ساتھ حجاب مرتفع ہوتا گیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک لات اور مارتی تو تمام حجاب مرتفع ہوجاتا سو کہتے ہین کہ باقیماندہ حجاب کچھ دیر مین بعد سخت مجاہدہ کے مرتفع ہوا وفات آپ کی ۳۳۳ ہجری مین ہوئی اور سمرقند مین دفن کیے گئے۔ کہتے ہین کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا اُس روز ستر دفعہ آپ کو قضاے حاجت ہوئی آپ ہر دفعہ وضو کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ ایسی تکلیف مالایطاق اپنے اوپر کیون گوارا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ آج میری وفات کا دن ہے پس مین نہین چاہتا کہ بیوضو دنیا سے انتقال کرون کیونکہ رسول خدا کا قول ہے کہ جو شخص وضو دار ہوتا ہے وہ محسن ہے اور بیوضو بمنافق ہے۔ پس مین اس وعدہ کی امید اور اس وعید کے خوف سے وضو کرتا ہون۔ کہتے ہین کہ بعد وفات کے آپ کو کسی نے خواب مین دیکھا کہ ستر براق آپ کے سامنے کھڑے ہین اور آپ کبھی ایک کبھی دوسرے پر سوار ہوتے ہین

اُسنے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ جزا اُس طہارت کی ہی جو مین نے کل کے روز کی تھی اور ہر ایک طہارت کے بدلے مجکو ایک ایک براق ملا ہی ابھی دیگر اعمال کی جزا مجھے نہین ملی ماترید سمرقند مین ایک محلہ کا نام ہی جسمین آپ رہا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے ماترید بھی ایک شہر کا نام ہی۔ داور دین پناہ آپ کی تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عبد المجید بن اسمعیل بن حاکم مروزی بلخی الشہیر بحاکم الشہید ابو الفضل کنیت تھی۔ حافظ احادیث رسول اللہ اور اپنے وقت کے امام فاضل فقیہ متجر صاحب تصانیف عالیہ تھے ساٹھ ہزار حدیث آپ کو نوک زبان یاد تھین پہلے بخارا کے قاضی مقرر ہوئے پھر امیر خراسان نے اپنی وزارت آپ کو دی لیکن اُسکی وزارت سے کراہیت کرتے تھے۔ آپ نے حدیث کو مرو مین محمد بن حمدویہ شاگرد امام احمد بن حنبل اور محمد بن عصام اور رے مین ابراہیم بن یوسف اور بغداد مین ہیثم بن خلف اور کوفہ مین ابی العباس بجلی اور مکہ مین مفضل بن محمد اور مصر مین احمد بن سلیمان مصری اور بخارا مین محمد بن سعید لوحابادی اور انکے طبقہ سے سماعت کیا اور آپسے ابا عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے تلمذ کیا اور ائمہ و حفاظ خراسان نے حدیث سماعت کی۔ کتاب منتقی اور کافی ایک مختصر تصنیف کین چنانچہ کافی اور منتقی تو بعد کتب امام محمد کے اصول مذاہب کی اصل ہین لیکن کتاب منتقی اس زمانہ مین نایاب ہی جب آپ بخارا کے قاضی تھے تو ہر روز امیر حمید کے پاس جاتے اور اُسکو فقہ پڑھاتے تھے جب وزارت کے عہدے پر مقرر ہوئے تو کل امورات و مہمات آپکو تفویض کی گئین آپ ہر نماز کے بعد خدا سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجکو شہادت نصیب ہو یہانتک کہ جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوئے آپ نے بڑا شور و غوغا اور ہتھیارون کی آواز سنکر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی لوگون نے کہا کہ لشکر اُٹھا ہوا ہی اور آپ پر ایک گناہ کا الزام دیتا ہی جو تمہین سے ارزق حشمون نے آپ پر باندھا ہی۔ آپ نے کہا کہ ای بار خدا یا بخشندے پھر نائی کو بلوا کر سر منڈوایا اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنکر صبح تک نماز پڑھتے رہے اس عرصہ مین گویا بادشاہ نے لشکر مذکور کی ممانعت کے لیے اپنا لشکر بھیجا مگر اُسنے غلبہ پاکر ماہ ربیع الاخر ۳۳۴ھ مین بحالت سجدہ آپ کو شہید کر دیا۔ اتحاف النبلاء مین آپ کی شہادت کی یہ وجہ لکھی ہی کہ آپ نے

امام محمد کی مبسوط اور جامع صغیر وکبیر کو بحذف مکرر و مطول اپنی کتاب کافی مین جمع کیا تھا اسلیے امام محمد نے خواب مین آپ کو کہا کہ آپ نے میری کتابون کے ساتھ کیا کیا ہی آپ نے کہا کہ مین نے فقہا کو کسلمند دیکھا تھا اسلیے ذکر مکرر و مطول کو حذف کر دیا اسپر امام محمد نے غصہ ہوکر کہا کہ جیسا تم نے میری کتابون کو قطع کیا ہی خدا تمھین بھی قطع کرے پس ایسا ہی ہوا کہ شہر مرو مین لشکر نے آپ کو قتل کیا اور دو پارہ کرکے درخت پر لٹکا دیا - علامہ فصیح آپ کی تاریخ وفات ہی

احمد بن عصمہ صفار بلخی - اپنے عہد کے امام کبیر فاضل بے نظیر تھے دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آیا کرتے تھے ابو القاسم کنیت تھی اور کانسے کے برتنون کی تجارت کرتے تھے شاگرد آپ کے دوکان ہی مین آپ سے پڑھا کرتے تھے اور جب کوئی خریدار آتا تو آپ ہی بذات خود اٹھکر برتن دکھاتے اور شاگردون سے ہرگز امداد نہ لیتے - علوم آپ نے نصیر بن یحیی شاگرد محمد بن سماعہ سے جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے حاصل کیے اور آپ سے ابو حامد احمد بن حسین مروزی نے تفقہ کیا اور سنہ ۳۳٦ھ مین وفات پائی - فقیہ عالم آپ کی تاریخ وفات ہی

احمد بن سہل بلخی - بڑے عالم فاضل و نزیل سمرقند تھے - ابو حامد کنیت تھی - آپ نے ابی سلیم محمد بن فضل بلخی اور ابی عبد اللہ محمد بن اسلم قاضی سمرقند سے روایت کی اور آپ سے آپ کے پوتے عبد اللہ بن محمد فقیہ سمرقندی نے روایت کی - وفات آپ کی سنہ ۳۴۰ ہجری مین ہوئی

عبید اللہ بن حسین بن دلال بن دلہم کرخی - اپنے زمانہ کے امام عالم فقیہ فاضل شیخ ثقہ طبقہ مجتہدین فی المسائل مین سے نزیل بغداد تھے بعد ابی حازم اور ابی سعید بردعی کے ریاست مذہب کی آپ پر منتہی ہوئی علاوہ فضیلت علم کے آپ بڑے صاحب قدر - عابد - قانع - زاہد - متورع - کثیر الصوم و الصلوۃ تھے - ابو الحسن کنیت تھی - سنہ ۲٦۰ ہجری مین پیدا ہوئے - فقہ کو ابی سعید بردعی تلمیذ اسمعیل بن حماد سے اخذ کیا اور حدیث کو اسمعیل بن قاضی اسحاق و محمد بن عبد اللہ حضرمی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثون نے روایت کی - اور آپ کے تلامذہ مین سے مثل ابو بکر الرازی احمد جصاص و ابو علی احمد بن محمد الشاشی و ابو حامد احمد الطبری و ابو القاسم علی التنوخی و ابو عبد اللہ الدامغانی اور

ابو الحسن قدوری وغیرہ ہم کے بہت سے ائمہ دین ہوئے، آپ کی عادت تھی کہ خود جا کر بازار سے سودا خرید کرتے اور اس دوکاندار سے لیتے جو آپ کو نہ جانتا اور اس سے غرض یہ تھی کہ اگر کسی واقف کار سے خریدا تو وہ ضرور رعایت کریگا۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مختصر و کتاب شرح جامع صغیر اور کتاب شرح جامع کبیر وغیرہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو اخیر عمر میں فالج ہو گیا تو آپ کے اصحاب نے سیف الدولہ بن حمدان کو آپ کے معالجہ کے اخراجات کے لیے لکھا جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رونے لگے اور خدا سے دعا مانگی کہ الٰہا میرا رزق اس جگہ کے سوا کہ جہاں پہلے مجھکو پہنچا ہے اور کہیں سے نصیب نکر۔ پس سیف الدولہ کا عطیہ جو اُسنے دس ہزار درم کا بھیجا تھا ابھی پہونچنے نہیں پایا تھا کہ آپ ۱۵ شعبان سنہ ۳۴۰ ہجری کی رات میں فوت ہو گئے۔ کرخی شہر کرخ کی طرف منسوب ہے جو عراق کے علاقہ میں واقع ہے۔ فقیہ یگانہ جہاں آپ کی تاریخ وفات ہے

عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث سبذمونی المعروف بہ استاذ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کثیر الحدیث فقیہ بے نظیر مرجع فقہائے حنفیہ تھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ انتباہ میں آپ کو اصحاب وجوہ میں سے جنکا درجہ مجتہد منتسب اور مجتہد مذہب کے درمیان میں ہے شمار کیا ہے۔ ماہ ربیع الآخر سنہ ۲۵۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور شہر سبذمون میں جو بخارا سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر ہے رہتے تھے خراسان و عراق اور حجاز میں سفر کر کے وہاں کے علما و فضلا سے استفادہ کیا چنانچہ فقہ تو ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے حاصل کی اور حدیث کو محمد بن فضل بلخی اور فضل بن محمد بن حسین بن فضل بلخی اور محمد بن یزید کلاباذی اور عبد اللہ بن واصل اور سہل بن متوکل اور علی بن حسین بن جنید الرازی اور حافظ موسیٰ بن ہارون وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابن مندہ نے کثرت سے روایت کی لیکن بعض محدثین نے آپ کو نقل روایت میں ضعیف بتلایا ہے آپ نے کتاب کشف الآثار الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور مسند ابی حنیفہ تالیف کی۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو تالیف کیا تو اسوقت آپ کی مجلس املا میں چار سو مستملی حاضر رہتے تھے وفات آپ کی ماہ شوال سنہ ۳۴۰ ہجری میں ہوئی۔ عالم زین اسلام آپ کی تاریخ وفات ہے

احمد بن محمد بن عبد الرحمن طبری۔ بغداد کے فقہاء کبار میں سے تھے۔ کنیت ابو عمرو تھی فقہ آپ نے ابی سعید بردعی سے حاصل کی اور امام ابی الحسن کرخی کے زمانہ میں درس و تدریس میں

مشغول رہے۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ امام ابی جعفر طحاوی اور ابی الحسن کرخی کے طبقہ میں سے تھے۔ آپ نے امام محمد کی جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور ۳۴۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ طبری طبرستان کی طرف منسوب ہے جو بلاد عجم میں خراسان کے پاس ایک ملک کا نام ہے۔ علیمی لقب آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن زید الحکیم السمرقندی۔ بسبب کثرت حکمت و مواعظ کے آپ حکیم کے لقب سے ملقب ہوئے۔ کنیت ابوالقاسم تھی۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ بڑے نیکوکار بندوں میں سے حکمت و حسن المعاشرت میں ضرب المثل تھے اور اخلاق حمیدہ و افعال پسندیدہ کے سبب مشرق سے مغرب تک مشہور ہوئے۔ فقہ و علم کلام کو آپ نے ابی منصور ماتریدی سے اخذ کیا اور ابابکر وراق اور دیگر مشائخ کی مصاحبت کی اور ان سے تصوف کا علم حاصل کیا۔ مدت تک سمرقند کی دار القضا کے متولی رہے اور عشرہ محرم الحرام ۳۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب مناہج لکھتے ہیں کہ شہر سمرقند شمر کند کا معرب ہے جس کو ایک بادشاہ شمر نامی نے ویران کیا تھا پھر اسکو سلطان سکندر نے آباد کرایا۔ عالم عاقل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن محمد بن داؤد بن ابراہیم تنوخی۔ امام کرخی کے اصحاب میں سے بڑے ذکی عالم اور عارف علم کلام و نحو اور شعر و عربی میں متقدم اور امام ابوحنیفہ کے مذہب کے دقائق میں خوب ماہر اور علم لغت و ہیئت و عروض و ادب میں استاد کامل تھے۔ حافظہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک دن رات میں سات سو شعر یاد کر لیے تھے اور سوائے قصائد شعرائے جاہلین و مخضرمین اور محدثین کے سات سو قصائد آپ کو باہر کے لوگوں کے یاد تھے۔ آپ مدت تک اہواز و واسطہ و کوفہ و حمص کے قاضی رہے اور ۳۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ تنوخی و تنوخ کی طرف منسوب ہے جو ان چند قبائل کا نام ہے جو شہر بحرین واقع اقلیم دوم میں رہتے ہیں۔ کنیت آپ کی ابوالقاسم تھی۔ ماہ منور آپ کی تاریخ وفات ہے

احمد بن محمد بن حامد طواویسی۔ فقیہ فاضل پرہیزگار کامل زاہد ثقہ اور نیکوکار بندوں میں سے تھے۔ کنیت ابوبکر تھی۔ ابوسعد ادریسی نے اپنی کتاب کمال میں آپ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ علوم آپ نے محمد بن نصر مروزی اور محمد بن فضل بلخی سے پڑھے اور انہیں سے روایت کی۔ سمرقند میں ۳۴۴ھ ہجری میں حمام کے اندر فوت ہوئے۔ طواویسی طرف طواویس کے منسوب ہے۔

بو نجار سے آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک شہر کا نام ہے۔

احمد بن محمد بن اسحٰق شاشی۔ ابو علی کنیت تھی۔ شہر شاش میں جسکو اب تاشقند کہتے ہیں، پیدا ہوئے اور بغداد میں آکر امام ابی الحسن کرخی سے فقہ پڑھی اور ایسے عالم فاضل تھے کہ امام کرخی آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس ابو علی سے کوئی زیادہ حافظ نہیں آیا اسلیے جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے ابو بکر دامغانی کو تو فتوی دینے کا کام سپرد کیا اور آپ کو تدریس کی خدمت پر مامور کیا۔ قاضی ابو محمد نعمان کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس املاء میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ابو جعفر ہندوانی آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر انھوں نے مسائل اصولیہ میں امتحان لیا سو آپ انمیں ماہر کامل نکلے پھر آپ نے ابو جعفر کا مسائل نوادر میں امتحان لینا شروع کیا مگر وہ اچھی طرح بیان نہ کر سکے اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی زیارت کرنے آیا ہوں کچھ بحث کے لیے نہیں آیا لیکن دل میں ابو بکر کو بڑی غیرت آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے کتاب نوادر کو خوب یاد کر لیا۔ وفات آپ کی ۳۴۴ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ فہیم وہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن حسین عوزمی۔ ابو اسحٰق کنیت تھی۔ فقیہ فاضل محدث ثقہ تھے۔ ابا سعید عبد الرحمن بن حسن وغیرہ محدثین سے حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے ابو عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے روایت کی اور ۳۴۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ عوزمی عوزہ کی طرف منسوب ہے جو شہر نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے۔ بدر عالم آپ کی تاریخ وفات ہے

علی بن ابو جعفر طحاوی۔ بڑے فقیہ محدث۔ عالم فاضل۔ جامع فروع و اصول اور امام طحاوی کے خلف ارشد تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی بڑے بڑے محدثین مثل ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا اور روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۳۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ سالار جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری المعروف بہ قاضی الحرمین۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل مستفتی علیہ شیخ حنفیہ تھے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ علوم قاضی ابی طاہر محمد دباس شاگرد ابی خازم تلمیذ عیسی ابن ابان اور نیز امام کرخی سے حاصل کیے۔ حاکم نے

تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ آپ نیشاپور سے کچھ اوپر چالیس سال غیر حاضر رہے اور اس عرصہ میں
آپ نے موصل و رملہ اور حرمین کی قضا کی اور صرف حرمین میں تقریباً دس برس تک مقیم
رہے پھر نیشاپور میں آئے اور ۳۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ میں
لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں ایک دن علی بن عیسیٰ وزیر کی مجلس مناظرہ میں گیا اتنے میں
ایک ترکی عورت فریاد کرتی ہوئی آئی وزیر نے اسکو کہا کہ کل تو آنا کیونکہ آج مناظرہ کا
دن ہے اسپر وہ چلی گئی اور فقہاء حنفی و شافعی آنے شروع ہوئے جب سب آچکے تو وزیر نے کہا
کہ آج ہم مسئلہ توریث ذوی الارحام میں ہی گفتگو کرتے ہیں پس میں نے مسئلہ مذکور میں بعض فقہاء
شافعیہ کے ساتھ گفتگو کی اخیر میں مجھکو وزیر نے کہا کہ تم اس مسئلہ کو لکھکر کل صبح میرے پاس لاؤ پس
میں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز وہ مسئلہ لکھا ہوا وزیر کو دیکر چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر
وزیر نے مجکو بلا کر کہا کہ میں نے تمہارا مسئلہ خلیفہ کو دکھایا تھا اسنے دیکھکر آپ کی نسبت یہ کہا ہے کہ
اگر آپ کی ہمارے نزدیک ایسی عزت و حرمت نہوتی تو ابھی میں آپکو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
میں سے کسی ایک جگہ کا قاضی مقرر کرتا لیکن چونکہ آپ ایسے صاحب لیاقت و حرمت ہیں کہ میری
عملداری میں آپ سے زیادہ کوئی عالم اجل نہیں اسلیے میں آپکو حرمین کا قاضی بناتا ہوں
پس مجکو حرمین کی قضا کا عہدہ مل گیا۔ صاحب عقل کل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن المعروف بابن فقیہ ۳۴۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی امام
کرخی سے تفقہ کیا اور فقہ وغیرہ علوم میں مبلغ عظیم کو پہونچے یہاں تک کہ تنوخی نے کہا ہے کہ میں نے
دین و علم و فقہ و عقل و اجتہاد و ورع و کثرت صلوٰۃ میں کوئی آپ سے زیادہ نہیں دیکھا اور جب تک
میں آپ کی مصاحبت میں رہا ہوں رات اور دن میں نے آپ کو نماز و قرآن اور تدریس علم میں
مشغول دیکھا ہے۔ وفات آپ کی ۳۵۹ھ ہجری میں ہوئی نائب رسول آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن علی بن ابو جعفر طحاوی۔ آپ امام طحاوی کے پوتے تھے علم و فضیلت میں یگانہ
زمانہ تھے۔ کنیت ابو علی تھی۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الآخر ۳۶۱ھ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن سہل المعروف بہ تاجر۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ
تھی۔ مدت تک ابی العباس احمد بن ہارون فقیہ حنفی حاکم مرو متوفی ۳۱۶ھ ہجری کی مجالس میں

بیٹھے اور اُن سے استفادہ کرتے رہے۔ وفات آپ کی سنہ ۳۶۱ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر ثقہ فی الروایت تھے کنیت ابوبکر تھی آپ کے والد ماجد ابوجعفر بھی فقہائے اجلہ میں سے ثقہ فی الحدیث تھے جنہوں نے علم حدیث میں تصانیف بھی کیں۔ وفات آپ کی سنہ ۳۴۰ ہجری کے بعد وقوع میں آئی۔

محمد بن احمد بن عباس بن حسین عیاضی سمرقندی میں فقیہ جلیل القدر اپنے شہر کے رؤسا عظیم الشان میں سے تھے باوجود حافظ علوم دینیہ اور عارف فنون مذہبیہ ہونے کے علوم حساب و زیچ و عمل اشکال اقلیدس کے استاذ زمانہ تھے۔ کنیت ابوبکر تھی۔ فقہ آپ نے ابی احمد بن فقیہ اور ابوسلمہ اور صاحب کتاب جمل اصول الدین سے پڑھی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا۔ صیمری کہتے ہیں کہ اسمعیل زاہد نے مجھے کہا کہ میں نے ایک دن ابا بکر محمد بن فضل کو دیکھا کہ وہ ایک جزو مشکلات کتب کا آپ کے پاس لایا اور آپ نے ایک گھڑی میں اسکو لکھ لیا۔ اُسپر میں نے کہا کہ یہ فضل خدا کی طرف سے ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ آپ جیسا روئے زمین پر کوئی شخص نہو گا۔ ایک دفعہ آپ کو عضد الدولہ نے ایک گروہ فقہا کے ساتھ سفیر بنا کر بخارا کو بھیجا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ موسم بہار میں اپنے شاگردوں کے ہمراہ سمرقند سے باہر نکلے اور راستہ میں ایک سپاہی کی حویلی پر آپ کا گذر ہوا وہاں کیا دیکھا کہ چند نوجوان شراب پی رہے ہیں اسپر آپ نے یہ خیال کر کے کہ انھوں نے مجھکو دیکھکر کیوں اپنے پیالوں کو نہیں توڑا اور مجھسے پوشیدہ نہیں ہوئے اپنا گھوڑا دوڑایا انھوں نے آگے سے تلواریں کھینچ لیں آپ واپس بھاگ آئے پھر نیت خالص کر کے اُنکی طرف گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کا رعب و داب دیکھکر بھاگ گئے۔ وفات آپ کی سنہ ۳۸۱ ہجری میں ہوئی۔ "نور سیدان" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابراہیم النصیر المیدانی۔ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور عارف مذہب ابوبکر محمد بن احمد عیاضی کے ہمعصروں میں سے تھے آپ کے زمانہ میں آپ کے مثل اور کوئی کم پایا جاتا تھا وفات آپ کی سنہ ۳۶۲ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بلخی ہندوانی۔ بلخ میں اپنے زمانہ کے شیخ جلیل القدر امام کبیر فقیہ بے نظیر محدث عدیم المثل صاحب ذکا و زہد و ورع اور موضح مشکلات و معضلات تھے

ابو جعفر کنیت تھی اور بسبب کثرت فقاہت کے ابو حنیفہ صغیر کے لقب سے ملقب تھے فقہ آپ نے شیخ
ابی بکر اعمش شاگرد ابی بکر اسکاف تلمیذ محمد بن سلمہ صاحب ابی سلیمان سے حاصل کی اور نیز
علی بن احمد فارسی تلمیذ امام نصیر بن یحیی سے اخذ کیا اور آپ سے نصر بن محمد ابو اللیث فقیہ
اور جماعت کثیر نے تفقہ کیا۔ مدت تک بلخ و ما وراء النہر میں تحدیث کرتے اور بڑے بڑے مشکل
مسائل کے فتوے دیتے رہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو پہلے گھر میں
داخل ہوتے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے اصحاب کے پاس تشریف لیجاتے جب آپ کی والدہ
ماجدہ نے وفات پائی تب آپ نے گھر میں جانا چھوڑ دیا لوگوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے
فرمایا کہ میں گھر میں جاکر اپنی والدہ کے قدم چوما کرتا تھا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ ان الجنۃ
تحت اقدام الامہات چونکہ اب وہ فوت ہوگئی ہیں اسلیے حسب معمول میرا گھر میں جانا فضول ہے
روایت ہے کہ جب آپ اپنی والدہ کو کہتے کہ مجھے اپنا پاؤں دکھلاؤ کہ میں اسکو چوموں تو وہ
کہتی تھیں کہ اے میرے بیٹے اگر تم میری خوشی کے لیے ایسا کام کرتے ہو تو میں بغیر چومنے
پاؤں کے راضی ہوں آپ فرماتے کہ میں یہ کام امتثالاً للامر سبحانہ وتعالے کرتا ہوں جیسا اسنے
فرمایا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الخ۔ وفات آپ کی ۳۶۲ ہجری میں
ہوئی اور نعش آپ کی بلخ میں لیجاکر دفن کی گئی۔ سراج زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبداللہ بن المرزبان المعروف بالقاضی ابو سعید السیرافی النحوی۔ شہر سیراف
میں جو بلاد فارس سے ہے ۲۹۰ ہجری سے پہلے پیدا ہوئے۔ معرفت نحو۔ فقہ۔ لغت۔ شعر۔ عروض
قوافی۔ قرآن۔ حدیث۔ کلام۔ حساب۔ ہندسہ میں شیخ الشیوخ و امام الائمہ اور حافظ النظم و نثر
تھے اور باوجود اسکے زاہد۔ عابد۔ خاشع۔ متدین۔ متورع۔ متقی۔ عفیف۔ جمیل الامر حسن الاخلاق
تھے۔ علم لغت کو ابن درید سے اور نحو کو ابن السراج سے حاصل کیا فقہ کو عمان میں اخذ کیا
مدت تک بغداد میں علوم قرآن و نحو و لغت و فقہ و فرائض کا درس دیتے رہے پچاس سال
تک جامع رصافہ میں امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا اور کوئی خطا نہ پائی گئی چالیس
سال یا اس سے زیادہ ثقاہت و دیانت و امانت کے ساتھ بغداد میں قضا کرتے رہے اور اپنے
ہاتھ کے کسب سے روزی کھاتے تھے اور جب تک دس ورق جنکی اجرت دس درہم ہوتی تھی

ذکا لیتے تھے یا مجلس میں نہ آتے تھے۔ ابو علی فارسی اور اُسکے اصحاب آپ سے بڑا حسد کرتے
تھے اور نیز آپ کے اور ابی الفرج اصفہانی صاحب کتاب اغانی کے درمیان فاضلانہ
نوک ٹوک رہتی تھی۔ آپ نے دن میں خشوع کے ساتھ قرات قرآن اور رات کو خضوع کے
ساتھ قیام کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور جب آپ کے پاس کوئی ایسے کلام پڑھے جاتے تھے
جنمیں موت وبعث وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا تو آپ ضرور بے اختیار رویا کرتے تھے اور ایک
رات دن مغموم رہا کرتے اور کھانا پینا موقوف ہو جاتا تھا اور جب کسیکو دیکھتے کہ اُسکو جلد
بڑھاپا آگیا ہے تو اُسکو تسلی دیتے۔ کتاب امتاع میں لکھا ہے کہ آپ پراگندہ علم کے جامع تھے
اور مذاہب عرب کو منظم کیا اور ہر ایک بات میں دخل حاصل کیا اور ہر ایک طریق سے
اخراج کیا اور خلقت ودین میں جادۂ وسطی کو ملازم پکڑا اور حدیث کی بہت روایت کی اور
نہایت درجہ احکام کو پہونچے اور افقہ فی الفتوی ہوئے۔ ملوک عدل نے بڑی تعظیم سے
آپ کو مراسلے لکھے اور اُنمیں مسائل فقہ وعربی ولغت کو پوچھا اور مدت تک آپ بغداد
میں بمقام عسکر میں رہے یہانتک کہ خلافت طائع میں دوم رجب یوم دوشنبہ ۳۶۸ھ
ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں شرح کتاب سیبویہ ایسی ہے کہ مثل اُسکے کوئی
تصنیف نہیں ہوئی۔ بندۂ ایماندار آپ کی تاریخ وفات ہے

احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بہ جصاص۔ امام زمانہ مجتہد وقت۔ علامۂ عصر
حافظ حدیث صاحب عفت ودیانت وزاہد تھے ۳۰۵ھ ہجری شہر بغداد میں پیدا ہوئے ابو بکر
کنیت تھی۔ فقہ کو ابو سہل زجاج تلمیذ امام کرخی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابا حاتم اور عثمان دارمی
اور عبد الباقی بن قانع وغیرہ محدثین سے سنا اور روایت کیا یہانتک کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب
کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آپ کی خدمت میں حاضر
ہونے لگے چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی شیخ قدوری وابو الحسن محمد بن احمد زعفرانی
وابو الفرج احمد بن محمد بن عمر المعروف بابن سلمہ وابو حفص محمد بن احمد نسفی اور ابو الحسن محمد
بن محمد کازنی وغیرہ فقہائے بغداد نے آپ سے بڑا فیض حاصل کیا اور ابو علی وابو احمد حاکم نے
آپ سے حدیث کو سنا۔ قضا وخطابت کے لیے آپ کو کہا گیا تھا مگر آپ نے منظور نہ کیا اور تدریس

و تعلم میں مشغول رہنا پسند کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں داخل ہوتے تھے تو آپ کے نفس کی قوت اور حسن کلام کے سبب سے مخالفین کو بات تک کی جرات نہ رہتی تھی چونکہ آپ چونہ بنایا کرتے تھے اور جص چونہ کو کہتے ہیں اس لیے جصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے حسب ذیل کتابیں تصنیف کیں جو نہایت مفید و عمدہ ہیں مختصر کرخی مختصر طحاوی شرح جامع امام محمد۔ شرح اسماء الحسنی۔ کتاب احکام القرآن۔ کتاب ادب القضاء۔ کتاب اصول فقہ واقعات قرہ جلیبیا۔ علاوہ اسکے بہت سے مسائل پر جو آپ سے استفسار کیے گئے آپ نے جوابات لکھے۔ بعض علما نے آپ کو طبقۂ اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے لیکن بعض فضلا کہتے ہیں کہ آپ کو اصحاب تخریج میں شمار کرنا سراسر آپ پر ظلم کرنا ہے اور اس سے بالکل آپ کی کسرشان ہے کیونکہ اگر آپکی تصانیف اور تبحر فی العلوم کا خیال کیا جاوے تو شمس الائمہ وغیرہ فقہا جنکو اصحاب مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا گیا ہے آپ کے آگے بمنزلہ شاگردوں کے ٹھہرتے ہیں پس اس صورت میں آپ کیونکر طبقۂ مجتہدین فی المسائل میں نہ شمار کیے جاویں۔ وفات آپ کی پینسٹھ سال کی عمر میں یوم شنبہ ۷ ماہ ذی الحجہ ۳۷۰ھ میں بمقام نیشاپور واقع ہوئی "رہنمائے دین" آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فضل بن جعفر بن رجاء بن زرعہ فضلی کماری بخاری: اپنے زمانہ کے امام کبیر اور شیخ اجل معتمد فی الروایت والدرایت تھے ائمہ بلاد نے آپکی طرف رجوع کیا مشاہیر کتب فتاوی آپ کی روایات و فتاوی سے مملو ہیں۔ ابوبکر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے استاذ عبد اللہ سبذمونی تلمیذ ابی حفص صغیر سے حاصل کی اور آپ سے قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی اور امام حاکم عبد الرحمن بن محمد کاتب اور امام زاہد ابو محمد خیزاخزی اور امام اسماعیل زاہد نے تفقہ کیا اور آپ نے واسطے املا حدیث کے مجلس منعقد کی۔ کہتے ہیں کہ جب آپکو فتوی دینے کی اجازت دی گئی تو بلخ میں فقیہ ہندوانی نے اس خبر کو سنکر یہ خیال کیا کہ یہ لڑکا جو اسقدر حافظ نہیں رکھتا اسکو فتوی دینے کی اجازت کیونکر دی گئی پس وہ اس خبر کی تصدیق کے لیے بذات خود بخارا میں تشریف لائے اور رات کو آپ کے مکان میں اترے اور رات بھر آپ کا یہ حال دیکھا کہ آپ مطالعۂ کتب میں مشغول ہیں اور جب نیند آتی ہے تو وضو کر کے پھر مطالعۂ کتب میں مشغول ہو جاتے ہیں اسی طرح صبح کر دی۔ ہندوانی نے کہا کہ اس لڑکے کو جو فتوی دینے کی اجازت دی گئی ہے تو یہ فی الواقع

اس منصب کا مستحق تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپکے پاس آتا تو آپ طباق اٹھا کر اسمین سے
سوسم سیرا مین تازے زرد آلو اسکے آگے رکھ دیتے اور کہتے کہ چالیس سال سے مین نے کوئی حرام
چیز ہاتھ مین نہین پکڑی اور نہ حرام کے راستہ گیا ہون اور نہ حرام چیز کھائی ہے پس جو شخص
چاہے کہ ایسی کرامت پائے وہ میری طرح کرے۔ کہتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین ابو بکر
اسحٰق بخاری کلاباذی صاحب تعرف و تصوف نے وفات پائی جب انکو ایک قبرستان مین
دفن کیا گیا تو ہزارون سانپ بچھو اس قبرستان سے نکلکر دوسرے گورستان مین چلے گئے
جب اس بات کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مردی نہین ہے کہ اپنے سے بلا دور
کرکے دوسرون پر ڈال دی جاوے جب مین فوت ہو جاؤن تو مجکو اسی گورستان مین
جسمین ہزارون سانپ بچھو آگئے ہین دفن کرنا اور عجائب دیکھنا پس جب آپ فوت ہوے
تو آپ کو اسی گورستان مین دفن کیا گیا بمجرد آپ کے مدفون ہونے کے ہزارہا سانپ و کژدم
وہان سے نکل گئے اور راستہ مین مر گئے۔ آپ کے تذکرہ مین علی قاری نے طبقات حنفیہ مین
نقل کیا ہے کہ آپ کے والد نے آپ سے اور آپ کے بھائی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم مبسوط
کو یاد کر لو تو مین تمکو ایک ایک ہزار دینار انعام دونگا پس جب آپ نے اسکو یاد کر لیا تو آپ کے
باپ نے کہا کہ اب تمکو مبسوط کا حفظ کرنا ہی کافی ہے آپ اسپر خفا ہو کر گھر سے نکل گئے اور بلاد فرغانہ
مین آکر کیا دیکھتے ہین کہ قاضی خان منبر پر جلوس فرما ہین اور انکے روبرو علما و فضلا بیٹھے ہوے
جو کچھ وہ بتاتے ہین لکھ رہے ہین اس اثنا مین قاضی خان نے مابین امام ابو یوسف اور امام محمد کے
ایک اختلافی مسئلہ بیان کیا اور اسمین امام محمد کے قول کو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے
قول کو امام محمد کا کر دیا آپ نے یہ حال دیکھکر فرمایا کہ ان اقوال کو الٹا دو قاضی خان نے کہا
کہ اگر نہ الٹائین تو کچھ مضائقہ نہین آپ نے فرمایا کہ اگر نہ الٹائین تو امام ابو یوسف کے قول
پر اور امام محمد کے قول پر یہ اعتراض وارد ہوتے ہین پھر چند مسائل بیان کیے جسپر قاضی خان
منبر سے اتر آئے اور کہا کہ یا سیدی شاید آپ محمد بن فضل کماری ہین آپ نے کہا کہ ہان اسپر
قاضی خان نے کہا کہ آپ مجھسے زیادہ اس مجلس کے مستحق ہین انتہی۔ لیکن چونکہ آپ کی وفات سنہ ۳۸۱ھ یا
سنہ ۳۸۲ھ ہجری مین ہوئی اور قاضی خان سنہ ۵۹۲ھ ہجری مین فوت ہوے اسلیے آپکی طرف اس قصہ کو منسوب کرنا محل تامل

غلطی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قاضی خان کی ملاقات آپ کی اولاد میں سے ابوبکر محمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن محمد بن فضل کماری سے جو بڑے عالم فاضل اور بخارا کے خطیب تھے اور ۴۱۵ھ ہجری میں فوت ہوئے تھے ہوئی ہوگی۔ کماری بخارا کے علاقہ میں ایک قصبہ کا نام ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں آپ کی اولاد میں سے بہت سے علما و فضلا ہوئے ہیں جو فضلی کے نام سے مشہور ہوئے جن کا ذکر آگے آویگا۔ صدق و صفا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم ابو اللیث فقیہ سمرقندی المشہور بہ امام الہدیٰ۔ علمائے بلخ میں سے امام کبیر فاضل بے نظیر۔ فقیہ جلیل القدر محدث وحید العصر زاہد متورع ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ کتب امام محمد و امام وکیع و عبداللہ بن مبارک اور امالی امام ابو یوسف وغیرہ آپ کو حفظ تھیں۔ فقہ وغیرہ علوم ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی القاسم صفار تلمیذ نصیر بن یحییٰ سے حاصل کیے اور آپ سے ایک جم غفیر نے تفقہ کیا۔ آپ نے قرآن شریف کی تفسیر چار جلدوں میں اور کتاب نوادر الفقہ و خزانۃ الفقہ و تنبیہ الغافلین و بستان العارفین و شرح جامع صغیر و تاسیس النظائر و مختلف الروایۃ و نوازل و عیون اور مختلف فتاویٰ وغیرہ تصنیف کیے۔ آپ کا قول تھا کہ قیامت کو میرے اعمالنامہ میں سے بعون اللہ کوئی چیز نہ نکلیگی اور میں نے جب سے دایں ہاتھ کو بائیں سے پہچانا ہے جھوٹ نہیں بولا اور نہ کسی کے ساتھ برائی کا اسقدر بھی ارادہ کیا ہے کہ جسقدر جانور اپنے سر کو پانی میں مارتا ہے اور پھر اٹھا لیتا ہے۔ آپ کہتے تھے کہ جو شخص علم کلام کے ساتھ مشغول ہوا سکا نام زمرہ علما سے محو کر دینا چاہیے۔ قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں آپ سے نقل کی ہے کہ معلم کو تعلیم قرآن کی اجرت لینی جائز نہیں ہے اور نہ عالم کو لائق ہے کہ بادشاہوں و امرا کے پاس آمد و رفت رکھے اور طالب علم کو نہیں چاہیے کہ وہ بہات و قضیات میں دور دور کر کے اس نیت سے وعظ و نصائح کرے کہ لوگ اسکے لیے کچھ جمع کر دیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ واسطے تجارت کے روانہ ہوئے راستہ میں رہزنوں نے آپ کے قافلہ کو لوٹ لیا جب انھوں نے بوجھ کھولے تو کئی ایک بوجھ ایسے پائے جن میں صرف ردی پتھر کے ہوئے تھے وہ اس بات سے بڑے حیران ہوئے اور

اہل قافلہ نے اس امر کو دریافت کیا انھون نے کہا کہ ابو اللیث سے پوچھو کیونکہ ڈھیلے انھون نے
ہی لادیے تھے جب چورون نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ڈھیلے ہمنے واسطے
استنجا کے اپنی مملوکہ زمین سے لادیے ہین تا کہ غیر کی زمین سے استنجا کے لیے ڈھیلا اٹھانے
کی نوبت نہ پہونچے۔ رہزنون کو یہ بات سنکر بڑا خوف پیدا ہوا اور سب نے تائب ہوکر
قافلہ کا مال واپس کردیا۔ وفات آپ کی بقول مختار نواح بلخ مین منگل کی رات ۱۱۔ ماہ
جمادی الآخر ۳۷۳ھ ہجری مین ہوئی کہتے ہین کہ سمرقند کے لوگون نے آپ کی وفات کے
افسوس مین ایک ماہ تک دکانین نہ کھولین اور انکا ارادہ تھا کہ اور ایک ماہ نہ کھولینگے مگر
حاکم نے انکو سمجھا کر کھلوادین۔ نور حدیقہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابن طبری

احمد بن حسن بن علی فقیہ مروزی۔ کنیت آپ کی ابو حامد تھی اور ابن طبری کے نام سے
معروف تھے بڑے حافظ حدیث اور عالم تفسیر زاہد۔ متورع ماہر اصول و فروع اور عارف مذہب
امام اعظم تھے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ علمائے مجتہدین اور متقین مین سے آپ
جیسا کوئی حافظ احادیث اور ماہر ماثورات نہین ہوا۔ روایات اور حدیث مین بڑے
متقن اور مضبوط سمجھے گئے ہین۔ فقہ آپ نے بغداد مین امام ابی الحسن کرخی اور بلخ
مین ابی القاسم صفار شاگرد نصیر بن یحیی تلمیذ محمد بن سماعہ سے حاصل کی اور حدیث کو احمد بن
حصیر مروزی اور ابا العباس احمد بن عبد الرحمن برتخی سے سماعت و روایت کیا۔ بغداد
سے جب تحصیل علم کرکے خراسان مین آئے تو وہان مدت تک قاضی القضات رہے اور
کثرت سے تصنیفات کی چنانچہ تاریخ بدیع مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ماہ صفر
۳۷۶ھ ہجری مین ہوئی۔ دار العلم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد نسفی

احمد بن محمد بن مکحول بن فضل نسفی مکحولی۔ فقیہ فاضل محدث عالم عارف مذہب
تھے کنیت ابو البدیع تھی اور اپنے دادا کے نام پر منسوب تھے۔ علم اپنے باپ محمد بن مکحول
شاگرد ابی المعین مکحول سے حاصل کیا اور حدیث کو ابا سہل ہارون بن احمد الاسفرائنی اور احمد
بن حمدان المقرائی سے سنا۔ ۳۱۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۳۷۹ھ مین بمقام بخارا فوت
ہوئے مگر آپ کا جنازہ لوگون نے بخارا سے لاکر نسف مین دفن کیا۔ امام نامور تاریخ وفات ہے

محمد بن محمد نیشاپوری

محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری۔ خراسان میں اپنے وقت کے امام فقیہ تھے کنیت ابو نصر تھی ۳۴۵ھ ہجری میں امام حرمین نے آپ کے لیے مجالس تدریس منعقد کی جس پر آپ مدت العمر قائم رہے اور نیشاپور میں ۳۸۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبد الکریم منغی

عبد الکریم بن محمد بن موسیٰ منغی۔ قصبہ منغ میں جو بخارا کے پاس واقع ہے رہتے تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ اپنے عہد کے امام بے نظیر زاہد و پرہیزگار تھے۔ فقہ استاذ عبد اللہ سبزموفی شاگرد ابی حفص صغیر سے پڑھی اور مدت تک تدریس و افتا میں مصروف رہ کر ۳۹۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن ابی نصر العراقی

احمد بن عمرو بن موسیٰ بن عبد اللہ بخاری المعروف بہ ابی نصر العراقی۔ اصحاب مذہب امام ابو حنیفہ میں سے امام اجل محدث اکمل تھے۔ حدیث کو ابی نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی سے سنا و روایت کیا اور مدت تک سمرقند کے قاضی رہے اور ۳۹۰ھ ہجری میں شہر بخارا میں وفات پائی۔

عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی

عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدوی آپ فخر الاسلام بزدوی کے جد امجد ہیں اور قلعہ بزدہ میں جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے رہا کرتے تھے علوم امام الہدیٰ ابی منصور ماتریدی تلمیذ ابی بکر جوزجانی سے حاصل کیے اور ۳۹۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

زعفرانی

محمد بن احمد بن محمد عبدوس بن کامل الدلال المعروف بہ زعفرانی۔ فقیہ صالح ثقہ تھے کنیت ابو الحسن تھی صاحب ہدایہ نے آپکا ذکر ہدایہ میں کیا فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے پڑھی اور ۳۹۳ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ زعفرانی زعفران کیطرف منسوب ہے جو علاقہ بغداد میں ایک شہر کا نام ہے بعض نے کہا ہے کہ زعفران نام ہمدان و رسد آباد کے واقع ہے بعض کا یہ قول ہے کہ آپ زعفران بیچا کرتے تھے اسلیے زعفرانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بن داؤد سمرقندی

حسن بن داؤد بن رضوان سمرقندی۔ فقہا متقدمین مخلق سے مناظرہ و مباحثہ میں یگانہ زمانہ تھے ابو علی کنیت تھی۔ علم نیشاپور میں ابی سہل زجاج تلمیذ امام کرخی سے پڑھا اور انہیں سے فقہ کو اخذ کیا اور ۳۹۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ جرجانی

محمد بن یحییٰ بن مہدی فقیہ جرجانی۔ امام فاضل فقیہ کامل علامہ زمان فہامہ دوران تھے صاحب ہدایہ نے آپکو اصحاب تخریج میں سے شمار کیا ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے حاصل کی اور آپ سے ابو الحسین احمد قدوری و احمد بن محمد ناطفی نے تفقہ کیا۔ فالج کی بیماری سے

سنہ ۳۹۵ ہجری میں وفات پائی اور بغداد میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے "کرم زبان" آپ کی تاریخ وفات ہی۔

یوسف بن محمد جرجانی۔ فقیہ اجل عالم اکمل اور حل واقعات و نوازل میں مرجع فضلاء تھے۔ (ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی الحسن کرخی سے پڑھی۔ کتاب خزانۃ الاکمل (چھ جلدیں) شرح زیادات۔ شرح جامع کبیر۔ شرح مختصر کرخی تصنیف کیں آپ نے خزانۃ الاکمل میں لکھا ہی کہ میری یہ کتاب بڑے بڑے مصنفات اصحاب کو مثل کافی حاکم اور جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات و مجرد و منتقی و مختصر کرخی و شرح طحاوی اور عیون المسائل کو محیط ہی۔ وفات آپ کی سنہ ۳۹۸ ہجری میں ہوئی۔ "قبلہ کرام" آپ کی تاریخ وفات ہی۔

حسین بن علی البصری۔ صیمری نے کہا ہی کہ علم فقہ و کلام میں کوئی آپ کے مبلغ کو نہیں پہونچا۔ ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ علوم امام کرخی وغیرہ سے پڑھے لیکن اخیر عمر میں اعتزال کی طرف راغب ہو گئے اور سنہ ۳۹۹ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن محمد بن سفیان دباس عراق میں اپنے زمانہ کے فقیہ اہل سنت و جماعت اور امام حنفیہ صحیح الاعتقاد حافظ و عارف روایات تھے۔ ابو طاہر کنیت تھی۔ علم آپ نے قاضی ابی خازم عبد الحمید شاگرد عیسی بن ابان سے اخذ کیا۔ شام کی قضاء آپ کو ملی اور وہاں سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں ہی وفات پائی۔ چونکہ آپ شیرہ انگور کا بیچا کرتے تھے اسلیے دباس کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ امام محمد کی جامع صغیر کے مرتبین اور ابی الحسن کرخی کے اقران میں سے تھے۔ صاحب اشباہ و نظائر نے آپ کی ایک حکایت قواعد میں ضبط کرنے فروع کی تحریر کی ہی جو آپ کی نہایت ہی ذکاء و فطانت پر دلالت کرتی ہی۔

سعید بن محمد بردعی۔ امام طحاوی کے اصحاب میں سے بڑے محدث و فقیہ تھے جنہوں نے بغداد میں امام موصوف سے تحدیث کی اور درس دیا۔ ابو طالب کنیت تھی۔

نصر بن احمد بن عباس عیاضی۔ امام وہر فقیہ متبحر وحید عصر عارف مذہب تھے دور دور سے فقہاء و فضلاء وغیرہ واقعات و نوازل میں حل مشکلات اور فتوی کے لیے آپ کے پاس آتے تھے یہانتک کہ ابی حفص بجلی نواسہ ابی حفص کبیر سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کے صحیح ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ آپ ان کے مذہب پر تھے اگر یہ مذہب مختار نہ ہوتا

تو آپ اسکے ہرگز پیرو نہ ہوتے۔ حکیم ابی القاسم سمرقندی کہتے ہیں کہ سو برس کے عرصہ سے آپ جیسا علم و فقہ و تدین میں کوئی عالم فاضل خراسان سے ماوراء النہر میں نہیں آیا کنیت آپ کی ابو احمد تھی۔ فقہ آپ نے اپنے باپ ابی نصر احمد تلمیذ ابی بکر جوزجانی وغیرہ سے حاصل کی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا۔

علی رستغفنی

علی بن سعید رستغفنی سمرقندی: سمرقند کے مشائخ کبار میں سے فقیہ، اصولی جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ مدت تک ابو منصور ماتریدی کی صحبت میں رہے اور ان سے کمالیت و فضیلت حاصل کی۔ کتاب ارشاد المہتدی اور کتاب الزوائد و فوائد (انواع علوم میں) اور ایک کتاب خلاف میں تصنیف کی۔ آپ کے اور ابو منصور ماتریدی کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا کہ ابو منصور فرماتے تھے کہ مجتہد نے جس وقت اصابت حق میں خطا کی تو وہ مخطی فی الاجتہاد ہوا اور آپ کہتے تھے کہ وہ اجتہاد میں مصیب ہے خواہ حق کو پائے خواہ نہ پائے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہے اور حق نزدیک خدا کے ایک ہی ہے اور وہ مصیب ہے طلب میں اگرچہ اسنے مطلوب کو نہیں پایا۔ رستغفنی رستغفن کی طرف منسوب ہے جو سمرقند میں ایک قصبہ کا نام ہے۔

دامغانی

احمد بن محمد بن منصور القاضی دامغانی: فقیہ محدث شیخ کبیر عالم بے نظیر امام یگانہ ورع و زہد میں مشار الیہ زمانہ تھے ابو بکر کنیت تھی۔ فقہ وغیرہ کو امام طحاوی و ابی سعید بردعی و امام کرخی سے اخذ کیا سمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ آپ فقہاء کبار میں سے تھے مصر میں علم ابو جعفر طحاوی سے پڑھا پھر بغداد میں آکر کرخی سے تحصیل کی اور جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے اپنے اصحاب میں سے صرف آپکو ہی فتوی دینے کے لیے مقرر کیا پس آپ مدت دراز تک بغداد میں ٹھہر کر فتوے دیتے اور امام طحاوی سے حدیث بیان کرتے رہے۔ دامغانی شہر دامغان کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں کہستان کے پاس واقع ہے۔

ابوسہل زجاجی

ابوسہل زجاجی: بڑے فقیہ اور عالم جید تھے کبھی ابوسہل غزالی کبھی ابوسہل فرضی اور اکثر ابوسہل زجاجی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ زجاج آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ شیشہ گری کا کام کرتے تھے۔ علم آپ نے کرخی تلمیذ ابی سعید بردعی سے پڑھا پھر نیشاپور میں آکر اخیر دم تک اپنا

ہی ہے ۔ کہتے ہیں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں تشریف لاتے تو بسبب آپ کی علمیت اور ہیبت تقریر کے مخالفین کے رنگ فق ہو جاتے ۔ آپ سے ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہائے نیشاپور نے تفقہ کیا ۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الریاض یادگار ہے ۔

علیلہ بن خلیفہ بن محمد نیشاپوری ۔ فقہ وتدریس وفتویٰ میں عدیم النظیر تھے ۔ ابو الہیثم کنیت تھی ۔ خراسان میں ابو حنیفہ کے مذہب پر قاضیوں میں سے آپ ہی باقی رہے تھے ۔ فقہ آپ نے قاضی حرمین احمد بن محمد نیشاپوری شاگرد محمد بن محمد ابی طاہر دباس تلمیذ ابی خازم عبد الحمید سے حاصل کی اور آپ سے عماد الاسلام صاعد بن محمد بن احمد اور ہیثم بن ابی الہیثم وغیرہم نے تفقہ کیا ۔

عبد الرحمن بن محمد الکاتب الحاکم ۔ عالم فقیہ فاضل نبیہ جامع علوم مختلفہ تھے اور دور دور سے علماء و فضلاء آپ کے پاس حل واقعات و نوازل کے لیے آتے تھے ۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل شاگرد سبذ مونی سے اخذ کیے ۔

ابو حفص سفکردی اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بے نظیر زاہد متورع معتمد تھے آپ سے شیخ زندویستی وغیرہ علماء و فضلاء نے تفقہ و استفادہ کیا ۔

عبد اللہ بن فضل خیزاخزنی ۔ اپنے وقت کے امام کبیر فقیہ بے نظیر بڑے پرہیزگار تھے ۔ ابو محمد کنیت تھی اور شہر خیزاخزمیں جو مضافات بخارا سے ہے رہتے تھے ۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذ مونی سے اخذ کیے ۔ بعض مؤرخین نے آپکو عبد الرحمن بن فضل کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن سمعانی وسغناقی اور علی قاری نے عبد اللہ کے نام پر اعتماد کیا ہے ۔

ابو جعفر بن عبد اللہ استروشنی ۔ شہر استروشنہ میں جو نواح سمرقند میں واقع ہے پیدا ہوئے اور ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذ مونی اور ابی بکر جصاص رازی شاگرد امام کرخی سے تفقہ اخذ کیا اور آپ سے قاضی عبید اللہ ابو زید دبوسی مصنف کتاب اسرار نے تفقہ کیا ۔

یحییٰ بن علی بن عبد اللہ زاہد بخاری زندویستی ۔ اپنے زمانہ کے امام فقیہ متورع زاہد تھے

امام ابی حفص سفکردری اور محمد بن ابراہیم میدانی اور عبداللہ بن فضل خیزاخزی سے پڑھے اور کتاب روضۃ العلماء اور کتاب نظم تصنیف کی۔ آپ نے روضۃ العلماء کے ابتدا مین لکھا ہے کہ پہلے مین نے اس کتاب کو بغیر مسائل کے جمع کیا تھا اور اسکا نام روضۃ الذاکرین رکھا تھا مگر لوگون کی استدعا پر مین نے پھر اسکو دوبارہ تصنیف کیا اور ہر ایک باب کے اوائل مین پندرہ پندرہ مسائل بیان کیے پھر ان پر اخبار اور حکایات کو مبنی کر کے نام اسکا روضۃ العلماء رکھا۔

محمد بن اسحاق بخاری کلاباذی۔ اپنے وقت کے امام اصول و فروع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی فقہ شیخ محمد بن فضل سے پڑھی اور ایک کتاب تعرف نام تصنیف فرمائی جسمین توحید کے معاملہ مین اصحاب حنیفہ کے اقوال کو جمع کیا۔

حسن بن احمد بن مالک زعفرانی۔ اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ کامل امام ثقہ تھے اور کنیت ابو عبداللہ تھی آپ ہی نے امام محمد کی جامع صغیر کو جو پہلے غیر مبوب اور بے ترتیب تھی اچھی طرح مرتب کیا اور مبوب بنایا اور امام محمد کے ان خاص مسائل کو جو انھو نے امام ابو یوسف سے روایت کیے ہین ممیز کیا اور نیز کتاب زیادات امام محمد کو مرتب کیا اور کتاب اضاحی تصنیف فرمائی۔

حدیقہ پنجم

پانچوین صدی کے فقہاو علما کے حالات مین

اسمعیل بن حسن بن علی۔ فقیہ زاہد۔ امام فروع و اصول تھے۔ کنیت ابو محمد تھی علوم ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبداللہ سبذمونی سے حاصل کیے اور ماہ شعبان ۴۰۲ھ میں وفات پائی۔ قبلہ و ادین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن موسے خوارزمی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ متبحر جامع فروع و اصول تھے۔ صیمری نے کہا ہے کہ مین نے تقوی و اصابت اور حسن تدریس مین آپ جیسا کوئی فاضل نہین دیکھا۔ کنیت ابو بکر تھی۔ فقہ آپ نے جصاص شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور آپ سے آپکے

بیٹے مسعود بن محمد فقیہ خوارزمی اور ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری نے اخذ کیا علی قاری نے ابن اثیر کی مختصر غریب الاحادیث کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ان مجددین امت محمدیہ میں سے ہیں جو پانچویں صدی کے سر پر شمار کیے گئے ہیں آپ عند الخاص و عام بڑے معظم و مکرم تھے اور کسی کا ہدیہ و صلہ قبول نہ کرتے تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ آپ سے ابو بکر برقانی نے ہمارے لیے تحدیث کی اور ابو بکر برقانی اکثر آپ کو نیکی سے یاد کیا کرتے تھے میں نے ایک دفعہ آپ سے آپکے مذہب فی الاصول سے سوال کیا تو آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتوں کا سا دین ہے اور ہم کسی بات میں کلام کرنے کے لائق نہیں کئی دفعہ آپ کو حکومت کے لیے کہا گیا مگر آپ نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وفات آپکی سنہ۴۰۳ھ ہجری میں ہوئی۔ شاہ زمن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الجبار بن احمد بن محمد سمعانی تمیمی مروزی۔ بڑے عالم فاضل متورع متقن لغت و عربیت میں مضبوط تھے۔ کنیت ابو منصور تھی۔ فقہ آپ نے جعفر بن محمد مستغفری شاگرد ابی علی سنجی تلمیذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کی اور لغت و عربی میں تصنیفات مفیدہ کیں اور سنہ۴۵۰ھ ہجری میں وفات پائی آپکا بیٹا منصور پہلے حنفی المذہب تھا پھر شافعی ہو گیا اسلیے اسکی اولاد کلہم شافعی المذہب ہوئی۔

محمد بن احمد بن محمود نسفی۔ اکابر فقہا میں سے زاہد متورع مصنف فقیر قانع تھے ابو جعفر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر رازی شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور علم خلاف میں ایک تعلیقات لکھی اور سنہ۴۱۴ھ ہجری میں تنگدستی اور کثرت عیال سے مغموم و مہموم ہو کر وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ جس رات آپ نے انتقال کیا تھا ایک مسئلہ منجملہ مسائل مذہب آپ کے قلب میں واقع ہو کر حل ہوا جسکی خوشی میں اٹھکر اپنے گھر میں رقص کرنے لگے اور کہا این الملوک و ابناء الملوک یعنی کہاں ہیں بادشاہ اور شہزادے جو میری خوشی کو پہونچ سکیں آپ کی عورت نے آپ سے اس خوشی کا سبب پوچھا آپ نے اصل حال سے اسکو مطلع کیا جس سے اسنے بڑا تعجب کیا۔ رہنمائے حق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن طاہر سنہ۳۲۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو الفرج کنیت تھی لیکن ابن مسلمہ کے

نام سے معروف تھے بغداد آپ کا مسکن تھا۔ فقہ آپنے ابوبکر جصاص سے اخذ کی اور حدیث کو اُنکے باپ سے سماعت کیا اور آپکا خاندان مرجع اہل علم ہوا آپ بڑے عقیل اور نیکوکار تھے دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو ایک منزل قرآن کی اپنے ورد میں پڑھتے تھے۔ وفات آپ کی ۴۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن احمد بن الطیب بن جعفر واسطی لماری۔ فقیہ عارف محدث عادل تھے۔ ابوالحسین کنیت تھی۔ فقہ آپنے ابی بکر رازی تلمیذ امام کرخی سے پڑھی اور حدیث کو بکر بن احمد سے روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے اسمٰعیل قاضی واسط نے اخذ کیا اور ۴۱۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کے والد احمد بن طیب بھی بڑے فاضل تھے جنھوں نے ابا محمد عبداللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شوذب سے حدیث کو سنا اور ابوبکر محمد بن احمد بن ابی الفرج بن علان نے اُن سے روایت کی۔ کمار آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام تھا اسلیے آپ نسبت کماری کی طرف منسوب ہوئے۔

ابراہیم بن اسلم شکانی۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابواسحاق کنیت تھی۔ فقہ آپنے ابی بکر محمد بن فضل بخاری سے حاصل کی اور حدیث کو ابی عبداللہ رازی اور ابی محمد بن عبدالصمد مزنی سے سنا اور روایت کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ جب دونوں ہم تحصیل علم سے فارغ ہوکر امام ابی بکر محمد بن فضل کی محفل میں صدرنشین ہوئے تو اُن دنوں بلخ سے فقیہ ابوجعفر ہندوانی تشریف لائے پس امام موصوف نے ہمکو اُنکے پاس بھیجکر فرمایا کہ تم اُن سے مشکل مسائل کا تذکرہ کرو تاکہ وہ تم سے دوستی اختیار کریں اور وحدت کی وحشت اُن سے دور ہو جاوے۔ وفات آپکی ۴۲۳ھ ہجری میں ہوئی۔

مسعود بن محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ عالم فاضل وحید عصر تھے۔ ابوالقاسم کنیت تھی فقہ اپنے باپ ابی بکر محمد تلمیذ جصاص رازی سے پڑھی اور تمام عمر درس و افادہ عوام اور افتا میں مشغول رہکر ۴۲۳ھ ہجری میں وفات پائی۔

حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ جید محدث ثقہ تھے۔ کنیت آپکی ابوعلی تھی۔ بخارا میں اپنے امام ابی بکر محمد بن فضل اور ابا عمر و محمد بن محمد

محمد بن احمد بن الطیب

ابراہیم بن اسلم

مسعود خوارزمی

حسین نسفی

بن صابر اور ابا سعید بن خلیل بن احمد سجزی اور بغداد میں ابا الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمٰن الزہری اور ابا الحسن علی بن عمر بن محمد اور کوفہ میں ابا عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن حسین الہروی اور مکہ معظمہ میں ابا الحسن احمد بن ابراہیم اور ہمدان میں امام ابا بکر احمد بن علی بن ولال اور رے میں ابا القاسم جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب رازی اور مرو میں ابا علی محمد بن عمرو مروزی اور اُنکے طبقہ سے حدیث کو سُنا اور تفقہ کیا۔ اور آپ سے ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے حدیثیں کی روایت کی اور فقہ کو پڑھا اور اخیر میں آپ سے ابو الحسن علی بن محمد بخاری نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ مدت تک بغداد میں تعلیم و تدریس اور مناظرہ میں مصروف رہے جب جعفر اسروشنی فوت ہوئے تو آپ کو بخارا کی قضا تفویض ہوئی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپکا اہل تشیع کے پیشوا مرتضے نام سے مسئلہ توریث انبیاء میں مباحثہ ہوا آپ نے اپنے دعوی میں حدیث لانورث وما ترکناہ صدقۃ کو پیش کیا جس پر مرتضی نے یہ اعتراض کیا کہ صدقۃ کا اعراب رفع سے پڑھنا درست نہیں بلکہ یہ نصب سے پڑھنا صحیح ہے آپ نے فرمایا کہ بقول آپ کے حدیث کا فائدہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکے ترکہ سے اُسکے قریبی لوگ وارث ہوتے ہیں اور وہ صدقہ نہیں ہوتا اور اُسمیں کسی طرح کا کوئی اشکال واقع نہیں ہوسکتا پس مرتضی لاجواب ہوگیا۔ آپ نے کتاب فوائد اور کتاب فتاوی تصنیف کیں اور اسّی برس کی عمر میں منگل کے روز ۲۲ ماہ شعبان سنہ ۴۲۴ ہجری میں فوت ہوئے اور بخارا کے مقبرہ کلاباد میں دفن کیے گئے۔ امام والا قدر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قدوری

احمد بن محمد بن احمد بن جعفر المعروف بہ قدوری سنہ ۳۶۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو الحسن کنیت تھی اور چھٹے طبقہ کے فقہائے کبار اور فضلائے نامدارین سے فقیہ فاضل محدث صدوق اور عالی قدر و منزلت تھے عراق میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی سمعانی نے کہا ہے کہ آپ فقیہ صدوق تھے اور عمدہ عبارات لکھتے اور ہمیشہ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے فقہ و حدیث آپ نے ابی عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی شاگرد احمد جصاص سے پڑھی اور روایت کی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ

دامغانی نے روایت کی اور ابو نصر احمد بن محمد فقیہ نے آپ سے فقہ پڑھی اور نیز آپ کی کتاب
مختصر کی شرح لکھی آپ شیخ ابا حامد اسفرائنی فقیہ شافعی سے اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے۔ تصانیف
بھی آپ نے نہایت مفید کین جو مقبول و مروج بین الانام ہوئین چنانچہ مختصر مبارک جسکو قدوری
کہتے ہین نہایت ہی متداول ہے علاوہ اُسکے شرح مختصر کرخی۔ کتاب تجرید دربارہ اختلاف امام ابو حنیفہ
و امام شافعی سات جلدون مین تصنیف کین۔ نیز ایک کتاب التقریب اُن مسائل اختلافیہ مین بغیر
دلائل کے لکھی جو امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے باہم وقوع مین آئے ہین۔ پھر دوسری تقریب
تصنیف کی جسمین اُن مسائل اختلافیہ کو با دلائل لکھا۔ اپکا ایک بیٹا محمد نام تھا جسکو آپ نے فقہ
نہ پڑھائی اور اکثر اسے کہا کرتے تھے کہ کوئی دن اپنی زندگی کے آرام سے بسر کرلے پس وہ جوانی مین
مرگیا۔ وفات آپ کی بغداد مین یوم یکشنبہ پنجم ماہ رجب سنہ ۴۲۸ ہجری مین ہوئی۔ اور اُسی روز اپنے
گھر مین جو درب ابی خلف مین تھا دفن کیے گئے پھر آپ کو وہان سے نکال کر تربت شارع منصور
مین ابی بکر خوارزمی حنفی کے پاس دفن کیا گیا۔ قدوری آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ قصبہ قدور
کے رہنے والے تھے بعض نے کہا ہے کہ بسبب تجارت یا بنانے ہانڈیوں کے اس نام سے
مشہور ہوئے۔ لامع النور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبد اللہ بن سینا الملقب برئیس۔ حکماء مسلمین مین سے علم و ذکاء فہم و فراست
مین یگانہ زمانہ تھے یہانتک کہ رئیس الحکماء اپکا لقب تھا۔ کنیت ابو علی تھی۔ باپ آپکا
بلخ کا رہنے والا تھا جو بخارا مین ہجرت کرکے مقیم ہوا جہان آپ سنہ ۳۷۰ھ مین پیدا ہوئے اور
امام ابی بکر احمد بن عبد اللہ زاہد سے علم پڑھا پھر اسمعیل زاہد تلمیذ محمد بن فضل بخاری کے
پاس جاتے رہے اور اُن سے علوم پڑھے اور مناظرے کیے۔ آپ ایام اشتغال علم مین تمام رات
کو کبھی نہ سوئے اور نہ دن کو سوائے مطالعہ کتب کے اور کام مین مشغول ہوئے جب کوئی مشکل
مسئلہ واقع ہوتا تو وضو کرکے جامع مسجد مین نماز پڑھتے اور اُسکے آسان ہونے کے لیے خدا سے دعا
مانگتے۔ ابھی اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہونچے تھے کہ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور طب
مین شفا وغیرہ کتابین تصنیف کین اور سنہ ۴۲۸ ہجری مین وفات پائی۔

اسحق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد۔ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے ابو الفضل

کنیت تھی۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے بھی کچھ تھوڑا سا لکھا۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الاول سنہ ۴۲۹ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد ابو اسحق ابراہیم بن مخلد متوفی سنہ ۴۱۰ ہجری بھی فاضل ادیب محدث صدوق صحیح الکتابت حسن النقل جید الضبط تھے لیکن فقہ میں محمد بن جریر طبری کا مذہب رکھتے تھے اور حدیث کو حسین بن یحییٰ قطان و ابا عبد اللہ حکیمی اور قاضی احمد بن کامل سے روایت کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی ابو زید الدبوسی۔ اکابر فقہائے حنفیہ میں سے گذرے ہیں پہلے پہل علم خلاف کا آپ ہی نے وضع کیا اور اسکا اجراء فرمایا علم مناظرہ اور استخراج حجج میں ضرب المثل تھے مدت تک بخارا و سمرقند میں علمائے فحول سے مناظرے کرتے رہے۔ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک فقیہ سے مناظرہ کیا پس جب آپ اسکو الزام دیتے تو وہ مسکرا تا یا ہنس دیتا پس آپ نے فی البدیہہ یہ اشعار تصنیف کیے۔

ما لی اذا الزمتہ حجۃ ۔ قابلنی بالضحک و القہقہہ
ان کان ضحک المرء من فقہہ ۔ فالدب فی الصحراء ما افقہہ

آپ نے کتاب الاسرار و کتاب تقویم الادلہ اور کتاب امد الاقصیٰ وغیرہ تصنیف کیں اور ایک کتاب فتاویٰ کا نظم میں لکھی اور بخارا میں سنہ ۴۳۰ ہجری میں وفات پائی دبوسی شہر دبوس کی طرف منسوب ہے جو درمیان بخارا و سمرقند کے واقع ہے۔ رئیس اکابر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مسعود بن محمد بن مکحول بن فضل نسفی مکحولی۔ فقیہ محدث عالم فاضل تھے۔ ابو المعالی کنیت تھی۔ روایت اپنے جد امجد ابی المعین سے کرتے تھے اور نیز ابا سہل ہارون بن احمد استرابادی سے سنا اور ان سے کتاب اخبار مکہ وغیرہ کی روایت کی۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۳۳۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور کچھ اوپر سنہ ۴۳۰ ہجری میں وفات پائی۔

ہیثم بن قاضی ابی الہیثم عتبہ نیشاپوری۔ فقیہ فاضل عالم کامل محدث ثقہ تھے حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور نیز اور علوم حاصل کیے اور سنہ ۴۳۱ ہجری میں وفات پائی۔

جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر بن فتح بن ادریس نسفی سنہ ۳۵۰ ہجری میں شہر نسف میں جسکو آپ نخشب کہتے ہیں پیدا ہوئے ابو العباس کنیت تھی اور مستغفری کی نسبت سے جو آپ کے بعض اجداد کی طرف منسوب ہے مشہور تھے۔ آپ فقیہ فاضل محدث صدوق تھے

آپ کے زمانہ میں ملک ماوراء النہر میں ایسا کوئی فاضل نہ تھا جیسے آپ جیسی تصنیفات کی ہوا ور معرفت و فہم حدیث میں مرجع انام ہوا ہو۔ علم آپ نے قاضی ابی علی حسین نسفی تلمیذ ابی بکر بن فضل سے حاصل کیا اور حدیث کو کثرت سے روایت کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ خراسان کی طرف تشریف لے گئے اور مرو و سرخس میں مدت تک مقیم رہے جہاں ابی علی زاہد بن احمد سرخسی سے مسند محمد سماعت کیا۔ نسف میں ابا سہل ہارون بن احمد استرابادی و ابا محمد رازی اور بخارا میں حافظ ابا عبد اللہ محمد بن احمد غنجار اور مرو میں ابا الہیثم محمد وغیرہ محدثین کثیر سے سنا اور آپ سے بہت سے جد اعلیٰ قاضی ابو منصور محمد بن عبد الجبار سمعانی و ابو محمد حسن بن احمد اور ابو علی حسن بن عبد الملک وغیرہم نے روایت کی۔ آپ نے ایک کتاب حدیث میں جموع نام اور کتاب معرفۃ الصحابہ تصنیف کی علاوہ اسکے اور بہت سی مفید کتابیں لکھیں اور سنہ ۴۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ دار المؤمنین آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے والد ماجد ابو علی محمد بن معتمر سنہ ۳۶۲ھ ہجری میں پیدا اور ماہ ربیع الآخر سنہ ۴۳۰ھ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

صاعد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ استوائی۔ شہر استوا میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے سنہ ۳۴۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو العلی تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم صدوق فقیہ فاضل تھے خراسان میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی ابتداء میں آپ نے علم ادب ابی بکر محمد خوارزمی اور فقہ قاضی ابی نصر سہل اپنے نانا سے پڑھی پھر قاضی ابی الہیثم عتبہ سے تفقہ کیا اور حدیث کو ابا محمد عبد اللہ بن محمد بن زیاد و ابا عمرو اسمٰعیل و ابا سہل بشر بن احمد الاسفرائنی اور ابا الحسن علی بن عمر حربی کوفی سے سنا۔ مدت تک نیشاپور کی قضاء کے متولی رہے پھر قضاء کا عہدہ ابو الہیثم عتبہ اپنے استاد کو دیدیا۔ آپ سے آپ کے بیٹے ابو سعید محمد بن صاعد اور پوتے ابو منصور احمد بن محمد نے تفقہ کیا اور ایک جم غفیر نے روایت کی۔ آپ نے عقائد میں ایک کتاب اعتقاد نام تصنیف فرمائی اور سنہ ۴۳۲ھ ہجری میں بمقام نیشاپور وفات پائی۔ آپ کی اولاد و احفاد کے سبب لوگ فقیہ و قاضی اور اہل فتویٰ ہوئے ہیں۔

محمد بن منصور بن مخلص بن اسمٰعیل نوقدی۔ امام زاہد صائم الدہر مشتغل بالتدریس والفتویٰ تھے۔ کنیت ابو اسحٰق تھی۔ فقہ اپنے ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی بکر اعمش تلمیذ ابی بکر اسکاف سے

صاعد بن محمد

محمد بن منصور نوقدی

حاصل کی اور حدیث کو قاضی محمد بن حسین یزدی سے روایت کیا مدت تک سمرقند کے مفتی رہے اور سمرقند ہی میں ماہ رمضان سنہ ۴۶۲ھ ہجری میں فوت ہوئے توقد شہر نسف کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔ بحر المناقب آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین صیمری

حسین بن علی بن محمد بن جعفر صیمری۔ فقہائے کبار اور فضلائے نامدارین سے بڑے عاقل جید النظر حسن العبارت محدث صدوق تھے سنہ ۳۵۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ شہر صیمر کے پہاڑ میں جو خوزستان کے ملک میں نہر بصرہ پر واقع ہے رہتے تھے۔ فقہ آپ نے ابی نصر محمد بن سہل بن ابراہیم اور ابی بکر محمد خوارزمی سے حاصل کی اور حدیث کو دمشق میں ابی الحسن دارقطنی وابی بکر محمد بن احمد جرجانی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی و ابو الحسن علی بن حسین صندلی نیشاپوری نے تفقہ کیا اور ابو بکر احمد بن خطیب بغدادی نے حدیث کی روایت کی۔ آپ نے ایک بہت بڑی کتاب امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے اخبار میں تصنیف کی اور مدت تک مدائن وغیرہ کی دار القضاء کے متولی رہے اور بغداد میں ۱۲۔ شوال سنہ ۴۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ مرجع الانام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد باہرغی

محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن نصر بن موسیٰ بن احمد باہرغی نسفی۔ امام فاضل محدث کامل تھے حدیث کو حجاز وغیرہ میں سنا اور مقری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی آپ سے نجم الدین عمر بن محمد النسفی نے روایت کی اور ماہ ربیع الاول سنہ ۴۸۲ھ ہجری میں شہر باہرغ میں جو نخشب کے علاقہ میں بخارا کے راستہ پر واقع ہے فوت ہوئے۔

محمد سمنانی

محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی۔ بڑے عالم فاضل شیخ۔ فقیہ محدث ثقہ متکلم حسن الکلام حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے سنہ ۳۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھی۔ حدیث کو موصل میں نصر بن احمد بن خلیل اور بغداد میں ابا الحسن علی بن عمر دارقطنی اور ابا القاسم عبید اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے خطیب بغدادی نے سنا اور لکھا اور آپ کا ذکر اپنی تاریخ میں کیا۔ مدت تک آپ موصل کے قاضی رہے اور فقہ میں

تصنیفات کی اور تعلیقات لکھیں اور قضا کی حالت میں ماہ ربیع الاول ۴۴۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ سمنانی شہر سمنان کی طرف منسوب ہے جو درمیان دامغان اور خوارزمی کے واقع ہے۔ ملجاے عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر و ناطقی طبری۔ عراق کے علماے کبار و فقہاے نامدار اور اصحاب واقعات و نوازل میں سے فقیہ محدث تھے۔ کنیت ابو العباس تھی۔ فقہ ابی عبد اللہ جرجانی تلمیذ ابی بکر جصاص رازی سے حاصل کی اور حدیث ابی حفص بن شاہین وغیرہ سے روایت کی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب اجناس و فروق و کتاب واقعات و کتاب ہدایت معروف و مشہور ہیں۔ وفات آپ کی شہر رے میں ۴۴۶ھ میں ہوئی۔ چونکہ آپ حلوا بنا کر بیچا کرتے تھے اسلیے آپکو ناطفی کہا کرتے تھے اور ناطف عربی میں حلوائی کو کہتے ہیں۔

عبد اللہ بن حسین ناصحی۔ امام کبیر فقیہ بے نظیر شیخ حنفیہ ثقہ تھے۔ فقہ قاضی ابی الہیثم عتبہ تلمیذ قاضی الحرمین سے پڑھی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد ناصحی نے تفقہ کیا۔ آپ بغداد میں حج کر کے ۴۱۲ ہجری میں تشریف لائے اور مدت تک تدریس و افتا میں مصروف رہے اور بخارا میں سلطان محمود سبکتگین کے عہد میں قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور ۴۴۷ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب تہذیب ادب القضا معروف ہے۔ ناصح آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔

شیخ محمد اسمٰعیل محدث لاہوری۔ بخارا کے سادات عظام میں سے تھے جو سلطان مسعود غزنوی کے وقت اواخر ۳۹۵ ہجری میں شہر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ اپنے وقت کے علوم فقہ و حدیث و تفسیر میں امام اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ واعظان اہل اسلام میں سے آپ ہی سب سے پہلے لاہور میں تشریف لائے اور آپ کے وعظ و نصائح کی تاثیر سے ہزاروں کفار مشرف باسلام ہوئے یہاں تک کہ جو شخص آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتا بغیر پڑھنے کلمہ توحید کے واپس نہ جاتا چنانچہ پہلے جمعہ کو جو آپ منبر وعظ پر بیٹھے تو اڑھائی سو اور دوسرے کو ساڑھے پانسو تیسرے کو ایک ہزار کفار حلقۂ اہل توحید میں داخل ہوئے۔ وفات آپ کی ۴۴۸ ہجری میں ہوئی اور لاہور کے باہر جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ سال وفات

شمس الائمہ حلوانی

آپکا لفظ صتاب ہے۔

عبد العزیز بن احمد بن نصر بن صالح البخاری شمس الائمہ لقب تھا چونکہ آپ حلوا بیچا کرتے تھے اسلیے حلوائی کی نسبت سے معروف تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کو حلوانی کہنا چاہیے کیونکہ آپ قصبہ حلوان کے باشندہ تھے بہر حال اپنے زمانہ کے امام کبیر فاضل بے نظیر فقیہ محدث ثقہ تھے محدث اور اہل حدیث کی بڑی توقیر کیا کرتے تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپکو مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا ہے۔ فقہ آپ نے حسین ابی علی النسفی شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ عبد اللہ سبذموفی سے حاصل کی اور حدیث کو ابی شعیب صالح بن محمد بن صالح بن شعیب اور مجازی اور ابی سہل احمد بن محمد بن مکی الانماطی اور ابا اسحق رازی اور اسمعیل بن محمد زاہد اور عبد اللہ بن محمد کلاباذی اور عبد اللہ بن حسین کتاب اور حافظ محمد بن احمد غنجار وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کو ابی بکر محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور آپ سے شمس الائمہ بکر زرنجری اور محمد بن علی والد شمس الائمہ بکر زرنجری اور شمس الائمہ محمد سرخسی اور ابی بکر محمد بن حسین اور فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین بزدوی اور انکے بھائی صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد اور قاضی جمال الدین ابو نصر احمد بن عبد الرحمن وغیرہ نے تفقہ اور روایت کیا۔ حافظ الحدیث ابو محمد عبد العزیز بن محمد نخشبی اپنی معجم شیوخ میں آپ کو اپنے شیوخ میں بیان کرکے کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے آپ کی تمام امالی سنی ہیں۔ آپ ہمیشہ فقہا کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دعا کرو ہمیں خدا اثر کا عنایت کرے پس خدا نے آپ کو بسبب بخشش ور اعتقاد اور تضرع کے جیسا کہ آپ چاہتے تھے ویسا اثر کا عطا کیا۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب مبسوط اور نوادر مشہور و معروف ہیں اخیر عمر میں آپ بخارا سے شہر کش میں تشریف لے گئے اور وہیں ماہ شعبان سنہ ۴۴۸ھ یا ۴۵۲ھ میں وفات پائی اور آپ کی نعش کو بخارا میں لاکر قبرستان کلاباذ میں دفن کیا گیا جو اب زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ سال وفات آپ کا صدر مسند ہے۔

عبد الواحد عکبری

عبد الواحد بن علی بن برہان الدین عکبری: بڑے فقیہ، نحوی، متکلم، لغوی، مورخ، ادیب تھے ابو القاسم کنیت تھی۔ پہلے نجومی تھے پھر نحوی ہوے اور حنبلی مذہب سے حنفی مذہب اختیار کیا۔ فقہ ابی محمد قدوری شاگرد ابی عبد اللہ محمد بن یحیی جرجانی سے حاصل کی اور حدیث کو ابن بطہ وغیرہ سے سماعت کیا

آپ امام ابوحنیفہ کے بڑے حامی اور اپنے اصحاب میں ذی عزت تھے۔ کبھی شلوار نہ باندھی اور نہ اپنے سر کو چادر سے ڈھکا۔ وفات آپ کی چہارشنبہ کے روز ماہ جمادی الاخری ۴۵۶ھ ہجری میں ہوئی۔ عکبری شہر عکبر کی طرف منسوب ہے جو دریائے دجلہ پر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ "عالیمقدار" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز نسفی

عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی۔ حافظ حدیث۔ محدث ثقہ۔ فقیہ متقن۔ عالم کبیر المحل فاضل عظیم الشان تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ سلفی نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی بابت موتمن ساجی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ آپ مثل ابی بکر خطیب اور محمد بن علی الصوری کے حافظ حدیث پسندیدہ اخلاق و فہم تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ آپ حفظ و اتقان میں یگانہ زمانہ تھے اور میں نے اپنے زمانہ میں کوئی مثل آپ کے دقیق الخط سریع الکتابۃ اور قراءۃ نہیں دیکھا۔ مدت تک آپ نے حافظ جعفر مستغفری کی صحبت میں رہ کر کثرت سے سماعت و اخذ کیا اور بغداد میں محمد بن محمد بن خیلان کو پاکر ان سے بھی استفادہ کیا اور نسف میں ۴۵۶ یا ۵۷ھ میں وفات پائی۔

اسمٰعیل صفار

اسمٰعیل بن احمد بن اسحاق بن شیث صفار۔ ابوابراہیم کنیت تھی فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور امام اعظم کی کتاب عالم و متعلم کو اپنے والد ماجد کے ساتھ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے سماعت کیا۔ چونکہ آپ بڑے صادق القول وحق گو تھے اور سچ کہنے میں کسی سے نہ ڈرتے تھے اسلیے ۴۶۱ھ ہجری میں خاقان نے آپکو قتل کرا دیا۔

علی سغدی

علی بن حسین سغدی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ مناظر تھے رکن الاسلام لقب اور ابوالحسن کنیت تھی۔ فقہ شمس الائمہ سرخسی سے اخذ کی اور شرح سیر الکبیر کو روایت کیا۔ حدیث کو ایک جماعت محدثین سے سنا یہاں تک کہ بخارا میں ساکن ہوکر افتاء کے لیے صدر نشین ہوئے اور وہاں کی قضا آپ کے سپرد ہوکر ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی واقعات و نوازل میں لوگ آپ کی طرف رجوع لانے لگے۔ فتاوے قاضیخان وغیرہ مشاہیر فتاوی میں آپ کا مکرر تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے فتاوی نتف اور شرح جامع کبیر مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ بغداد میں پڑھا کرتے تھے ان ایام میں خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے

خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے کے لیے قرعہ ڈالا تو آپ کا قرعہ نکلا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ پہلے مجکو آپ سبق پڑھ لینے دو آپ نے فرمایا کہ مفت میں نہیں چھوڑونگا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ تم مجکو پہلے سبق پڑھ لینے دو تو میں تمکو اسکے عوض میں پچاس دینار دونگا آپ نے نہ مانا اور سبق پڑھ لیا جب آپ سبق پڑھ کر علیحدہ ہوئے تو آپ کے ہم سبق اور یاروں دوستوں نے آپ کو ملامت کرنی شروع کی اور کہا افسوس آپ کی طرف پھبتیاں کر کہنے لگے کہ اگر تم خلیفہ کے بیٹے کو اول سبق پڑھ لینے دیتے تو تمکو پچاس دینار ملجاتے اور پھر اپنا سبق بھی پڑھ لیتے آپ کے پاس صرف ایک گودڑی کھجور کے پوست سے بنی ہوئی تھی اور وہ بھی کئی جگہ سے پھٹی ہوئی اسوقت وہاں ایک متمول شخص حاضر تھا اسنے آپکا یہ شوق علم دیکھکر کہا کہ چونکہ آپ نے فقط ایک سبق کو پچاس دینار پر مقدم سمجھا اسلیے مجکو واجب ہے کہ آپ کے نان و نفقہ کی خبر گیری رکھا کروں پس اسنے آپ کی بڑی عزت کی اور آپکو رہنے کے لیے ایک مکان دیکر لباس و خوراک کی طرف سے آپکا خبرگیراں رہا جس سے آپنے بوجہ جمعیت سے فارغ البال ہو کر تحصیل علم کی۔ وفات آپ کی ۴۶۱ھ میں ہوئی سغد سمرقند کی نواح میں جو ایک علاقہ کا نام ہے۔

داتا گنج بخش

علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری۔ آپکا شجرہ نسب امام حسن بن حضرت علی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی۔ عابد۔ زاہد۔ متقی۔ مظہر خوارق و کرامات اور حنفی المذہب تھے آپ نے اپنے مرشد شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی جنیدی کے سوا بڑے بڑے مشائخ مثل شیخ ابو القاسم گورگانی و ابو سعید ابو الخیر اور ابو القاسم قشیری محدث سے صحبت کر کے فوائد کثیرہ حاصل کیے اخیر کو اپنے مرشد کے اشارت سے غزنی سے ہندوستان میں آکر لاہور میں فضیلت و مشیخت کا ہنگامہ گرم کیا دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہکر ہزارہا جاہلوں کو عالم فاضل اور صدہا گم کردگان راہ حق کو راہ راست بتائی اور دور دور سے علماء و فضلاء نے آپ کی خدمت میں آکر سعادت دارین حاصل کی۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب آپنے لاہور میں قیام کیا تو اپنے رہنے کا مکان اور مسجد تعمیر کی لیکن اسوقت محراب مسجد کا بہ نسبت

دیگر مساجد کے کچھ تھوڑا سا پھرا ہوا مائل بسمت جنوب معلوم ہوتا تھا علماء وقت نے اس پر اعتراض کرنا شروع کیا آپ خاموش رہے جب مسجد تیار ہو گئی تو آپ نے کل علماء و فضلاء شہر کی دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی بعد نماز کے سب کو روبقبلہ ایستادہ کر کے فرمایا کہ دیکھو قبلہ کسطرف ہے یہ کہتا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے فوراً تمام حجاب اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نہایت نادم ہوئے آپ کی تصنیفات تو بہت ہیں لیکن اُنمیں سے کشف المحجوب نہایت مشہور و مقبول عام ہے جسمیں آپ نے امام ابو حنیفہ کی نسبت لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں حضرت بلال موذن کی قبر کے سرہانے سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپکو مکہ معظمہ میں دیکھا اتنے میں پیغمبر خدا باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور آپ نے ایک بوڑھے شخص کو مثل اطفال کے گود میں لیا ہے اور نہایت شفقت اُسپر فرما رہے ہیں میں نے سلام کر کے آپ کے پاؤں مبارک پر بوسہ دیا اور تعجب سے اپنے دل میں خیال کیا کہ آیا یہ پیر روشن بخت کون ہے جسپر حضرت اسقدر مہربانی مبذول فرما رہے ہیں حضرت نے معجزے سے میرے رازدل کو معلوم کر کے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو مسلمانان اہل سنت کے امام ہیں انتہی۔ وفات آپ کی سنہ ۴۶۵ھ میں ہوئی اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ لاہور میں جسقدر آپ کے مزار پر اہل حاجات وغیرہ کا رجوع ہے اسقدر اور کہیں نہیں ہے جلاب و ہجویر غزنی میں دو محلوں کا نام ہے جہاں آپ ابتداء میں رہا کرتے تھے۔ سال وفات آپکا جلوہ نور الصمد ہے۔

احمد بن محمد سمنانی

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی۔ آپ بھی اپنے باپ ابو جعفر محمد بن احمد کی طرح حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے اور عقیدہ اشعریہ میں بڑا غلو کرتے تھے۔ کنیت ابو الحسین تھی سنہ ۳۸۱ھ میں بمقام سمنان پیدا ہوئے فقہ و حدیث اپنے باپ سے پڑھی اور سنی یہانتک کہ اپنے وقت میں فقیہ محدث ثقہ صدوق حسن الاخلاق کبیر القدر ہوئے۔ خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا۔ سنہ ۴۲ھ میں آپ حلب کے قاضی مقرر ہوئے اور قاضی ابی عبد اللہ دامغانی کی دختر سے نکاح کیا اور بغداد میں ماہ جمادی الاولی سنہ ۴۶۶ھ میں وفات پائی۔

علی بن عبداللہ خطیبی: بڑے عالم فاضل، زاہد، اور اختلاط سلاطین سے متنفر تھے اور
اپنے آپکو تدریس و تعلیم پر مجبور کر رکھا تھا جب کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ کے آنسو
نکل آتے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ آپ نے شمس الائمہ عبد العزیز حلوانی اور ابی محمد
عبد الصمد ناصحی سے پڑھی اور نوجوانی میں حج کیا۔ جب اصفہان میں آئے تو وہاں کی قضا
آپکو دیگئی۔ کہتے ہیں کہ آپ سترہ برس تک قائم اللیل رہے اور اس عرصہ تک آپ نے
رات کو اپنی کروٹ زمین پر نہ رکھی۔ نقل ہے کہ سنہ ۴۶۶ھ ہجری میں آپ اصفہان میں ایک دن
صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نیک بخت عورت نے آپ کے پاس آکر بیان کیا کہ
میں سحر کے وقت سوئی ہوئی تھی اور بحالت خواب یہ گمان کرتی تھی کہ گویا میں مدینہ منورہ
کی مسجد میں ہوں کہ ایک شخص نے آکر بانگ نماز و تکبیر کہی اور لوگ صفیں باندھکر اسکے پیچھے
کھڑے ہوگئے اور اسکو کہا گیا کہ تکبیر تحریمہ کہو مگر اسنے جواب دیا کہ جبتک ابو الحسن خطیبی حاضر
نہونگے میں تکبیر نہیں کہونگا۔ آپ عورت مذکور کی زبان سے یہ بات سنتے ہی مصلے پر سے اٹھ کھڑے
ہوئے اور ننگے پاؤں شہر حلوان کو جو عراق کی طرف تھا چلدیئے جب اس بات کی خبر حاکم
اصفہان کو ہوئی تو وہ آپ کے پیچھے دوڑا آیا اور بہت التماس کی کہ آپ یہیں رہیں
مگر آپ نے ایک نہ سنی اور چلدیئے یہانتک کہ شہر مذکور میں بڑی تھکن کے ساتھ
پہونچ گئے اور مقام جحفہ میں جو مدینہ کے راستہ میں ہے پہونچکر سنہ ۴۶۶ھ ہجری کے
میں فوت ہوگئے۔

اسمعیل بن محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کماری: عید الفطر کے روز سنہ ۳۵۳ھ
ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو علی تھی۔ فاضل ماہر فقیہ متبحر تھے۔ فقہ اپنے باپ محمد
بن احمد سے پڑھی اور حدیث کو عبید اللہ بن اسد اور ابا بکر احمد بن عبید اللہ اور ابا عبد اللہ
بن مہدی سے سنا اور شہر واسط کے قاضی مقرر ہوئے۔ وفات آپکی ماہ جمادی الاولیٰ
سنہ ۴۴۸ھ ہجری میں ہوئی۔

اسعد بن محمد بن حسین کرابیسی نیشاپوری: ابو المظفر کنیت اور جمال الاسلام لقب
تھا۔ عالم فاضل فقیہ ادیب حسن الطریقہ تھے۔ فروع و اصول میں آپکو معرفت تامہ

اور مہارت کاملہ حاصل تھی۔ فقہ آپ نے علاء الدین اسمندی تلمیذ سید الاشرف سے حاصل کی اور علم ادب ابی منصور موہوب بن احمد جوالیقی سے پڑھا ایک کتاب سو جز نام فقہ و فروق میں تصنیف فرمائی اور [illegible]ھ میں فوت ہوئے۔ کرابیس جمع کرباس کی ہے اور کرباس کپڑے کو کہتے ہیں پس آپکا کرابس کی طرف منسوب ہونا یا تو اسکی خرید و فروخت یا اسکے عمل کی جہت سے ہے۔

احمد اقطع

احمد بن محمد بن محمد بن نصر الفقیہ المعروف بالاقطع۔ فقیہ کامل جامع علوم و فنون اور بڑے حساب دان تھے فقہ آپنے ابی الحسین قدوری سے پڑھی سکونت آپ کی بغداد کے محلہ درب ابی یزید میں تھی لیکن ۴۳۰ ہجری میں اہواز کی طرف تشریف لیجاکر مقام رامہرمز میں مقیم ہوئے۔ اقطع آپکو اسلیے کہا کرتے تھے کہ لڑائی تتار میں جو اہل اسلام سے ہوئی تھی ایک ہاتھ آپکا کٹ گیا تھا آپ نے مختصر قدوری کی شرح تصنیف کی اور ۴۷۴ھ میں وفات پائی۔

عبد العزیز مرغینانی

عبد العزیز بن عبد الرزاق مرغینانی۔ جامع فروع و اصول تھے خدا کی فضل سے آپکے چھ بیٹے تھے جو سب کے سب تدریس و افتا کی لیاقت رکھتے تھے جب آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ گھر سے نکلتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ سات مفتی ایک گھر سے نکلے ہیں مگر آپکے بیٹوں میں سے ابو الحسن ظہیر الدین علی بن عبد العزیز اور شمس الائمہ محمود اوزجندی اشہر ہیں وفات آپ کی ۴۷۷ھ میں ہوئی۔

محمد بن علی دامغانی

محمد بن علی بن محمد بن حسین بن عبد الملک بن عبد الوہاب بن حسویہ الدامغانی۔ دامغان میں ۳۹۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل۔ محدث جید وافر الفضل سدید الرائے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور تھے۔ عقیلی نے کہا ہے کہ مشائخین میں آپ کوہ بلند اور جبل محکم تھے آپ کے وقت میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی فقہ آپ نے حسن بن علی ضیمری شاگرد ابی بکر محمد خوارزمی تلمیذ ابی بکر احمد جصاص سے حاصل کی اور حدیث کو ضیمری اور ابی عبد اللہ محمد بن علی صوری وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے سمعانی کے مشائخ عبد الوہاب بن مبارک انماطی اور حسین بن حسن مقدسی وغیرہ نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ آپکا قول ہے کہ

دامغان میں ابی صالح فقیہ سے فقہ پڑھی پھر نیشاپور میں آیا اور چودہ مہینے وہاں رہکر قاضی ابو العلا صاعد بن محمد کی صحبت کی پھر بغداد میں جوانی کی حالت میں آکر قدوری سے پڑھا اور صیمری کی ملازمت اختیار کی اور پچاس سال کی عمر میں ۴۴۷ھ ہجری میں بعد وفات قاضی ابن ماکولا کے آپکو بغداد کی قضا ملی جسپر آپ کچھ اوپر تیس سال مقرر رہے۔ ابو الطیب کہتے ہیں کہ آپ ہمارے مذہب شافعی کے بہت اعرف تھے اور نہایت خوبصورت اور دین و علم کے خوب دقائق و معانی دان صاحب عقل و حلم و مروت اور منصف تھے اکثر آپکے درس میں مثل شیخ ابو اسحٰق شیرازی کے ملاعبات و نوادر وارد ہوا کرتے تھے جنکے اجتماع سے نزہت خاطر حاصل ہوتی تھی آپکو بسبب جلالت و حشمت و پیشوائی کے امام ابو یوسف سے مشابہت دیجاتی تھی۔ آپکی اولاد میں مدت تک مسلسل ائمہ و قاضی ہوتے رہے۔ وفات آپکی ماہ رجب ۴۷۸ھ میں ہوئی اور بغداد میں امام ابو حنیفہ کے قبہ کے پاس مدفون ہوئے۔ امیر المومنین آپکی تاریخ وفات ہے۔

اسمٰعیل فقیہ حجاجی

اسمٰعیل بن محمد بن احمد بن الطیب بن جعفر الفقیہ الحجاجی الکماری۔ بقول ابو الفضل مقدسی کے آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھکر حنفیوں میں کوئی احسن طریقہ نہ تھا جو امام اعظم کے مذہب پر ثقہ و فقیہ ہو۔ ابو سعد کنیت تھی حجاجی آپکو اسلیے کہتے تھے کہ آپ شہر بیق کے جسکو لوگ حجاج بولتے ہیں رہنے والے تھے اور کمار آپ کے اجداد میں سے کسی شخص کا نام تھا وفات آپکی ۴۷۹ھ میں ہوئی۔

احمد اسبیجابی

احمد بن منصور اسبیجابی۔ شہر اسبیجاب میں جو سرحد ترک سے ہے رہا کرتے تھے ابو نصر کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ متبحر تھے فقہ اپنے ملک کے علماء سے پڑھی پھر سمرقند کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے ائمہ سے خوب مناظرے کیے اور فقہاء و طلباء کو درس دیا یہانتک کہ بعد وفات سید ابی شجاع کے آپ ہی کی طرف لوگوں نے امور وغیرہ میں رجوع کیا اور آپ سے آثار جمیلہ ظہور میں آئے مختصر طحاوی کی شرح نہایت عمدہ لکھی اور ۴۸۰ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت کی۔ گرامی دہر آپکی تاریخ وفات ہے۔

محمد باقرحی

محمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن جعفر بن مخلد باقرحی۔ ماہ شعبان ۳۹۷ھ ہجری کو شہر باقرح میں جو بغداد کے علاقہ میں واقع ہے پیدا ہوئے ابو الحسن کنیت تھی اور بیت علم

وقضا و حدیث و عدالت سے تھے حدیث کو ابا الحسین احمد بن محمد واعظ اور ابا الحسن محمد اور ابا علی حسن بن احمد بن شاذان وغیرہم سے سنا اور ماہ رمضان سنہ ۴۸۱ ہجری مین وفات پائی آپکے والد ماجد اسحٰق بن ابراہیم متوفی سنہ ۴۲۹ ہجری بھی بڑے عالم فاضل محدث صدوق تھے جن سے خطیب بغدادی نے کچھ احادیث لکھی ہین۔

عبد الکریم بن ابی حنیفہ بن عباس بن منظر اندقی۔ چوتھی صدی کے بعد پیدا ہوئے قصبہ اندق کے جو بخارا کے پاس واقع ہی رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل زاہد پرہیزگار متواضع نیک سیرت تھے۔ فقہ ابی محمد بن احمد حلوائی اور ابی طاہر محمد بن علی بن احمد اسمٰعیل اور ابی نصر احمد بن علی بن منصور سے حاصل کی اور انھین سے حدیث کو سنا آپ سے ابو عمرو عثمان بن علی البیکندی نے روایت کی اور شعبان کے مہینے سنہ ۴۸۱ ہجری مین فوت ہوئے قمر عالم آپ کی تاریخ وفات ہی۔

علی بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی۔ سنہ ۴۰۰ ہجری مین پیدا ہوئے فروع و اصول مین اپنے زمانہ کے امام ائمہ شیخ حنفیہ۔ مرجع انام جامع علوم مختلفہ فقیہ کامل محدث جید حفظ مذہب مین ضرب المثل تھے آپ نے تصنیفات معتبرہ سے زمانہ کو پر کیا چنانچہ کتاب مبسوط گیارہ جلدون مین تصنیف کی اور جامع کبیر و جامع صغیر کی شرحین لکھین اور ایک بڑی کتاب نہایت معتبر و معتمد اصول فقہ مین اصول بزدوی کے نام سے تصنیف کی اور ایک تفسیر قرآن مجید کی ایکسو بیس جزو مین جو ہر ایک جزو قرآن شریف کے حجم کے برابر ہی تصنیف کی۔ غناء الفقہاء مین اور کتاب امالی حدیث مین جمع کی فخر الاسلام لقب اور ابو الحسن و ابو العسر کنیت تھی۔ سمرقند کی تدریس و قضا آپ کے سپرد کی گئی ۵ تاریخ ماہ رجب سنہ ۴۸۲ ہجری کو بمقام کش مین فوت ہوئے اور جنازہ آپ کا سمرقند مین لیجا کر دفن کیا گیا۔ بزدوی قلعہ بزدہ کی طرف منسوب ہی جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہی کہتے ہین کہ آپ کے زمانہ مین ایک بڑا متبحر عالم شافعی المذہب آپ کی ولایت مین آیا جس سے وہ مناظرہ کرتا تھا اسپر غالب آتا تھا یہان تک کہ بعض حنفی المذہب بھی مذہب امام شافعی کی طرف مائل ہو گئے علماء و فضلا نے متفق ہو کر آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ اسطرف متوجہ ہون ورنہ ہم سب لوگ شافعی ہو جائینگے آپ نے کہا کہ مین ایک گوشہ نشین آدمی ہون مجکو بنا

دو ساعت سے کیا کام ہی مگر جب اُن لوگون نے نہایت اصرار کیا تو آپ نے اُنکی التجا کو قبول کیا اور اُسکی مجالس مین تشریف لے گئے عالم مذکور نے امام شافعی کے مناقب کو شمار کرنا شروع کیا اور کہا کہ ہمارے امام نے ایک مہینے مین قرآن شریف حفظ کیا اور ہر روز ایکبار ختم کرتے تھے اور رات کو تراویح مین سارا قرآن پڑھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ تو آسان کام ہی کیونکہ قرآن شریف تمامہ علم ہی اور ہم اُسکو یاد رکھا کرتے ہین پھر فرمایا کہ سرکاری دفتر کا حساب کتاب لاؤ اور دخل و خرچ دو سال کا پڑھکر مجھکو سناؤ لوگون نے ایسا ہی کیا امام نے دفتر مذکور پر اس غرض سے کہ کوئی اُسمین تغیر و تبدل نہ کر سکے بادشاہ کی مہر کرا کر اُسکو ایک مکان مقفل مین بند کرا دیا اور آپ حج کو تشریف لے گئے جب چھ مہینے کو واپس آئے تو ایک بڑی مجلس کی اور دفاتر کو کھلوا کر عالم مذکور کے ہاتھ مین دیا اور آپ نے تمام یاد اُسکو پڑھکر سنا دیا یہان تک کہ ایک حرف کی بھی غلطی نہ کی جس سے مدعی بسبب خجالت و ندامت کے پانی پانی ہوگیا۔ محقق پاک رائے آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد بن محمد بن صاعد بن محمد استوائی سنہ ۴۱۰ ہجری مین پیدا ہوئے ابو منصور کنیت اور شیخ الاسلام خطاب رکھتے تھے علم اپنے دادا ابی العلا صاعد سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی سعید صیرفی اور اپنے دادا سے سماعت کیا اور آپ سے زاہر اور وجیہ اور عبد الخالق بن زاہر وغیرہ نے روایت کی۔ اخیر کو نیشاپور کے قاضی القضاۃ ہوئے اور شیخ الاسلام کے لقب سے پکارے گئے سمعانی نے لکھا ہی کہ آپ اخیر عمر مین مذہب کے معاملہ مین بڑے متعصب ہو گئے تھے جس سے نظام الملک نے آپکو قضا سے موقوف کر دیا اور سنہ ۴۸۲ ہجری کو شعبان کے مہینے مین فوت ہوئے

محمد بن حسین بن محمد بن حسین بخاری المعروف بہ بکر خواہرزادہ۔ امام فاضل۔ فقیہ محدث مذہب امام ابو حنیفہ مین متبحر تھے آپ کا طریقہ حسنہ معتبرہ تھا اور علماء ماوراء النہر مین سے بحر العلم تھے بہت سے اصحاب و ائمہ آپ سے ظاہر ہوئے۔ خواہرزادہ آپ کو اس لیے کہتے تھے کہ آپ قاضی ابی ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے اور اس نسبت سے اور علماء فضلا بھی ملقب ہین۔ حدیث آپ نے اپنے باپ اور ابا نصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابا عمر محمد بن عبد العزیز قنطری اور ابا سعید بن احمد اصبہانی اور ابا فضل منصور بن عبد الرحیم کاغذی وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا مین کئی ایک مجالس مین حدیث کو لکھوایا اور آپ سے عثمان بن علی بیکندی

اور عمر بن محمد بن لقمان نسفی وغیرہم نے حدیث کو روایت کیا۔ سمعانی شافعی لکھتے ہیں کہ آپ سے ہمکو صرف ابو عمر و عثمان بن علی بن محمد بیکندی کے ذریعہ سے حدیث پہونچی۔ کتاب مختصر۔ کتاب تجنیس۔ کتاب مبسوط تصنیف کیں اور بوڑھے ہو کر بخارا میں جمعہ کی رات ۲۵ ماہ جمادی الاولی ۴۳۳ھ یا ۴۸۳ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن عبد اللہ ناصحی نیشاپوری۔ ابو الحسین کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے وقت کے امام، فقیہ، محدث، مناظر، جدلی، ادیب، شاعر، طبیب، اعرف مذہب عالم و فاضل تھے۔ فقہ اپنے باپ ابی محمد عبد اللہ ناصحی سے انھوں نے قاضی ابی ہیثم انھوں نے قاضی حرمین انھوں نے ابی طاہر دباس انھوں نے ابی خازم انھوں نے عیسیٰ ابن ابان انھوں نے امام محمد سے پڑھی اور حدیث کو ابا سعید صیرفی وغیرہ محدثین سے سنا اور بغداد و خراسان میں تحدیث کی اور آپ سے محمد بن عبد الواحد دقاق اور عبد الوہاب بن الانماطی وغیرہ نے روایت کی آپ اپنے باپ کی حیات میں بھی مدرسہ سلطانیہ کے مدرس بنے اور عہد الپ ارسلان میں نیشاپور کی قضا کے متولی ہوئے اور دس سال تک قاضی رہے اور حشمت و درجہ کو حاصل کیا آپ ایسے فقیہ النفس تھے کہ جب امام حرمین سے مسائل میں گفتگو کرتے تو امام آپ کی تعریف کرتے عبد الغافر فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ آپکو ابی المعالی جوینی شافعی کے ساتھ مسائل میں گفتگو کرتے دیکھا اور ابو المعالی آپ کے کلام پر بسبب حسن ایراد اور قوت فہم کے تعریف کرتے تھے جب آپ حج سے پھر کر اصفہان کے قریب پہونچے تو ماہ رجب ۴۸۴ھ ہجری میں وفات پائی سال وفات آپ کا لفظ آفتاب ہے۔

علی بن حسین بن علی نیشاپوری۔ ابو الحسن کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام عالم تھے بالس میں سنت نبویہ کا بڑا لحاظ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے دوڑتے جایا کرتے تھے اور جو شخص راستہ میں ملتا تھا اسکو سلام کرتے تھے علم آپ نے حسین بن علی صیمری سے انھوں نے ابی بکر محمد خوارزمی انھوں نے جصاص انھوں نے بردعی انھوں نے موسیٰ بن نصر انھوں نے امام محمد سے حاصل کیا آپ کے کلام کو معتزلہ کے مذہب پر بڑا غلبہ تھا اور اہل خراسان کی بولی میں وعظ کیا کرتے تھے بغداد میں سلطان طغرل کے ہمراہ آئے جب نیشاپور میں واپس گئے

تو زہد اختیار کر لیا اور سلاطین کے پاس آمد و رفت چھوڑ دی ایک دن سلطان ملک شاہ نے جامع نیشاپور میں کہا کہ اب آپ ہمارے پاس کیون نہین آیا کرتے آپ نے فرمایا اس لیے کہ مین نے ارادہ کیا ہے کہ تو بسبب زیارت علماء کے بادشاہون مین سے بہتر ہو اور مین بباعث زیارت بادشاہون کے علماء مین سے اشر ہون آپ اور شیخ ابی محمد جوینی شافعی اور انکے بیٹے ابی المعالی کے درمیان فروع و اصول مین بڑی مخالفت رہی اور طرفین کی طرف لوگون کے گروہ ہو گئے آپنے قرآن شریف کی ایک عمدہ تفسیر تصنیف کی اور ۴۸۳ ہجری مین وفات پائی + چشم عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الحمید یا عبد الرشید بن حسن بن حسین سمرقندی اسمندی۔ ابو حامد کنیت علاء الدین لقب تھا شہر اسمند کے جو سمرقند کے علاقہ مین واقع ہے رہنے والے تھے اور علاء عالم سے معروف و مشہور تھے۔ فقیہ۔ فاضل اور عالم مناظر تھے فقہ اشرف علوی سے پڑھی اور علم خلاف و تفسیر مین تصنیفات کین ابو المظفر جمال الاسلام سعد کرابیسی مصنف فروق اور شیخ الاسلام نظام الدین عمر بن صاحب ہدایہ نے آپ سے اخذ کیا۔ کئی ایک مجلد مین ایک تعلیق لکھی اور تفسیر کو املا کیا اصول فقہ مین بذل النظر اور اصول اعتقاد مین ہدایہ نام کتاب تصنیف کی۔ اخیر کو مناظرے اور مباحثے ترک کر کے عبادت مین مشغول ہو گئے اور ۵۵۲ھ مین وفات پائی

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی۔ ابو بکر کنیت اور شمس الائمہ سرخسی سے ملقب تھے ۴۹۰ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام۔ علامہ۔ حجت۔ متکلم۔ مناظر۔ اصولی۔ فقیہ۔ محدث مجتہد تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپکو طبقہ مجتہدین فی المسائل مین سے شمار کیا ہے پہلے اپنے باپ کے ساتھ واسطے تجارت کے بغداد مین آئے پھر شمس الائمہ حلوائی کی صحبت اختیار کی اور انسے علوم پڑھے اور یہانتک انسے اخراج کیا کہ یگانہ زمانہ ہوئے آپ سے برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر بن مازہ و محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بن محمد بیکندی نے تفقہ کیا چونکہ آپ بڑے حق گو تھے اس لیے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور آپکو شہر اوزجند مین ایک کنوین کے اندر قید کر دیا جسمین آپ مدت تک قید رہے اور آپکے شاگرد کنوین پر بیٹھکر آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوین کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے چنانچہ محبوسی کی حالت مین

کتاب مبسوط کو پندرہ جلد مین محض اپنی فکر رسا و طبع ذکا سے بغیر مطالعہ کسی کتاب کے اپنے تلامذہ سے لکھوایا اور نیز شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو مجلس مین تصنیف کر کے شاگردون سے لکھوایا چنانچہ جب وہ شرح عبادات سے فارغ ہوئے تو اسکے اخیر مین یہ لکھوایا ہذا آخر شرح العبادات باوضح المعانی واوجز العبارات املاء المحبوس فی محبس الاشرار علاوہ اُنکے مجلس مین ایک کتاب اصول و فقہ مین اور سیر الکبیر کی شرح بھی املا کرائی اور جب باب الشروط تک پہونچے تو آپکو قید سے رہائی حاصل ہو گئی پس آپ آخر عمر مین فرغانہ کی طرف تشریف لیگئے جہان آپکو امیر حسن نے اپنے مکان مین اُتارا اور طلبا آپ کے پاس پہونچ گئے پس وہان آپ نے شرح سیر الکبیر کا املا کامل کرایا علاوہ اُنکے مختصر طحاوی اور امام محمد کی کتابون کی بھی شرحین لکھین۔ کسی نے آپکے سامنے امام شافعی رح کا ذکر کر کے کہا کہ اُنکو تین سو جزو کتابون کے یاد تھے اسپر جب آپ نے اپنے محفوظ جزو کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار جزو نکلے۔ وفات آپ کی بقول بعض سنہ ۴۹۰ھ اور بقول بعض سنہ ۵۰۰ھ ہجری کے قریب ہوئی شمس ملک اور مجتہد اولیا آپ کی تاریخ وفات ہین۔ کہتے ہین کہ جب آپکو ظالم نے قید کر کے اوزجند کی طرف بھیجا تو راستہ مین جب نماز کا وقت آتا تو آپکے ہاتھ پاؤن سے خود بخود بند کھل جاتے اور آپ وضو یا تیمم کر کے پہلے بانگ نماز پھر تکبیر کہکر نماز شروع کر دیتے اسوقت سپاہی پہرے والے دیکھتے کہ ایک جماعت سبز پوشون کی آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سپاہیون کو کہتے کہ آؤ تم مجھے باندھ لو سپاہی کہتے کہ اے خواجہ ہمنے تمہاری کرامت دیکھ لی ہے اب ہم تمسے ایسا معاملہ نہین کرینگے اسپر خواجہ یہ جواب دیتے کہ مین مامور حکم خدا کا ہون پس مین اُسکا حکم بجا لایا تا کہ قیامت کو شرمندہ نہون اور تم اس ظالم کے تابعدار ہو پس چاہیے کہ تم اُسکا حکم بجا لاؤ تا کہ اُسکے ظلم سے خلاصی پاؤ۔ جب آپ شہر اوزجند مین پہونچے تو ایک مسجد مین موذن نے تکبیر کہی آپ بھی نماز پڑھنے کو مسجد مین داخل ہوئے امام نے آستین کے اندر ہی ہاتھ رکھ کر تکبیر تحریمہ کہی آپ نے پچھلی صف سے آواز دی کہ پھر تکبیر کہنی چاہیے امام نے پھر اسی طرح آستین مین ہاتھ رکھ کر تکبیر کہی پس اسی طرح تین دفعہ رد و بدل ہوا چوتھی دفعہ امام نے منھ پھیر کر پوچھا کہ شاید آپ امام اجل سرخسی ہین آپ نے کہا کہ ہان امام نے کہا کیا تکبیر مین کچھ خلل ہے آپ نے فرمایا کہ نہین لیکن مردون کے لیے ہاتھ آستین سے باہر نکال کر تکبیر کہنی سنت ہے پس مجکو اُس شخص کے ساتھ

اقتدا کرتے بہت عار ہے جو عوتون کی سنت کے ساتھ نماز مین داخل ہو۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ طالب علم آپ اس کنوین پر جسمین آپ قید تھے سبق پڑھ رہے تھے ایک طالب علم کی آواز آپ نے نہ سنی آپ نے پوچھا کہ وہ کہان گیا ہے ایک طالب علم نے کہا کہ وضو کرنے گیا ہے اور مین بسبب سردی کے وضو نہین کر سکا امام نے فرمایا کہ دعا فاک اللہ تجھے شرم نہین آتی کہ اسقدر سردی ہین تو وضو نہین کر سکتا حالانکہ مجکو طالب علمی کے وقت بخارا مین ایک دفعہ عارضہ شکم کا لاحق ہوا تھا جس سے مجکو چالیس دفعہ قضاے حاجت ہوئی پس مین ہر دفعہ نالہ سے وضو کرتا تھا جب مکان پر آتا تھا تو میری دوات بسبب سردی کے جم گئی ہوئی تھی اپس مین اسکو اپنے سینہ پر رکھ لیتا جب وہ سینہ کی گرمی سے حل ہو جاتی تو اس سے تعلیقات لکھتا تھا۔

قاضی احمد بن عبد الرحمن بن اسحق ریغدموئی جمال الدین لقب ابو ابو نصر کنیت تھی بخارا کے علاقہ مین ریغدموں ایک قریہ ہے وہان شوال کے مہینے ۴۱۴ھ ہجری مین پیدا ہوے بڑے عقیل اور اپنے وقت کے امام فاضل تھے علم اپنے باپ اور قاضی ابی زید و بوسی اور ابی نصر احمد بن عبد اللہ خیزاخزی سے حاصل کیا آپ سے آپ کے بیٹے اور پوتے یحیی بن احمد اور حامد بن احمد نے تفقہ کیا بخارا کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور لوگون نے آپ سے امالی کو لکھا۔ رمضان کے مہینے ۴۹۳ھ مین فوت ہوے

محمد بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بن مجاہد بزدوی۔ ابو الیسر کنیت صدر الاسلام لقب تھا اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق جامع فروع و اصول صاحب تصنیفات تھے ماوراء النہر مین ریاست مذہب حنفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ وغیرہ اسمٰعیل بن عبد الصادق سے انھون نے ابی الیسر عبد الکریم انھون نے ابی منصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمود انھون نے ابی بکر جوزجانی انھون نے ابی سلیمان انھون نے امام محمد سے حاصل کی اور نیز ابی یعقوب یوسف سیاری سے اخذ کیا اور آپ سے نجم الدین نسفی اور علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہا اور ابن ابی الیسر ابو المعالی احمد اور انکے بھائی کے بیٹے حسن بن علی نے اخذ کیا اور بخارا مین ۴۹۳ھ مین وفات پائی۔ بحر بے کنار آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الحمید بن عبد الرحیم بن احمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب المعروف بخواہر زادہ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث تھے اور مردین آپ کے وقت مین امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے آپ سے زیادہ کوئی متوغل فی الحدیث اور کتاب فی الحدیث مین نہ تھا اور اہل حدیث کے

بڑے محدث تھے آپ نے حدیث کو بکثرت سنا اور اپنے ہاتھ سے لکھا چونکہ آپ قاضی ابی الحسن علی بن حسین دہقان کے بھانجے تھے اس لئے خواہر زادہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور ابوسعید کنیت تھی۔ مرد میں ماہ جمادی الاولی ۴۹۴ھ میں وفات پائی۔ بزرگ دارین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یحییٰ بن عبداللہ بن حسین ناصحی۔ ابوصالح کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے۔ فقہ اپنے باپ سے اخذ کی اور تدریس و افتاء میں مشغول رہے۔ وفات آپ کی ۴۹۵ھ ہجری میں ہوئی۔ سال وفات آپ کا لفظ فہیم عصر ہے۔

علی بن محمد بن احمد سمنانی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل تھے۔ کنیت ابوالقاسم تھی۔ فقہ کو قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد بن علی دامغانی کبیر سے اخذ کیا اور اصول و کلام کو ابی علی محمد بن احمد بن ولید سے پڑھا۔ فقہ۔ شروط۔ تواریخ میں تصنیفات کیں اور کتاب روضۃ القضاۃ فی ادب القضاۃ ایک مجلد کبیر اور نہایت لطیف فروع حنفیہ میں ۴۷۸ھ میں تصنیف کی اور ۴۹۹ھ یا بقول ملا علی قاری ۴۹۳ھ میں وفات پائی۔ سمنانی سمنان کی طرف منسوب ہے جو بلاد قومس سے دامغان اور خوار ری کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

احمد بن علی ترمذی۔ آپ کی کنیت ابوبکر وراق تھی اور وراق اس شخص کو کہتے ہیں جو قرآن وحدیث وغیرہ لکھا کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر کتابت کیا کرتے تھے۔ آپ نے مختصر طحاوی کی شرح بڑے بسط کے ساتھ چار جلدوں میں تصنیف کی اور اس میں پہلے متن کے مسائل کو بیان کر کے اسکی شرح یوں شروع کی کہ احمد نے کہا الخ۔ قنیہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ حج کے لیے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب پہلی ہی منزل پر پہونچے تو اپنے اصحاب کو فرمایا کہ مجھکو واپس پھیر لیجاؤ کیونکہ میں نے صرف ایک ہی منزل میں سات سو گناہ کبیرہ کیا ہے پس وہ آپ کو پھیر لے گئے۔

محمد بن جعفر بن محمد بن معتز بن محمد بن مستغفر نسفی۔ فقیہ کامل محدث فاضل صاحب خیر وصلاح تھے۔ ابوذر کنیت تھی آپ کے والد جعفر بن محمد نے آپکو ایک جماعت شیوخ سے حدیث سماعت کرائی جب آپکے والد فوت ہوئے تو آپ بجائے انکے نسف کے خطیب مقرر ہوئے۔ ابومحمد عبدالعزیز بن محمد نخشبی نے اپنی معجم شیوخ میں آپ کا ذکر کیا اور لکھا کہ آپ نے ابا الفضل یعقوب بن اسحق اسلامی اور ابا محمد عبدالملک بن مروان بن ابراہیم

بن رافع وغیرہ سے حدیث کو سُنا اور روایت کیا۔

محمد بن احمد بن حمزہ بن حسین بن علی بن عبداللہ بن حسین بن علی المعروف بہ سید ابی شجاع عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ سمرقند مین رکن الاسلام علی بن حسین سغدی اور امام حسن ماتریدی کے معاصر تھے اور آپکے زمانہ مین جب فتاوی پر ان تینون کے دستخط ہوتے تھے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

ہبتہ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زہیر بن ہارون بن موسیٰ بن ابی جرادہ صاحب حضرت علیؓ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے فقہ قاضی ابی جعفر محمد بن احمد عراقی فقیہ متکلم متوفی ۴۲۴ھ سے پڑھی۔ آپ ہی ہین جنکے خاندان سے سب سے پہلے حلب کے قاضی مقرر ہوے۔ آپنے ایک کتاب اُن اختلافات کے باب مین تصنیف کی جو مابین امام ابو حنیفہ وصاحبین کے واقع ہوے۔

میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی نسفی۔ ابو المعین کنیت تھی امام فاضل جامع فروع واصول تھے کتاب تبصرۃ الادلہ اور تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کین اور علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہا نے آپ سے تفقہ کیا۔

علی بن بندار یزدی۔ ابو القاسم کنیت تھی اور قاضی القضات کے خطاب سے پکارے جاتے تھے مسکن آپ کا شہر یزد تھا جو علاقہ شیراز مین مابین اصفہان وکرمان کے واقع ہی۔ آپ جمال الدین مطہر یزدی صاحب تہذیب شرح جامع صغیر کے پردادا تھے۔ علوم ابی جعفر قاضی نسفی شاگرد جصاص احمد رازی سے حاصل کیے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی جس سے اکثر صاحب تہذیب نے نقل کی۔

علی بن محمد واسطی۔ عالم فاضل اور فقیہ مقبول مخالف وموافق تھے مدت تک ابی عبداللہ بصری تلمیذ امام ابی الحسن کرخی کی صحبت مین رہے اور اُنسے علوم حاصل کیے اور آپ سے ابو عبداللہ حسین بن علی صیمری نے پڑھا اور روایت کی۔ واسطی شہر واسط کی طرف منسوب ہی جو مابین بصرہ وبغداد کے واقع ہی جسکے صحرا مین خوب قلمین پیدا ہوتی ہین۔

اسحق بن شیث المعروف بالصفار۔ بڑے عالم فاضل ثقہ تھے ۴۰۵ھ مین حج کے

ارادہ سے بغداد مین آئے جہان نصر بن احمد بن اسمٰعیل کیسانی سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو نصر احمد بن اسحق نے علم حاصل کیا آپ وجہ معیشت کے لیے کانسے کے برتنون کی تجارت کیا کرتے تھے اس لیے صفار کی نسبت سے معروف ہوئے۔

اسمٰعیل بن عبد الصادق بن عبد اللہ الخطیب البیاری۔ بڑے فقیہ پرہیزگار تھے اور قومس کے علاقہ مین بسطام سے لیکر سمنان تک کاردار تھے۔ علوم عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی جد فخر الاسلام بزدوی سے حاصل کیے اور آپ سے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن عبد الکریم بزدوی نے تفقہ کیا۔

احمد بن اسحق بن شیث صفار۔ ابو نصر کنیت تھی اصل مین بخارا سے آکر مکہ معظمہ مین سکونت اختیار کی چنانچہ آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا بخارا مین آپ جیسا حفظ فقہ و حدیث و ادب مین اور کوئی عالم نہ تھا۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور مین لکھا ہے کہ آپ حج کے لیے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر ایک قسم کے علم مین جستجو کیا اور مکہ معظمہ مین سکونت اختیار کی جہان آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا اور طائف مین فوت ہوئے۔

محمد بن علی بن فضل بن حسن بن احمد بن ابراہیم بن اسحق بن عثمان بن جعفر بن عبد اللہ زرنجری۔ بڑے عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے۔ فقہ شمس الائمہ عبد العزیز حلوائی سے پڑھی اور آپ کے بیٹے بکر زرنجری کے سوا اور کسی نے آپ سے تفقہ نہین کیا جسکا سبب برہان الاسلام زرنوجی نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل رعایۃ الاستاذ مین یہ تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے استاذ شمس الائمہ حلوائی بخارا سے نکل کر بعض دیہات مین سکونت پذیر ہوئے جہان انکی زیارت کو انکے تمام شاگرد بجز آپ کے حاضر ہوئے اخیر کو جب آپ کی ملاقات انسے ہوئی تو انھون نے آپ سے پوچھا کہ آپ میری زیارت کے لیے کیون نہین آئے آپ نے کہا کہ مین اپنی والدہ کی خدمت مین مشغول تھا اسپر شمس الائمہ نے کہا کہ آپ کی عمر تو بڑی ہو مگر درس مین رونق نصیب نہ ہو پس ایسا ہی ہوا کہ باوجودیکہ آپ نے اکثر اوقات شہرون مین سکونت پذیر ہو کر بڑی عمر پائی لیکن آپ کے لیے درس نصیب نہ ہوا زرنجری شہر زرنجز کی طرف جو زرنگر کا معرب ہے منسوب ہے جو بخارا کے علاقہ مین واقع ہے۔

اسمٰعیل بن عبد الصادق

احمد بن اسحق

محمد بن علی زرنجری

محمد بن محمد بن احمد بن یوسف بن اسمٰعیل الملقب بشرف الرؤسا خوارزمی۔ فقہ حدیث اور ادب میں امام اور شہر بخارا کے قاضی تھے بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔ ازان جملہ برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔

عطاء بن حمزہ سغدی۔ فروع و اصول میں امام کامل اور معرفت مذہب میں عارف فاضل بڑے شیخ تھے آپ کے وقت میں اطراف واکناف سے آپ ہی کے پاس فتاوی آیا کرتے تھے آپ سے ایک جماعت نے جنمین سے ایک نجم الدین عمر نسفی متوفی ۵۳۷ھ میں علم اخذ کیا۔

حدیقہ ششم

چھٹی صدی کے فقہا و علما کے بیان میں

ابراہیم بن محمد بن اسحٰق دہستانی۔ امام فاضل فقیہ کامل اور شہر دہستان کے رہنے والے تھے جو ماژندران کے پاس واقع ہے اور جسکو عبداللہ بن طاہر نے بنایا تھا چھ اوپر ۴۰۰ھ ہجری میں نیشاپور میں آئے اور فقہ کو علی بن حسین صندلی شاگرد حسین صیمری تلمیذ ابی بکر محمد خوارزمی شاگرد جصاص رازی سے پڑھا اور آپ سے عبدالملک بن ابراہیم ہمدانی صاحب طبقات حنفیہ و شافعیہ نے تفقہ کیا اور ۵۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ وسرافرد تاریخ وفات ہے۔

علی بن عبدالعزیز بن عبدالرزاق مرغینانی۔ ظہیرالدین کبیر لقب تھا بڑے عالم فاضل اور صاحب خلاصہ کے نانا تھے فقہ اپنے باپ عبدالعزیز اور سید ابی شجاع محمد بن احمد بن حمزہ اور برہان الدین کبیر عبدالعزیز وغیرہم سے اخذ کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابوالمحاسن حسن بن علی اور قوام الدین احمد بن عبدالرشید والد صاحب خلاصہ نے تفقہ کیا۔ کتاب اقفیۃ الرسول تصنیف کی اور ۵۰۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور وہ جو بعض مورخین نے فتاوی ظہیریہ کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے یہ انکا سہو ہے بلکہ اسکے مصنف ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہیں

محمد بن محمد بن ایوب قطوانی۔ امام جلیل القدر۔ شیخ کبیر۔ مفتی۔ واعظ۔ مفسر تھے۔ ابو محمد کنیت تھی ۵۰۸ھ ہجری کو جب جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر کو آتے تھے تو گھوڑے سے گر کر مرگئے۔ علامہ مصر تاریخ وفات ہے قطوان ایک بڑا قصبہ ہے جو سمرقند سے پانچ فرسنگ پر واقع ہے۔

عثمان فضلی

عثمان فضلی بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابو بکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بن زرعہ بخاری المعروف بہ فضلی۔ عالم صالح فقیہ محدث تھے ۴۲۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے حدیث کو بکثرت بیان کیا اور عمر بھر افادہ و افاضہ میں مشغول رہے اور بخارا میں ۵۰۸ھ ہجری کو وفات پائی۔ زینت بلدہ تاریخ وفات ہے۔

محمد ارسابندی

محمد بن حسین بن محمد ارسابندی۔ ابو بکر کنیت فخر الدین لقب تھا مگر فخر القضات کے لقب سے مشہور تھے امام فاضل۔ عالم المناظر۔ فقیہ محدث حسن الاخلاق متواضع تھے آپ کے وقت میں شہر مرو میں ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ علاء الدین مروزی صاحب ابی زید دبوسی سے پڑھی اور املا کیا اور حدیث کو سنا۔ بعد ۴۸۵ھ ہجری کے حج کر کے بغداد میں وارد ہوئے اور کتاب مختصر تقویم الادلہ تصنیف کی۔ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ ہمارے بیٹے شہر مرو میں ابو الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی نے آپ سے روایت کی اور میں صغیر سن تھا کہ آپ نے ماہ ربیع اول ۵۱۲ھ میں وفات پائی۔ مہر سپہر تاریخ وفات ہے۔ ارسابند جس کی طرف آپ منسوب ہیں علاقہ مرو میں ایک شہر ہے۔

بکر بن محمد زرنجری

بکر بن محمد بن علی بن فضل بن حسن زرنجری ۴۲۷ھ ہجری میں بخارا کے متصل قصبۂ زرنگر میں جو معرب بزرنجرہ ہے پیدا ہوئے۔ فقہ شمس الائمہ عبد العزیز حلوائی شاگرد ابی علی نسفی سے حاصل کی اور حدیث کو ابا محمد عبد العزیز بن محمد حلوائی اور ابا سہل احمد بن علی ابیوردی اور حافظ ابا حفص عمر بن منصور اور حافظ ابا سعود احمد بن محمد بن عبد اللہ بجلی اور ابا قاسم میمون بن علی بن میمون اور ابا عبد اللہ ابراہیم بن علی طبری اور حافظ ابا یعقوب یوسف بن منصور اور ابا عمرو محمد بن عبد العزیز قنطری وغیرہ محدثین کثیر سے سماعت کیا یہاں تک کہ فقہ و حدیث میں امام متقن اور مذہب حنفیہ کے عارف اور اسکے حفظ میں ضرب المثل ہو کر شمس الائمہ کے لقب سے ملقب اور ابی حنیفہ اصغر کے نام سے پکارے جاتے تھے فتاویٰ اور جواب و قائع میں بڑے صعوبت تھے فقہا کو جب کسی مسئلہ میں اشکال واقع ہوتا تو آپ کی طرف رجوع لاتے اور آپ سے حکم کے خواستگار ہوتے۔ حفظ روایات میں آپ کا حافظہ اس درجہ کا تھا کہ جب کوئی متفقہ کسی جگہ سے پڑھنا یا رسول کرنا چاہتا تو آپ بغیر رجوع کتاب کے فوراً بتا دیتے بسبب آپ کی عمر زیادہ ہونے کے بہت علم آپ سے پھیلا اور تحدیث و املا کثیر آپ سے وقوع میں آیا۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن احمد نے بلخ میں اور ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب کاشانی نے سرخس میں

اور ابو الفضل محمد بن علی نے سمرقند مین اور ابو محمد عبد الحلیم بن محمد نے بخارا مین آپ سے روایت کی۔ علاوہ انسکے حنساب اور تواریخ مین آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی اور پنجشنبہ کی صبح ۱۹ ربیع الاول یا شعبان ۵۳۷ھ ہجری کو فوت ہوئے اور بخارا مین مقام کلاباذ مین دفن کیے گئے۔ قبر آپ کی زیارت گاہ ہے۔ عالی نشان تاریخ وفات ہے۔

محمد بن طاہر بن عبد الرحمن بن حسن سغدی سمرقندی۔ فقیہ جید فاضل تبحر تھے سکونت آپ کی سمرقند کے محلہ لبادی مین تھی فقہ آپ نے صدر الاسلام ابی الیسر محمد بزدوی شاگرد اسمعیل بن عبد الصادق تلمیذ عبد الکریم بزدوی شاگرد رشید ابی منصور ماتریدی سے پڑھی اور نصف ماہ صفر ۵۴۱ھ مین وفات پائی شمع دودمان تاریخ وفات ہے۔

خلف بن احمد کنیت آپ کی ابو القاسم تھی علم عبد العزیز بلخی سے پڑھا یہانتک کہ عراق مین سعادات مذہب اور خلافت اور علم اصول و فقہ مین لائق فائق اور عالم فاضل ہوئے مدت تک مشہد امام ابو حنیفہؒ مین مدرس رہے اور ۵۱۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ شاہ دہر تاریخ وفات ہے

احمد بن عبد اللہ بن فضل خیزاخزی۔ ابو نصر کنیت تھی۔ فقیہ فاضل محدث کامل تھے و جامع مسجد بخارا کی امامت آپ کے سپرد تھی علوم اپنے باپ شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ سبذموی سے حاصل کئے آپ اکثر مجلس املا کی منعقد کرتے اور روایت کو اپنے والد ماجد ابی الحسن کی اور ابی بکر بن زنبور بغدادی سے بیان کرتے تھے آپ سے آپ کے بیٹے ابو بکر محمد بن ابو نصر نے تحدیث کی وفات آپ کی ۵۰۱ھ مین ہوئی بشر و تاریخ وفات ہے خیزاخزا ایک قصبہ کا بخارا ہے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

محمد بن احمد بن عبد الرحمن ریغذموئی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث اور ان لوگون مین سے تھے جو اپنے زمانہ مین نیکوں وقار اور محافظت صیانت و دیانت مین متفرد ہوئے ہین فقہ اپنے والد ماجد احمد بن عبد الرحمن سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے جد امجد عبد الرحمن بن اسحق اور ابا سعد سلیمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی وغیرہ سے سنا بخارا کی امامت و خطابت آپ کے تفویض ہوئی اور وہین ماہ جمادی الاولی ۵۱۸ھ ہجری مین فوت ہوئے مطلع تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبداللہ بن فاعل سر خکتی۔ ابوبکر کنیت مجد الائمہ لقب تھا۔ امام فاضل مرجع العلماء صاحب طریقہ حسنہ تھے آپ کو قوت نظری اور دستگاہ کامل حاصل تھی، اور شہر سر خکت کے جو علاقہ سمرقند میں واقع ہے رہنے والے تھے پہلے سمرقند میں فقہ پڑھی پھر بخارا میں اقامت اختیار کی اور وہاں کے علماء و فضلاء سے تحصیل علوم کی اور ابا المعالی محمد بن محمد بن زید سے حدیث کو سنا اور آپ سے ایک جماعت کثیر نے روایت کی اور ضیاء الدین محمود بن یحیی نے فقہ پڑھی۔ جمعہ کے روز یکم ماہ ذی الحجہ ۵۰۱ھ ہجری کو سمرقند میں وفات پائی اور بخارا میں دفن کیے گئے۔ سیادت مآب تاریخ وفات ہے۔

مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ ابو سعید یا ابو المعالی کنیت اور رکن الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل۔ شیخ کبیر۔ محدث بے نظیر مرجع نوازل و نوادر حسن السیرۃ جمیل الامر تھے۔ فقہ شمس الائمہ سرخسی سے پڑھی اور حدیث کو ابی القاسم عبید اللہ بن عمر خطیب اور ابی نصر محمد بن حسین بابلی کشانی سے روایت کرتے تھے آپ سے امام صدر شہید اور حسام الدین عمر بن عبد العزیز نے روایت کی مدت تک سمرقند کے خطیب رہے اور تحدیث و املاء و تدریس میں مشغول رہے۔ کتاب مختصر مسعودی تصنیف کی اور تہتر سال کی عمر میں ۵۲۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ عزت مآب تاریخ وفات ہے۔ اور سمرقند میں دفن کیے گئے۔ کشانی کشانیہ کی طرف منسوب ہے جو چمنستان سمرقند کی نواح میں ایک شہر ہے۔

عبد الملک بن ابراہیم بن احمد ابو الحسن بن ابی الفضل ہمدانی۔ علوم ابراہیم بن محمد دہستانی شاگرد علی صندلی تلمیذ حسین صیمری سے حاصل کیے اور طبقات حنفیہ و شافعیہ تصنیف کیا۔ ماہ شوال ۵۲۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ نور دارین تاریخ وفات ہے۔

حسین بن محمد بن خسرو بلخی ابی عبد اللہ کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام اور حافظ حدیث صاحب فضل و کمالیت جامع علوم و فنون عارف فروع و اصول تھے امام ابو حنیفہ کے لیے ایک مسند دو جلدوں میں تخریج حسنہ کے ساتھ تالیف کی اور ۵۲۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ امام امت تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن احمد ابو بکر محمد بن فضل المعروف

نہ فضلی۔ ابو محمد کنیت تھی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے مدت تک بخارا کے قاضی رہے اور لوگون نے معاملۂ قضا مین آپ کی سیرت کی نہایت تعریف کی بخارا مین ۵۳۳ھ ہجری مین فوت ہوئے سیادت پناہ تاریخ وفات ہے۔

عبدالعزیز بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر محمد نسفی۔ بخارا مین اپنے وقت کے امام اور مرجع انام تھے قضا و افتا کا کام آپ ہی کے سپرد تھا۔ فقہ برہان الدین کبیر عبدالعزیز تلمیذ سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو نیشاپور مین ابا الحسن نصر بن امام حسن مرغینانی سے سنا اور بڑی عمر پائی یہانتک کہ آپ کے ہم عمر لوگ سب مر گئے تھے۔ کتاب المنقذ من الزلل فی مسائل الحیل اور کفایۃ الفحول فی الاصول اور الفصول فی الفتاوی اور تعلیق الخلاف چار جلد مین تصنیف فرمائین اور ۵۳۳ھ ہجری یا بقول کفوی ۵۶۳ھ ہجری مین وفات پائی۔

محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیی عقیل حلبی۔ بڑے فقیہ زاہد تھے ۵۱۰ھ ہجری مین حلب کے قاضی ہوئے اور ۵۳۴ھ ہجری مین وفات پائی۔

ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحق بن شیث بن حکم المعروف بہ زاہد صفار۔ ابو اسحق کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا آپ اور آپ کے آبا و اجداد افاضل علماء حنفیہ سے تھے اور اپنے وقت کے امام گذرے ہین آپ بڑے زاہد و پرہیزگار اور دین کے معاملہ مین کسی سے کچھ خوف نہ کرتے تھے آپ کے باپ کو سلطان سنجر بن ملک شاہ نے شہر مرو مین لا کر بسایا آپ نے فقہ اپنے والد سے پڑھی اور نیز انسے کتاب آثار الطحاوی اور کتاب کشف کو جو امام اعظم کے مناقب مین عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے لکھی ہے سنا اور امام اعظم کی کتاب عالم و متعلم کو ابی یعقوب سیاری سے اور امام محمد کی کتاب سیر الکبیر کو ابی حفص سے سماعت کیا۔ حدیث کو اپنے والد اور حافظ ابی حفص عمر بن منصور بن جنیب اور ابی محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمن وغیرہ سے حاصل کیا۔ صفار آپ کو اس لیے کہا کرتے تھے کہ آپ کانسے کے برتن بیچا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب تخلیص الزاہد اور کتاب السنۃ والجماعۃ وغیرہ تصنیف کین اور فخر الدین قاضیخان حسن بن منصور وغیرہ بڑے بڑے فضلاء نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۶ ربیع الاول ۵۳۴ھ ہجری کو بخارا

مین فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی فرید الدہر ہے۔ آپ کے ایک بیٹے ابو المعالی حماد بن ابراہیم صفاری جو بخارا کی جامع مسجد مین جمعہ کے روز امامت کرتے تھے اور علم ادب و اصول و حدیث مین بڑے ماہر تھے جنھون نے حدیث کو اپنے والد ماجد اور ابی علی اسمٰعیل بن احمد بن حسین بیہقی سے سنا اور روایت کیا اور سمعانی شافعی نے کہا کہ مین نے بخارا مین آپ سے ملاقات تو کی ہے مگر کچھ نہین سنا۔

اسبیجابی

علی بن محمد بن اسمٰعیل بن علی بن احمد بن محمد بن اسحٰق سمرقندی اسبیجابی۔ ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے امام فاضل عالم کامل تھے آپ کے زمانہ مین معرفت اور حفظ مذہب امام ابوحنیفہ مین آپ جیسا کوئی نہ تھا۔ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے مدت تک آپ نشر علم مین مصروف رہے اور آپ سے ایک جماعت نے مثل علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ کے تفقہ کیا۔ مختصر طحاوی اور کتاب مبسوط کی شرحین لکھین اور سمرقند مین ۵۳۵ھ مین وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی معدن صدق و صفا ہے۔ اسبیجابی منسوب طرف شہر اسبیجاب کے ہے جو درمیان تاشکند اور سیرام کے واقع ہے۔

سید ابراہیم

سید ابراہیم۔ آپ کے والد ماجد سادات عجم اور اولیاء اللہ مین سے تھے جو اپنا وطن چھوڑ کر شہر اماسیہ علاقہ روم مین سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ سید ابراہیم پیدا ہوئے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو پہلے سنان الدین پھر حسن بن عبد الصمد سامسونی سے علم تحصیل کیا اور مدارس مرزیفون اور حصار و قسطنطینیہ مین مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بایزید خان نے آپ کو مدرسہ اماسیہ کا مدرس بنایا اور وہان کا مفتی قرار دیا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور دیانتدار تھے کبھی کسی نے آپ کو کروٹ پر سویا ہوا نہین دیکھا جب آپ کو نیند غلبہ کرتی تو آپ گھٹنون پر سر رکھ کر سو جایا کرتے تھے آپ کا خط نہایت نمکین تھا اس لیے آپ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتابین لکھین اور نوے برس سے کچھ اوپر ہو کر ۹۳۹ھ ہجری مین انتقال کیا۔

منہاج الشریعہ

محمد بن محمد بن حسین۔ منہاج الشریعہ لقب تھا اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق تھے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہین کہ مین نے آپ جیسا عزت و کثرت علم و فضل و برکت مین کوئی نہین دیکھا اور ایسے کسی شخص نے آپ سے تلمذ نہین کیا جو وہ اپنے اقران پر

غالب ہونے آیا اور یگانۂ زمانہ ہوا میں نے بھی آپ سے ابتداء اور توجہ ان میں پڑھا اور ہمیشہ آپ کے بحرِ علم سے چلو اُٹھاتا اور آپ کے انوار سے اقتباس کرتا رہا یہانتک کہ ۵۳۵؁ہجری میں وفات پائی۔ حاکم ناموز زمن تاریخ وفات ہے۔

عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ المعروف بصدر الشہید۔ ابو محمد کنیت اور حسام الدین لقب تھا ۴۸۳؁ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے ائمہ کبار میں سے فقیہ محدث اصول و فروع میں امام اور منقول و معقول کے بڑے عالم تھے۔ خلاف و مذہب میں آپ کو ید طولی حاصل تھا مناظرہ میں مخالف کے ساکت کرنے میں یگانۂ زمانہ تھے فقہ وغیرہ علوم اپنے باپ برہان الدین کبیر عبد العزیز سے پڑھے اور اسقدر تحصیل علوم میں کوشش کی کہ خراسان کے علماء و فضلا پر علم و فضل و حسن کلام میں فوقیت لیگئے اور آپ کی فضیلت کا موافق و مخالف نے اقرار کیا۔ ما وراء النہر میں یہانتک آپکا رعب داب ہوا کہ بادشاہ وامراء وغیرہ آپ کی بڑی تعظیم کرتے اور آپ کے اشارات کو بدل وجان قبول کرتے تھے چنانچہ اسی عزت و توقیر سے مدت تک آپ تدریس و تصنیف میں مشغول رہے صاحب محیط اور صاحب ہدایہ اور عمر بن محمد عقیلی نے آپ سے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے اپنی معجم شیوخ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے علم نظر و فقہ کو پڑھا اور آپ میری بڑی عزت کیا کرتے تھے اور مجکو اپنے خاص تلامذہ میں رکھا ہوا تھا لیکن افسوس مجکو آپ سے روایت کی اجازت حاصل کرنے کا اتفاق نہوا اور اب مجکو بذریعہ ایک شیخ کے آپ سے روایت حاصل ہے کتاب فتاوی کبرٰی و صغرٰی۔ شرح ادب القضاء خصاف شرح جامع صغیر۔ کتاب واقعات کتاب المنتقی وغیرہ آپ کی اشہر تصنیفات سے یادگار ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے جامع صغیر کی تین شرحیں۔ ایک مطول دوم متوسط سوم مختصر تصنیف کیں۔ سمرقند میں بعد واقعۂ قطوان کے ماہ صفر ۵۳۶؁ہجری میں ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت پائی اور نعش آپ کی بخارا میں لیجاکر دفن کی گئی۔ تاریخ وفات آپ کی علامہ بلند قدر سے نکلتی ہے۔

عبد المجید بن اسمٰعیل بن محمد ابو سعد قیسی سروی۔ آپ اصل میں ہرات کے رہنے والے تھے

ماوراء النہر کے علماء و فضلاء مثل فخر الاسلام بزدوی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور
مدت تک بغداد ۔ بصرہ ۔ ہمدان و بلاد روم میں درس و تدریس میں مشغول رہے اخیر کو
بلاد روم کے قاضی مقرر ہوئے ۔ فروع و اصول میں کتابیں تصنیف کیں آپ کے دونوں
بیٹوں اسمعیل و احمد نے آپ سے اخذ کیا اور علم پڑھا ۵۲۴ھ ہجری میں دمشق میں آئے
اور بمقام قیساریہ میں ۵۳۶ھ ہجری کو وفات پائی ۔ تاج مجلس تاریخ وفات ہے۔

عبدالغافر

عبدالغافر ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ کامل فقیہ جید محدث ثقہ جامع علوم و فنون
ظاہریہ و باطنیہ تھے ۔ کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث نہایت نفیس بڑی تحقیق و تدقیق
کے ساتھ تصنیف کی اور ۵۲۹ھ ہجری میں وفات پائی ۔ تاریخ وفات آپ کی زیب دلستان ہے۔

مفتی ثقلین

عمر بن محمد بن احمد بن اسمعیل بن محمد بن لقمان نسفی المعروف بہ مفتی ثقلین ۔ نجم الدین
لقب اور ابو حفص کنیت تھی شہر نسف میں ۴۶۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے امام فاضل
اصولی ۔ متکلم ۔ مفسر ۔ محدث ۔ فقیہ ۔ حافظ ۔ متقن ۔ لغوی ۔ نحوی ۔ ادیب
عارف مذہب تھے اور بسبب کثرت حفظ اور قبولیت خواص و عوام کے ائمہ مشہورین میں سے
ہوئے ہیں ۔ فقہ صدر الاسلام ابی الیسر محمد بزدوی شاگرد ابی یعقوب یوسف سیاری
تلمیذ ابی اسحق حاکم نوقدی شاگرد ہندوانی سے حاصل کی ۔ اور آپ سے آپ کے
بیٹے ابو اللیث احمد بن عمر المعروف بہ مجد نسفی نے تفقہ کیا اور آپ کی بعض تصانیف صاحب ہدایہ
اور ابو بکر احمد بلخی المعروف بہ ظہیر نے آپ سے پڑھیں اور عمر بن محمد عقیلی نے روایت کی
چونکہ آپ انس و جن کو جانتے تھے اس لیے لوگ آپ کو مفتی ثقلین کہتے تھے مشائخ بھی
آپ کے بہت تھے اس لیے ایک کتاب آپ نے اپنے مشائخ کے اسماء میں جمع کی
اور نام اسکا تعداد الشیوخ العمر رکھا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں آپ نے جار اللہ
زمخشری صاحب کشاف کی زیارت کا ارادہ کیا جب انکے مکان پر پہونچے تو آپ نے
دروازہ کو کھٹکایا کہ کھولو علامہ زمخشری نے اندر سے پوچھا کہ تم کون ہو آپ نے
جواب دیا کہ عمر ہوں زمخشری نے کہا کہ انصرف یعنی پھر جا آپ نے کہا کہ یا سیدی عمر لا ینصرف
اسپر علامہ نے جواب دیا کہ جب عمر نکرہ ہو تو منصرف ہو جاتا ہے ۔ آپ نے فقہ و حدیث و تفسیر

وشعر و لد لغت وغیرہ میں بہت سی تصانیف کیں یہانتک کہ کہتے ہیں کہ تقریباً ایک سو کتاب آپ نے تصنیف کی لیکن اجل و اشہر انمیں سے یہ ہیں۔ التیسیر فی التفسیر شرح صحیح بخاری المسمی بہ کتاب النجاح فی شرح الاخبار الصحاح ز و ر اسکے اول میں اپنی اسانید کو مصنف تک پچاس طرق کے ساتھ بیان کیا۔ منظومۃ الفقہ (کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ہی فقہ میں نظم کی) کتاب المواقیت کتاب طلبۃ الطلبۃ فی شرح الفاظ کتب اصحاب الحنفیہ۔ کتاب الاشعار بالمختار من الاشعار بیس مجلد میں۔ کتاب المشارع و قند فی علماء سمرقند بیس جلد میں۔ تاریخ بخارا منظومہ جامع صغیر آپ نے سمرقند میں ۵۳۷ھ یا بقول بعض ۵۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی فقیہ والا قدر اور مقبول عصر ہیں۔

محمود بن عمر بن محمد بن عمر زمخشری۔ ابو القاسم کنیت تھی چونکہ مدت تک آپ نے مکہ معظمہ کی مجاورت کی تھی اس لیے آپ جار اللہ اور نیز فخر خوارزم کے لقب سے ملقب ہوئے اپنے وقت کے امام بلا مدافع۔ علامہ۔ نحوی۔ لغوی۔ فقیہ جید محدث متقن مفسر کامل فاضل مناظر۔ ادیب۔ متکلم۔ بیانی۔ شاعر۔ ذکی۔ تیز طبع۔ حنفی الفروع معتزلی الاصول تھے شہر زمخشر علاقہ خوارزم میں ۲۷ ماہ رجب ۴۶۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ علم ادب ابی الحسن علی بن مظفر نیشاپوری اور ابی نعیم اصفہانی سے حاصل کیا اور آپ سے زین بقالی محمد بن ابی القاسم وغیرہ لوگوں نے اخذ کیا اور آپ کو اصحاب پیدا ہوئے۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے چونکہ بایام طالب علمی جب آپ بخارا کو جا رہے تھے تو راستہ میں آپ سواری سے گر پڑے اور ٹانگ کو سخت ضرب آئی اور ہر چند علاج کیا کچھ فائدہ نہوا اس لیے آپ نے ناچار ہو کر ٹانگ کو کٹوا ڈالا اور بجائے اسکے لکڑی کا پاؤں بنوایا جب چلتے پھرتے تو اسپر کپڑا ڈالدیتے جس سے دیکھنے والا گمان کرتا کہ آپ لنگڑے ہیں۔ آپ نے تفسیر۔ حدیث۔ لغت وغیرہ میں نہایت عمدہ تصانیف کیں چنانچہ تفسیر کشاف۔ فائق اللغۃ فی تفسیر الحدیث۔ اساس البلاغت فی اللغۃ ربیع الابرار۔ متشابہ اسامی الرواۃ۔ نصائح الکبار۔ نصائح الصغار۔ الرائض فی علم الفرائض۔ المفصل فی النحو۔ انموذج۔ مفرد۔ شرح ابیات سیبویہ۔ شقائق النعمان۔ مقامات زمخشری المستقصی فی الامثال۔ اطواق الذہب۔ شرح مشکلات المفصل الکلم النوابغ۔ القسطاس فی العروض

علامہ زمخشری

الاحاجی النحویہ۔ المنہاج فی الاصول۔ رسالہ ناصحیہ۔ مقدمۃ الادب۔ رؤس المسائل فی الفقہ۔ فصوص الاخبار۔ صمیم العربیہ۔ دیوان التمثیل۔ امالی۔ معجم الحدود و المیاہ و الاماکن و الجبال۔ ضالۃ الناشد وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بسبب معتزل الاعتقاد ہونے کے آپ نے تفسیر میں بعض مقام پر تاویل میں سوء تعبیری و تغیر کو کام فرمایا ہے جو اکثر لوگوں پر مخفی ہے اس لیے ہمارے بعض فقہا نے آپ کی تفسیر کا مطالعہ کرنا حرام لکھا ہے۔ وفات آپ کی عرفہ کی رات ۵۳۸ھ ہجری کو شہر جرجانیہ خوارزم میں واقع ہوئی۔ ہادی ادلبستان تاریخ وفات ہے۔

علی بن عراق بن محمد بن علی عمرانی خوارزمی۔ ابو الحسن کنیت تھی اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل مفسر کامل شیخ حنفیہ مرجع انام تھے آپ کی تصنیفات سے تفسیر خوارزمی یادگار ہے ۵۳۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ طوطی شہر تاریخ وفات ہے۔

عبد الرشید بن ابی حنیفہ بن عبد الرزاق و لوالجی۔ ابو الفتح کنیت تھی ۴۶۷ھ ہجری کو شہر و لوالج میں جو بدخشان کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ و نظار کامل تھے بلخ میں جا کر فقہ ابی بکر قزاز محمد بن علی اور علی بن حسن برہان بلخی سے پڑھی اور و لوالج میں بعد ۵۴۰ھ کے فوت ہوئے۔ فتاویٰ ولوالجیہ آپ کی تصنیفات سے یادگار ہے۔ تاج زمین تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن احمد قنطری۔ ابو الفتح کنیت تھی عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی سے تفقہ کیا اور کمالیت و فضیلت کے رتبہ کو پہونچے پھر ۵۴۰ھ ہجری میں ملک حجاز کو تشریف لے گئے اور وہاں پر وفات پائی۔ قنطری منسوب طرف ابن قنطرہ کے ہے جو نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے۔

احمد بن محمد ابی الیسر صدر الاسلام بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدوی صدر الائمہ لقب تھا اور ابو المعالی کی کنیت سے پکارے جاتے تھے۔ ابو سعید کا قول ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل اور مفتی مناظر نیک سیرت پسندیدہ اخلاق خاندان حدیث و علم میں سے تھے۔ فقہ اپنے والد محمد ابی الیسر صدر الاسلام سے حاصل کی مدت تک بخارا کی قضا کے متولی رہے۔ حج سے واپس ہو کر جب شہر سرخس میں پہونچے تو وہاں ۵۴۲ھ ہجری میں آپ نے انتقال کیا لیکن یہاں سے آپ کا جنازہ بخارا میں لیجا کر دفن کیا گیا۔ طرفہ محقق تاریخ وفات ہے۔ بزدوی قلعہ بزدہ کی طرف منسوب ہے جو چھ فرسنگ کے فاصلہ پر شہر نسف سے واقع ہے۔

طاہر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسین بخاری۔ افتخار الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام عدیم النظیر فرید الدہر علامہ اور مجتہدین فی المسائل میں سے ماوراء النہر کے شیخ حنفیہ تھے مولی ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہے۔ علم اپنے باپ احمد بن عبد الرشید اور ماموں ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی اور نیز حماد بن ابراہیم صفار اور قاضیخان حسن بن منصور سے پڑھا اور اخذ کیا تصانیف بھی مقبول اور معتبرہ کیں منجملہ انکے کتاب خلاصۃ الفتاوی اور کتاب خزانۃ الواقعات اور کتاب نصاب معروف و مشہور ہیں ۵۴۲ھ ہجری میں فوت ہوئے "قمر عالمیان" تاریخ وفات ہے۔

حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی۔ ابو المحاسن کنیت اور ظہیر الدین کبیر لقب تھا شہر مرغینان کے جو کہ ماوراء النہر میں شہر فرغانہ کے مضافات میں سے ہے رہنے والے تھے اپنے وقت کے فقیہ فاضل محدث کامل تھے علم کو تصنیف اور املاء سے شائع کیا چنانچہ کتاب الاقضیہ والشروط والفتاوی والفوائد آپ کی تصنیفات میں سے ہیں۔ فقہ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور شمس الائمہ محمود اوزجندی اور زکی الدین خطیب مسعود بن حسن کشانی تلامذہ شمس الائمہ سرخسی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بھانجے افتخار الدین طاہر صاحب خلاصۃ الفتاوی اور ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوی ظہیریہ اور فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی وغیرہ نے تفقہ کیا اور ۵۰۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی "فقیہ مقبول دہر" سے نکلتی ہے

عبد الرحمن بن محمد بن امیرویہ بن محمد کرمانی۔ کرمان میں ماہ شوال ۴۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو الفضل کنیت اور رکن الاسلام و رکن الدین لقب تھا۔ مرو میں آکر فخر القضاۃ محمد بن حسین ارسابندی تلمیذ منصور شاگرد مستغفری تلمیذ ابو تمیم علی النسفی شاگرد ابی بکر بن الفضل تلمیذ سبذ موفی سے تفقہ کیا اور دن بدن علوم میں ترقی کرتے گئے یہانتک کہ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر امام بے نظیر ہوئے اور خراسان میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تصنیف و تذکیر میں مشہور زمانہ اور یگانۂ آفاق ہوئے۔ عبد الغفور بن لقمان کردری اور ابو الفتح محمد بن یوسف سمرقندی اور بدر الدین عمر بن عبد الکریم ورسکی بخاری وغیرہم نے آپ سے تفقہ کیا اور آپ کے اصحاب زمانہ میں پھیل گئے۔ فقہ میں تجرید نام کتاب تصنیف فرمائی

پھر اُسکی شرح ایضاح نام تین جلدون مین لکھی۔ آپ کی اس کتاب کی آپ کے شاگرد عبد الغفور نے بھی تین جلدون مین شرح لکھی جسکا نام اُسنے المفید والمزید فی شرح التجرید رکھا۔ علاوہ ان دو کتابون کے شرح جامع کبیر اور فتاوی واشارات وغیرہ تصنیف فرمائین اور مرو مین ماہ ذیقعدہ سنہ ۵۴۳ھ مین وفات پائی اکابر پیشوا تاریخ وفات ہے۔

رضی سرخسی

محمد بن محمد بن محمد الملقب بہ رضی الدین سرخسی۔ اپنے وقت کے امام کبیر فاضل بے نظیر جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے علم صدر الشہید حسام الدین عمر تلمیذ اپنے والد ماجد برہان الدین کبیر عبد العزیز شاگرد حلوائی سے حاصل کیا اور کتاب محیط تصنیف کی۔ ابن عدیم کہتے ہین کہ آپ حلب مین تشریف لائے اور بعد محمود غزنوی کے مدرسہ نوریہ وحلاویہ کے مدرس مقرر ہوئے چونکہ آپ کی زبان مین لکنت تھی اس لیے فقہا نے آپ پر تعصب کیا اور آپ کو سستی کی طرف منسوب کرکے فقہ مین کم استعداد بتایا اور یہ ظاہر کیا کہ کتاب محیط آپ کی تصنیف نہین بلکہ آپ کے استاد کی تصنیفات سے ہے اور آپ نے اپنا نام کر لیا ہے چنانچہ آپ سے بہت تعصب شیخ افتخار الدین ابو ہاشم عبد المطلب بن فضل حلبی کرتے تھے یہانتک کہ انھون نے نور الدین محمود بن زنگی کی طرف رقعے لکھے اور انمین آپ کی بہت غلطیان پکڑین چنانچہ لکھا کہ آپ بجائے جائز کے جائز بولتے ہین پس نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ آپ معزول ہوکر دمشق مین چلے آئے جہان سنہ ۵۴۴ ہجری مین فوت ہوئے تاریخ وفات آپ کی یکتائے زمانہ ہے۔ کہتے ہین کہ آپ نے اپنے مرض الموت مین چھ سو دینار نکالکر وصیت کی کہ میرے بعد انکو فقہا پر تقسیم کر دینا چاہیے۔ کتاب محیط جو آپ نے تصنیف کی ہے وہ اصل مین چار کتابین ہین ایک محیط کبیر جو چالیس مجلد ہے دوسری دس مجلد تیسری چار مجلد چوتھی دو مجلد ہے۔ بعض علما کہتے ہین کہ پہلی محیط کبیر آپ کی تصنیف نہین بلکہ اسکو حسام الدین صدر الشہید کے بھائی کے بیٹے محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن برہان الدین صدر الکبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ نے تصنیف کیا ہے اور اپنے دادا کی طرف منسوب کرکے محیط برہانی کے نام سے مشہور کیا ہے باقی تین محیط آپ کی تصنیفات سے ہین اور انکو محیط رضوی کہتے ہین۔

علاء زاہد

محمد بن عبد الرحمن بخاری المعروف بعلاء زاہد۔ ابو عبد اللہ کنیت اور علاء الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل مفتی عالم اصولی۔ متکلم اور صاحب ہدایہ کے مشائخ مین سے تھے

علم جمال ابی النصر احمد بن عبد الرحمن ریغد موتی تلمیذ قاضی ابی زید دبوسی سے پڑھا اور آپ سے شرف الائمہ عمر بن محمد عقیلی نے فقہ پڑھی ایک نہایت کلان تفسیر قرآن شریف کی کچھ اوپر ایک ہزار جزو میں تصنیف کی اور ۲ تاریخ ماہ جمادی الاخری سنہ ۵۴۶ہجری میں رات کے وقت وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ ہادی کشور سے نکلتی ہے۔

علی بن حسن بن محمد بن ابی جعفر بلخی۔ ابو الحسن کنیت اور برہان بلخی کے نام سے مشہور تھے شہر سکندریہ میں جو نواحی طخارستان علاقہ بلخ میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ امام جلیل القدر کثیر العلم مشہور زمان فقیہ وحید دوران تھے بخارا میں برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے تفقہ کیا یہانتک کہ فقہ اور اصول فقہ میں فائق ہوئے اور علم کو بلاد اسلام میں پھیلایا اور دمشق میں آکر درس و تدریس کا کام دیا۔ آپ سے عبد الرشید ولوالجی و محمد بن یوسف بن علی عقیلی اور عبد الرحیم بن یوسف بن محمد وغیرہم نے تفقہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو امور دینیہ میں کوئی مہم آن پڑتی تو آپ نماز سے استمداد کرتے اور غسل کیا کرتے تھے ایک دن صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آیت منھم الی آخرہ پڑھتے پڑھتے بسبب گریہ و زاری کے بند ہوگئے جب گریہ تھم گیا تو پھر آپ نے نماز کو از سر نو پڑھا اور غسل کرکے گھر میں داخل ہوئے اور پھر گھر سے باہر نہ نکلے یہانتک کہ ماہ شعبان سنہ ۵۴۸ھ میں فوت ہوئے۔ تاج انجمن تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عمر بن احمد بن اسمٰعیل نسفی۔ کنیت ابو اللیث اور مجد النسفی کے لقب سے مشہور اور شہر نسف کے جو ماوراء النہر میں واقع ہے رہنے والے تھے۔ فقیہ فاضل اور واعظ کامل تھے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی آپ کے باپ نے سمرقند کے محدثین کے پاس لیجاکر آپ کو حدیث سماعت کرائی اگرچہ آپ نے حدیث کو بکثرت سنا مگر اپنے والد جیسے محدث نہ ہوئے۔ سمعانی شافعی نے کہا کہ احمد بن عمر سنہ ۵۴۶ہجری میں بتقریب سفر حجاز مرو میں آئے اور سنہ ۵۴۹ھ کو میں نے انسے سمرقند میں ملاقات کی انھوں نے کہ مجھے بڑی کتابیں املا کی تھیں مگر مجکو اس بات کا اتفاق نہوا کہ انسے کوئی حدیث سماعت کرتا سنہ ۵۵۱ہجری کو بارادہ حج بخارا میں تشریف لائے پھر بغداد میں دو مہینے تک ٹھہرے بعدہ کعبہ کو روانہ ہوئے جب موضع قوص کے پاس پہونچے تو راہزنوں نے قافلہ پر حملہ کرکے بیرکس روز ۲۷ جمادی الاولی سنہ ۵۵۲ہجری میں قصبہ کوفہ میں جو بسطام

علی بن حسن بلخی

احمد بن عمر نسفی

کے پاس واقع ہے آپ کو شہید کیا۔

عثمان بیکندی بخاری

عثمان بن علی بن محمد بن علی بیکندی بخاری ۴۶۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو عمرو کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ محدث۔ زاہد متورع۔ عفیف قانع۔ متواضع کثیر العبادۃ تھے۔ فقہ امام ابی بکر محمد بن ابی سہل سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو امام محمد بخاری المعروف بہ بکر خواہرزادہ سے سماعت کیا آپ صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے ہیں اور آخر خراسان لوگوں سے باقی رہے ہیں جنھوں نے امام ابی بکر محمد بن ابی سہل سرخسی سے تفقہ کیا تھا ۵۵۲ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ محدث تاریخ وفات ہے بیکندی بیکند کی طرف منسوب ہے جو ماوراء النہر کے شہروں میں سے ایک شہر بخارا سے ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ شہر نہایت خوبصورت تھا مگر اب خراب پڑا ہے سمعانی نے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جب یہ شہر آباد تھا تو اسمیں تین ہزار مکان تو صرف قاریوں کے تھے جنکے آثار خود میں نے دیکھے ہیں۔

محمد بن مسعود کشانی

محمد بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ ابو الفتح کنیت تھی فاضل عصر فقیہ متبحر تھے ۴۹۱ھ ہجری میں شہر کشان علاقہ سمرقند میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے باپ مسعود صاحب مختصر مسعودی اور ابا القاسم علی بن احمد بن اسمعیل کلاباذی وغیرہ سے اخذ کیا اور حدیث کو سنا بخارا کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی لیکن آپ کی سیرت قضاء کی حالت میں اچھی نہ رہی۔ وفات آپ کی اتفاقیہ شب چہارم ماہ رمضان المبارک ۵۲۰ھ ہجری میں بعد ادائے نماز تراویح کے واقع ہوئی۔

صاعد اصفہانی

صاعد بن محمد بن عبد الرحمن بخاری اصفہانی۔ آپ کی کنیت بھی ابو العلاء تھی اور ابن الراسندی کے نام سے معروف تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل اور محدث و فقیہ کامل تھے یہانتک کہ اپنے ہم عصروں پر فضیلت و علمیت و دیانت میں سبقت لیگئے ۴۴۸ھ میں پیدا ہوئے علم علی بن عبد اللہ خطیبی سے پڑھا اور حدیث کو سنا اور خطیبی اپنے استاذ کے ساتھ واسطے زیارت مکہ معظمہ کے نکلے آپ کے ہمراہ آپ کا بیٹا اور عورت بھی تھی عورت تو بصرہ میں فوت ہوگئی اور آپ کو عربوں نے جنگل میں گرفتار کر لیا چنانچہ سات مہینے تک انکی قید میں رہے بعد ازاں نظام الملک و شرف الملک کو آپ کے قید ہونے کی خبر پہونچی انھوں نے سات سو دینار عربوں کو دیکر آپکو رہا کرا دیا

شہر خطیبی تو ۵۲۹ھ میں جعفر میں فوت ہو گئے اور آپ پھر اپنے بیٹے کے مکہ معظمہ کو گئے اور حج
کر کے بغداد میں آئے جب قاضی اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ خطیبی کو سلطان نے قید کر دیا تو آپ
بجائے انکے اصفہان کے قاضی مقرر ہوئے اور عید فطر کے روز ۵۲۹ھ ہجری میں فوت
ہوئے۔ عالم عالی فخار تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن عبدالعزیز بلخی۔ ابوبکر کنیت اور ظہیر بلخی کے لقب سے مشہور تھے
فروع و اصول میں امام فاضل اور معقول و منقول میں عالم کامل تھے۔ علم نجم الدین عمر نسفی
تلمیذ صدر الاسلام ابی الیسر محمد بزدوی سے حاصل کیا اور نیز بہاء الدین مرغینانی
محمد بن احمد اسبیجابی سے فقہ پڑھی اور مراغہ میں تدریس کو جاری کیا اور جامع صغیر امام محمدؒ کی
شرح تصنیف کی۔ محمود بن زنگی کے عہد میں حلب میں تشریف لائے پھر دمشق کو گئے آخر کو
حلب میں ۵۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ آرائش بلدہ تاریخ وفات ہے۔

عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ نیشاپوری خرقی ۴۶۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے
زمانے کے فقیہ فاضل واعظ خوش خلق تھے مدت تک بخارا میں رہے۔ جمال الدین ابی نصر احمد
بن عبدالرحمن ریغذموتی تلمیذ ابی زید دبوسی سے پڑھا اور ۵۳۳ھ ہجری میں وفات
پائی۔ خرقی بفتح خاء شہر خرق کی طرف منسوب ہے جو مرو سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع
ہے اور خرقی بکسر خاء گودڑی فروش کو کہتے ہیں سو یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ ان دو نسبتوں
میں سے آپ کس نسبت کی طرف منسوب ہیں۔

ہبتہ اللہ بن محمد بن ہبتہ اللہ بن احمد بن یحیی عقیلی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل اور
کمال الدین عمر بن احمد صاحب تاریخ حلب کے دادا تھے حلب کی قضاء مدت تک آپ کے سپرد رہی اور
۵۴۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ شمع انجمن تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابی بکر بن یحیی صابونی بزدوی۔ ابوطاہر کنیت تھی اور ابراہیم صفار کے اصحاب
میں سے اپنے زمانہ کے امام عالم زاہد تھے ابا نصر احمد بن عبدالرحمن اور قاضی ابا الیسر بزدوی
سے سنا اور تفقہ کیا اور آپ سے بخارا میں سمعانی شافعی نے لکھا۔ وفات آپ کی ۵۵۰ھ
میں واقع ہوئی۔ قدوۂ کیتی تاریخ وفات ہے۔

احمد بلخی

عبدالرحمن خرقی

ہبتہ اللہ بن محمد عقیلی

محمد بن ابی بکر بزدوی

محمد بن نصر بن منصور بن علی بن محمد بن محمد بن فضل عامری مدینی۔ ابو المعالی کنیت تھی امام زاہد، فقیہ کامل اور سمرقند کے خطیب تھے ۴۵۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزدوی اور فخر الاسلام علی بن محمد بن بزدوی سے حاصل کی اور بڑی عمر پائی یہاں تک کہ آپ کے اقران سب فوت ہو گئے تھے۔ سمعانی شافعی نے کہا ہے کہ میں نے آپ سے ابی العباس مستغفری کی دلائل النبوۃ کو سنا۔ سمرقند میں ۵۵۰ھ ہجری میں فوت ہوئے "فقیہ عمر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف حسنی سمرقندی۔ ناصر الدین لقب اور ابو القاسم کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام عظیم القدر کبیر المحل عالم تفسیر و حدیث و فقہ اور واعظ و مجتہد علم ادب اور ائمہ کبار اور علماء نامدار کے بڑے ثناخوان تھے نہایت بصفا اور کثیر النافع تصنیفات کیں جن میں سے کتاب نافع فقہ میں اور ملتقط فتاوی میں اور خلاصۃ المفتی اور کتاب الاختصاف اور مصابیح السبل وغیر ذالک مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۵۵۶ھ ہجری میں ہوئی بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کو سمرقند کی عنسان قوم میں سے ایک قبیلہ نے شہید کیا "عارف مسائل دین" تاریخ وفات ہے۔

حسن بن فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی ۴۶۵ھ ہجری کو سمرقند میں پیدا ہوئے ابو ثابت کنیت تھی جب آپ کا باپ فوت ہو گیا تو آپ کو آپ کا چچا صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بخارا کی طرف لے گیا اور وہاں آپ کو پرورش کیا اور پڑھایا لکھایا۔ جب آپ کا چچا بھائی ابو المعالی قاضی صدر احمد فوت ہوا تو آپ بخارا کے قاضی مقرر ہوئے اور مدت تک قضا پر قائم رہے پھر شہر بزدہ کو واپس آ گئے اور آخیر عمر تک وہیں رہ کر ۵۵۷ھ ہجری میں وفات پائی

علی بن مسعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ شہر کشانیہ میں جو چینستان نو احی سمرقند میں واقع ہے ۴۴۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام فاضل فقیہ مناظر محدث کثیر المحفوظ تھے فقہ اپنے چچا مسعود بن حسین صاحب مختصر مسعودی مقیم بخارا اور عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی پھر مرو میں گئے اور وہاں قاضی محمد بن حسین ارسابندی تلمیذ علی مروزی شاگرد دبوسی سے تفقہ کیا اور حدیث کو اپنے چچا مسعود اور ابا بکر محمد بن عبد اللہ

سمر قندی وغیرہم سے سُنا۔ آپ وعظ بہت عمدہ کیا کرتے اور حق بات کے کہنے سے ہرگز نہ ٹلتے تھے مدت تک مرو مین مدرسہ خاقانیہ کے مدرس رہے پھر بخارا و سمرقند مین سکونت رکھتے رہے۔ ابو الحسن کنیت تھی ۵۴۰ ہجری مین وفات پائی تاریخ وفات آپ کی زینت ملک ہی۔ سمعانی شافعی نے لکھا ہی کہ مین نے مرو مین آپ سے کچھ لکھا اور میری آپ سے بڑی دوستی تھی۔

عبد الغفور بن لقمان بن محمد کردری۔ شہر کردر کے جو خوارزم مین واقع ہی رہنے والے تھے ابو المفاخر کنیت اور شرف القضاۃ و تاج الدین و شمس الائمہ لقب رکھتے تھے بڑے زاہد عابد اور اپنے زمانہ کے امام حنفیہ تھے۔ فقہ ابی الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی سے حاصل کی اور حلب مین عہد سلطان نور الدین محمود مین مدت تک قاضی رہے اور وہین ۵۶۲ ہجری کو وفات پائی۔ تصانیف حسب ذیل ہین۔ کتاب اصول فقہ۔ کتاب مفید و مزید۔ شرح تجرید۔ شرح جامع صغیر۔ شرح جامع کبیر۔ شرح زیادات۔ کتاب حیرۃ الفقہاء۔ (اس کتاب مین ایسے مسائل جمع کیے ہین جنکے حل سے علماء حیران ہو جاتے ہین) اور ایک کتاب اُن الفاظ کے بیان مین تصنیف فرمائی کہ جنکے زبان پر لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہی۔ تاریخ وفات آپ کی تاج محفل ہی۔

محمد بن عمر حسام الدین صدر الشہید بن برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری بخارا کے اکابر و اعیان محدثین و فقہاء مین سے تھے اور آپ کو سلاطین و ملوک کے نزدیک قبولیت تامہ حاصل تھی ماہ شوال ۵۵۲ ہجری مین حج کر کے بغداد مین تشریف لائے جہان حدیث اپنے باپ صدر الشہید سے روایت کی اور ۵۶۲ ہجری مین وفات پائی بدر عصر تاریخ وفات ہی۔

جعفر بن عبد اللہ بن ابی جعفر بن قاضی القضاۃ ابی عبد اللہ دامغانی ۴۹۶ ہجری مین شہر دامغان واقع ملک خراسان مین پیدا ہوے ابو منصور کنیت تھی اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقیہ و محدث کامل پسندیدہ اخلاق لطیف الکلام نیک سیرت و صدوق قضا و عدالت اور علم و روایت مین مشہور آفاق تھے ۵۶۶ ہجری مین وفات پائی۔ شمع محفل تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمود سجستانی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل عالم کامل جامع فروع و اصول اور مفتی سجستان تھے ۵۶۸ ہجری کے بعد محمد بن ابی المفاخر عبد الرشید کرمانی کے

عبد الغفور کردری

محمد بن عمر بخاری

جعفر بن عبد اللہ دامغانی

محمد سجستانی

معاصرین میں سے ہو کر فوت ہوئے۔

امام زادہ جوجی

محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ جوجی۔ امام فاضل۔ ادیب کامل صاحب البیان فصیح اللسان واسع التقریر کامل التحریر۔ واعظ صوفی مفتی بخارا تھے۔ رکن الاسلام لقب تھا۔ فقہ شمس الائمہ محمد بن عبداللہ سرخکتی اور شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری سے پڑھی اور علم خلافت کا رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور تصوف کو خواجہ یوسف ہمدانی سے اخذ کیا اور آپ سے برہان الاسلام زرنوجی صاحب تعلیم المتعلم اور عبیداللہ بن ابراہیم محبوبی اور محمد بن عبدالستار کردری نے فقہ پڑھی۔ بخارا میں سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کو لکھا۔ آپ کی تصانیف سے فقہ میں کتاب شرعۃ الاسلام اور تصوف میں کتاب آداب الصوفیہ مشہور و معروف ہیں لیکن شرعۃ الاسلام میں اکثر احادیث مختلفہ اور اخبار واہیہ منکرہ داخل ہیں۔ صاحب جواہر مضیہ نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی کتاب کثیر القول مسمّی بہ شرعۃ الاسلام دیکھی یہاں تک کہ وہ حضرت خضر کی طرف منسوب ہے بعض نے کہا ہے کہ وہ کعبہ شریف کی سطح میں پائی گئی تھی۔ جوجی منسوب ہے طرف جوج کے جو سمرقند کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ وفات آپ کی سنہ ۵۷۳ ہجری میں ہوئی۔

بقالی

محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف بہ بقالی۔ امام فاضل فقیہ مناظر۔ محدث کامل ادیب شاعر منشی۔ ماہر معانی و بیان۔ عربی زبان کی حجت تھے۔ زین المشائخ لقب تھا اور بڑے حسن الاعتقاد۔ کریم النفس جم الفوائد تھے۔ علوم علامہ جار اللہ زمخشری سے پڑھے اور حدیث کو ان سے اور دیگر شیوخ سے سنا اور بعد وفات جار اللہ کے انکے جانشین ہوئے اور کچھ اوپر نوے سال کی عمر میں شہر جرجانیہ میں ۵۶۲ہجری کو وفات پائی۔ چونکہ آپ آٹا دانہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے اسلیے بقالی کے عمل سے نامزد ہوگئے۔ تصانیف آپ کی یہ ہیں۔ فتاوی[1]۔ جمع التفاریق[2]۔ کتاب التفسیر[3]۔ کتاب التراجم بلسان الاعاجم[4]۔ شرح اسماء الحسنی[5]۔ مفتاح التنزیل[6]۔ کتاب الترغیب فی العلم[7]۔ کتاب اذکار الصلوٰۃ[8]۔ کتاب آفات الکذب[9]۔ کتاب الہدایہ[10] فی المعانی والبیان۔ البینہ علی اعجاز القرآن[11]۔ تقویم اللسان فی النحو[12]۔ الاعجاب فی الاعراب[13] وغیر ذالک۔ "رہنمائے راہ دین" تاریخ وفات ہے۔

عالی غزنوی

عالی بن ابراہیم بن اسمٰعیل غزنوی۔ کنیت ابو علی اور ناصر الدین لقب تھا۔ جواہر المضیہ میں آپ کو غالب نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ آپ فنون تفسیر اور فقہ و جدل و اصول میں ید طولیٰ رکھتے تھے

چنانچہ ایک تفسیر قرآن شریف کی تفسیر التفسیر نام تصنیف کی اور فقہ میں شارع نام ایک کتاب تصنیف فرما کر خود ہی اس کی شرح منابع نام لکھی اور ۵۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ شیر یزدان تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر عتابی۔ ابو النصر کنیت اور زاہد الدین لقب تھا بخارا کے محلہ عتابی میں تھے دینی علوم میں علمائے زاہدین میں سے بڑے متبحر اور فاضل اجل تھے اطراف و اکناف سے کثرت سے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ نے زیادات کی شرح نہایت عمدہ تصنیف کی اور یہاں تک اس میں تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا کہ علماء نے اس کے بے نظیر ہونے کا اقرار کیا۔ علاوہ اس کے جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور جوامع الفقہ معروف بفتاوی عتابیہ تصنیف کیا اور قرآن شریف کی تفسیر تصنیف کی ۵۸۶ھ ہجری یا بقول بعض ۵۸۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ علامہ مرجع الانام اور تاج آفاق تاریخ وفات ہے۔

عماد الدین بن شمس الائمہ بکر بن محمد بن علی زرنجری۔ اپنے باپ کی طرح آپ بھی شمس الائمہ لقب رکھتے تھے بڑے عالم فاضل اپنے وقت کے لقمان ثانی تھے علوم اپنے والد بکر زرنجری شاگرد حلوائی سے پڑھے اور انھیں سے سب سے آخر روایت کی اور آپ سے جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی اور شمس الائمہ بکر بن عبد الستار کردری نے تفقہ کیا۔ نوے برس کے ہو کر ۵۸۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی۔ علاء الدین اور ملک العلماء کے لقب سے ملقب تھے علم علاء الدین محمد سمرقندی مصنف تحفۃ الفقہاء اور ابی المعین میمون مکحولی اور مجد الائمہ سرخکی سے اخذ کیا۔ کتاب بدائع فی شرح تحفۃ الفقہاء اور کتاب السلطان المبین فی اصول الدین بہت عمدہ تصنیف فرمائیں اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن ابو بکر اور احمد بن محمود مصنف مقدمۂ غزنویہ نے تفقہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے محمد بن احمد سمرقندی کی ملازمت کی اور اُن سے انکی معظم تصانیف تحفۃ الفقہاء کو پڑھا اور اسکی شرح بدائع نام سے تصنیف کی تو محمد سمرقندی نے نہایت خوش ہو کر اپنی بیٹی فاطمہ سے (جو نہایت شکیلہ و عقیلہ اور کتاب تحفۃ الفقہاء کی حافظہ تھیں اور روم کے بادشاہ اسکے خواستگار تھے) انکی شادی کردی اور مہر کے عوض شرح مذکور کو گردانا۔ آپ اکثر

صاحب فتاوی عتابیہ

عماد الدین زرنجری

ابو بکر کاسانی

تو دو دن میں خطا کر جاتے تھے جب آپ کی بیوی آپ کو وجہ خطا کی بتا دیتی تو آپ اُسکے قول کی طرف رجوع
کر لیتے تھے۔ آپ کے نکاح سے پہلے محمد سمرقندی اور اُنکی بیٹی فاطمہ کے دستخط سے فتاوے جاری ہوتے
تھے جب آپ کا نکاح فاطمہ سے ہو گیا تو تینوں کے دستخط ہونے لگے۔ جب آپ دمشق میں پہونچے
تو وہاں کے فقہاء آپ سے مناظرہ کے لیے آئے آپ نے فرمایا کہ میں اُس مسائل میں گفتگو نہیں کرونگا
جسکی طرف کوئی ایک بھی امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے گیا ہو گا پس اُنھوں نے بہت سے
مسائل آپ پر ظاہر کیے آپ نے ایک ایک مسئلہ کو ثابت کر دیا کہ اُسکی طرف امام اعظم کا فلاں فلاں
اصحاب گیا ہی پس اُسی پر مناظرہ ختم ہوا۔ ابن عدیم کہتا ہی کہ میں نے ضیاء الدین حنفی سے سنا ہی
کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کاسانی کی موت کا وقت قریب آیا تو میں ماہ رجب ۵۸۷ھ ہجری کو اُنکے پاس
گیا اُسوقت وہ سورۃ ابراہیم پڑھ رہے تھے جب آیہ کریمہ یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت
پر پہونچے تو دم ہوا ہو گیا اور حلب کے قبرستان ظاہریہ میں مقام ابراہیم خلیل اللہ میں اپنی بیوی
فاطمہ کے پاس مدفون ہوئے جب آپ کی بیوی فوت ہوئی تھیں تو آپ کا دستور تھا کہ ہر جمعرات کو
اُنکی قبر کی زیارت کرتے اب حلب میں ان دونوں کی قبریں زیارت گاہ اور مستجاب الدعوات ہیں اور
لوگوں میں خاوند بیوی کی قبر کے نام سے مشہور ہیں۔ تاریخ وفات آپ کی آفتاب زمانہ ہی۔ کاسانی
طرف شہر کاسان کے منسوب ہی جو نواح شاش میں واقع ہی بعضوں نے کہا ہی کہ وہ ترکستان میں
دریائے سیحون کے خلف میں ہی پہلے بڑا آباد تھا اب ترکستانیوں کے متواتر حملوں سے ویران ہو گیا ہی

احمد بن محمود بن ابی بکر صابونی۔ بڑے عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ نور الدین لقب تھا
اور صابون بنایا کرتے تھے۔ اصول دین میں کتاب ہدایہ و کفایہ تصنیف کیں۔ علم کلام میں بھی
آپ نے ایک کتاب ہدایہ نام لکھی پھر اُسکو مختصر کر کے بدایہ نام رکھا۔ آپ سے شمس الائمہ محمد کردری نے
فقہ پڑھی آپ کا شیخ رشید الدین سے مسئلۂ المعدوم لیس بمرئی میں بڑا مناظرہ ہوا جسکو سغناقی نے
حافظ الدین نسفی نے اپنی کتاب اعتماد میں مفصل لکھا ہی بخارا میں ۱۶ تاریخ ماہ صفر ۵۸۰ھ
کو فوت ہوئے اور مقبرہ قضاۃ السبعہ میں دفن کیے گئے۔

عبد الکریم بن یوسف بن محمد بن عباس دینیاری۔ قصبۂ دینار میں جو ملک عراق عجم میں
شہر استرآباد کے پاس واقع ہی رہا کرتے تھے۔ ابو نصر کنیت اور علاء الدین لقب تھا بڑے فقیہ حاذق

فروع و اصول سے تھے سنہ ۵۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۵۹۹ھ میں وفات پائی اور ایک فتاوی دنیاری نام تصنیف فرمایا۔ ابن النجار سے روایت ہی کہ ہمنے آپ کا زمانہ پایا ہی مگر ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا اور ہمارے اصحاب نے آپ سے سماع کیا ہی۔ ماہ عالمتاب تاریخ وفات ہی۔

مطہر یزدی

مطہر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار یزدی۔ ابو سعد کنیت جمال الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا عالم جلیل القدر فاضل کبیر المحل یگانۂ زمانہ خاندان علم میں سے تھے آپ کے آبا و اجداد سب آئمۂ دہر تھے۔ جامع صغیر جسکو زعفرانی نے مرتب کیا ہی اُسکی شرح تہذیب نام تصنیف کی اور امام طحاوی کی مشکل الآثار کو ملخص کیا اور ابو اللیث کی نوادر کو مختصر کیا اور ایک فتاوی اور مختصر قدوری کی شرح باب نام تصنیف کی۔ رکن الدین محمد بن عبد الرشید کرمانی صاحب جواہر الفتاوی نے آپ سے اخذ کیا۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہی کہ آپ کے ماتحت بارہ مدارس تھے جنمیں بارہ سو طالب علم پڑھا کرتے تھے۔ مقام قدم میں آکر سنہ ۵۹۱ ہجری میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ مصر کو اُٹھا کر لے گئے۔ علامہ پرہیزگار تاریخ وفات ہی۔

قاضیخان

حسن بن منصور بن محمود اوزجندی فرغانی المعروف بہ قاضیخان۔ فخر الدین لقب اور ابو المفاخر و ابو المحاسن کنیتیں تھیں۔ شہر اوزجند کے جو نواح اصفہان میں فرغانہ کے پاس واقع ہی رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کبیر اور مجتہد بے نظیر تھے معانی دقیقہ کے غواص اور فروع و اصول میں بحر عمیق تھے۔ مولی علامہ احمد بن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں معدود کیا ہی۔ علم اپنے دادا محمود بن عبد العزیز اوزجندی اور ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی شاگرد امام سرخسی سے حاصل کیا اور نیز ابی اسحق بن ابراہیم بن اسمعیل بن ابی نصر سے تفقہ کیا اور آپ سے جمال الدین ابو المحامد محمود حصیری اور شمس الائمہ محمد کردری اور نجم الائمہ اور نجم الدین یوسف خاصی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ تصنیفات بھی آپ نے نہایت برجستہ کیں چنانچہ فتاوی قاضیخان ایک ایسی معتبر کتاب چار جلدوں میں تصنیف کی جو متداول بین الفقہا ہی یہانتک کہ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدوری میں لکھا ہی کہ جس مسئلہ کی قاضیخان تصحیح کرے وہ غیر کی تصحیح پر مقدم ہی۔ کیونکہ وہ بذاتہ فقیہ ہی۔ علاوہ اسکے کتاب امالی اور کتاب محاضر اور کتاب شرح زیادات اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاء وغیرہ تصنیف کیں۔ اور ۱۶ ماہ رمضان سنہ ۵۹۲ھ میں رات کے وقت

وفات پائی - تاریخ وفات آپ کی سلطان العارفین ہی -

یوسف بن حسین بن عبد اللہ جلبی المعروف بہ بدرابیض - بڑے عالم فاضل وحید عصر تھے ۵۲۱ھ مین پیدا ہوئے اور علم علی بن حسن المعروف بہ برہان بلخی سے اخذ کیا اور دمشق مین ۵۹۲ ہجری مین وفات پائی -

احمد بن محمد بن محمود بن سعد الغزنوی - شہر غزنین مین پیدا ہوئے - فقہ محمد بن علی بن محمد بن علی علاء حسنی سے حاصل کی یہانتک کہ مذہب مین درجہ ریاست کو پہونچے ابی بکر صاحب بدائع شاگرد علاء الدین صاحب تحفۃ الفقہار سے بھی استفادہ کیا تصانیف بھی بہت عمدہ اور مفید کین جنمین سے ایک کتاب موسوم بروضہ درباب اختلاف علمار اور ایک اصول فقہ اور ایک اصول دین مین موسوم بروضۃ المتکلمین تصنیف کی پھر اُسکو مختصر کرکے نام اُسکا المنتقی رکھا - علاوہ اُنکے ایک کتاب موسوم بمقدمۃ الغزنویہ تصنیف کی جو حجم مین اگرچہ چھوٹی ہی مگر علوم سے نہایت مالامال ہی - وفات آپ کی ۵۹۳ ہجری مین حلب کے اندر ہوئی - زین کشور تاریخ وفات ہی

علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر فرغانی مرغینانی - ابو الحسن کنیت اور برہان الدین لقب تھا اور حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد مین سے تھے پیر کے روز بتاریخ ۸ رجب ۵۱۱ ہجری بعد عصر کے پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام - فقیہ - حافظ - محدث - مفسر - جامع علوم - ضابط فنون - متقن - محقق - مدقق - نظار - زاہد - اورع - بارع فاضل ماہر - اصولی ادیب - شاعر تھے - علم اور ادب مین آپ کی مثل آنکھون نے کوئی شخص نہین دیکھا - علم خلاف مین ید طولی اور معرفت مذہب مین دستگاہ کامل حاصل تھی - اور آپ کی بزرگی اور تقدم کا آپکے معاصرین مثل امام فخر الدین قاضیخان اور محمود بن احمد بن عبد العزیز مؤلف محیط و ذخیرہ اور شیخ زین الدین ابو نصر احمد بن محمد بن عمر عتابی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری مؤلف فتاوی ظہیریہ وغیرہم نے اقرار کیا - ابن کمال پاشا نے آپ کو طبقہ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہی لیکن باشا موصوف کی اس تقسیم پر تعاقب کیا گیا ہی اور کہا گیا ہی کہ صاحب ہدایہ کی شان قاضیخان سے کچھ کم نہین بلکہ اگر صاحب ہدایہ کے نقد دلائل اور استخراج مسائل کی طرف خیال کیا جاوے تو وہ اس بات کے لائق ہین کہ انکو مجتہدین فی المذہب مین تصور کیا جاوے - فقہ آپ نے ائمہ مشہورین سے

پڑھی جنمیں سے مفتی ثقلین نجم الدین ابو حفص عمر نسفی ہیں چنانچہ آپ نے جو اپنے شیخوں کو ایک کتاب میں
جمع کیا تو اسمیں آپ نے نجم الدین ابو حفص کا نام پہلے لکھا پھر انکے بیٹے ابا اللیث احمد بن عمر نسفی کا نام
لکھا اور نیز آپ نے صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ اور صدر الشہید تاج الدین احمد
بن عبد العزیز سے جنھوں نے اپنے باپ عبد العزیز انھوں نے امام سرخسی انھوں نے حلوائی انھوں نے
ابی علی نسفی انھوں نے ابی بکر محمد بن فضل انھوں نے سبذمونی انھوں نے ابی عبد اللہ انھوں نے اپنے
باپ انھوں نے امام محمد سے تفقہ کیا تھا اور فقہ اخذ کی نیز ضیاء الدین محمد بن حسین بندنیجی تلمیذ علاء الدین
سمرقندی مولف تحفہ اور ابی عمر عثمان بن علی بیکندی شاگرد شمس الائمہ سرخسی اور قوام الدین احمد بن عبد الرشید
بخاری والد صاحب خلاصۃ الفتاوی اور شیخ امام بہاء الدین علی بن محمد بن اسمعیل اسبیجابی وغیرہم سے
اخذ کیا ۵۴۴ھ ہجری میں حج کیا اور زیارت مرقد سرور کائنات سے مشرف ہوئے تصنیفات بھی بہت
کیں چنانچہ کتاب بدایۃ المبتدی و کتاب کفایۃ المنتہی و کتاب المنتقی و کتاب التجنیس و المزید و کتاب
مناسک الحج و کتاب نشر المذہب و کتاب مختارات النوازل و کتاب الفرائض مشہور و معروف ہیں
اور کتاب ہدایہ تو آپ کی اشہر تالیفات سے ایسی مستند علیہ ہے کہ علماے حنفیہ کے فتویٰ کا مدار اسی
پر ہے کہتے ہیں کہ آپ نے ماہ ذیقعدہ ۵۷۳ھ میں چارشنبہ کے روز بعد نماز ظہر کے ہدایہ کو تصنیف
کرنا شروع کیا اور ۱۳ سال کے عرصہ میں ختم کیا اس مدت میں آپ ہمیشہ روزہ دار رہے اور
سواے ایام منہیہ کے کبھی افطار نہ کیا اور کسیکو اپنے روزہ سے خبردار نہ کرتے تھے جب خادم
کھانا لاتا تو آپ اسکو فرماتے کہ رکھکر چلا جا جب وہ چلا جاتا تو آپ کسی طالب علم کو بلا کر کھلا دیتے
اور ہدایہ کی تصنیف کی وجہ یہ تھی کہ ابتداے حال میں آپ نے چاہا کہ کوئی مختصر کتاب فقہ میں تالیف
کیجاوے جسمیں ہر طرح کے مسائل ہوں پس آپ نے مختصر قدوری اور جامع صغیر کو پسند
کر کے انکے مسائل کا تبرکاً جامع صغیر کی ترتیب پر فراہم کر کے بدایۃ المبتدی اسکا نام رکھا اور اسمیں
اس بات کا وعدہ کیا کہ بشرط فرصت اسکی شرح کفایۃ المنتہی کے نام سے لکھی جاویگی سو حسب
وعدہ کفایۃ المنتہی اسّی مجلد میں تصنیف کی لیکن پھر اندیشہ کیا کہ شاید اسقدر بڑی شرح کو کوئی
نہ دیکھے اس لیے اسکی دوسری مختصر شرح حاوی اور نافع ہدایہ نام سے لکھی اور اس میں
عیون روایت اور متون درایت کے جمع کیے آپ کے بعد ایک جم غفیر علماء و فضلاء آپ کے

ہدایہ کی شرح میں لکھیں اور جو احادیث اسمیں بطور استناد واقع ہوئی ہیں انکی تخریج کی۔ آپ سے ایک جم غفیر علماء نے تفقہ کیا جنمیں سے آپ کی اولاد امجاد شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر اور شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر بن صاحب ہدایہ اور شمس الائمہ کردری اور جلال الدین محمود بن حسین استروشنی والد مفتی صاحب فصول استروشینہ وغیرہم ہیں۔ برہان الاسلام زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل ثانی میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ امام اجل صاحب ہدایہ نے یہ شعر مجکو سنایا ہے ۔ فساد کبیر عالم متہتک ۔ واکبر منہ جاہل متنسک ۔ ہما فتنۃ فی العلمین عظیمۃ ۔ لمن بہما فی دینہ متمسک ۔ اور فصل بدایۃ السبق میں لکھا ہے کہ ہمارے استاد و شیخ بدایت سبق کو چہارشنبہ کے روز پر موقوف رکھا کرتے تھے اور اس بارہ میں یہ حدیث روایت کیا کرتے تھے قال رسول اللہ ما من شئی بدی یوم الاربعاء الا تم اور کہتے تھے کہ اسی طرح امام ابو حنیفہ رح بھی کرتے تھے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ سستی نہ کرے کیونکہ یہ اسکے تحصیل علم کے لیے بڑی آفت ہے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ امام ابو حنیفہ رح کی کتاب وصیت کو حاصل کرے جو انھوں نے یوسف بن خالد کے جبکہ وہ اپنے اہل کے پاس واپس آئے تھے لکھی تھی اور نیز جب میں اپنے شہر کو واپس آیا تو میرے استاذ نے مجکو کتاب وصیت کے نقل کرنے کا حکم دیا پس میں نے اسکو لکھا ۔ پھر فصل وقت التحصیل میں لکھا ہے کہ میرے استاذ صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ بہت سے مشائخ کبیر کو میں نے پایا ہے مگر انسے استخراج نہیں کیا سو اس فروگذاشت پر میں یہ شعر کہتا ہوں ۔ لہفی علی فوت اللیالی لہفی ۔ ما کل ما فات ویفنی یلفی انتہی ۔ وفات آپ کی سمرقند میں ۵۹۳ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی مجتہد مسائل سے نکلتی ہے۔ مرغینانی طرف مرغینان کے منسوب ہے جو سات بلاد فرغانہ میں سے ایک شہر ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے جسکے شرق میں کاشغر اور غرب میں سمرقند ہے۔

عمر بن عبد الکریم ورسکی بخاری۔ بدر الدین لقب تھا عالم متبحر فقیہ ماہر تھے ، علوم ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی سے حاصل کیے اور آپ سے شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری نے اخذ کیا بلخ میں ۵۹۴ھ ہجری میں فوت ہوئے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی۔ امام المتقیا تاریخ وفات ہے۔

عمر ورسکی بخاری

عمر بن محمد عقیلی

عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن محمد بن احمد عقیلی۔ شرف الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی اور حضرت عقیل بن ابی طالب کے نسب میں سے تھے۔ اپنے زمانہ میں اکابر فقہا حنفیہ میں سے تھے اور آپ کو معرفت مذہب و خلاف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم صدر الشہید عمر بن عبدالعزیز سے پڑھا اور برہان جمال الدین حامد بن محمد ریغذ موئی سے اخذ کیا اور آپ سے احمد بن محمد عقیلی اور شمس الائمہ محمد بن عبدالستار کردری نے فقہ پڑھی۔ سنہ ۵۸۵ ہجری میں حج کر کے بغداد میں آئے اور سنہ ۵۹۶ھ میں وفات پائی۔ ”نور قمر“ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عمر نیشاپوری

محمد بن عمر بن عبداللہ نیشاپوری۔ ابو بکر کنیت رشید الدین لقب تھا۔ امام فاضل فقیہ کامل تھے آپ کی تصنیفات سے فتاوی اور شرح تکملہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۵۹۷ھ میں ہوئی۔ ”آفتاب عجم“ تاریخ وفات ہے۔

موفق الدین مکی

احمد بن محمد خطیب خوارزم سنہ ۴۸۴ ہجری میں پیدا ہوئے موفق الدین لقب تھا۔ فقہ نجم الدین عمر نسفی اور علم عربی جار اللہ محمود زمخشری سے حاصل کیا یہانتک کہ ادیب فاضل اور فقیہ کامل ہوئے اور ناصر الدین صاحب کتاب مغرب نے آپ سے استفادہ کیا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ صفدی نے کہا ہے کہ موفق الدین علم عربیہ میں بڑے متمکن اور غزیر العلم فقیہ فاضل اور ادیب شاعر تھے جنہوں نے علامہ زمخشری سے پڑھا اور خطبے و اشعار تصنیف کیے اور سنہ ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔

حسن بن خطیر ابو علی نعمانی

حسن بن خطیر ابو علی نعمانی۔ ابی الحسن کنیت تھی۔ فقیہ محدث مفسر عالم حساب و ہیئت و طب اور سیر و علم نحو و لغت و عروض و ادب و تاریخ تھے مدت تک قاہرہ میں مقیم رہے اور درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اسکی حمایت کی۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر تصنیف کی اور حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی شرح جید تام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہای امصار میں تصنیف فرمائی اور سنہ ۵۹۸ ہجری میں وفات پائی۔ ”آرائش گیہان“ تاریخ وفات ہے۔

علی بن احمد رازی

علی بن احمد بن مکی رازی۔ حسام الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل۔ عالم ماہر تھے دمشق میں آکر سکونت اختیار کی تھی اور درس و تدریس آپ کا کام تھا فتوی امام ابو حنیفہ کے مذہب پر دیا

کرتے تھے مختصر قدوری کی ایک نفیس شرح خلاصۃ الدلائل و تنقیح المسائل نام تصنیف کی جسکی نسبت صاحب جواہر مضیہ نے لکھا ہی کہ یہ وہ کتاب ہی جسکو مین نے فقہ مین یاد کیا اور جو احادیث اس کتاب مین لائی گئی ہین انکی مین نے ایک جلد ضخیم مین تخریج کی اور اسکی شرح لکھی جب مین نے آپ کا حال جواہر مضیہ مین جمعہ کے روز سنہ ۵۹ ہجری مین لکھا تو مین آپ کی کتاب کی شرح مین کتاب الشرکۃ تک پہونچ گیا ہوا تھا علی قاری نے لکھا ہی کہ آپ نے علاوہ کتاب مذکور کے ایک کتاب سلوۃ الہموم نام بھی جمع کی ہی۔ آپ سنہ ۵۹۸ ہجری مین ایک بیٹا چھوڑکر فوت ہوے۔

برہان الدین فقیہ

مسعود بن شجاع بن محمد بن حسن اموی المعروف بہ برہان الدین فقیہ۔ دمشق مین سنہ ۵۱۰ھ کو پیدا ہوے ابو الموفق کنیت تھی۔ عالم ماہر فقیہ متبحر صدر معظم راس فی المذہب تھے۔ علم برہان البلخی علی بن حسن تلمیذ عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کیا اور آپ سے ابن ابیض محمد بن یوسف اور داود بن ارسلان نے تفقہ کیا اور مدرسہ نوریہ مین درس دیا پھر عسکر کی قضا آپ کے سپرد کی گئی ایک کتاب فقہ مین تصنیف کی اور ۱۶۔ ماہ جمادی الاخری سنہ ۵۹۹ ہجری کو وفات پائی۔

محمد بن یوسف غزنوی بغدادی

محمد بن یوسف بن علی غزنوی بغدادی۔ اکابر محدثین اور رواۃ مستندین اور فقہائے متقدمین مین سے تھے اصل مین حلب و غزنہ کے رہنے والے تھے مگر آپ کا مولد بغداد تھا جہان سنہ ۵۲۲ ہجری مین پیدا ہوے تھے۔ فقہ عبد الغفور بن لقمان کردری سے پڑھی اور حدیث کو ابی الفضل بن ناصر سے سماعت کیا اور آپ سے رشید عطار اور منذری نے روایت کی اجازت حاصل کی یکشنبہ کے روز ۱۵۔ ربیع الاول سنہ ۵۹۹ھ کو فوت ہوے۔ پاک اعتقاد تاریخ وفات ہی۔

محمد طاؤسی

محمد بن عراقی قزوینی المعروف بہ طاؤسی۔ ابو الفضل کنیت رکن الدین لقب تھا۔ امام فاضل علامہ مناظر علم خلاف کے ماہر متبحر تھے۔ علم شیخ رضی الدین نیشاپوری سے حاصل کیا اور علم خلاف مین تین تعالیق تصنیف کین۔ ہمدان مین بہت طالب علم آپ کے پاس جمع ہوے اور نیز دیگر امصار و بلاد قریبہ و بعیدہ سے استفادہ کے لیے لوگ آنے شروع ہوے جس سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی اور سنہ ۶۰۰ ہجری مین وفات پائی۔ طاؤسی طاؤس بن کیسان کی طرف منسوب ہی جو امام ابو حنیفہ کے شیوخ مین سے ہین۔ اور تاریخ وفات آپ کی لفظ نکتہ فہم سے نکلتی ہی۔

احمد بن محمد بن نوح قابسی غزنوی۔ جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام عالم فقیہ متبحر فاضل ماہر تھے۔ قدس میں فتاویٰ حاوی قدسی تصنیف کیا اور حسن بن علی نحوی نے آپ سے تلمذ کیا۔ وفات آپ کی تقریباً ۶۰۰ہجری میں ہوئی۔

حسین بن علی لامشی۔ ابو القاسم کنیت اور عماد الدین لقب تھا قصبہ لامش کے جو فرغانہ کے شہروں میں سے ایک قصبہ ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث ثقہ اور پرہیزگار تھے امر معروف اور حق بات کے کہنے میں کسی کی ملامت کا کچھ خوف نہ رکھتے تھے۔ علم شمس الائمہ حلوائی سے پڑھا اور اخذ کیا اور حدیث کو ابی بکر محمد بن حسن بن منصور نسفی سے سنا کہتے ہیں کہ آپ ۵۱۵ہجری میں خاقان ماوراء النہر کی طرف سے بطور سفارت کے نواح میں تشریف لائے جہاں کے لوگوں نے کہا کہ آپ اتفاق حسنہ سے یہاں آئے ہیں اگر حج کر کے اپنے ملک کی طرف واپس جائیں تو اچھی بات ہے آپ نے فرمایا کہ میں حج کو دنیاوی کام کے تابع نہیں کرتا۔ آپ نے واقعات اور فتاویٰ تصنیف کیے۔

احمد بن موسیٰ کشی۔ شہر کش کے باشندہ تھے جو تین فرسنگ کے فاصلہ پر شہر جرجان سے واقع ہے نجم الدین عمر نسفی کی مدت تک مصاحبت کی اور انھیں سے استفادہ کیا اور اپنی قدر و منزلت کو بڑھایا۔ کتاب مجموع النوازل نہایت لطیف فروع حنفیہ میں معتبر فتاووں یعنی فتاویٰ ابی اللیث سمرقندی و فتاویٰ ابی بکر بن الفضل و فتاویٰ ابی حفص کبیر وغیرہ سے جمع کی جس کا ابتداء اس سطر سے کیا۔ الحمد للہ الذی شرفنا بالسید الاصفیاء الخ۔

زیاد بن الیاس فرغانی۔ فرغانہ کے مشائخ کبار اور فضلائے نامدار سے تھے ابو المعالی کنیت اور ظہیر الدین لقب تھا باوجود کثرت علم اور وفور عقل کے بڑے متواضع و خلیق تھے اپنے اصحاب کے ساتھ نہایت لطف سے پیش آتے تھے صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ میں بعد وفات اپنے جد امجد کے آپ کے پاس جایا کرتا تھا اور آپ سے فقہ پڑھتا تھا۔

حسین بن نصر بن ابراہیم بن یعقوب الحاکم الاکشنی ۵۰۹ہجری کو قصبہ کشن ماوراء النہر میں شہر نخشب کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے فقہ ابی المعالی مسعود بن حسین خطیب کشانی صاحب مختصر مسعودی سے حاصل کی یہاں تک کہ عالم فاضل اور ہر ایک علم میں ماہر کامل ہوگئے

احمد بن عبدالرشید بخاری

احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری۔ قوام الدین لقب رکھتے تھے آپ کے باپ بھی اپنے وقت کے امام فاضل شیخ کبیر ثقہ حافظ متبحر فی العلوم تھے جن سے آپ نے علم حاصل کیا اور افقہ زمان و علامۂ دوران ہوئے اور امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور آپ سے آپ کے بیٹے صاحب خلاصہ نے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے آپ سے بسند متصل یہ حدیث آنحضرت سے روایت کی ہے قال ما من شیء بدئ یوم الاربعاء الا تم یعنے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کیجاوے اور پوری نہو۔ اسی لیے صاحب ہدایہ ابتدا سبق ہی کتاب کا بدھ کے دن پر موقوف رکھتے تھے چنانچہ اس سنت صاحب ہدایہ کا اتباع آج تک علماء میں چلا آتا ہے اور سب لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ جو کتاب بدھ کے دن شروع کیجاوے اسکو خدا تھوڑے ہی دنوں میں انجام بخیر کر دیتا ہے۔ فوائد البہیہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ صحت اس حدیث میں بعض محدثین کو کلام ہے مگر جلد انجام ہونے کام میں حکمت یہ ہے کہ دیگر احادیث صحیحہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ بدھ کے روز جو وقت درمیان ظہر و عصر کے ہے وہ مستجاب الدعوات ہے چونکہ دستور ہی ہے کہ آدمی جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو اسکے جلد انجام ہونے کے لیے ضرور دعا کرتا ہے پس جب کسی نے بدھ کے روز وقت مذکور پر کسی کتاب یا کام کو شروع کیا اور اسکے جلد ختم ہونے کے لیے دعا مانگی تو وہ البتہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔

رضی الدین نیشاپوری

رضی الدین نیشاپوری۔ بڑے عالم فاضل عدیم النظیر مکارم الاخلاق تھے۔ طریقۃ الرضویۃ المعروف بالرضیۃ تین جلدوں میں تصنیف کیا۔ آپ سے رکن الدین امام زادہ محمد بن ابی بکر اور فضل رکن الطاؤسی نے علم خلاف حاصل کیا۔

حماد بن ابراہیم صفار بخاری

حماد بن ابراہیم بن اسمٰعیل صفار بخاری۔ قوام الدین لقب اور ابوالمحامد کنیت تھی آپ اور آپ کے آباؤ اجداد مشائخ کبار اور خاندان علم و زہد سے تھے آپ عید اضحیٰ کی رات سنہ ۴۹۲ ہجری کو پیدا ہوئے اور علم اپنے باپ سے اخذ کیا یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام اور امام ائمہ اصول و فروع میں مجتہد یگانہ ہوئے۔ برہان الاسلام زرنوجی مصنف کتاب تعلیم المتعلم اور افتخار الدین طاہر صاحب خلاصہ نے آپ سے فقہ اخذ کی اور علم پڑھا۔ بخارا میں جمعہ آپ ہی پڑھایا کرتے تھے اور خطبہ اور شخص پڑھا کرتا تھا۔

محمود بن عبد العزیز اوزجندی۔ شمس الائمہ لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور قاضی خان کے جد امجد تھے۔ فقہ وغیرہ امام سرخسی سے پڑھی۔

محمد بن ابی بکر المعروف بخمیر الوبری خوارزمی۔ بڑے عالم فاضل۔ مناظر متکلم اور زین الائمہ لقب رکھتے تھے فقہ ابی بکر محمد بن علی زرنجری شاگرد حلوائی سے پڑھی اور کتاب الاضاحی تصنیف کی۔ چونکہ آپ اونٹ کی پشم کا کام کیا کرتے تھے اور عربی میں اونٹ کی پشم کو وبر کہتے ہیں اسلیے لوگ آپ کو وبری کہا کرتے تھے۔

عبد الکریم بن محمد بن احمد بن علی صباغی مدینی۔ ابو المکارم کنیت اور رکن الائمہ لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر اور مختلف علوم میں شارکت تامہ رکھتے تھے۔ فقہ ابی الیسر محمد بزدوی سے حاصل کی اور آپ سے ایک جماعت فقہا نے جنمین سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب قنیہ ہیں تفقہ کیا آپ نے مختصر قدوری وغیرہ کی شرحیں تصنیف کیں۔

عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن نصر لسطامی ثم البلخی۔ ضیاء الاسلام لقب اور ابو شجاع کنیت تھی ماہ ذی الحجہ ۴۷۵ ہجری میں بلخ میں پیدا ہوئے جد اعلیٰ آپ کا لسطام کا رہنے والا تھا جو بلخ میں آکر سکونت پذیر ہوا آپ بڑے فقیہ۔ حافظ۔ محدث مفسر ادیب۔ شاعر۔ کاتب حسن اخلاق اور صاحب ہدایہ کے استاد تھے آپ کو اجازت عالیہ حاصل تھی اور تمام علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عبد الکریم بن محمد سمعانی شافعی نے اپنی کتاب انساب میں آپ کے حال میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے مرو و بلخ و ہراۃ و بخارا و سمرقند میں حدیث کو سنا اور استفادہ کیا۔

اشرف بن ابی الاوضاح محمد بن امام ابی شجاع سید محمد۔ فروع و اصول اور حسن طریقہ میں امام مشہور تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور یہاں تک کوشش کی کہ متعدد علوم میں فائق اور معاملات مذہب و خلاف میں عالم فاضل ہو کر استاذ کل ہوئے۔ قاضی بابا در وم عبد المجید بن اسمعیل متوفی [illegible]ھ اور عماد الدین محمد بن عبد المجید سمرقندی وغیرہ نے آپ سے فقہ حاصل کی۔

عبد العزیز بن عمر بن مازہ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو محمد کنیت تھی برہان الائمہ اور برہان الدین کبیر اور صدر الماضی اور صدر الکبیر آپ کے لقب تھے ان لقبوں سے

ملقب ہونے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ ۴۹۵ ہجری میں سلطان سنجر بن ملکشاہ سلجوقی نے آپ کو
بخارا کی طرف کسی مہم کے لیے بھیجا تھا اور اس مہم کا نام صدر رکھا تھا اسلیے صدر کے لقب سے مشہور
ہوئے۔ علوم آپ نے امام سرخسی تلمیذ حلوائی سے اخذ کیے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں صدر السعید
تاج الدین احمد و صدر الشہید حسام الدین عمر و۔ اور ظہیر الدین کبیر علی بن عبد العزیز مرغینانی
وغیرہ نے تفقہ کیا۔ برہان الاسلام زرنوجی نے کتاب تعلیم المتعلم میں اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے
حکایت کی ہے کہ عبد العزیز بن عمر نے اپنے دونوں بیٹوں مذکورہ بالا کا سبق سب طلباء سے
پیچھے دوپہر کے وقت مقرر کیا تھا جس پر وہ دونوں شکایت کیا کرتے تھے کہ اس وقت ہماری
طبیعتیں سست ہو جاتی ہیں آپ ہمکو سویرے سبق پڑھا دیا کریں۔ آپ فرماتے تھے کہ چونکہ غریب
و امیر طلباء بہت دور سے میرے پاس سبق پڑھنے کو آتے ہیں اسلیے مجھے ضرور ہے کہ پہلے انکو سبق
پڑھا دیا کروں پس آپ کی اس شفقت کی برکت سے آپ کے دونوں بیٹے اپنے وقت کے
اکثر فقہاء و علماء پر فقہ وغیرہ میں سبقت لیگئے۔

نجم الائمہ بخاری۔ علماء کبار و فضلائے نامدار میں سے تھے آپ کے زمانہ میں
بخارا و خوارزم میں فتوی کا مدار صرف آپ ہی پر منحصر تھا آپ برہان الدین کبیر اور عطاء الدین
حماجی اور بدر طاہر کے اقران میں سے تھے فخر الدین بدیع قزوینی نے آپ سے علم پڑھا۔

نجم الائمہ بخاری

محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی۔ ابو بکر کنیت علاء الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے
شیخ کبیر فاضل بے نظیر فقیہ جلیل القدر تھے۔ فقہ ابی المعین میمون مکحولی اور صدر الاسلام
ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور کتاب تحفۃ الفقہاء تصنیف کی اور آپ سے ابو بکر بن مسعود
صاحب بدائع متوفی ۵۸۷ ہجری نے اور ضیاء الدین محمد بن حسین استاد صاحب ہدایہ نے
فقہ پڑھی۔ آپ کی ایک بیٹی فاطمہ نام بڑی فقیہہ علامہ تھی جسنے آپ سے فقہ پڑھی اور آپ کے
تحفہ کو حفظ کیا یہاں تک کہ فتاوے پر آپ کی اور اسکی مہر ہوا کرتی تھی جب آپ نے اسکا نکاح
اپنے شاگرد صاحب بدائع سے کر دیا تو وہ اپنے شوہر کو جب وہ کسی مسئلہ میں غلطی کرتے تو
غلطی سے آگاہ کر کے صواب کی طرف راہ دکھاتی۔ آپ کے وقت میں فتاوی پر تینوں یعنی آپ
کے اور آپ کی بیٹی اور اسکے شوہر کے دستخط ہوتے تھے۔

صاحب تحفۃ الفقہاء

محمد بن حسین بن ناصر بن عبد العزیز بندنیجی ۔ ضیاء الدین لقب تھا ۔ فقیہ متبحر محدث بے نظیر تھے فقہ علاء الدین ابی بکر محمد بن احمد سمرقندی سے حاصل کی اور ۵۲۵ھ ہجری مین کتاب صحیح مسلم کو محمد بن فضل نیشاپوری سے سُنا اور روایت کیا جنھون نے عبد الغافر فارسی اور انھون نے جلودی اور انھون نے امام مسلم سے سُنا تھا آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی صاحب ہدایہ کہتے ہین کہ مین ۵۴۴ھ کو انھون نے اپنی تمام مسموعات کی بالمشافہ مجکو روایت کرنے کی اجازت دی۔

حامد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن ریغدموني ۔ جلال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھی اپنے زمانہ کے قاضی باعمل اور مفتی فاضل تھے تصفیہ معاملات مین آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا فقہ اپنے باپ محمد بن احمد متوفی ۵۱۰ھ ہجری اور دادا قاضی جمال الدین احمد بن عبد الرحمن تلمیذ ابی زید دبوسی سے حاصل کی اور محاضر و شروط تحریر فرمائی۔

محمد بن حسن بن محمد کاشانی ۔ برہان الدین لقب اور ابو عبد اللہ کنیت تھی ۔ امام فاضل شیخ کامل ۔ فروع و اصول کے حافظ تھے ۔ آپ کے وقت مین حدیث مین کوئی آپ سے احفظ نہ تھا فقہ نجم الدین عمر نسفی تلمیذ صدر الاسلام ابی الیسر بزدوی سے پڑھی اور ۵۲۶ھ مین بغداد مین حج کے ارادہ سے آئے اور وہان حدیث کو نسفی سے لکھا ۔ آپ سے اشرف بن نجیب بن محمد ابو الفضل کاشانی اور شمس الائمہ محمد بن عبد الکریم ترکستانی المعروف بہ برہان الائمہ نے فقہ پڑھی ۔ کاشان ایک شہر عظیم الشان ہے جو ولایت ما وراء النہر مین واقع ہے۔

محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبد العزیز بن عمر بن مازہ صاحب محیط برہانی ۔ برہان الدین لقب تھا ۔ ائمہ کبار اور فقہاء نامدار مین سے ا۔ا حجت اور ع متواضع ۔ عالم کامل ۔ متبحر و افر تھے ۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل مین سے شمار کیا ہے آپ کے آبا و اجداد صدور و علماء کبار مین سے گذرے ہین ۔ علم اپنے باپ صدر السعید احمد اور چچا صدر الشہید عمر و متوفی ۵۳۶ھ ہجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے صدر الاسلام طاہر بن محمود نے اخذ کیا ۔ آپ کی تصنیفات مین سے محیط برہانی چالیس مجلد اور ذخیرہ اور تجرید اور تتمۃ الفتاوی اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاء مصنفہ خصاف اور فتاوی واقعات اور طریقہ برہانیہ وغیرہ مشہور و معروف ہین۔

علی بن عبد اللہ بن عمران۔ فخر المشائخ لقب تھا اور عمرانی کی نسبت سے جو آپ کے دادا کی طرف منسوب ہے مشہور تھے اپنے زمانہ کے شیخ۔ فقیہ پرہیزگار تھے۔ علوم محمود جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف سے اخذ کیے۔

محمد بن عبد اللہ صائغی المعروف بہ قاضی سادیدر۔ فقیہ متبحر۔ محدث جید حسن الاخلاق کثیر العبادہ حسن المناظرہ جمیل الظاہر والباطن تھے۔ فقہ قاضی فخر الدین ابی بکر محمد بن حسین ارسابندی متوفی ۵۱۲ ہجری سے حاصل کی اور انھین سے اور سید محمد بن ابی شجاع علوی سمرقندی وغیرہ سے حدیث کو سنا اور تحدیث کی اور اپنے استاد کی قضا و خطابت مین نائب ہوئے مرچکی قضا آپ کو دیگئی جسکو آپ نے نہایت خوش اسلوبی و نیک سیرت سے انجام دیا۔ سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کی اور اپنے مشائخ مین آپ کو بیان کیا۔ صائغی عمل صیاغت کی طرف منسوب ہے جو آپ پہلے کیا کرتے تھے۔

عبد الکریم بن محمد بن احمد مدینی۔ رکن الائمہ لقب تھا۔ فقیہ فاضل عالم بے مثل تھے فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بزدوی سے حاصل کی اور ایک کتاب تلبیۃ الابنہ نام ان الفاظ کی لغت مین تصنیف کی جو کتب اصحاب حنفیہ مین آئے ہین۔

حدیقہ ہفتم

ساتوین صدی کے فقہاء و علماء کے بیان مین

احمد بن ابی اسعد محمد بن ابی الخطاب محمد بن ابراہیم بن علی کعبی طبری۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ کامل۔ جامع علوم مختلفہ اور زمرۂ دینداران سے آشنا تھے جب مجالس علماء مین حاضر ہوتے تو حل مشکلات مین انہین کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔ آپ نے فتاوی مختصر تصنیف کیا اور بخارا مین ۶۰۰ ہجری مین وفات پائی چشمہ نور آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کعبی کعب بن ربیعہ بن عامر اور کعب بن عوف بن النخع اور کعب خزاعہ اور آپ کے دادا کے نام کی طرف منسوب ہے۔

محمود بن عبید اللہ بن صاعد بن محمد شیخ الاسلام علاء الدین حارثی مروزی۔ مذہب حنفی مین ائمہ کبار و فضلائے نامدار مین سے تھے مرخس مین پیدا ہوئے اور مختلف علوم مین اشتغال کیا

فقہ قاضی نسفی عبد العزیز بن عثمان فضلی تلمیذ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے پڑھی اور فقہ میں ایک کتاب مسمی بہ عیون تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۶۰۶ھ میں واقع ہوئی جامع کمالات تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد بن ابی الحسن ابو المحامد کنیت عماد الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول استاذ شمس الائمہ کردری تھے۔ کتاب سلک الجواہر اور نشر الزواہر اور خلاصۃ المقامات تصنیف کیں۔ علاوہ اسکے ۵۹۷ھ میں ایک بڑی کتاب مسمی بہ خلاصۃ الحقائق در باب آثار و مواعظ و حکایات پچاس ابواب پر تصنیف کی اس کتاب کے حق میں ابن قطلوبغا نے کہا ہے کہ میں نے اسکو دیکھا ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ زمانہ کی آنکھیں اسکے ثانی سے مکحل نہیں ہوئیں۔ وفات آپ کی ۶۰۷ھ ہجری میں واقع ہوئی۔ صاحب ارشاد تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحمن بن شجاع بن حسن بن فضل بغدادی ذی الحجہ کے مہینے ۵۳۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو الفرج کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل بے بدل ستدین تھے علم اپنے باپ ابی الغنائم شجاع مدرس مشہد امام ابو حنیفہ سے جو فقہاء کبیرین میں سے مذہب و خلاف کے بڑے عالم تھے اخذ کیا اور ۶۰۷ھ میں وفات پائی۔ مشہور آوان تاریخ وفات ہے۔

ناصر بن عبد السید ابی المکارم بن علی ابو المظفر مطرزی عراقی الاصل خوارزمی المنشاء۔ ابو الفتح کنیت تھی۔ آبا و اجداد آپ کے عراق کے رہنے والے تھے مگر آپ ماہ رجب ۵۳۶ھ یا ۵۳۸ھ میں شہر جرجانیہ واقع خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پایا فقہ و عربیت و لغت میں امام اور اصول فقہ و حدیث و ادب و شعر میں بے نظیر۔ سحبان البیان اساۃ الد[illegible] حنفی الفروع تھے علوم اپنے باپ اور علی ابی المؤید موفق بن احمد بن محمد مکی خطیب خوارزم تلمیذ زمخشری وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابی عبد اللہ محمد بن علی بن ابی سعید تاجر وغیرہ سے سنا اور آپ کو خلیفہ زمخشری کہا جاتا تھا۔ ۶۰۱ھ ہجری کو حج کر کے بغداد میں آئے اور وہاں کے فقہاء سے آپ کے خوب مباحثے ہوئے اور اہل ادب نے آپ سے ادب اخذ کیا۔ آپ نے تصانیف نافعہ و مفیدہ کیں چنانچہ کتاب معرب اور اسکی مختصر مغرب فی لغات الفقہ اور ایضاح شرح مقامات حریری۔ و اقناع فی اللغۃ اور مختصر اصلاح المنطق اور مصباح فی النحو وغیرہ مشہور و معروف

میں کتاب مغرب میں اُن غریب الفاظ پر تکلم کیا ہی جنکو فقہاء استعمال میں لاتے ہیں اور حنفیہ کے لیے کتاب مغرب ایسی ہی ہے جیسی کتاب ازہری کی ہی جو شافعیہ کے واسطے ہی۔ آپ خوارزم میں شنبہ کے روز ۲۱۔ ماہ جمادی الاول ۶۱۰ھ ہجری میں فوت ہوئے اور آپ کے مرثیہ میں تین سو سے زیادہ قصائد کہے گئے۔ تاریخ وفات آپ کی سرور انجمن ہی۔ مطرزی مطرز کی طرف منسوب ہی جو کپڑے پر چھاپہ لگانے اور نقش و نگار کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ابن خلکان کہتا ہی کہ میں نہیں جانتا کہ خود آپ یہ کام کرتے تھے یا آپ کے آبا و اجداد میں سے کوئی اس کام کا کرنے والا گذرا ہی جسکی طرف آپ منسوب تھے۔

عبد المطلب بن فضل بلخی ثم الحلبی الہاشمی۔ ابو ہاشم کنیت اور افتخار الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث۔ عالم فاضل حلب میں رئیس حنفیہ تھے۔ حدیث کی روایت عمر بسطامی نزیل بلخ اور ابی سعد سمعانی وغیرہ سے کی اور مدت تک تدریس و افتا میں مشغول رہکر ۶۱۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ شمع عالمیان تاریخ وفات ہی۔

محمد بن یوسف بن حسین بن عبد اللہ حلبی المعروف بابن الاعجمی الشہیر بقاضی عسکر۔ حلب میں ۵۶۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم اپنے والد ماجد یوسف تلمیذ علاء الدین محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء شاگرد ابی الیسر محمد بزدوی سے اخذ کیا اور رتبہ کمالیت و فضیلت کو پہونچے اور دمشق و مصر میں تشریف لائے۔ آپ نے ہی فقہائے سبعہ مدینہ کو جو تابعین ہیں بتدرجہ ذیل اشعار میں جمع کیا ؎ الا کل من لا یقتدی بائمۃ * فقسمتہ ضیزی عن الحق خارجۃ * فخذہم عبید اللہ عروۃ قاسم * سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ۔ یعنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود و [illegible] قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و سعید بن المسیب و ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار و خارجہ بن زید بن ثابت۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۶۱۴ھ میں ہوئی۔ مقتدائے جہان تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن محمد عمیدی سمرقندی۔ ابو حامد کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا مذہب و خلاف خصوصاً علم مناظرہ میں امام تھے آپ ہی نے بخلاف متقدمین کے اپنی تصنیف میں علم خلاف کو جدا کیا آپ منجملہ اُن چار ارکان کے ہیں جنھوں نے رضی الدین نیشاپوری سے علم خلاف حاصل کیا جنمیں سے ہر ایک رکن کے نام کے ساتھ مشہور ہوا جنمیں سے ایک رکن الدین عمیدی

دوسرا رکن الدین طاؤسی تیسرا رکن الدین امام زادہ۔ چوتھے کا نام صاحب خلکان لکھتے ہیں کہ یاد نہیں۔ عمیدی نے فن خلاف میں ایک کتاب طریقہ نام تصنیف کی جو فقہا کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور ایک کتاب ارشاد تصنیف کی جسکی شرح قاضی شمس الدین ابو العباس احمد خوئی بن خلیل فقیہ شافعی اور نجم الدین مرندی اور بدر الدین مراغی وغیرہ جماعت علماء و فضلاء نے کی اور تیسرا ایک نفائس نام کتاب تصنیف کی جسکو شمس الدین ابو العباس احمد خوئی نے مختصر کیا اور نام اسکا عرائس النفائس رکھا۔ عمیدی سے ایک جماعت نے استفادہ کیا جنمین سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بخاری حنفی المعروف بحصیری ہیں۔ وفات آپ کی بخارا میں چارشنبہ کی رات و ماہ جمادی الآخر ۶۱۵ھ ہجری میں ہوئی آپ بڑے کریم الاخلاق کثیر التواضع طیب المعاشرۃ تھے۔ صاحب خلکان کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عمیدی کی نسبت کس طرف ہے اور نہ اسکو سمعانی نے ہی ذکر کیا ہے۔ آرائش زمانہ تاریخ وفات ہے۔

سعید بن سلیمان کنندری۔ ابی الغنائم کنیت تھی۔ فقیہ جید۔ محدث کامل۔ عالم باعمل فاضل بے مثل تھے حدیث میں ایک ارجوزہ المسمی بشمس المعارف و انس العارف تصنیف فرمایا اور قاہرہ میں اس سے تحدیث کی۔ وفات آپ کی ۶۱۶ھ ہجری میں ہوئی۔ نور عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن حسین بن احمد المعروف بصدر الافاضل خوارزمی نحوی۔ ۹۔ ماہ شوال ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ابو محمد کنیت اور مجد الدین لقب تھا ہیچ کے صدر الافاضل اور عربیت وغیرہ علوم میں یگانہ زمانہ اور طبع نقاد اور نظم و نثر میں مہارت کامل رکھتے تھے علاوہ اسکے بڑے خوش خلق اور تیز زبان تھے۔ فقہ برہان الدین ناصر صاحب مغرب تلمیذ ابی المؤید موفق الدین شاگرد نجم الدین عمر نسفی سے حاصل کی اور کتاب تخمیر شرح مفصل اور کتاب شرح سقط الزند اور کتاب توضیح شرح مقامات اور کتاب شرح انموذج اور کتاب میں شرح ابنیہ و زوایا اور بیان میں شرح محصل وغیرہ کتب تصنیف کیں۔ ۶۱۷ھ ہجری میں تاتاریوں نے آپ کو قتل کیا۔ قطب وقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عمر بن یزید بن بدر بن سعید موصلی۔ زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ کامل حافظ حدیث۔ فقیہ فاضل تھے۔ علم حدیث میں ایک کتاب مغنی نہایت تحقیق و تدقیق سے حسب

ترتیب ابواب بحذف اسانید تصنیف فرمائی جو آپ کی حیات میں آپ کے پاس پڑھی گئی۔ وفات
آپ کی ۶۱۹ھ ہجری میں ہوئی۔ امام الوقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن عمر بخاری۔ ظہیر الدین لقب تھا عالم دینیہ میں اصولاً و فروعاً یگانہ
زمانہ اور محتسب بخارا تھے پہلے اپنے باپ احمد بن عمر سے پڑھا پھر اکابر علماء و فضلاء سے ملاقات
کی یہاں تک کہ ظہیر الدین ابی المحاسن حسن بن علی مرغینانی کی خدمت میں پہنچے وہ آپ کی
بڑی عزت کیا کرتے اور آپ کو اکثر طلبہ پر مقدم سمجھا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب فوائد اور
فتاوی ظہیریہ جو نہایت معتبر اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہے تصنیف کیا اور ۶۱۹ھ ہجری میں
وفات پائی پیر رہبر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بدیع بن منصور قزوینی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے
ریاست فتوی و قضاء کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ نجم الائمہ بخاری سے حاصل کی تصانیف بھی
نہایت مفید و معتبر کیں جنمیں سے بحر المحیط الموسوم بمنیۃ الفقہاء معروف و مشہور ہے۔ مختار بن
محمود زاہدی مصنف فتاوی قنیہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔ شمس الدین محمد بن علی بن احمد داؤدی
مالکی تلمیذ سیوطی نے آپ کو طبقات مفسرین میں بیان کر کے احمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب ابو عبد اللہ
بدیع الدین قزوینی حنفی کے نام سے موسوم کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ۶۲۰ھ میں سیواس میں مقیم
تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ کشاف حقائق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسیٰ بن ملک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب۔ شرف الدین لقب تھا قاہرہ
میں ۵۷۶ھ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ ادیب نحوی۔ لغوی۔ شاعر
عروضی۔ مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ ملک مصر میں ساڑھے آٹھ برس تک بادشاہ رہے بنی ایوب
میں سوا آپ کے اور آپ کی اولاد کے بغیر اور کوئی حنفی المذہب نہیں ہوا اور حنفی بھی نہایت متعصب
تھے یہاں تک کہ ایک دن آپ کے باپ نے آپ سے کہا کہ تم نے کس لیے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا
حالانکہ تمہارا سب خاندان شافعی ہے آپ نے جواب دیا کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تم میں سے ایک
بھی مسلمان شخص ہو۔ آپ نے فقہا کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب
صاحبین کے مذہب سے علیحدہ کر دیں انھوں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے اسکو یاد کیا۔

نغتہ جمال الدین محمود حصیری سے پڑھی اور مسعودی کو یاد کیا اور امام احمد کی تمام مسند کو سنا اور حدیث کو روایت کیا اور علماء کو حکم دیا کہ امام احمد کی سند کو ابواب پر مرتب کرین اور ہر ایک حدیث کو اُس باب مین وارد کرین جو اُسکو اُسکے معنے تقاضا کرین اسی طرح آپ نے ایک کتاب لغت مین بھی جامع کبیر مرتب کرائی جسمین کتاب صحاح اور جو لغات صاحب صحاح سے فوت ہوے اور زہری نے انکو تہذیب مین جمع کیا اور نیز کتاب جمہرہ ابن درید وغیرہ کتب لغت اُس مین جمع کین۔ آپ کے وقت مین علما و فضلا کی بڑی قدر تھی اور دور دور سے آکر آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے اور بڑے بڑے وظائف اُنکے لیے مقرر کیے اور اُنکو اپنی مجالس مین بٹھا کر آپ اُنسے استفادہ کرتے اور اُنکو فائدہ دیتے۔ کہتے ہین کہ آپ کی شرط کی ہوئی تھی کہ جو شخص مفصل زمخشری کی یاد کرے اُسکو ایک سو دینار اور خلعت دیا جاویگا پس اس سبب سے ایک جماعت نے اُسکو یاد کیا ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کی بڑے بڑے شعرا نے مدح کی اور اچھی مدح کی اور مین نے آپ کے بھی کچھ اشعار جو آپ کی طرف منسوب ہین سُنے ہین مگر اُنکو ثبت نہین کیا۔ ۶۱۱ھ مین حج کیا اور جامع کبیر کی شرح کئی ایک مجلد مین تصنیف کی اور ایک کتاب عروض مین لکھی اور خطیب بغدادی نے جو امام ابو حنیفہ کے حق مین تاریخ بغداد مین کچھ کلام کیا ہے اُسکی تردید مین ایک کتاب سہم المصیب فی الرد علی الخطیب تصنیف کی۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۶۲۴ھ کی چاندرات کو ہوئی اور دمشق کے قلعہ مین دفن کیے گئے پھر آپ کی نعش جبل صالحیہ کی طرف لیجا کر وہان کے مدرسہ مین جہان آپ کے خاندان کے لوگون کی قبرین ہین اور معظمیہ نام سے مشہور ہین دفن کیے گئے۔ آپ کی تاریخ وفات سراج عصر ہے۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا صلاح الدین داؤد جانشین ہوا جو ۲۷ ماہ جمادی الاولی ۶۵۶ھ کو فوت ہوا اور اپنے والد کے پاس دفن کیا گیا۔

یوسف بن محمد خوارزمی سکاکی۔ ابو یعقوب کنیت اور سراج الدین لقب تھا ۵۵۵ھ مین پیدا ہوئے۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ عروض۔ شعر مین امام محقق اور علوم عجیبہ و فنون عربیہ مین ماہر اور باہر اور علوم بلاغت و تسخیر جن و دعوۃ الکواکب و فن طلسمات و سحر و سیمیا و علم خواص الارض اور اجرام سماء مین متبحر تھے۔ علوم سدید بن محمد حناطی اور

محمود بن عبید اللہ بن صاعد مروزی سے پڑھے اور علم کلام کو مختار بن محمود زاہدی غزمینی سے حاصل کیا
تصنیفات جلیلہ کین جنمین سے اجل مصنفات مفتاح العلوم ہی جسمین آپنے بارہ علم بیان کیے اور
نظیر اسکی زمانہ اوائل اداخر مین سعدوم ہی جب سلطان چغتائی خان بن چنگیز خان حاکم
ماوراء النہر وحدود خوارزم وکاشغر وبدخشان وبلخ وغیرہ نے آپ کے فضائل وکمالات معلوم
کیے تو آپ کو اپنا انیس جلیس بنایا حکایت ہی کہ ایک دن آپ چغتائی خان کے پاس بیٹھے
ہوے تھے کہ کچھ جانور اوڑتے ہوے پاس سے گذرے چغتائی خان نے کمان کو پکڑ کر انکو
شکار کرنا چاہا آپ نے پوچھا کہ تم کونسا جانور شکار کرنا چاہتے ہو اُسنے کہا کہ وہ تین جانور مین آپنے
اُسی وقت ایک خط مدور زمین پر کھینچکر کچھ پڑھا کہ فوراً وہ جانور زمین پر گر پڑے اس سے چغتائی
خان کو آپ کی نسبت زیادہ اعتقاد ہوگیا اور وہ آپ کے سامنے ہو دو زانو بیٹھنے لگا جب
سلطان کے پاس آپ کا مرتبہ بلند ہوا تو اقران کے دلون خصوصاً حبش عمید وزیر سلطان کے
دل مین حسد کی آگ زیادہ بھڑکی پس اُسنے آپ کے استیصال کا ارادہ کیا آپ نے یہ حال معلوم
کرکے چغتائی خان کو کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ حبش عمید کا ستارہ سعد نحوست مین آگیا
ہی اسلیے خوف ہی کہ کہین اُسکی شقاوت سے تجھے ضرر نہ پہونچے اس بات کے سُنتے ہی چغتائی
نے حبش عمید کو معزول کردیا جس سے کچھ دنون کے بعد انتظام امور سلطنت مین خلل واقع
ہونے لگا بعد ایک سال کے چغتائی نے آپ کو کہا کہ چونکہ نحوست کا ستارہ ہمیشہ نہین رہتا اسلیے
شاید اب ستارہ سعد حبش عمید نے طلوع کیا ہو آپ نے کہا کہ ہان اب اُسکے ستارہ سعد نے طلوع
کیا ہی پس چغتائی نے اُسی وقت حبش عمید کو وزارت کا منصب عطا کیا۔ چونکہ حبش عمید کو
آپ کی تذلیل ہمیشہ مرکوز خاطر تھی اسلیے آپ نے مریخ کو مسخر کرکے چغتائی کے لشکر مین آگ بھڑکا دی
اُسوقت حبش عمید نے غمازی کا موقع پاکر چغتائی کو کہا کہ جب سکاکی ایسی ایسی باتون پر قادر ہی
تو کچھ عجب نہین کہ تجھسے سلطنت چھین لے یہ افسون چغتائی کے دل مین کارگر ہوگیا اُسنے آپ کو
قید کردیا یہانتک کہ آپ نے تین سال قید رہکر خوارزم مین اوائل ماہ رجب ۶۲۶ھ ہجری مین
وفات پائی۔ فیلسوف عصر اور مجموعۂ اسرار تاریخ وفات ہی سکاکی شہر سکاکہ کی طرف منسوب ہی
جو نیشاپور یا عراق یا یمن مین واقع ہی لیکن ظاہر ہی کہ آپ اسکی طرف منسوب نہین ہین کیونکہ آپ خوارزمی ہین

یا کہ معلوم ہوتا ہی کہ سکاک آپ کے اجداد مین سے کسی کا نام ہو چنانچہ اسیلئے ابو حیان نے ارتشاف مین ابن السکاک سے آپکو موسوم کیا ہی گویا آپ کے اجداد مین سے صنعت سکہ کا عہدہ رہیہ پر لگایا جاتا ہی کوئی کام کرتا ہوگا۔

یحیی زواوی

یحیی بن عبد المعطی بن عبد النور زواوی ۵۶۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے زین الدین لقب ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے نحو ولغت اور ادب مین امام تھے بہت مدت تک دمشق مین مقیم رہے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور کتب مفیدہ تصنیف کین جنمین سے منظومہ الفیہ اور فصول مشہور ومعروف ہین پھر سلطان کامل کی ترغیب سے مصر مین تشریف لے گئے اور وہان جامع اتیق مین واسطے درس علم ادب کے صدر نشین ہوئے یہانتک کہ سلخ ذیقعدہ ۶۲۸ھ مین قاہرہ مین وفات پائی اور اُسکے دوسرے روز خندق کے کنارہ قریب تربت امام شافعی رحمہ کے دفن کیے گئے قبر آپکی وہان زیارت گاہ ہی آفتاب انجمن تاریخ وفات ہی۔ زواوی طرف زادہ کے منسوب ہی جو ایک قبیلہ ظاہر جایہ اعمال افریقہ مین ہی۔

حسام الدین علیابادی

محمد بن عثمان بن محمد علیابادی سمرقندی۔ حسام الدین لقب تھا۔ امام فاضل فقیہ اصولی۔ محدث مفسر۔ کلامی۔ جدلی تھے فقہ مجد الدین محمد بن محمود استروشنی تلمیذ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری شاگرد ظہیر الحسن بن علی مرغینانی تلمیذ برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ سے حاصل کی اور آپ سے عبد الرحیم بن عماد الدین صاحب فصول عمادیہ نے تفقہ کیا ایک فتاوی کامل نامی اور تفسیر مطلع المعانی ومنبع المبانی تصنیف کی یہ تفسیر بہت بڑی کئی مجلدات مین ہی اسکا املا رچہارشنبہ کے روز ۳ ماہ رجب ۶۲۸ھ مین شروع کیا تھا وفات آپ کی ۶۳۱ھ مین ہوئی دقیقہ شناس تاریخ وفات ہی۔

عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی عبادی

عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز بن محمد جمال الدین المحبوبی العبادی۔ نسب آپ کا عبادہ بن الصامت صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہی اسیلئے آپ کو عبادی کہتے تھے اور چونکہ محبوب بھی آپ کے اجداد مین سے ایک کا نام تھا اسیلئے محبوبی بھی کہتے تھے۔ ۵ ماہ جمادی الاولی ۵۴۶ھ مین پیدا ہوئے۔ علم امام زادہ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام اور شمس الائمہ عماد الدین عمر بن بکر زرنجری اور فقیہ قاضی خان

اور چندی سے حاصل کی یہانتک کہ امام کامل اور فاضل بے مثل ہوئے۔ معرفت مذہب و خلاف
مین یکتائے روزگار اور ثقہ تھے ماوراء النہر مین آن شیوخ حنفیہ مین سے گذرے ہین جن پر مذہب
کی معرفت منتہی ہوئی تھی جمال الدین لقب تھا اور ابی حنیفہ ثانی کے نام سے مشہور تھے شرح
جامع صغیر اور کتاب الفروق آپ کی تصنیفات مین سے ہین آپ سے آپ کے بیٹے احمد اور
تاج الشریعہ صاحب وقایہ اور حافظ الدین کبیر محمد بخاری اور حمید الدین ضریر علی بن محمد بخاری
اور بہاء الدین محمد بن احمد اسبیجابی اور ظہیر ابوبکر احمد بن علی بلخی وغیرہ علماء نے فقہ حاصل کی۔
چوراسی برس کے ہوکر بخارا مین ماہ جمادی الاولی ۶۳۰ھ مین وفات پائی۔ "بحر ہدایت
اور عقائق شناس" تاریخ وفات ہین۔

محمد بن محمود استروشنی

محمد بن محمود بن حسین استروشنی۔ مجد الدین لقب تھا۔ امام فاضل۔ عارف مذہب
اور اپنے زمانہ کے مجتہد تھے علوم اپنے باپ اور انکے استاد صاحب ہدایہ اور سید ناصر الدین
شہید سمرقندی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی
سے حاصل کیے اور تصانیف معتبرہ کین جنمین سے کتاب فصول ثلثین فصلون مین (جنمین
مسائل قضاء و دعاوی اور وہ باتین جو قاضیون پر وارد ہوتی ہین بیان کین) اور
کتاب جامع احکام صغار ہے۔ وفات آپ کی ۶۳۲ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ "آرایش
جہانیان" تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الدین چشتی

خواجہ معین الحق والدین حسن حسینی سنجری چشتی اجمیری اپنے وقت کے قطب الاقطاب
امام طریقت صاحب ریاضت و مجاہدہ حنفی المذہب شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے
ہندوستان مین دین اسلام آپ ہی کے طفیل سے مشہور و منتشر ہوا۔ شیخ نجم الدین کبری
اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اسرارہم کے معاصر
و مصاحب رہے چند مرتبہ دہلی مین تشریف لائے مگر اقامت دار الخیر اجمیر مین اختیار فرمائی
ہزارہا کفار آپ کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے اور ہند مین آج تک آپ کا سلسلہ اور
فیض جاری ہے آپ کے خاندان مین بڑے بڑے اولیائے کرام و مشائخ کبار مثل خواجہ قطب الدین
بختیار اوشی اور شیخ فرید الدین شکر گنج و شیخ نظام الدین اولیا و خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی

ومولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ جنکی کرامات و ریاضات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہین ہوئے ہین وفات آپ کی ۶۲۳ھ یا ۶۳۲ ہجری مین ہوئی اور اجمیر مین دفن کیے گئے - مزار آپ کا زیارت گاہ اہل جہان ہی - تاریخ وفات آپ کی زبدۃ الصالحین ہے -

یوسف بن احمد بن ابی بکر نجم الدین خاصی - امام فاضل فقیہ کامل تھے - فقہ وغیرہ ابی بکر محمد بن عبد اللہ اقران عمر نسفی اور صدر شہید حسام الدین عمر و سید حسن قاضی خان سے اخذ کی اور ایک فتاوی اور کتاب مختصر فصول نام اصول مین تصنیف فرمائی اور ۶۳۴ھ ہجری مین وفات پائی - جلوہ اوج شرف تاریخ وفات ہے - خاصی طرف خاص کے منسوب ہے جو خوارزم کے قصبات مین سے ایک قصبہ کا نام ہے -

محمود بن احمد بن عبد السید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک بخاری حصیری - ابو المحامد کنیت اور جمال الدین لقب تھا باپ آپ کا تاجر کے نام سے معروف تھا اور بوریا بافون کے محلہ مین رہا کرتا تھا آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ متبحر محدث کامل تھے آپ کے وقت مین ریاست مذہب کی آپ پر منتہی ہوئی فقہ آپ نے حسن بن منصور قاضی خان سے حاصل کر یہانتک کہ یکتائیت کے رتبہ کو پہونچے - اور صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث کو نیشاپور مین مؤید طوسی سے سماعت کیا اور نیز حلب مین شریف ابی ہاشم سے سنا اور شام کے ملک مین آکر مدرسہ نوریہ مین تدریس کی اور افتا کا کام دیا اور بیت اللہ کا حج کیا ماہ جمادی الاولی ۵۴۶ھ ہجری مین بخارا مین پیدا ہوئے اور یکشنبہ کی رات ۸ ماہ صفر ۶۳۶ھ ہجری کو دمشق مین وفات پائی اور دوسرے روز باب النصر کے باہر مقبرہ صوفیہ مین دفن کیے گئے - آپ کی تصنیفات سے شرح جامع کبیر اور شرح سیر کبیر وغیرہ مشہور و معروف ہین تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ آپ کو حصیری اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ بخارا مین اس محلہ کے اندر رہا کرتے تھے جہان بوریے بنائے جاتے ہین -

خلف بن سلیمان بن خلف قرشی الخوارزمی ۵۶۶ھ ہجری کو حلب مین پیدا ہوئے علم علاء الدین ابی بکر کاسانی مصنف بدائع اور صفی الاصفہانی صاحب طریقہ سے پڑھا اور اخذ کیا ابو النصر اپکی کنیت تھی اور ۶۳۳ھ کو حلب مین فوت ہوئے -

داؤد بن ارسلان۔ شرف الدین مظفر لقب تھا بڑے عالم فاضل تھے۔ فقہ۔ اصول نظم و نثر مین ید طولیٰ رکھتے تھے۔ برہان الدین مسعود شاگرد برہان علی بن حسن بلخی سے تفقہ کیا اور علم پڑھا۔ دمشق مین ۶۲۲ھ مین وفات پائی۔

احمد بن یوسف۔ کچھ اوپر ۶۰۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ ابو العباس کنیت اور عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ مین حنفیون کے شیخ تھے۔ فقہ احمد بن محمود غزنوی سے حاصل کی ۶۵۸ھ مین جبکہ تاتاری لوگ حلب مین آئے تو یہ حلب سے مصر کو تشریف لیگئے اور وہان جاکر اسی سنہ مین فوت ہوئے۔

محمد بن عبد الستار بن محمد کردری عمادی۔ ابو الوجد کنیت شمس الائمہ لقب تھا۔ امام محقق۔ فاضل مدقق فقیہ محدث۔ عارف مذاہب۔ محیی اصول فقہ تھے۔ ۱۰۔ ماہ ذیقعدہ ۵۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ علم ادب پہلے ناصر الدین مطرزی صاحب مغرب سے پڑھا پھر اور علوم مین مشغول ہوئے اور امام زادہ صاحب شرعۃ الاسلام تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا پھر بخارا مین آئے اور عماد الدین عمر زرنجری تلمیذ شمس الائمہ بکر بن محمد زرنجری شاگرد حلوائی سے اخذ کیا اور نیز منہاج الشریعہ قوام الدین صفار تلمیذ اپنے باپ ابراہیم صفار شاگرد اپنے باپ اسمٰعیل صفار تلمیذ ابی یعقوب یوسف سیاری شاگرد ابی اسحٰق نوقدی سے اخذ کیا اور نیز بدر الدین عمر ورسکی اور شرف الدین عقیلی اور نور الدین صابونی سے پڑھا۔ اجل اساتذہ آپکے فخر الدین حسن بن منصور قاضی خان اور صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر ہین یہانتک کہ آپ متعدد علوم مین فائق ہوئے اور اپنے اقران پر غالب آئے اور اہل زمان نے آپکے فضل و تقدم کا اقرار کیا حتیٰ کہ آپکے حق مین یہ کہا گیا ہی کہ آپ نے بعد زید و بوسی کے علم اصول و فروع کو زندہ کیا۔ آپ سے آپکے بھانجے محمد بن محمود بن عبد الکریم المعروف بخواہرزادہ اور حمید الدین ضریر علی رامشی اور حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بخاری اور محمد مایمرغی وغیرہ خلق کثیر نے تفقہ کیا اور بخارا مین جمعہ کے روز ۹ ماہ محرم ۶۴۲ھ ہجری مین وفات پائی محقق ناصور زمن تاریخ وفات ہی۔ آپ نے امام غزالی کی کتاب منخول کی تردید مین جو امام ابو حنیفہ رح کی تشنیع پر شامل ہی ایک نفیس رسالہ چند فصلون مین لکھا اور اسمین ہر ایک قول غزالی کی تردید

داؤد بن ارسلان

احمد بن یوسف

شمس الائمہ کردری

کرکے امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کو بیان کیا اگرچہ شیخ فاضل تھے اصول فقہ مین ایک مختصر المعروف بہ منتخب حسامی تصنیف کی جسکی ایک جم غفیر فقہاء کاملین نے شرحین لکھین چنانچہ اسکی ایک شرح امیر کاتب اتقانی نے مسمی بہ تبیین اور ایک شرح عبد العزیز بخاری نے مسمی بہ تحقیق تصنیف کین جو متداول بین الانام ہین آپ سے محمد بن عمر نوجابادی اور محمد بن محمد بخاری نے تفقہ کیا یکشنبہ کے روز ۲۰ ماہ ذیقعدہ ۶۴۴ھ ہجری مین فوت ہوے۔ فرد عصر تاریخ وفات ہی شہر اخسیکث جسکی طرف آپ منسوب ہین بلاد فرغانہ مین سے ایک شہر ہی۔

محمد بن محمود ترجمانی مکی خوارزمی۔ امام کامل مرجع انام تھے علاء الدین لقب تھا ترجمان جسکی طرف آپ منسوب ہین یا تو آپ کے بعض اجداد کا نام ہی یا آپ کا لقب تھا۔ شہر جرجانیہ خوارزم مین ۶۴۵ھ ہجری کو فوت ہوے۔

حسین بن محمد بارعی۔ اپنے زمانہ کے امام و فقیہ تھے نجم الدین لقب تھا اور بارعی آپکو اسلیے کہا کرتے تھے کہ آپ تمام علوم مین بارع یعنے فائق تھے۔ فقہ علاء الدین سدید بن محمد خیاطی سے حاصل کی۔ خوارزم کے ملک مین شہر جرجانیہ کے اندر شعبان ۶۵۸ھ مین فوت ہوے۔ آرائش مجلس تاریخ وفات ہی۔

محمد بن یعقوب اسدی جلبی۔ محی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم علامہ شیخ حنفیہ تھے بمقام مزہ مین ۶۵۸ھ مین اکاسی سال کی عمر مین فوت ہوے۔ والاربتہ تاریخ وفات ہی۔

قیصر بن ابی القاسم بن عبد الغنی بن مسافر مقری المعروف بہ تعاسیف۔ علم الدین لقب تھا عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ علوم ریاضیہ مین امام اجل تھے بمقام اصفون شرقی صعید مصر مین ۵۷۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے مصر اور شام کے علماء و فضلا سے علم حاصل کیا پھر موصل کو تشریف لیگئے اور وہان شیخ کمال الدین موسی بن یونس سے علم موسیقی پڑھا پھر شام مین سعادت کی اور دمشق مین ماہ رجب ۶۴۹ھ مین وفات پائی۔ زینت آفاق تاریخ وفات ہی۔

حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عدوی عمری صغانی۔ حضرت عمر بن الخطاب کی نسل مین سے تھے ابو الفضائل کنیت اور رضی الدین لقب تھا اگرچہ تمام علوم مین ماہر تھے مگر فقہ و حدیث اور لغت مین امام زمانہ واوستاد بے نظیر عدیم التمثیل تھے۔ دمیاطی نے کہا ہی

کہ آپ شیخ صالح۔ فضول کلام سے صامت اور حدیث مین صدوق اور لغت و فقہ و حدیث مین
امام تھے مین نے آپ سے پڑھا۔ آبا و اجداد آپ کے شہر صغان یعنے چغان کے رہنے والے تھے
جو ماوراء النہر مین شہر مرو کے پاس واقع ہی مگر آپ ۱۵۔ ماہ صفر ۵۷۷ھ مین شہر لاہور مین پیدا ہوئے
اور غزنہ مین جاکر نشو و نما پایا ابتدا مین اپنے والد ماجد سے تلمذ کیا اور فنون کثیرہ و استعداد
کاملہ حاصل کرکے ۶۱۵ھ مین بغداد کو گئے اور وہان مدت تک تحصیل علوم و تدریس اور تصنیف
مین مصروف رہے ازان بعد مکہ معظمہ کی زیارت کرکے عراق مین واپس آئے اور ۶۱۷ ہجری
مین خلیفہ بغداد کی طرف سے بطور سفارت ہندوستان مین آئے اور کئی سال ہند مین رہکر
۶۲۴ھ کو بغداد کی طرف واپس گئے پھر دوبارہ بغداد سے ہند کو بطور سفارت آئے اور ۶۳۷ھ
مین بغداد کو واپس گئے۔ بغداد۔ مکہ معظمہ۔ ہند وغیرہ مین اپنے شیوخ سے احادیث کو بکثرت
سنا اور بہت سی تصانیف مفیدہ کین ازانجملہ کتاب[1] مصباح الدجی من صحاح احادیث المصطفی
اور کتاب[2] شمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ اور کتاب[3] مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ
اور کتاب[4] تبیین الموضوعات اور کتاب[5] عقاۃ العجالان اور کتاب[6] وفیات صحابہ اور کتاب[7] زبدۃ المناسک
اور کتاب[8] فرائض اور کتاب[9] درجات العلم والعلماء اور کتاب[10] الشوارد لغت مین اور کتاب[11] الافتعال
اور کتاب[12] العروض اور کتاب[13] العباب لغت مین اور کتاب[14] شرح صحیح بخاری اور کتاب[15] شرح
القلادۃ السمطیۃ فی توشیح الدریدیہ اور کتاب[16] التکملہ لغت مین کہ جو صحاح جوہری مین غلطی
تھی اسکی اسمین تصحیح کی اور جو لغات کہ اسمین نہ تھے انکو داخل کیا اور کتاب[17] مجمع البحرین
لغت مین جو نہایت کلان اور تمام لغت عرب کو شامل ہی اور کتاب[18] نوادر لغت و تراکیب مین
اور کتاب[19] اسماء الفارہ اور کتاب[20] اسماء الاسد اور کتاب[21] اسماء الذئب اور کتاب[22] شرح ابیات المفصل
اور کتاب[23] بغیۃ الصدیان مشہور و معروف ہین۔ انکے علاوہ اور تصنیفات بھی ہین جو آپ کے
کمال علم و تبحر پر دال ہی ۶۵۰ھ مین بغداد کے اندر عہد خلیفہ مستعصم مین وفات پائی
پہلے آپ کو حرم ظاہری واقع بغداد مین اپنے گھر کے اندر بطور امانت دفن کیا گیا پھر حسب وصیت
آپ کے اسی سال آپ کے بیٹون نے آپ کو مکہ معظمہ مین لیجا کر دفن کیا۔ آپ کے اٹھانے
کے لیے پچاس دینار مقرر کیے گئے تھے۔ آپ نے اپنی موت اور مکہ معظمہ مین قبر کے ہونے کے لیے:

دعا مانگی تھی جہان ابتداء مشارق الانوار مین کہا ہی اما بعد ہما حمید ا فاتبرہ ثم اخاشاء النشرہ پس خدا اسنے قبول کر لی - محدث زیب فضہا - تاریخ وفات ہی -

محمد بن محمود بن عبدالکریم کردری المعروف بخواہرزادہ - بدرالدین لقب تھا اور محمد بن عبدالستار کردری کے بھانجے تھے جن سے انھون نے تربیت و تعلیم پائی اور رتبہ کمال و فضیلت کو پہونچے اس لیے خواہرزادہ کے نام سے مشہور ہوے - آپ سے محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے اخذ کیا اور سلخ ماہ ذیقعدہ ۶۵۱ھ مین وفات پائی علامہ شہر تاریخ وفات ہی -

محمد بن احمد بن عباد بن ملک داؤد بن حسن داؤد خلاطی - امام فاضل فقیہ کامل محدث جید تھے علم جمال الدین محمود بن عبدالسید حصیری تلمیذ حسن قاضی خان سے پڑھا تلخیص جامع کبیر اور تعلیق صحیح مسلم اور مختصر مسند امام ابوحنیفہ موسوم بہ مقصد المسند تصنیف کی - آپ سے قاضی القضاۃ احمد سروجی نے تلخیص کو پڑھا اور ماہ رجب ۶۵۲ھ ہجری مین وفات پائی - خلاطی طرف خلاط کے منسوب ہی جو روم کے ملک مین ایک شہر کا نام ہی - محدث اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہی -

تکیر ترکی ناصری - نجم الدین لقب اور امام ناصر کے مولی تھے - فقہ مین بڑے فقیہ اور عارف بصیر تھے - علم عبدالرحمن بن شجاع سے حاصل کیا - فقہ مین کتاب حاوی تصنیف کی اور کتاب عقائد طحاوی کی شرح النور اللامع والبرہان الساطع نام لکھی اور بغداد مین ۶۵۲ھ ہجری مین وفات پائی -

یوسف بن فرغلی بن عبداللہ بغدادی - حافظ ابوالفرج ابن جوزی کے نواسہ تھے جو ۵۸۱ھ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوے - ابوالمظفر کنیت شمس الدین لقب تھا - بڑے ذکی - عالم فاضل - فقیہ محدث - واعظ - فائق اقران اور فارس میدان بحث تھے آپ کی مجلس مین بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحاء اور ملوک و امراء و وزراء شامل ہوتے تھے جنمین تربیت قلوب و ابصار حاصل ہوتی تھی اور وعظ ایسا موثر کہتے تھے جس سے سامعین کو رقت قلوب اور آنکھون سے آنسو جاری ہوتے تھے اور وعظ مین اسقدر

لوگون کا ہجوم ہوتا تھا کہ جس روز آپ کو وعظ کرنا ہوتا تھا اُس سے ایک دن پہلے لوگ رات کو مسجد دمشق مین آکر اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ روک لیا کرتے تھے اکثر ذمی لوگ بھی آپ کے وعظ مین کفر و شرک سے بیزار ہو کر حلقہ اسلام مین آتے تھے آپ کا باپ وزیر عون الدین ابن ہبیرہ کا غلام تھا جس نے شیخ جمال الدین ابن جوزی حنبلی کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے بطن سے آپ پیدا ہوے اور آپ نے اپنے نانا سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا اور حنبلی مذہب پر قائم ہوے مگر جب موصل و دمشق مین آئے اور جمال الدین محمود حصیری وغیرہ سے تفقہ کیا تو حنفی مذہب اختیار کیا اور دمشق مین کچھ اوپر ۶۰۰ھ ہجری مین سکونت اختیار کی۔ تصانیف مفیدہ وعمدہ کین جنمین سے تفسیر قرآن شریف ۲۹ مجلد اور تاریخ مراۃ الزمان چالیس مجلد اور شرح جامع کبیر اور کتاب ایثار الانصاف اور منتہی السؤل فی سیرۃ الرسول اور لوامع فی احادیث المختصر اور جامع اور کتاب فی مناقب النعمان مشہور و معروف ہین۔ آپ سے آپ کے بیٹے عبدالعزیز متوفی ۶۸۰ھ ہجری نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کی رات ۲۱ ماہ ذی الحجہ ۶۵۴ھ مین شہر دمشق مین ہوئی اور جبل قاسیون مین دفن کیے گئے۔ مشہور زمانہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزمی۔ ابو المؤید خطیب کنیت تھی ۵۹۳ھ ہجری مین پیدا ہوے فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ فقہ وغیرہ نجم الدین طاہر بن محمد حفصی سے حاصل کی۔ خوارزم کے قاضی مقرر ہوے اور حدیث کو دمشق مین روایت کیا اور بغداد مین درس و تدریس مین مشغول ہوے یہانتک کہ ۶۵۵ھ مین وفات پائی۔ سلطان شہر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبدالمجید۔ سراج الدین لقب تھا۔ امام کبیر۔ حافظ۔ واعظ مفسر تھے۔ آپ کے زمانہ مین امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ آپ نے بخارا مین شمس الائمہ کردری سے پڑھی اور آپ سے مختار زاہدی صاحب قنیہ اور محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے تفقہ کیا۔ بخارا مین ماہ رمضان ۶۹۵ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ مجموعہ کمالات آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد۔ رحمۃ اللہ عالم فاضل ہین جنھون نے فتاوی خیر مطلوب تصنیف کیا

دمشق مین ۶۵۶ھ مین وفات پائی۔ آرایش انجمن آپ کی تاریخ وفات ہی۔

احمد بن محمد انصاری

احمد بن محمد بن شرف الدین عمر بن محمد بن عمر عقیلی انصاری شمس الدین لقب تھا اور نسب مین حضرت عقیل بن ابی طالب کی طرف منسوب تھے اپنے زمانہ کے شیخ اور عالم فاضل تھے۔ فقہ اپنے دادا شرف الدین عمر شاگرد صدر الشہید سے پڑھی اور انھین سے روایت بھی کی امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور اسکو اچھی نظم مین منظوم کیا یہانتک کہ وہ اسی شرح مین مخصوص ہوے۔ بخارا مین ۶۵۷ھ ہجری مین وفات پائی۔ نور عرفان تاریخ وفات ہی۔

مختار بن محمود

مختار بن محمود بن محمد زاہدی غزمینی۔ ابو الرجا کنیت نجم الدین لقب تھا۔ ائمہ کبار اور اعیان فقہا مین سے عالم اجل۔ فقیہ فاضل۔ خلاف و مذہب مین ید طولی اور کلام و مناظرہ مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ تصانیف نہایت عمدہ کین جو بہت جلد مشہور اور متداول ہوگئین جن مین سے شرح مختصر قدوری المسمی بہ مجتبی اور قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ جسکو بدیع غزمینی کی بحر محیط اور کتاب الحاوی سے انتخاب کیا اور زاد الائمہ اور رسالۂ ناصریہ اور جامع فی الحیض اور کتاب الفرائض ہین مگر ابن وہبان وغیرہ نے تصریح کی ہی کہ آپ معتزلی الاعتقاد حنفی الفروع تھے اور چونکہ آپ کی تصنیفات رطب و یابس سے پر ہین اسلیے جبتک دیگر کتب سے آپ کی کتب کے مسائل مطابق نہون قابل اعتبار نہین۔ علوم آپنے اکابرین سے حاصل کیے جن مین سے محمد بن عبد الکریم ترکستانی شاگرد دہقان کاشانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی اور ناصر الدین مطرزی صاحب مغرب تلمیذ علامہ زمخشری اور صدر القرا سند الائمہ یوسف بن محمد خوارزمی اور سراج الدین یوسف سکاکی اور فخر الدین قاضی بدیع ہین جب آپ رتبۂ فضیلت و کمالیت کو پہونچے تو بغداد مین تشریف لائے اور وہان کے ائمہ و فضلا سے خوب مناظرے کیے پھر روم مین پہونچے اور مدت تک سکونت اختیار کرکے فقہا کو درس دیا اور ۶۵۸ھ مین وفات پائی۔ شمع مدارج آپ کی تاریخ وفات ہی۔ غزمینی طرف غزمین کے منسوب ہی جو خوارزم کے شہرون مین سے ایک شہر کا نام ہی۔

عمر بن احمد حلبی

عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد بن یحیی حلبی المعروف بابن عدیم حلب مین ۵۸۸ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ نسب آپ کا ابی جرادہ کی طرف منتہی ہوتا ہی جو

حضرت علی رض کے اصحاب سے تھے۔ کنیت ابوالقاسم اور لقب کمال الدین تھا۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث۔ مورخ۔ ادیب۔ کاتب۔ بلیغ۔ ذکی۔ یگانۂ زمانہ تھے آپ کے وقت مین امام ابو حنیفہ رح کے اصحاب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ تدریس و افتاء آپ کا کام رہا۔ فقہ بدر ابی بکر محمد بن یوسف سے پڑھی اور حدیث کو محدثین بغداد و دمشق اور قدس سے سُنا جب تاتاریون نے حلب پر چڑھائی کی تو آپ مصر مین چلے گئے اور جب وہ حلب کو لوٹ کھسوٹ اور بہت سے لوگون کو قتل کر کے واپس چلے گئے تو آپ پھر حلب مین آئے اور وہان کی خراب حالت دیکھکر ایک بڑا طویل قصیدہ اسباب مین تصنیف کیا اور فقہ وحدیث و ادب مین تالیفات کین اور ایک تاریخ حلب تیس جلد مین بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب نام سے لکھی۔ بقول ابوالفداء ماہ ذی الحجہ اور بقول سیوطی ماہ جمادی الاولی ۶۶۰ھ ہجری مین وفات پائی اور مصر مین سفح مقطم مین دفن کیے گئے۔ آپکے والد احمد بن ہبۃ اللہ بھی بڑے عالم فاضل اور قاضی القضاۃ تھے۔ محدث ادیب کامل تاریخ وفات ہے۔

فضل اللہ بن حسین تورپشتی۔ شہاب الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام محقق شیخ مدقق۔ محدث ثقہ۔ فقیہ جید صاحب تصانیف کثیرہ تھے بغوی کی مصابیح السنۃ کی مسمّٰی بالیسر نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور کتاب مطلب الناسک فی علم المناسک چالیس باب مین تصنیف فرمائی اور بغیر فقہ کے اسمین صرف مسائل حدیث کو اختیار کیا ۶۶۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات محدث زیب ملک ہے۔

علی بن سنجر بغدادی المعروف بہ ابن السباک۔ شعیان ۵۶۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے فقیہ فاضل عالم متبحر تھے۔ فقہ ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری سے اخذ کی اور آپ سے مظفر الدین احمد صاحب مجمع البحرین نے اخذ کیا۔ فقہ مین ایک ارجوزہ تصنیف کیا اور جامع کبیر کی بھی شرح لکھی مگر اسکو کامل نہ کر سکے کہ ۶۶۱ھ یا ۶۶۲ھ مین وفات پائی۔

علی بن محمد بن علی رامشی بخاری۔ نجم العلماء اور حمید الدین الضریر کے لقب سے مشہور تھے امام کبیر فقیہ محدث مفسر اصولی۔ جدلی۔ کلامی۔ حافظ متقن تھے ماوراء النہر مین علم کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور آپ کی جلالت کے آوازہ سے زمین کا طبق پر ہوا۔ فقہ شمس الائمہ

ملا احمد ... تورپشتی

ابن السباک

علی بن محمد ... بخاری

محمد بن عبد الستار کردری سے پڑھی اور حدیث کو جمال الدین عبید اللہ محبوبی سے سنا اور آپ سے
حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی صاحب کنز اور ابو المحامد محمود بن احمد بخاری صاحب حقائق
شرح منظومہ اور جلال الدین محمد بن احمد صاعدی وغیرہ نے تفقہ کیا۔ جامع کبیر اور کتاب
نافع اور کتاب منظومہ نسفی کی شرحیں لکھیں اور مواضع مشکلہ ہدایہ پر فوائد نام سے حاشیہ لکھا۔
وفات آپ کی ۶۶۷ھ میں ہوئی اور امام ابی حفص کبیر کے پاس دفن کیے گئے اور بموجب
وصیت کے آپ کو امام حافظ الدین نے قبر میں رکھا اور تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کے
ساتھ انہیں نماز جنازہ کی پڑھی۔ شمع انور تاریخ وفات ہے۔

عیدی

محمد بن احمد بن عمر صاعدی بخاری المعروف بعیدی۔ جلال الدین لقب تھا چونکہ
آپ کے آبا واجداد میں سے کوئی شخص عید کے روز پیدا ہوا تھا اسلیے آپ عیدی کی نسبت
سے نامزد ہوئے آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل عالم متبحر تھے اور اصول و فروع و خلاف میں
معرفت تامہ رکھتے تھے پہلے حسام الدین محمد اخسیکثی پھر حمید الدین علی ضریر سے فقہ پڑھی اور
۶۶۸ھ میں فوت ہوئے اور بمقام کلاباذ واقع بخارا کے مقبرہ قضاۃ سبعہ میں مدفون
ہوئے شمع حریم تاریخ وفات ہے۔

ابن النقیب

محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین بلخی قدسی المعروف بہ ابن النقیب۔ ابو عبد اللہ کنیت
اور جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام۔ عالم۔ زاہد۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم
مختلفہ تھے قدس میں نصف شعبان ۶۱۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں علم پڑھا اور
مصر میں یوسف بن مخیلی سے حدیث کو سنا مدت تک جامع ازہر قاہرہ میں اقامت اختیار کی
اور مدرسہ عاشوریہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر قدس کو واپس تشریف لے گئے جہاں لوگ
دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے اور آپ کی دعا سے تبرک چاہتے تھے قرآن شریف
کی ایک تفسیر المسمی بالتحریر والتحبیر لاقوال ائمۃ التفسیر فی معانی کلام السمیع البصیر نہایت
کلاں ننانوے جلدوں میں ایسی تصنیف کی کہ اس سے پہلے تالیف نہ ہوئی تھی اور اسمیں
پچاس تفاسیر کے اقوال کو جمع کیا اور اسباب نزول و قرأت و اعراب و لغات و حقائق
اور علم باطن کا ذکر کیا۔ شعرانی نے کہا کہ میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی

وفات آپ کی قدس مین ۶۴۶ھ مین ہوئی محدث زبدۂ زمان تاریخ وفات ہی

محمود بن محمد بن داؤد لولوی بخاری - ابو المحامد کنیت رکھتے تھے - بخارا مین ۶۴۴ھ کو پیدا ہوے - فقیہ محدث - حافظ - مفسر اصولی - متکلم - ادیب - کلام وجدل مین بڑی وسعت رکھتے تھے - فقہ برہان الاسلام زرنوجی تلمیذ صاحب ہدایہ اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد المجید قرشی اور سراج الدین محمد بن احمد اور بدر الدین خواہر زادہ محمد بن محمود اور حمید الدین علی الضریر تلامیذ شمس الائمہ محمد کردری وغیرہ فقہاء سے پڑھی اور منظومہ نسفی کی شرح حقائق المنظومہ نام نہایت مرغوب اور بدیع الاسلوب متداول بین العلماء تصنیف کی اور واقعۂ بخارا مین ۶۷۱ھ مین درجۂ شہادت کا پاکر ہرگرا سے عالم جاودانی ہوے - نور اللہ مرقدہ تاریخ وفات ہی

ہبتہ اللہ بن احمد بن معلی بن محمود طرازی - لقب شجاع الدین تھا - فقیہ متبحر اصولی مناظر - فارس میدان بحث تھے دور دور سے طلبا اگر آپ سے فیضیاب ہوتے تھے دمشق مین آکے اور فقہ جلال الدین عمر خبازی سے حاصل کی - شرح جامع کبیر - شرح عقیدۂ طحاوی - تبصرۃ الاسرار شرح منار تصنیف کین اور ۶۸۱ھ مین وفات پائی طرازی بفتح طاء طراز کی طرف منسوب ہی جو ترکستان مین ایک شہر کا نام ہی - آرائش زمانیان تاریخ وفات ہی -

عمر بن احمد بن عمر کاخشتوانی - عالم جلیل القدر فاضل متبحر تھے فرائض حساب جبر مقابلہ - ہیئت وغیرہ مختلف علوم مین ماہر کامل تھے - فرائض سراجیہ حمید الدین محمد بن علی نوغدی شاگرد ابی طاہر سراج الدین محمد بن محمد بن محمد سجاوندی مولف فرائض سراجیہ سے پڑھی اور آپ سے ابو العلاء شمس الدین محمود کلاباذی فرضی نے اخذ کیا جسنے ضوء السراج شرح سراجیہ مین آپ سے بہت سے فوائد و تحقیقات نقل کیے جو آپ کی دقت نظر اور غوص فکر پر دال ہین شہر جرجانیہ واقع ولایت خوارزم مین ماہ صفر ۶۶۲ھ ہجری مین فوت ہوے - کاخشتوانی منسوب بکخشتوان کی طرف ہی جو ایک شہر بخارا کے شہرون مین سے ہی -

عبد اللہ بن محمد اذرعی شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل عزیز العلم کبیر المحل تھے - اکثر علوم و فنون مین آپ کو مشارکت تامہ حاصل تھی دیانت

دیانت وصیانت وعفت اور تواضع مین بے مثال یگانہ تھے۔ مدت تک دمشق کے قاضی القضاۃ رہے اور تحدیث وتدریس اور افتاء آپ کا کام رہا۔ آپ کے بیٹے بدرالدین یوسف نے آپ سے علم اخذ کیا اور ۶۳۹ھ ہجری مین فوت ہوے۔ اذرعی طرف اذرعات کے منسوب ہی جو شام مین ایک نواح کا نام ہی۔ اشرف الانام تاریخ وفات ہی۔

عبدالعزیز دہیری

عبدالعزیز بن احمد دہیری: سعیدالدین لقب تھا۔ فقیہ مفسر جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول علامہ زمانہ تھے۔ تمام عمر تدریس وتصنیف اور نشر علم مین مصروف رہ کر ۶۴۳ھ مین وفات پائی۔ تفسیر دہیری آپ کی عمدہ تصنیفات مین سے یادگار ہی۔ خواجہ اوان آپ کی تاریخ وفات ہی۔

شیخ محمد شاطبی

شیخ محمد بن سعید بن ہشام ابن الجنان شاطبی: شاطبہ مین ۶۱۵ھ ہجری مین پیدا ہوے۔ ابوالولید اور فخر الولید کنیتین تھین۔ عالم ماہر ادیب فاضل شاعر محسن حسن الاخلاق خوش مزاج تھے۔ پہلے مالکی مذہب تھے جب شام مین آکر صاحب کمال الدین بن عدیم اور انکے بیٹے قاضی القضاۃ مجدالدین کی صحبت اختیار کی تو مالکی سے حنفی المذہب ہوے اور اقبالیہ مین مدت تک درس دیتے رہے اور دمشق مین ۶۷۵ھ مین فوت ہوے اور سفح قاسیون مین دفن کیے گئے۔ سرور دہر تاریخ وفات ہی۔

ابن شماع

محمد بن عبدالکریم بن عثمان المعروف بابن شماع: فقیہ متبحر فروع واصول مین ید طولی رکھتے تھے۔ علوم شمس الدین عبداللہ بن عطار سے پڑھے اور ۶۷۶ھ ہجری مین وفات پائی۔ زینت دہر تاریخ وفات ہی۔

سلیمان اذرعی

سلیمان بن ابی العز وہیب بن عطاء الاذرعی: صدرالدین لقب اور ابوالربیع کنیت تھی۔ مصر مین آکر مقیم ہوے صفدی نے کہا ہی کہ آپ اپنے زمانہ کے امام عالم علامہ متبحر تھے۔ دقائق وغوامض فقہ مین عارف وماہر تھے۔ مصر وشام مین ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ فقہ محمود بن عبدالسید حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد بن سلیمان اور احمد بن ابراہیم سروجی نے تفقہ کیا۔ مدت تک قضاء مصر وشام کے متولی رہے اور تراسی سال کی عمر مین ۶۷۷ھ ہجری کو فوت ہوے

جواہر اسرار آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ نے قاضی خان شرح زیادات کو منتخب کیا۔

عبدالرحمن بن کمال الدین عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی حنفی المعروف بابن عدیم۔ مجد الدین لقب اور ابوالمجد کنیت تھی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث ادیب عارف مذہب تھے ۶۱۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے دمشق۔ حلب۔ بغداد۔ قدس۔ حرمین روم کے محدثین سے حدیث کو سنا اور طلب کیا۔ آپ ہی ہین جنہوں نے پہلے پہل جامع حاکم مین خطبہ پڑھا اور ظاہریہ مین جبکہ وہ تعمیر ہوا درس دیا اور شام کے قاضی القضاۃ ہوئے اور ریاست مذہب امام ابو حنیفہ رح کی مصر و شام مین آپ کی طرف منتہی ہوئی ۶۷۷ھ مین وفات پائی۔ کنیہ شرف تاریخ وفات ہے۔

محمود بن عبد القاہر بن ابی بکر شہاب الدین رازی۔ سراج الدین عمر کے والد جد فقیہ محدث مفسر تھے۔ دمشق مین فقہ حصیری اور مصر مین اپنے چچا زین الدین محمد بن ابی بکر تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھی اور بعد خاطی کے مدرسہ سیوفیہ مین مدت تک درس دیتے رہے۔ اور ۶۸۲ھ مین وفات پائی۔ ہادی خداداں تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمد موصلی۔ ابوالفضل کنیت اور مجدالدین لقب تھا ۵۹۹ھ ہجری مین شہر موصل مین پیدا ہوئے پہلے اپنے باپ ابی الثنا محمود سے جو ۶۳۳ھ ہجری مین فوت ہوئے سب علوم کے حاصل کیے پھر دمشق مین جا کر جمال الدین حصیری سے علوم کی تکمیل کی اور فروع و اصول مین وحید العصر فرید الدہر ہوئے بڑے بڑے فتاوی آپکو حفظ تھے اول کوفہ کی قضاء کے متولی ہوئے پھر معزول ہو کر بغداد مین آئے اور مشہد امام ابی حنیفہ رح مین درس کو ترتیب دیا اور وہان کے مفتی اور مدرس ہوئے یہانتک کہ شنبہ کے روز ۱۹ ماہ محرم ۶۸۳ھ مین وفات پائی۔ معدن حسنات آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپنے فقہ مین کتاب مختار عین جوانی کے وقت تصنیف فرمائی تھی پھر اسکی شرح اختیار نام تصنیف کی چنانچہ یہ دونون کتابین آپ کی فقہا کے نزدیک بڑی معتبر و مستند ہین یہانتک کہ آپکی پہلی کتاب متون اربعہ مین شامل ہے جنپر اکثر متاخرین فقہاء کا اعتماد ہے اور متون اربعہ یہ ہین مختار کنز۔ وقایہ۔ مجمع البحرین آپ کے تین بھائی اور بھی تھے عبد الدائم و عبد العزیز

وعبد الکریم نام جو عالم فاضل تھے چنانچہ عبد الدائم سے نے تو حدیث کو موصل مین سنا اور بیان کیا اور فقہ دمشق مین جاکر جمال الدین حصیری سے حاصل کی اور ۶۶۸ھ مین وفات پائی اور عبد العزیز وعبد الکریم دونون فقیہ تھے جو موصل کے مدرس تھے۔

داؤد بن یحیی

قفازی

داؤد بن یحیی بن حبان بن عبد الملک قفازی۔ زبیدی۔ قرشی۔ اسدی۔ عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ محقق دمشق کے قاضی تھے نسب آپ کا زبیر بن عوام صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ وفات آپ کی ۶۶۸ہجری مین ہوئی۔ سراج ہدایت تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عبد السید

عبد العزیز بن عبد السید بن عبد العزیز بن محمود خوارزمی ۶۰۶ہجری مین پیدا ہوے ابو خلیفہ کنیت تھی بڑے عالم فاضل جامع معقول ومنقول تھے اور ابو الرجاء مختار بن محمود زاہدی آپ کے ہم عصرون مین سے تھے اور آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے ابو العلاء نے اپنی معجم مین آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بقول علی قاری ۶۸۰ہجری کو قدس مین ہوئی ایزد پرست آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد دمشقی

احمد بن صدر الدین سلیمان بن وہب دمشقی۔ تقی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ حافظ فنون اور صدر الصدور تھے۔ علوم اپنے باپ شاگرد حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کیے اور ۶۷۳ہجری مین وفات پائی۔ گوہر تابان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

صاحب عقائد نسفی

محمد بن محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہ اصولی متکلم تھے ۶۰۰ہجری کے قریب پیدا ہوے۔ علم خلاف مین ایک مقدمہ تصنیف کیا اور علم کلام مین عقائد نسفی نام ایک کتاب لکھی جسکی سعد الدین تفتازانی وغیرہ نے شرحین لکھین اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو ملخص کیا اور ماہ ذی الحجہ ۶۸۶ہجری مین وفات پائی اور امام ابو حنیفہ کے مشہد کے پاس مدفون ہوے امام ثقہ تاریخ وفات ہے وہ جو صاحب کشف الظنون نے عقائد نسفی کو ابی حفص عمر نسفی کی طرف منسوب کیا ہے یہ انکے قلم کا زلہ ہے۔

برہان الدین محمود بلخی

شیخ برہان الدین محمود بن ابی الخیر السعد بلخی۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت مین اکابر علماء وفضلاء مین سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ ونقلیہ واقف فنون

رسمیہ و عرفیہ صاحب شریعت و طریقت تھے اور شعر عارفانہ کہتے تھے آپ نے مشارق الانوار کو اُسکے مصنف سے سند کیا آپ کا قول تھا کہ مین چھ سات سال کی عمر مین اپنے باپ کے ہمراہ رستہ مین چلا جاتا تھا کہ سامنے سے حضرت مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی اور مین اُس ہجوم مین اپنے باپ سے جدا ہو گیا جب مولانا ممدوح کی سواری نزدیک آئی تو مین نے آگے ہو کر سلام کیا آپ نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ خدا تعالی مجکو ایسا کہلاتا ہی کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ مین عالم ہوگا مین نے یہ سخن اپنے کانون سے سنا اور آپ کے ہمرکاب چل پڑا پھر ممدوح نے فرمایا کہ خدا مجکو یہ کہلواتا ہی کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ بادشاہ اُسکے دروازہ پر حاضر ہون گے آپ نے بارہا فرمایا ہی کہ قیامت کو خدا تعالی مجکو کسی گناہ کبیرہ سے نہ پوچھے گا مگر ایک کبیرہ سے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون سا ہی آپ نے فرمایا کہ وہ سماع چنگ ہی جو بہت دفعہ مین نے سنا ہی۔ وفات آپ کی ۶۸۷ھ ہجری مین ہوئی اور قبر آپ کی حوض شمسی کے جانب شرق واقع ہی جسکو تختہ نور کہتے ہین اکثر لوگ واسطے تیزی فہم اور زیادتی علم کے آپ کی قبر کی خاک لڑکون کو کہلاتے ہین محدث فہیم تاریخ وفات ہی۔

احمد بن ناصر حسینی

احمد بن ناصر بن طاہر حسینی۔ برہان الدین لقب ابی المعالی کنیت تھی۔ فقیہ مفسر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے سات جلدون مین قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت برجستہ و مفید تصنیف کی اور ۶۸۹ھ ہجری مین وفات پائی۔ بزرگ موجودات آپ کی تاریخ وفات ہی

عمر خبازی

عمر بن محمد بن عمر خبازی۔ بڑے عالم فاضل زاہد۔ عابد۔ جامع فروع و اصول تھے لقب آپ کا جلال الدین تھا۔ علوم علاء الدین عبد العزیز بخاری تلمیذ فخر الدین محمد مایمرغی شاگرد شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھے اور کمالیت کے رتبہ کو پہونچے پھر دمشق مین تشریف لائے اور وہان کے مدرس مقرر ہوئے پھر مفتی بنے اور حج کیا اور ہدایہ کی شرح اور ایک کتاب اصول فقہ مین مغنی نام سے تصنیف کی ابو العباس احمد بن مسعود بن عبد الرحمن قونوی اور بدر الطویل اور داؤد رومی منطقی اور ہبۃ اللہ بن احمد ترکستانی نے آپ سے علوم پڑھے۔ وفات آپ کی بقول کفوی ۶۹۱ھ ہجری اور بقول صاحب کشف ۶۷۱ھ ہجری مین واقع ہوئی۔

نعمان حلبی

نعمان بن حسن بن یوسف خطیبی۔ برہان الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل۔ فقیہ متبحر تھے مدت تک قاہرہ کے قاضی القضاۃ رہے۔ جس سے تمام لوگ خوش رہے اور ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔ مشہور آفاق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بخاری

محمد بن محمد بن نصر بخاری۔ ابو الفضل کنیت حافظ الدین کبیر لقب تھا بخارا میں ۶۱۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ عالم ربانی۔ زاہد عابد۔ فقیہ محدث۔ ثقہ متقن۔ حافظ مفسر محقق۔ مدقق جامع انواع علوم و فنون تھے۔ علوم فقہ وغیرہ حسام الدین حسین سغناقی اور شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور احمد بن اسعد خرغینی اور عبد العزیز بن احمد بخاری اور محمد بن بخاری اور شمس الدین محمود کلاباذی فرضی سے پڑھے اور حدیث کو شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور ابی الفضل عبید اللہ محبوبی سے سنا اور روایت کیا آپ سے حدیث کو ابی العلاء بخارنی نے سنا اور اپنی معجم شیوخ میں آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بخارا میں نصف شعبان ۶۹۳ھ ہجری میں واقع ہوئی اور کلاباذ میں اپنے باپ کے پاس متصل امام ابی بکر طرخان کے دفن کیے گئے آرائش عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد الوہاب

عبد الوہاب بن احمد بن سحنون الخطیب۔ مجد الدین لقب تھا۔ فضلاء حنفیہ میں سے عالم ماہر۔ فاضل بارع۔ ادیب کامل شاعر بے مثل۔ خطیب بے نظیر تھے۔ مدت تک مدرسہ ماغیہ کے مدرس رہے اور پچھتر سال کی عمر میں ۶۹۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ بلند درجات تاریخ وفات ہے۔

احمد بعلبکی

احمد بن علی بن ثعلب بعلبکی۔ مظفر الدین لقب تھا مگر ابن ساعاتی کے نام سے اسلیے مشہور تھے کہ آپ کے والد ماجد علی بن ثعلب علم ہیئت اور نجوم اور عمل ساعات میں بڑے ماہر اور یگانہ زمانہ تھے۔ آپ شہر بعلبک میں جو دمشق سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے پیدا ہوئے اور بغداد میں نشو و نما پایا اور کمال کے رتبہ کو پہونچکر علوم شرعیہ میں امام زمانہ اور فروع و اصول میں حافظ متقن اہل ثقاہت ہوئے چنانچہ مشائخ زمانہ نے اس بات پر اقرار کیا کہ آپ جوانمردی کے میدان کے شہسوار گذرے ہیں شمس الدین اصفہانی شافعی شارح کتاب محصول آپ کو ابن حاجب پر فضیلت دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ابن حاجب سے بہت ذکی ہیں یہاں تک کہ لوگ ذکاء اور فصاحت و خوش خطی میں آپ سے تمثیل دیا کرتے تھے۔ علوم آپ نے تاج الدین علی بن سنجر

تلمیذ ظہیر الدین محمد مصنف فتاوی ظہیریہ شاگرد حسن قاضی خان سے حاصل کیے۔ مدت تک بغداد مین مدرسۂ طائفہ حنفیہ کے جو دروازۂ مستنصریہ مین واقع تھا مدرس رہے۔ مجمع البحرین اور بدیع اصول فقہ مین بہت عمدہ کتابین لکھین اور علم ادب مین بھی نہایت مفید تصنیفات کی۔ رکن الدین سمرقندی اور ناصر الدین بن محمد نے آپ سے مجمع البحرین پڑھی۔ وفات آپ کی ۶۹۴ھ ہجری مین ہوئی۔ آرائش آفاق تاریخ وفات ہے۔ آپ کی ایک بیٹی مسماۃ فاطمہ بڑی فقیہہ تھی جس نے آپ سے فقہ اور مجمع البحرین کو پڑھا اور اسپر عمدہ تعلیق لکھی۔

یوسف بن عبد اللہ بن محمد اذرعی۔ بدر الدین لقب تھا۔ عالم دہر و فاضل عصر ماہر علوم متعددہ تھے ۶۰۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے فقہ اپنے باپ قاضی القضاۃ شمس الدین عبد اللہ اور محمود حصیری سے حاصل کی چارشنبہ کے روز ۱۳ ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ ہجری مین وفات پائی۔ مقتداے عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد السید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک بخاری المعروف بالحصیری۔ بخارا مین ماہ رجب ۶۴۶ھ مین پیدا ہوئے نظام الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ اجل تھے یہانتک کہ حنیفون مین سے آپ کے وقت مین کوئی آپ سے ہمسری نہ کرسکتا تھا فقہ اپنے باپ جمال الدین محمود حصیری سے پڑھی مدت تک مدرسۂ نوریہ مین تدریس پر رہے اور ۶۹۸ھ کو دمشق مین وفات پائی علامۂ محدث تاریخ وفات ہے۔

حسن بن احمد بن حسن بن انوشروان رازی ۶۳۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام کامل۔ علامۂ فاضل۔ فروع و اصول مین سرآمد اور حدیث و تفسیر مین ید طولی رکھتے تھے حسام الدین کے لقب سے ملقب اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے پکارے جاتے تھے ۶۷۵ھ کو دمشق مین تشریف لائے اور یہان بیس برس تک قاضی رہے پھر مصر مین گئے اور وہان چار سال تک دار القضا کے متولی رہے اور ۶۹۹ھ مین تاتار کی لڑائی مین فوت ہوئے۔ تجلی نور تاریخ وفات ہے۔

ایوب بن ابی بکر بن ابراہیم نحاس حلبی۔ شہر حلب کے رہنے والے تھے ابو صابر کنیت اور بہاء الدین لقب تھا امام عالم اور مفسر۔ فقیہ محدث تھے۔ آپ کے زمانہ مین مذہب کی

یوسف اذرعی

احمد حصیری

حسن بن احمد رازی

ایوب بن ابی بکر حلبی

ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ حدیث کو مکہ معظمہ و قاہرہ اور بغداد کے محدثین سے پڑھا اور سنا اور آپ سے قاضی القضاۃ علی بن احمد طرطوسی اور یوسف بن محمد بن یعقوب بن ابراہیم بن النحاس حلبی نے پڑھا۔ ماہ شوال سنہ ۶۹۸ ہجری کی دوسری رات کو فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ مہرتابان سے نکلتی ہی۔ نحاس بضم نون و تشدید حاء مہملہ اسلیے انکو کہا کرتے تھے کہ آپ تانبے کا کام کرتے تھے۔

محمد بن سلیمان بن وہب بن ابی العز دمشقی شمس الدین لقب تھا علم خلاف کے عالم فاضل اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد حصیری تلمیذ قاضی خان سے پڑھا اور دمشق مین تیس سال سے زیادہ مفتی رہے بعد ازان وہان کے قاضی مقرر ہوئے یہانتک کہ سنہ ۶۹۹ ہجری مین وفات پائی۔

محمود بن ابی بکر ابو العلا بن علی کلاباذی بخاری شمس الدین فرضی لقب تھا۔ سنہ ۶۴۴ ہجری مین شہر بخارا کے محلہ کلاباذ مین پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام محدث متقن فقیہ۔ صالح۔ فرضی۔ عارف رجال حدیث۔ جم الفضائل ملیح الکتابت۔ واسع الرحلہ حبر فاخر بحر زاخر علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ کے مشائخ سات سو سے کچھ اوپر تھے جنمین سے حافظ الدین کبیر محمد اور حمید الدین علی ضریر اور صدر الدین محمد خلاطی اور صدر الدین سلیمان بن وہب وغیرہ ہین حدیث کو ایک جماعت محدثین خراسان و بخارا و بغداد و دمشق و مصر وغیرہ سے سنا اور اپنے ہاتھ سے بکثرت لکھا اور معجم کا مسودہ کیا۔ فرائض کو نجم الدین عمر بن احمد کاشغری سے پڑھا اور یہانتک اس علم مین مہارت پیدا کی کہ فرضی کے لقب سے مشہور ہوکر فرائض مین امام وراس ہوئے اور مختصر سراجی کی شرح ضوء السراج نام نہایت نفیس مشتمل بر ذکر ادلۂ مذاہب مختلفہ تصنیف کی جو آپ کے تبحر پر ایک دلیل ساطع اور برہان قاطع ہی اور اس کتاب کو مختصر کرکے منہاج نام رکھا اور ایک کتاب سنن ستہ کے بارہ مین تصنیف کی آپ سے حدیث کو ابو حیان اور عبد الکریم برزالی وغیرہ نے سنا اور علم فرائض کو ایک جماعت نے پڑھا۔ ذہبی نے مشتبہ النسبہ مین لکھا ہی کہ آپ نے ایک بڑی کتاب مشتبہ النسبہ مین تسوید کی جسمین سے مین نے بہت نقل کی۔ آپ بسبب خوف قحط کے تتار کے ساتھ تار(؟)

مین تشریف لیگئے جہان چند ماہ رہکر ۶۶۰ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات لفظ فقیہ شہر سے نکلتی ہی۔ طبقات قاری مین لکھا ہی کہ ابوحیان اندلسی نے کہا ہی کہ شیخ محدث ابوالعلاء محمود بن ابی بکر بخاری طلب حدیث مین شہر قاہرہ مین تشریف لائے بڑے نیک خوش خلق۔ لطیف مزاج تھے پس مین اور وہ حدیث کی طلب مین پھرتے تھے پس جب وہ کسی خوبصورت کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہی۔

شیخ الاسلام سدید بن محمد حناطی۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کبیر اور فقہ وکلام مین رئیس بے نظیر تھے۔ علم نجم المشائخ علی بن محمد عمرانی تلمیذ زمخشری سے حاصل کیا اور آپ سے ابویعقوب یوسف سکاکی اور حسین بن محمد بارعی نے تفقہ کیا۔

رکن الدین والجانی خوارزمی۔ امام جلیل القدر کثیر العلم۔ معرفت اصول دینیہ مین اوحد زمانہ اور مذاہب وخلاف مین مجتہد یگانہ تھے۔ نجم الدین حکیمی شاگرد فخر الدین حسن قاضیخان سے تفقہ کیا اور آپ سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب قنیہ نے فقہ کو حاصل کیا۔

برہان الاسلام زرنوجی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع معقولات ومنقولات تھے۔ فقہ وغیرہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ اور حماد بن ابراہیم صفار بخاری اور امام زادہ چوغی سے حاصل کی اور کتاب تعلیم المتعلم نہایت نفیس ومفید قلیل الحجم کثیر المنافع تصنیف کی۔

محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحٰق کرمانی۔ ابوبکر کنیت رکن الدین لقب تھا ائمہ اجلہ مین سے غواص معانی ذوفقہ۔ فقیہ محدث۔ علم مذہب وخلاف مین ید طولیٰ اور حسن کلام واسلاف کے نقل فتاویٰ مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علم رکن الاسلام ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی تلمیذ فخر القضاۃ ارسابندی شاگرد علی مروزی تلمیذ دبوسی سے پڑھا اور نیز جمال الدین مطہر بن حسین یزدی سے اخذ کیا۔ عز المعانی فی فتاویٰ ابی الفضل کرمانی اور زہرۃ الانوار حدیث مین اور جواہر الفتاویٰ اور حیرۃ الفقہا وغیرہ کتب تصنیف کین۔

محمد بن عبد الکریم ترکستانی خوارزمی۔ برہان الائمہ وشمس الدین لقب تھا۔ امام فاضل۔ فقیہ متبحر تھے۔ فقہ وہقان محمد بن حسن کاسانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی سے پڑھی اور

آپ سے مختار زاہدی صاحب قنیہ نے تفقہ کیا۔

اشرف بن نجیب۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو الفضل کنیت اشرف الدین لقب تھا۔ فقہ وغیرہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری وغیرہ سے اخذ کی اور کاشغر مین فوت ہوے۔

محمد بن محمد بن الیاس مایمرغی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے شیخ فاضل۔ فقیہ کامل تھے فقہ شمس الائمہ سے پڑھی اور آپ سے عبد العزیز بخاری وغیرہم نے تفقہ کیا۔ مایمرغ ایک بڑا قصبہ ہے جو بخارا کے راستہ پر واقع ہے۔

محمد بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی۔ ابو الفتح کنیت اور جلال الدین لقب تھا اپنے باپ کی گود مین نشو ونما پاکر علم و ادب کی غذا حاصل کی اور انھین سے فقہ پڑھی یہانتک کہ آپ کے اہل عصر نے آپ کے فضل و تقدم کا اقرار کیا اور مذہب کی ریاست آپکے وقت مین آپ پر منتہی ہوئی۔

عمر بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ۔ نظام الدین لقب تھا اپنے بھائی جلال الدین محمد کی طرح آپ نے بھی اپنے باپ سے علوم حاصل کیے اور یہانتک سعی کی کہ فضیلت و کمالیت کو پہونچکر مرجع فتاوی و قضایا ہوکر شیخ الاسلام سے ملقب ہوے اور ایک جم غفیر نے آپ سے استفادہ کیا اور کتاب جواہر الفقہ اور فوائد وغیرہ تصنیف کین۔

محمد بن عبد العزیز بن محمد بن حسام الدین صدر شہید عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری المعروف بہ صدر جہان۔ امام فاضل فقیہ متبحر۔ جامع علوم۔ فارس میدان بحث عدیم النظیر تھے۔ علم خلاف مین تعلیق لکھی اور ۶۰۳ھ ہجری مین مع ایک جماعت فقہاے بخارا کے حج کے ارادہ سے بغداد مین تشریف لائے جہان کے وزرا و امرا و اعیان نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپکا استقبال کیا مگر جب حج کرکے بغداد سے اپنے وطن کو واپس ہوے تو لوگ آپ کے پیچھے آپ کو برا بھلا کہتے ہوے شہر سے نکلے کیونکہ آپ سے راستہ مین حاجیون کے ساتھ بڑی بدسلوکی ظہور مین آئی تھی یہانتک کہ آپ کے غلام حاجیون کو راستہ مین پانی سے منع کرتے تھے جس سے انکو پانی کی طرف سے نہایت تنگی ہوئی اسلیے حاجیون نے بجاے صدر جہان کے آپکا صدر جہنم لقب رکھا۔

محمد بن عابد بن حسین صرخدی الاصل دمشقی المسکن۔ تاج الدین لقب تھا فاضل یگانہ شاعر یکتا تھے۔ شہر صرخد مین جو شام مین واقع ہے [illegible]ھ کو پیدا ہوے اور فقہ محمود حصیری سے حاصل کی

محمود ترجمانی مکی خوارزمی۔ برہان الدین لقب اور شرف الائمہ خطاب تھا اپنے وقت کے امام کبیر اور فقیہ بینظیر تھے آپ کا بیٹا علاء الملتہ بھی بڑا عالم فاضل آپ کی حیات مین رتبہ کمال کو پہونچ گیا تھا یہانتک کہ مذہب کی ریاست آپ کے زمانہ مین باپ بیٹون پر منتہی ہوئی آپ احمد بن اسمعیل تمرتاشی اور محمود تاجری متوفی ۶۳۶ھ ہجری کے ہمعصرون مین سے ہوے ہین۔

عماد الدین بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ۔ آپ صاحب فصول عمادیہ یعنی ابو الفتح عبد الرحیم کے باپ تھے فقہ اپنے باپ علی بن ابی بکر اور قاضی ظہیر الدین بخاری سے پڑھی یہانتک کہ آپ اپنے دونون بھائیون شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر کی طرح عالم فاضل مرجع فتاوی اور شیخ الاسلام ہوے اور کتاب ادب القاضی تصنیف کی۔

احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد محبوبی۔ صدر الشریعہ اکبر اور شمس الدین کے لقب سے مشہور تھے علماء کبار مین سے عالم فاضل۔ اصول و فروع مین دستگاہ کامل رکھتے تھے علم اپنے باپ جمال الدین عبید اللہ بن ابراہیم تلمیذ محمد بن ابی بکر صاحب شرعۃ الاسلام شاگرد عماد الدین عمر بن بکر بن محمد زرنجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن احمد محبوبی نے اخذ کیا۔ کتاب تلقیح العقول فی الفروق تصنیف فرمائی۔

یوسف بن محمد خوارزمی فیدی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ مفسر۔ ادیب تھے صدر القراء خطاب اور رشید الائمہ لقب تھا علوم مختار زاہدی سے پڑھے فیدی طرف فید کے منسوب ہے جو راستہ حجاز و عراق مین ایک منزل کا نام ہے۔

نظام الدین شاشی مصنف مختصر اصول شاشی۔ فقہ و اصول مین فرید العصر وحید الدہر تھے۔ اصول فقہ مین مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اور اسکا نام خمسین رکھا اور اس نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی عمر اسوقت پچاس سال کی تھی اور آپ نے یادگار کے طور پر اسکا نام رکھدیا یہ کتاب آپ کی ایسی مقبول خاص و عام ہوئی کہ تدریس کی کتب مین داخل ہو گئی اسکی شرح ۷۸۱ہجری مین مولی محمد بن حسن خوارزمی الشہیر بہ شمس الدین شاشی نے تصنیف کی

ابوالقاسم سنوخی۔ اپنے زمانہ کے امام فقیہ۔ ادیب۔ محدث۔ مفسر تھے علم حمید الدین ضریر سے جو فی سنہ ۶۶۶ھ شمس الائمہ کردری شاگرد صاحب ہدایہ سے پڑھا اور آپ سے شیخ وجیہ الدین دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین ثقفی دہلوی اور شمس الدین خطیب وغیرہم نے فقہ پڑھی۔

میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی النسفی۔ ابوالمعین کنیت تھی۔ امام فاضل جامع فروع و اصول تھے کتاب تبصرۃ الادلہ و تمہید قواعد التوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کین اور علاء الدین ابوبکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء نے آپ سے تفقہ کیا۔

عبدالرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ۔ ابوالفتح کنیت اور زین الدین لقب تھا فقہ اپنے باپ اور حسام الدین علیاباذی سے حاصل کی اور ایک کتاب نہایت نفیس فقہ مین فصول عمادیہ نام تصنیف فرمائی جسکی تالیف سے سمرقند مین شعبان سنہ ۶۵۱ھ ہجری کو فراغت پائی۔

محمد بن عمر بن محمد نوجابادی۔ ظہیر الدین لقب تھا۔ شہر نوجاباذ مین جو بخارا کے علاقہ مین واقع ہے۔ ۲۲ ماہ شوال سنہ ۶۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے اپنے وقت کے شیخ عالم۔ فقیہ۔ عارف مذہب تھے۔ فقہ شمس الائمہ کردری سے حاصل کی۔ کتاب کشف الابہام لرفع الاوہام اور کشف الاسرار فی اصول الفقہ وغیرہ تصنیف کین اور دمشق مین تشریف لائے اور بغداد مین درس دیا۔

احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قونوی۔ ائمہ کبار اور اعیان فقہاء مین سے نحوی لغوی۔ اصولی تھے۔ علم جلال الدین عمر خبازی شاگرد عبدالعزیز بخاری سے حاصل کیا ابوالعباس کنیت رکھتے تھے عقیدہ طحاوی کی شرح لکھی اور امام محمد کی جامع کبیر کی بھی شرح تقریر نام چار جلد مین تصنیف کی مگر زندگی نے وفا نہ کی کہ اسکو کامل کرسکتے جسکو آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے پورا کیا۔

قاضی محمد بن احمد عامری۔ ابوعاصم کنیت تھی فقیہ فاضل اور دمشق کے قاضی تھے

آپ کی تصنیفات سے کتاب مبسوط تیس جلدین یادگار ہے۔ عامری طرف عامر بن لوی اور عامر بن صعصعہ اور عامر بن عدی کے منسوب ہے اور نیز عامر ایک بطن قیس غیلان سے ہے

عبداللہ بن مظفر

عبداللہ بن مظفر بن محمد بن ابراہیم - رضی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام کامل - عالم فاضل - فقیہ نحوی تھے انشاء اور بلاغت مین آپ کو ید طولی حاصل تھا بہت سی کتابین اور دیوان اشعار و کتاب الانشاء و خطب وغیرہ تصنیف کین - علوم مختار بن محمود زاہدی تلمیذ عبدالکریم ترکستانی شاگرد دہقان کاشانی سے حاصل کیے اور آپ سے نجم الدین محمد بن ابی الانشاء بغدادی اور بدر الدین محمود بن حسن بن علی عینی الشہیر کندی نے تفقہ کیا۔

حدیقہ ہشتم

آٹھوین صدی کے فقہاء و علماء کے بیان مین

قاضی حصن

علی بن احمد بن علی بن یوسف المعروف بقاضی حصن - سنہ ہجری مین پیدا ہوئے کمال الدین لقب تھا - چونکہ حصن - کراد کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی تھی اسلیے آپ قاضی حصن کے نام سے مشہور تھے - وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی - مجمع الحسنات تاریخ وفات ہے

داؤد بن عثمان رومی

داؤد بن عثمان بن یعقوب رومی - شہاب الدین لقب تھا بڑے عالم متبحر تھے فقہ ایک جماعت کثیر فضلاء سے حاصل کی مدت تک قاہرہ مین درس و تدریس مین مصروف رہے اور محرم کے مہینے سنہ ہجری مین فوت ہوئے - خواجہ ملک تاریخ وفات ہے

ابن سراج قونوی

محمود بن احمد المعروف بابن سراج قونوی - جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ حنفیہ تھے آپ نے شیخ ابو محمد مکی قیسی متوفی سنہ ھ کی تفسیر مختصر احکام القرآن کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ملخص کیا اور سنہ ہجری مین وفات پائی - شمع رہنما تاریخ وفات ہے

علی قاردسی رکابی

علی بن محمد بن حسن قاردسی رکابی - عالم فاضل اور قاہرہ کے مدرس تھے ہدایہ پر تعلیقات لکھین قاردسی آپ کو اسلیے کہتے تھے کہ آپ بہت بڑا لنبا عمامہ باندھا کرتے تھے اور رکابی کے لقب سے اسلیے ملقب ہوئے کہ آپ کے پاس رسول اللہ صلعم کی رکابیان موجود تھین

وفات آپ کی سنہ [illegible] ہجری مین ہوئی۔

عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی۔ ابو البرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا شہر نسف یعنی نخشب کے جو ماوراء النہر مین واقع ہی رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کامل۔ عالم محقق فقیہ مدقق۔ فاضل عدیم النظیر۔ فقہ و اصول مین سرآمد اور حدیث اور اسکے معانی مین بارع زاہد و پرہیزگار تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو فقہاء کے چھٹے طبقہ مین شمار کیا ہی جو روایات ضعیفہ اور قویہ کی تمیز کرنے پر قادر ہون۔ فقہ شمس الائمہ محمد بن عبد الستار کردری اور حمید الدین ضریر اور بدر الدین خواہر زادہ سے حاصل کی اور امام محمد کی زیادات کو احمد بن محمد عتابی سے روایت کیا اور آپ سے سغناقی نے سماع کیا۔ تصانیف آپ نے فقہ و اصول مین بہت عمدہ اور معتبرہ کین چنانچہ کنز الدقائق اور وافی اور اسکی شرح کافی اور منار اور اسکی شرح کشف الاسرار اور مصفی شرح منظومہ نسفیہ اور مستصفی شرح فقہ النافع اور اعتماد شرح عمدہ اور عقیدہ حافظیہ اور منتخب اخسیکثی پر دو شرحین تصنیف فرمائین اور ایک نہایت جید اور معتبر تفسیر مدارک التنزیل نام تصنیف کی جب آپ بغداد مین سنہ [illegible] ہجری مین تشریف لائے تو آپ نے ہدایہ کی بھی شرح لکھی لیکن اتقانی نے غایۃ البیان مین لکھا ہی کہ آپ نے ضرور ہدایہ کی شرح لکھنی چاہی تھی مگر جب آپ کے اکابر ہم عصر تاج الشریعۃ نے سنا تو انھون نے آپ کو کہا کہ آپ کی شان سے بعید ہی کہ اس خفیف امر مین مصروف ہون پس آپ اس ارادہ سے باز رہے اور آپ نے چاہا کہ کوئی مستقل کتاب مثل ہدایہ کے تصنیف کیجاوے چنانچہ آپ نے کتاب وافی اور اسکی شرح کافی ایسی تصنیف کی کہ گویا ہدایہ کی ہی شرح تصنیف کی۔ وفات آپ کی بغداد مین جمعہ کی رات ماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری مین ہوئی۔ "فقیہ شہیر" تاریخ وفات ہی۔

احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی بن ابی اسحٰق سروجی۔ قاضی القضاۃ خطاب اور ابو العباس کنیت تھی اصل مین شہر سروج کے رہنے والے تھے جو شام کے ملک مین شہر حران کے پاس حران زر نشت پیدا ہوا تھا واقع ہی۔ فقہ اور اصول مین امام فاضل اور معقول و منقول مین شیخ زمانہ تھے۔ فقہ قاضی القضاۃ ابی ربیع سلیمان اور محمد بن عباد خلاطی تلمیذ جمال الدین حصیری شاگرد قاضی خان سے پڑھی۔ مدت تک مصر کے قاضی و مفتی اور مدرس رہے اور آپ سے امیر علاء الدین علی

حافظ الدین نسفی

احمد بن ابراہیم سروجی

بن بابان بن عبد اللہ فارسی اور علاء الدین علی بن عثمان ماردینی معروف بابن ترکمانی نے فقہ پڑھی۔ آپ نے ہدایہ کی شرح کتاب الایمان تک غایۃ السروجی نام سے چھ جلدوں میں تصنیف کی اور اسکو دلائل نقلیہ و عقلیہ سے خوب موئد کیا۔ علاوہ اسکے کتاب ادب القضاء۔ فتاویٰ سروجیہ۔ کتاب المناسک۔ کتاب نفحات النسمات فی وصول الثواب الی الاموات۔ موالفت فی حکم الخیل۔ رسالۃ الحجۃ الواضحۃ فی ان البسملۃ لیست من الفاتحۃ وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں جو مقبول خاص و عام ہوئیں اور ماہ رجب ۷۱۰ھ میں وفات پائی۔ بشہور زمانیان تاریخ وفات ہے

یحییٰ بن علی بن رومان رومی۔ نجم الدین لقب تھا۔ عالم۔ فاضل۔ صالح۔ امام جامع دمشق تھے دور دور سے لوگ آکر آپ سے فیضیاب ہوتے اور فائدہ اٹھاتے تھے وفات آپ کی ۷۱۰ھ میں ہوئی۔

اسحٰق بن علی بن یحییٰ۔ ابوطاہر کنیت اور نجم الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و دینیہ میں آپکو پرلے درجہ کی دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ ہدایہ پر آپ نے بہت مفید اور نفیس حواشی تحریر کیے اور ۷۱۱ ہجری میں شہر قاہرہ میں وفات پائی۔

حسن یا حسین بن علی بن حجاج بن علی سغناقی۔ حسام الدین لقب تھا اور شہر سغناق کے جو ترکستان میں واقع ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے فقیہ کامل اور عالم فاضل نحوی جدلی تھے فقہ حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بن نصر بخاری اور فخر الدین محمد بن محمد بن الیاس مایمرغی اور عبد الجلیل بن عبد الکریم اور نحو نجم الدین وانی وغیرہ سے حاصل کی پھر بغداد میں تشریف لیگئے اور وہاں مشہد امام ابی حنیفہ رحمہ کے مدرس بنے بعد ازاں ۷۱۱ھ میں دمشق کی طرف حج کی غرض سے آئے اور قاضی القضاۃ ناصر الدین محمد بن عمر بن عدیم سے ملاقات کرکے اپنی مرویات و مسموعات کی سند حاصل کی۔ آپ سے قوام الدین محمد بن محمد بن احمد کاکی صاحب معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے تفقہ کیا۔ آپ ابھی جوان ہی تھے کہ فتویٰ کا کام آپ کے سپرد کیا گیا آپ نے ہدایہ کی شرح مسمی بہ نہایہ بہت مبسوط تصنیف کی۔ علاوہ اسکے شرح تمہید فی قواعد التوحید لابی المعین میمون نسفی اور کافی شرح اصول بزدوی اور شرح منتخب اخسیکثی کی تصنیف کی اور علم صرف میں بھی

یحییٰ رومی

اسحٰق بن علی

حسن یا حسین سغناقی

ایک کتاب منہاج نام تصنیف کی اور ماہ رجب ۷۱۶ھ یا ۷۱۷ھ ہجری مین وفات پائی۔ فقیہ مراغہ اور فقیہ حق شناس تاریخ وفات ہین۔

اسمٰعیل بن عثمان بن عبدالکریم بن تمام بن محمد قرشی دمشقی۔ رشید الدین لقب تھا مگر ابن المعلم کے نام سے مشہور تھے اپنے زمانے کے امام فاضل شیخ حنفیہ۔ مفسر۔ محدث فقیہ۔ اصولی۔ ادیب۔ حکیم۔ لغوی۔ نحوی۔ منطقی۔ متکلم تھے ۶۲۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے لڑکپن مین جمال الدین حصیری سے فقہ حاصل کی پھر سخاوی سے ساتون قرأتین پڑھین اور ابن زبیدی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ جملہ علوم مین فائق ہوئے اور قاہرہ مین ۶۸۰ھ مین تشریف لائے اور اُسی جگہ اخیر دم تک ٹھہرے رہے اور تدریس وافتا آپ کا کام رہا۔ ابن حبیب نے آپ سے سماع کیا۔ بڑے زاہد و متقی تھے مگر وفات سے دو برس پہلے آپ کا ذہن متغیر ہوگیا تھا۔ وفات آپ کی ماہ رجب ۷۱۴ھ مین ہوئی۔ محدث زبدۂ انجمن تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن اسمٰعیل المعروف بابن المعلم بن عثمان تقی الدین قرشی۔ رشید الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے۔ فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی اور مدت تک تدریس وافتا مین مشغول رہے اپنے والد کی وفات کے بعد ایک ماہ زندہ رہکر قاہرہ مین ۷۱۴ھ ہجری مین وفات پائی۔

داؤد بن اغلبک بن علی رومی المعروف بہ بدر الطویل۔ آپ نے شہر قونیہ مین نشو و نما پایا اور حلب و دمشق مین آکر تین برس تک رہے تو جلال الدین عمر خبازی سے تفقہ کیا پھر حلب کو چلے گئے اور وہان پندرہ برس تک درس و تدریس مین مصروف رہے بعدہ قلعہ مسلمین کی طرف تشریف لیگئے اور وہان ۷۱۵ھ مین وفات پائی۔

داؤد بن مروان بن داؤد ملطی۔ نجم الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فائق فقیہ۔ اصولی تھے آپ سے فقہا نے بڑا استفادہ کیا اور ۷۱۲ھ مین وفات پائی۔

عمر بن محمود بن عبدالقاہر۔ سراج الدین لقب تھا اور محمد معروف بابن السراج کے والد تھے۔ بڑے عالم فاضل۔ جامع اصناف علوم تھے علم اپنے باپ شہاب الدین محمود شاگرد

جمال الدین محمود حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کیا۔ پہلے اشرفیہ اور عاشوریہ کے مدارس کے مدرس رہے پھر مصر کی قضا پر مامور ہوئے اور ۲ ماہ رمضان ۷۱۱ھ کو قاہرہ مین فوت ہوئے۔

خطاب بن ابی القاسم قرہ حصاری۔ شہر قرہ حصار مین جو قسطنطنیہ سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے پیدا ہوئے پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھتے رہے پھر شام کی طرف تشریف لیگئے اور وہان کے علما سے حدیث و فقہ و تفسیر حاصل کی یہانتک کہ اپنے زمانہ کے افقہ اور امام محقق و مدقق ہوئے مدت تک تدریس و افتا مین مصروف رہے ۷۱۷ھ مین کتاب خلافیات عمر نسفی کی نہایت مفید شرح تصنیف فرمائی پھر اپنے شہر کو واپس آئے اور تھوڑے دنون کے بعد وفات پائی۔

حسین بن سلیمان بن فزارہ بن بدر بن محمد کفری دمشقی۔ شہر کفریہ کے جو ملک شام مین دمشق کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے بڑے قاری اور عالم فاضل۔ فقیہ محدث تھے چنانچہ ساتون قراءتین علی عبدالدائم سے پڑھین اور حدیث کو ابن عبدالدائم سے سنا اپنی عمر تدریس و افتا مین گزار کر ۷۱۹ھ مین وفات پائی۔ سحاب رحمت تاریخ وفات ہے۔

قاضی محی الدین کاشانی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے اجل خلفاء مین سے علوم حدیث و تفسیر و فقہ مین استاد شہر دہلی اور زہد و تقوی و خوارق و کرامت مین مشہور زمانہ تھے جب آپ کو جاذب حقیقی کا شوق غالب ہوا تو آپ نے پروانہ قضا کو جو بادشاہ کی طرف سے آپ کے پاس موجود تھا شیخ کی خدمت مین لاکر پارہ پارہ کر دیا اور فقر و مجاہدہ اختیار کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وفات آپ کی ۷۱۹ھ مین ہوئی۔ عالی درجات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن ظہیر لارندی۔ شمس الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ فارضی۔ اصولی عالم فرائض و حساب تھے۔ فقہ صدر الدین سلیمان بن وہب سے حاصل کی اور آپ سے تاج الدین بن خلیل نے تفقہ کیا۔ فرائض مین کتاب مسمی بہ ارشاد ذوی الالباب الی معرفۃ الصواب اور کتاب ارشاد الراجی شرح فرائض سراجی اور شرح کتاب عروض اندلسی کی تصنیف کی اور ۷۲۰ یا ۷۲۵ ہجری کے قریب وفات پائی۔ شہنشاہ جہان تاریخ وفات ہے۔

حسین بن سلیمان کفری

قاضی محی الدین کاشانی

لارندی

محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن محمود سمرقندی بخاری - شیخ کبیر عالم متبحر فقیہ ذوالقدر
تھے سمرقند مین سنہ ۵۶ ہجری مین پیدا ہوئے بہت سے بلاد و امصار مین پھر کر علم
کو حاصل کیا اور کمالیت کے رتبہ کو پہونچ کر ماردین مین اقامت اختیار کی اور وہین
تدریس و تصنیف و افتا کا کام دیا یہان تک کہ ماہ رمضان سنہ ۱۲ ہجری مین رحلت فرمائی
آرائش دہر آپ کی تاریخ وفات ہے - آپ کی تصنیفات سے کتاب عمدۃ الطالب
لمعرفۃ المذاہب یادگار ہے جسمین آپ نے مذاہب اربعہ اور مذہب داؤد ظاہری اور
شیعہ کو جمع کیا - سمعانی نے لکھا ہے کہ سنجاری طرف سنجار کے منسوب ہے جو ایک
شہر جزیرہ مین ہے جسکو سنجار بن مالک نے آباد کیا تھا مگر معلوم نہین کہ صاحب ترجمہ
شہر مذکور کی طرف کیون منتسب ہوئے -

شیخ نظام الدین اولیاء بداؤنی دہلوی - آپ کا نام نامی محمد بن احمد بن علی
بخاری اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء و سلطان السلاطین اور خطاب
محبوب الٰہی اور نظام الملۃ والدین تھا آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت مین اولیاء
کامل و مکمل تھے ویسے ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو - منطق - معانی - ادب
مین فاضل اجل عالم اکمل تھے آپ کے دادا شیخ علی اور نانا خواجہ عرب بخارا سے پنجاب
مین آکر لاہور مین سکونت پذیر ہوئے پھر بدایون مین مع آپ کے والد ماجد شیخ احمد
کے جا کر قیام کیا جہان آپ سنہ ۶۳۴ ہجری مین پیدا ہوئے - جب پانچ سال کا سن
شریف ہوا تو آپ کے والد فوت ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب مین بٹھایا
اور آپ نے کلام مجید کو ختم کر کے کتابین پڑھنی شروع کین ابھی سن شریف بارہ سال
کو نہ پہونچا تھا کہ آپ لغت کی کتاب پڑھتے تھے اور قدوری کو مولانا علاؤ الدین
اصولی بداؤنی سے ختم کیا پھر بارادہ تعلیم دہلی مین آئے اور شمس الملک سے مقامات
حریری کو پڑھا اور حدیث کو یاد کیا اور مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار
کو سند کیا ان ایام مین آپ کو طالب علم نظام الدین بحاث کہا کرتے تھے پھر آپ بیس سال کی عمر مین
اجودھن مین جا کر شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کی خدمت مین مشرف ہوئے اور انسے

قرآن شریف بتجوید کیا اور چھ باب عوارف کے سند کیے اور تمہید ابوشکور سلمی وغیرہ کتابیں پڑھیں بعدازاں چند سال کی محنت و ریاضت و عبادت میں تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت حاصل کیا و دہلی میں تشریف لاکر غیاث پور میں جہاں آپ کا مزار ہے اور اب بستی نظام الدین اولیاء کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور ہدایت خلق اور افادہ و افاضہ میں وہ فروغ حاصل کیا کہ کسی کو اسوقت کے اولیاء میں سے نصیب نہیں ہوا فیض باطنی کا یہ حال تھا کہ جو شخص صدق اعتقاد سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا نظر کیمیا اثر کی تاثیر سے ولی کامل ہو جاتا آپ کی کرامات وخوارق عادات سے کتب بھری پڑی ہیں اکیانوے سال کی عمر میں چہارشنبہ کے روز ۱۸ ربیع الآخر ۷۲۵ھ میں وفات پائی۔ کعبۂ تحقیقی تاریخ وفات ہے۔

زاہد وہ بابلی

زاہد وہ بابلی بڑے عالم فاضل عابد۔ زاہد۔ پرہیزگار۔ مقبول الدعوات تھے لوگ آپ کو بڑا متبرک سمجھتے تھے پہلے زمانہ کے مشائخ کبار اور فضلاء نامدار سے ملاقات کی اور مدت تک نجم الدین مختار زاہدی سے پڑھتے رہے اور فخر الدین بدیع بن منصور قرینی اور نیز سراج الدین قزینی سے اخذ کیا پھر شام کو تشریف لیگئے اور وہاں صدر الدین سلیمان بن وہب شاگرد حصیری تلمیذ قاضیخان سے فضیلت کا رتبہ اور کمالیت کا درجہ حاصل کیا پھر سلطان عثمان غازی جد سلاطین عثمانیہ سے ملاقات کی اور بادشاہ کے حضور میں قبولیت کا درجہ پاکر اسکی بیٹی سے نکاح کیا جو آپ کی وفات سے ایک مہینا پیشتر فوت ہوئی آپ مدت تک تدریس و افتا میں مصروف رہے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں ۷۲۶ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ دین پرست تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمد مرغینانی

محمد بن محمد بن محمد نزیل مرغینان۔ فقہ وجدل میں فائق زمانہ اور جامع اصناف علوم و فنون تھے جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور جامع صغیر کو ترتیب دیا اور ۷۲۶ھ میں وفات پائی۔ عدیم المثال تاریخ وفات ہے۔

ابن حریری

محمد بن عثمان بن ابی الحسن بن عبد الوہاب المعروف بابن حریری۔ شمس الدین لقب تھا دمشق میں ۶۵۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ عارف مذہب تھے آپ کے وقت میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی علم ان

نعلم اسمعیل قرشی تلمیذ جمال الدین محمود حصیری سے اخذ کیا اور دمشق کی قضاء کے متولی ہوئے اور ۷۲۲ سنہ ہجری مین وفات پائی۔

یحییٰ بن سلیمان بن علی رومی۔ فقیہ فاضل۔ عالم کامل تھے۔ فقہ کو ابی العباس سروجی اور رکن الدین سمرقندی سے اخذ کیا اور بعد تحصیل کے تدریس و افتا مین اپنی عمر بسر کرکے ۷۲۴ سنہ ہجری مین وفات پائی۔

عبد العزیز بن احمد بن محمد بخاری۔ علاء الدین لقب تھا علامۂ عصر فقیہ وہر تھے۔ فقہ اپنے چچا محمد مایمرغی تلمیذ شمس الائمہ محمد کردری اور نیز حافظ الدین کبیر محمد بخاری شاگرد کردری تلمیذ صاحب ہدایہ سے حاصل کی اور آپ سے قوام الدین محمد کاکی اور جلال الدین عمر بن محمد خبازی نے تفقہ کیا۔ تصنیف بھی نہایت برجستہ و معتبر کی جو مقبول انام ہوئی جنمین سے کتاب کشف الاسرار شرح بزدوی اور کتاب تحقیق شرح منتخب حسامی مشہور و معروف ہین اور اکثر متاخرین اہل اصول کی معتمد علیہ ہین۔ وفات آپ کی ۷۳۰ سنہ ہجری مین ہوئی عالم مشہور انام تاریخ وفات ہی۔

عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان ماردینی۔ فخر الدین لقب تھا نحوی لغوی۔ مفسر۔ محدث۔ ادیب۔ بلیغ۔ شیخ وقت۔ مرجع خاص و عام تھے ولایت مصر مین مذہب حنفیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تحدیث و تدریس اور افتا آپ کا کام رہا جامع کبیر امام محمد کی شرح تصنیف کی اور اسکو گنام منصوریہ مین ڈالدیا۔ آپ کے دونون بیٹون یعنے قاضی القضاۃ علی و تاج الدین ابو العباس احمد اور مصنف جواہر المضیہ محی الدین عبد القادر قرشی وغیرہم نے آپ سے علم اخذ کیا۔ اکاسی سال کے ہوکر قاہرہ مین ماہ رجب ۷۳۱ سنہ ھ مین فوت ہوئے۔ شریف عالم تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن سلیمان رومی قونوی معروف بہ منطقی۔ رضی الدین لقب تھا علامۂ فاضل متدین۔ متواضع اور اپنے تلامذہ کے ساتھ بڑے محسن تھے مدت تک دمشق مین مدرسۂ نوریہ کے مدرس رہے اور ایک گروہ کثیر نے استفادہ کیا سات دفع حج کیا۔ اور ۷۳۲ سنہ ھ مین وفات پائی۔ مرات اہل کمال آپ کی تاریخ وفات ہی۔ آپ کی تصنیفات سے جامع کبیر کی

شرح چھہ جلدون مین اورکتاب منظومہ کی شرح یادگار ہی۔ قونوی طرف قونیہ کے منسوب ہی جو ایک مشہور ومعروف شہر ملک روم مین ہی۔

علی بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المنعم بن عبد الصمد طرسوسی: ماہ رجب ۶۶۹ھ مین پیدا ہوے آپ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاوی طرسوسیہ کے باپ تھے عماد الدین لقب تھا اور قاضی القضاۃ کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ علم ابی العلاء محمود فرضی اور بہاء الدین ابی جابر ایوب بن النحاس حلبی سے حاصل کیا ۷۲۰ھ ہجری مین دمشق کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی پھر کچھ مدت کے بعد اُسکو آپ نے اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ دیا اور کئی ایک مدارس مین درس دیا آپ قرآن شریف بڑی جلدی پڑھا کرتے تھے یہانتک کہ نماز تراویح مین تین ساعت یعنے ساڑھے سات گھڑی مین تمام قرآن ختم کر لیا کرتے تھے اور کئی دفعہ اعیان وارکان کے حضور مین آپ نے دو ثلث ایک ساعت مین تمام قرآن پڑھ دیا جیسا کہ شیخ عبد القادر صاحب جواہر مضیہ اور علی قاری نے لکھا ہی اگرچہ اسقدر تیزی سے قرآن شریف ختم کرنا سامعین کے استعجاب کا باعث ہی مگر یہ بات اُنکی کرامات مین سے تھی اور اس وصف کے بہت سے قاری گذرے ہین یہانتک کہ بعض اُنمین سے روز مرہ چار ختم روز اور چار ختم رات کو قرآن شریف کے کیا کرتے تھے جیسا کہ امام نووی اور صاحب اتقان وغیرہم نے لکھا ہی پس اس سے انکار کرنا ایسا ہی جیسا صدور خوارق سے انکار کرنا۔ وفات آپ کی ۷۳۲ھ ہجری مین ہوئی۔ مشہور اقلیم تاریخ وفات ہی۔

محمد بن عثمان اصفہانی المعروف بابن عجمی: شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ محدث تھے۔ مدت تک اقبالیہ مین مدرس رہے اور مدینہ نبویہ مین حدیث کی اور نیز مدرسۂ شریفہ نبویہ مین درس دیا اور حدیث کو دمشق مین روایت کیا۔ مذاہب مین ایک کتاب منسک نام جمع کی اور بقول ابو الفداء ۷۳۴ھ مین وفات پائی بزرگ تھہ تاریخ ذکر

عمر بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم: عالم فاضل ادیب شاعر ذی فنون صاحب مروۃ وعصبیت تھے نجم الدین لقب اور ابو القاسم کنیت تھی مدت تک

حلب کے قاضی رہے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور ہوئے آپ نے اپنے زمانہ ولایت میں کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کسی سائل کو ناامید کیا۔ ۷۳۲ھ میں حماۃ علاقہ حلب میں فوت ہوئے۔ ابو الفداء نے آپ کے حق میں مندرجہ ذیل دو شعر انشاد کیے ہیں:

نجم الدین شمساً اشرقت بحماۃ للادانی بها والقاضی ٭ عدمت ضیاء ابن العدیم فاشرقت ٭ مات المطیع فیا ہلاک العاصی

عبد الکریم بن عبد النور بن منیر بن عبد الکریم حلبی ۔ ۲۶ رجب ۶۶۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام اور فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ قطب الدین لقب تھا۔ علم شمس الدین محمود بن ابی بکر کلابادی فرضی سے اخذ کیا اور حدیث کو بکثرت سنا اور بیان کیا یہاں تک کہ حفاظ اور نقاد حدیث میں شمار ہوئے اور کئی دفعہ حج کیا۔ کتابوں کے علاوہ دینے میں بڑے جواہر دیتے تھے۔ کتاب اہتمام بہ تلخیص الامام اور شرح صحیح بخاری دس مجلدات اور شرح سیرت عبد الغنی تصنیف فرمائی اور مصر کی ایک تاریخ لکھا اور پندرہ جلد میں لکھی علاوہ اسکے اور بہت کتابیں تصنیف کیں اور سلخ ماہ رجب ۷۳۵ھ ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت کی۔ محدث مقبول تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن اسحٰق بن ابراہیم بن محسن جبری ۔ ابو المحاسن کنیت اور صدر القراء لقب تھا اپنے زمانہ کے امام، زاہد، مجتہد، محدث، فقیہ، حافظ، مفسر، ثقہ، متقن، قرأت اور روایات میں فرد زمانہ تھے۔ علوم ابی العباس احمد سروجی سے اخذ کیا اور مدت تک حدیث و تدریس اور افتا کا کام دیا لیکن اعتزال کی تہمت آپ کو دی گئی۔ قاہرہ میں ماہ شعبان ۷۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ "محدث سعید بیان" تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن محمد بن شہرزوری ۔ ابو الفتح کنیت مصلح الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے ۶۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۶۹۰ھ کو دمشق میں تشریف لائے پھر واپس چلے گئے اور ۷۲۶ھ میں پھر آ گئے اور قاہرہ میں رونق افروز ہوئے۔ کتاب بدیع کی ایک شرح نہایت مفید رفیع نام تصنیف کی جب حج کر کے مدینہ منورہ کو جاتے تھے تو وادی بنی سالم میں پہنچ کر ۳ ماہ ذی الحجہ ۷۳۶ھ میں وفات پائی۔ "خلیل اللہ" تاریخ وفات ہے۔

عبد الکریم بن عبد النور حلبی

یوسف بن اسحٰق جبری

موسیٰ بن محمد

احمد بن حسن المعروف بہ ابن زرکشی لقب شہاب الدین تھا مدرسہ حسامیہ مین مدت تک مدرس رہے اور ہدایہ کی شرح سغناقی کا انتخاب کیا اور ماہ رجب ۷۳۵ھ مین وفات پائی۔

اسمٰعیل بن خلیل فرضی نحوی۔ تاج الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ فرضی۔ اصولی صالح پرہیزگار نیکوکار۔ عابد زاہد تھے فقہ فخر الدین عثمان بن مصطفی ماردینی اور نجم الدین ملطی و شمس الدین محمود بن احمد سے حاصل کی اور ایک کتاب مقدمہ فقہ و فرائض مین تصنیف کی اور قاہرہ مین ۷۳۷ھ یا ۷۳۹ھ مین وفات پائی۔ جہت انام تاریخ وفات ہی۔

علی بن بلبان بن عبد اللہ فارسی۔ ابو الحسن کنیت اور علاء الدین لقب تھا اصول و فروع مین بڑے متبحر عدیم النظیر۔ فقید المثیل فقیہ۔ نحوی۔ محدث۔ حسن المذاکرہ تھے اصول و فقہ کو علاء قونوی اور شمس الدین ابی العباس احمد سروجی اور صدر الامین محمد بن حباد خلاطی سے اخذ کیا اور حدیث کو دمیاطی و محمد بن علی بن صاعد اور ابن عساکر وغیرہم سے سنا اور نحو ابی حیان سے پڑھی یہانتک کہ اصول و مذہب مین مقدم اور نحو مین مشغول ہوئے کتاب صحیح ابن حبان اور کتاب معجم الطبرانی کو ابواب پر مرتب کیا۔ جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور خلاطی کی تلخیص جامع کبیر کی بھی تحفۃ الحریص نام ایک بڑی شرح تصنیف کی اور رسول اللہ کی سیرت لطیفہ اور ایک کتاب جامع مسائل مناسک مین تالیف کی آپ ۶۷۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۷ ماہ شوال ۷۳۹ھ ہجری کو قاہرہ مین فوت ہوگئے۔ مرآت زمان تاریخ وفات ہی

یحییٰ بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن المعروف بابن القویرہ جمال الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ ادیب تھے۔ حدیث کو سنا اور لوگون سے بیان کیا تدریس و افتا مین تمام عمر مصروف رہے اور دمشق مین ۷۴۲ھ ہجری کو وفات پائی۔ عزت دارین تاریخ وفات ہی۔

یوسف بن عمر بن یوسف صوفی شیخ کبیر۔ عالم نحریر۔ جامع علم حقیقت و شریعت تھے۔ آپ سے فضل اللہ صاحب فتاوی صوفیہ نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات سے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری معروف و مشہور ہی جو جامع تفاریع کثیرہ اور حاوی مسائل کثیرہ ہی۔ ۷۳۲ھ مین وفات پائی۔ رفیع الشان تاریخ وفات ہی۔

عثمان بن علی بن محجن زیلعی - ابو محمد کنیت فخر الدین لقب تھا - معرفت فقہ و نحو و فرائض مین بڑے مشہور تھے سنہ ۷۰۵ ہجری کو قاہرہ مین آکے تدریس و افتاء اور تنقید و تحقیق فقہ کی کرکے علم فقہ کو پھیلایا اور ایک جم غفیر کو فائدہ پہونچایا کنز الدقائق کی ایک نہایت نفیس شرح تبیین الحقائق نام تصنیف کی جو مقبول انام ہوئی - صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح تصنیف کی ہے - وفات آپ کی ماہ رمضان سنہ ۷۴۳ھ مین ہوئی اور قرافہ مین دفن کیے گئے - زیلعی طرف زیلع کے منسوب ہے جو ایک شہر ساحل بحر حبشہ پر واقع ہے -

احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی - قاہرہ مین شنبہ کی رات ۵-۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۸۳ ہجری مین پیدا ہوئے فقہ اپنے باپ اور بھائی سے پڑھی اور حدیث کو دمیاطی اور ابن صواف سے سنا اور روایت کیا مدت تک تدریس کی اور فتویٰ دیا - تاج الدین لقب تھا - مگر ابن ترکمانی کے نام سے مشہور تھے تصانیف بہت عمدہ فقہ و اصول فقہ و حدیث و لغت و نحو و ہیئت اور منطق وغیرہ مین کین اور جامع کبیر و ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور غرہ ماہ جمادی الاول سنہ ۷۴۴ ہجری مین وفات پائی - معدن شرف آپ کی تاریخ وفات ہے -

برہان الدین بن علی بن احمد بن علی بن سبط بن عبد الحق واسطی - امام عالم - فقیہ محدث - عارف غوامض مذہب قاضی ولایت مصر تھے - روایت اپنے جد امجد اور ابن البخاری سے کی درس دیا اور مناظرے کیے - ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور بیہقی کی سنن کبیر کا مختصر کیا اور ماہ ذی الحجہ سنہ ۷۴۴ھ مین وفات پائی - گوہر شاہوار تاریخ وفات ہے -

علی بن داؤد بن یحییٰ بن خیاں بن عبد الملک قحفازی - نجم الدین لقب اور ابو الحسن کنیت تھی - امام فاضل - فقیہ محدث - اصولی - نحوی - شیخ اہل دمشق تھے - بڑے بڑے علماء و فضلاء سے علم اخذ کیا چنانچہ فقہ شمس حریری اور اصول بدر بن جماعہ سے اخذ کیا اور حدیث کو نجم شقراوی سے سنا - نحو عابر بن سطرزی اور عربی محمد تونسی سے پڑھی اور سوا کتاب مناسک حج اور کچھ نظم و نثر کے آپ نے تصنیف اسواسطے نہ کی کہ لوگ مصنفین پر عیب پکڑتے ہین پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو نشانہ بنایا جاوے - جمادی الاول سنہ ۷۴۵ھ

مین پیدا ہوئے اور ۷۴۲ ماہ رجب ۸۴۲ھ کو وفات پائی۔ بحر سعادت آپکی تاریخ وفات ہے۔

عبید اللہ صدر الشریعۃ الاصغر بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الاکبر احمد بن جمال الدین عبید اللہ المحبوبی صاحب شرح وقایہ۔ اپنے زمانہ کے امام متفق علیہ اور علامہ مختلف الیہ حافظ قوانین شریعت۔ ملخص مشکلات اصل و فرع۔ شیخ فروع و اصول عالم معقول و منقول۔ فقیہ۔ اصولی۔ خلافی۔ جدلی۔ محدث۔ مفسر۔ نحوی۔ لغوی۔ ادیب نظار۔ متکلم۔ منطقی۔ عظیم القدر۔ جلیل المحل۔ معنوی علم دار تھے نسب آپکا عبادہ بن صامت صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے اور صدر الشریعہ کے لقب سے پکارے جاتے تھے علم اپنے دادا امام تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعۃ احمد تلمیذ جمال الدین محبوبی والد خود شاگرد شیخ الاسلام مفتی امام زادہ تلمیذ عماد الدین بن شمس الائمہ زرنجری سے حاصل کیا آپ اپنے دادا کی تصنیفات نفائس اور جمع کرنے فوائد مین بڑے مہتمم تھے اسلئے آپ نے انکی کتاب وقایہ کی نہایت عمدہ شرح تصنیف کی جو اب مقبول انام اور مشہور بین الخواص والعوام ہے پھر آپ نے کتاب وقایہ کو مختصر کرکے نام اسکا نقایہ رکھا۔ اصول فقہ مین ایک لطیف متن تنقیح نام سے تصنیف کیا پھر اسکی ایک شرح نفیس توضیح نام سے تالیف کی۔ علاوہ اسکے کتاب مقدمات الاربعہ اور کتاب تعدیل العلوم فی اقسام العلوم العقلیہ اور کتاب الوشاح فی علم المعانی اور کتاب الشروط و کتاب المحاضر وغیرہ تصنیفات کین جو تمام علما و فقہا کے نزدیک مقبول و معتمد ہوئین اور انھون نے انکی بڑی خوشی سے حواشی تصنیف کیے۔ وفات آپکی ۷۴۷ھ مین ہوئی۔ آپ کے مزار اور آپ کی اولاد اور والدین اور اجداد و دادا کی قبرین شرع آباد بخارا مین ہین لیکن آپ کے دادا تاج الشریعہ اور نانا برہان الدین کے مرقدین کرمان مین ہین جہان وہ فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپکی جلیل المراتب ہے۔

مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی۔ علماے مشاہیر مین سے فقیہ۔ محدث۔ عالم فاضل۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے اور آپکے زمانہ مین کسی کو علمائے وقت مین سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ مین آپکے ساتھ تاب مقاومت نہ تھی اکثر لوگ دور و دراز کے آپ سے تلمذ کرتے اور آپکی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے۔ شیخ

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے آپکی تعریف مین فرمایا ہی سالت العلم من احیاک حقا فقال
العلم شمس الدین یحیی جن دنون آپ واسطے تحصیل علم کے اودھ سے دہلی مین تشریف لائے
شیخ نظام الدین اولیاء کی کرامات کا نہایت شہرہ ہورہا تھا ایک دن آپ بھی ہمراہ مولانا صدر الدین
ناوہی کے شیخ موصوف کی خدمت مین حاضر ہوے شیخ نے آپ سے پوچھا کہ آپ شہر مین
کونسی جگہ رہتے ہین اور کونسی کتاب پڑھتے ہین آپ نے عرض کیا کہ مولانا ظہیر الدین بھکری
سے اصول بزدوی پڑھتا ہون شیخ نے آپ سے بعض مواضع کتاب مذکور کے جو اشکال
مین مشہور تھے آپ سے پوچھے آپ نے عرض کیا کہ سبق ہمارا اسی جگہ تک پہونچا ہی اور یہ باتین
جو آپ نے پوچھی ہین ہم پر بھی مشکل رہی ہین اسپر شیخ نے اُن تمام مواضع کو ایسا حل کیا کہ آپ
شیخ کے معتقد راسخ ہوگئے اور بعد چندے مرید ہوکر مرتبۂ کمالیت کو پہونچے لیکن بعد حصول
خلافت کے بہت کم لوگون کو مرید کرتے تھے آپ نے مشارق الانوار کی شرح تصنیف کی
اور اُسمین یہ روایت نقل کی کہ ما تثاءب النبی قط یعنی آنحضرت نے ہرگز اوباسی نہین لی کہتے
ہین کہ سلطان محمد تغلق نے جسنے مخلوقات کو نہایت تنگ کر رکھا تھا آپ کو اپنے پاس طلب
کر کے حکم دیا کہ آپ جیسے عالم فاضل کا یہان کیا کام ہی آپ کاشمیر کو جاوین اور وہان
خلقت خدا کو اسلام کی طرف دعوت کرین اسوقت تو آپ کاشمیر کا جانا منظور کر کے سلطان
کی مجلس سے باہر آگئے مگر لوگون سے آکر فرمایا کہ مین نے خواب مین اپنے شیخ کو دیکھا ہی کہ وہ
مجکو اپنے پاس بلاتے ہین دوسرے روز آپ کے سینہ مین ایک دنبل نکل آیا اور آپ بیمار پڑ گئے
جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اُسنے اس احتمال سے کہ شاید آپ بہانہ کرتے ہین اپنے پاس بلایا
ادھر آپنے سنہ ۷۴۷ ہجری مین اس جہان کو وداع کیا اور قبر آپکی یاران چبوترہ مین واقع
ہی۔ زاہد خلق تاریخ وفات ہی۔

عبید اللہ بن فخر الدین احمد المعروف بابن فصیح بن علی بن احمد عراقی کوفی۔ جلال الدین
لقب تھا سنہ [illegible] ہجری مین پیدا ہوے اپنے باپ کی طرح جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے
اور حدیث کے بڑے طالب تھے چنانچہ بغداد مین ایک جماعت سے حدیث کو سنا اور دمشق مین
حافظ ذہبی اور جزری سے سماعت کیا یہانتک کہ کمال فضیلت کو پہونچے۔ وفات آپ کی

۷۴۴ھ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن محمد بن احمد بخاری المعروف بقوام الدین کاکی عالم فاضل۔ فقیہ متبحر تھے علم علاء الدین عبد العزیز بخاری شاگرد فخر الدین محمد بن محمد مایمرغی سے حاصل کیا اور اُنسے اور حسام الدین حسن سغناقی سے ہدایہ کو پڑھا اور قاہرہ میں آکر جامع ماردینی میں اقامت اختیار کی اور افتا و تدریس میں مشغول رہے یہانتک کہ ۷۴۹ھ ہجری میں وفات پائی "چشمۂ عرفان" تاریخ وفات ہے۔ ہدایہ کی شرح مسمی بہ معراج الدرایہ اور کتاب عیون المذاہب ائمہ اربعہ کے اقوال میں تصنیف کی۔

محمد بن احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی ترکمانی ۷۲۱ھ ہجری میں پیدا ہوے۔ جلال الدین لقب تھا۔ عالم متبحر اور نوادر زمانہ سے تھے مگر افسوس آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور عین نوجوانی کی حالت میں ۷۴۹ھ ہجری میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو آپ اپنی ذکاوت اور ہوشیاری کے باعث اپنے زمانہ کے علما و فضلا سے سبقت لیجاتے۔

علی بن محمد حاصری۔ نور الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ اصولی۔ فرضی تھے ۶۶۲ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوے۔ علوم شیخ شمس الدین محمود سے پڑھے بعد ازاں درس و افتا میں مصروف رہے اور ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔

عبد العزیز بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی۔ فقیہ فاضل۔ عالم کامل تھے علم اپنے باپ سے اخذ کیا اور انھیں سے حدیث کو سُنا اور روایت کیا اور اپنے ہاتھ سے بہت کچھ لکھا۔ کئی جگہ مدرس مقرر رہے اور اپنے باپ کی ہی حیات میں ۷۴۹ھ ہجری میں وبا سے فوت ہوے۔

شیخ احمد بن عبد اللہ المعروف بہ ابن المہاجر حنفی۔ شہاب الدین لقب تھا نحو و عروض میں عالم فاضل۔ فقہ و اصول میں عارف کامل تھے حماۃ میں قاضی جمال الدین عبد اللہ بن العدیم کی طرف سے نائب رہے۔ آنحضرت کی مدح میں قصائد اور نظم حسنہ تصنیف کی اور ماہ رجب ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی۔ علاء الدین لقب تھا لیکن ابن ترکمانی سے مشہور

تھے۔ فقہ و اصول میں امام عالم شیخ کامل بارع۔ محقق۔ مدقق اور فنون عقلیہ و نقلیہ
میں ماہر تھے اور حدیث و تفسیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ فرائض۔ حساب۔ شعر و تاریخ میں
دستگاہ کامل حاصل تھی۔ مدت تک ولایت مصر کے قاضی رہے۔ تصانیف کثرت سے کی
چنانچہ آپ کی تصانیف سے بہجۃ الاعاریب بما فی القرآن من الغریب۔ والمنتخب فی الحدیث والمؤتلف
والمختلف۔ وکتاب الضعفاء والمتروکین۔ وجواہر النقی فی الرد علی البیہقی ومختصر المحصل فی الکلام
ومعدن فی اصول الفقہ۔ ومختصر رسالۃ القشیری ومختصر علوم الحدیث لابن الصلاح وغیرہ ذالک
مشہور و معروف ہیں۔ علاوہ اسکے کتاب ہدایہ کو بھی مختصر کر کے نام اسکا کفایہ رکھا تھا اور پھر
اسکی شرح کرنی شروع کی تھی مگر اسکو تمام نہ کر سکے کہ عاشورہ کے روز ۷۵۰ھ ہجری میں موت کا
پیادہ آگیا۔ اوبی خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے قاضی القضاۃ عبداللہ
بن علی نے شرح مذکور کو پورا کیا۔ صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہیں کہ میں نے علی ابن ترکمانی
سے ایک پارہ ہدایہ کا پڑھا اور حدیث میں آپ کی ملازمت کی۔ سیوطی نے آپ کی ولادت
۶۸۳ھ تھا اور وفات ۷۴۵ھ ہجری میں قرار دی ہے۔

قاضی زید الدین عجمی۔ عالم متبحر اور فروع و اصول میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ابی سعید
حاکم تتار کی طرف سے وزارت القضاء کے متولی ہوئے۔ مختصر ابن حاجب کی شرح تصنیف
کی اور ۷۵۳ھ میں وفات پائی۔ علو مرتبہ تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن احمد ہمدانی کوفی المعروف بہ ابن فصیح۔ ابو طالب کنیت اور فخر الدین
لقب تھا۔ کوفہ میں ۶۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام علامہ اور جامع علوم
نقلیہ وعقلیہ تھے آپ کے زمانہ میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی
اور مدرسہ مشہد ابوحنیفہ کے مدرس رہے علم حسن سغناقی صاحب نہایہ سے حاصل کیا بغداد
اور دمشق میں تدریس و تعلیم کو جاری کیا اور فتوی دیتے رہے۔ نظم الکنز۔ نظم النافع نظم
السراجیہ فرائض میں۔ نظم المنار اصول فقہ وغیرہ میں کتابیں تصنیف کیں اور آپ سے
عبدالوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی نے فقہ پڑھی۔ وفات آپ کی دمشق میں یکشنبہ کے روز
۷۵۵ھ ہجری کو وقوع میں آئی۔ بزرگ کشور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ کمال الدین علامہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خواہرزادہ اور خلیفہ تھے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین حسن رض تک منتہی ہوتا ہے۔ چونکہ آپ علوم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول میں یگانہ زمانہ تھے اسلیے علامہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور اپنے پیر روشن ضمیر سے خرقہ خلافت کا پہنکر احمد آباد و گجرات میں تشریف لیگئے اور وہاں قبولیت عظیم پائی پھر دہلی میں تشریف لائے اور مدت تک خلق کی ہدایت و افادہ میں مشغول رہکر ۷۵۶ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی "شمع اہل یقین" ہے۔

ابراہیم بن علی بن احمد بن عبد الواحد طرسوسی۔ نجم الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا۔ شہر طرسوس کے جو ملک شام میں واقع ہے رہنے والے تھے۔ بڑے عالم فاضل فقیہ اصولی تھے ۷۴۶ھ میں جب آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کو دمشق کا قاضی بنایا گیا جہاں آپ مدت تک منصب فتوی پر متمکن رہے اور تدریس کو جاری رکھا۔ فتاوی طرسوسیہ اور کتاب انفع الوسائل کو تصنیف کیا اور ۷۵۸ھ میں وفات پائی۔

امیر کاتب العمید بن امیر عمر و بن امیر غازی اتقانی۔ آپ کا مولد قصبہ اتقان تھا جو ملک ترکستان میں نہر سیحون کے پار کی طرف واقع ہے کنیت ابو حنیفہ اور قوام الدین لقب رکھتے تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ نام آپ کا لطف اللہ تھا۔ ماہ شوال ۶۸۵ ہجری میں پیدا ہوئے احمد بن اسعد خریفغنی شاگرد حمید الدین علی ضریر بخاری تلمیذ شمس الائمہ کردری اور اپنے ملک کے دیگر علماء کرام و فضلائے عظام سے متعدد علوم حاصل کیے اور نیشاپور میں جاکر مصنف کتاب کافی سے فخر الاسلام کا اصول پڑھا یہانتک کہ علمائے حنفیہ کے سردار اور فقہ و حدیث۔ لغت۔ عربی۔ وغیرہ میں اعلی درجہ کے لائق فائق ہوئے۔ آپ بلباس سبز اور بہ لحن خام اکثر کھایا کرتے تھے ۷۱۶ھ میں جب آپ حجاز کے سفر میں تھے تو کتاب منتخب حسامی کی شرح تبیین نام تصنیف کرنی شروع کی اور کلیاتہ البزاۃ میں اسکو ختم کیا ۷۲۰ ہجری میں دمشق میں تشریف لائے یہاں آپ کو ایک دن امیر نائب سلطنت کے ساتھ نماز مغرب پڑھنے کا اتفاق ہوا امام نماز نے رفع الیدین کیا آپ نے اسکو کہا کہ امام اعظم رح کے مذہب کے رو سے آپ کی نماز باطل ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر قاضی تقی الدین سبکی شافعی المذہب کو پہنچی انھوں نے

آپ کی تردید کی پس آپ نے ایک مستقل رسالہ رفع الیدین کے بطلان مین لکھا اور اسکو مکحول نسفی کی روایت سے جسکو انہون نے امام اعظم رح سے بطلان رفع الیدین کی روایت کی ہے مستند کیا (فاضل لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنی تراجم مین اس روایت سے بالکل انکار کیا اور تعصب عوام قرار دیا اور یہی اقرب بصواب ہے واللہ تعالے اعلم) اس بات سے آپ اور امیر مذکور کے درمیان شکر رنجی ہوگئی اسلیئے آپ مصر کو چلے گئے جہان ماہ محرم ۷۲۰ھ مین پہونچے اور لوگون کی درخواست پر آپ نے ہدایہ کی شرح مسمی بہ غایۃ البیان و نادرۃ الاقران تصنیف کی اور دیباچہ مین لکھا کہ مین ہدایہ کی روایت کو پانچ طریق سے صاحب ہدایہ تک پہونچاتا ہون۔ علاوہ اسکے ایک رسالہ شہر مین دو جگہ جمعہ کے پڑھنے کے عدم جواز مین تصنیف کیا پھر مصر سے بغداد مین واپس آئے اور بہت مدت تک مشہد امام ابوحنیفہ کے مدرس مقرر رہے اور قضا و افتا کا کام کرتے رہے ۷۴۷ ہجری مین پھر دمشق مین تشریف لائے اور ذہبی کی وفات پر ظاہریہ مین مدرسہ دار الحدیث کے مدرس مقرر ہوے اور شافعیون سے ہمیشہ مشاجرت و معارضات رکھا کرتے تھے پھر ۷۵۱ھ کو مصر مین گئے جہان امیر صرغتمش نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور ۷۵۷ھ مین اپنے مدرسہ صرغتمشیہ کا جو آپ کی خاطر اسنے بنوایا تھا مدرس مقرر کیا آپ نے اپنی عمر کا اندازہ کیا کہ مین اب ایک سال سے زیادہ زندگانی نہ کرونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ماہ شوال ۷۵۸ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔ عالی مرتبہ تاریخ وفات ہے آپ مین کوئی کسی طرح کا عیب نہ تھا بجز اسکے کہ آپ بڑے متعصب و خودپسند تھے چنانچہ اپنی کتاب تبیین کے آخر مین لکھتے ہین کہ اگر اسلاف میری زندگانی مین ہوتے تو البتہ مجکو مصنف ٹھہراتے چنانچہ امام ابوحنیفہ اجتہدت اور امام ابویوسف نار البیان او قدت اور امام محمد احسنت اور امام زفر لقنت اور حسن اسمعت اور ابوحفص انعمت فی ما نظرت اور ابومنصور حققت اور طحاوی صدقت اور کرخی بورک فی ما نطقت اور جصاص احکمت اور ابوزید اصبت اور شمس الائمہ وجدت ما طلبت اور فخر الاسلام جہرت اور نجم الدین نسفی بہرت اور صاحب ہدایہ یا غواص البحر عبرت اور صاحب محیط نقت فی ما علمت اور متنبی انت من الفصحاء کا خطاب دیتے

عبد اللہ بن یوسف بن محمد زیلعی۔ جمال الدین لقب تھا علماے اعلام مین سے

فقیہ فاضل۔ محدث حافظ۔ جامع اصناف علوم محقق و مدقق تھے۔ حدیث کو اصحاب نجیب سے سماعت کیا اور فخر الدین زیلعی شارح کنز اور علاء بن ترکمانی اور ابن عقیل سے اخذ کیا۔ احادیث واقعہ ہدایہ اور خلاصہ اور تفسیر کشاف کی تخریج کی جس سے آپ کا تبحر فن حدیث اور اسماء الرجال اور آپ کی وسعت نظر فروع حدیث مین کمال ثابت ہوتی ہی یہانتک کہ آپ کی تخریج سے دیگر شراح مثل حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی وغیرہ نے جو آپ کے پیچھے ہوئے ہین بڑی مدد لی ہی۔ درر الکامنہ مین حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی کہ میرے شیخ زین عراقی اور زیلعی مطالعہ کتب حدیثیہ مین واسطے تخریج ان کتابون کے جنکی تخریج کا اہتمام انھون نے اپنے ذمہ لیا تھا مشغول تھے پس عراقی نے تو احادیث احیاء العلوم اور ان احادیث ترمذی کی جنکا ترمذی نے ہر ایک باب مین اشارہ کیا ہی تخریج کی اور زیلعی نے احادیث ہدایہ اور کشاف کی تخریج کی اور یہ دونون ایک دوسرے کو امداد دیتے تھے۔ علی قاری نے لکھا ہی کہ آپ کے کلام کی برکت احادیث احکام واقعۂ ہدایہ اور تمام کتب مذہب حنفیہ پر مبذول ہی۔ وفات آپ کی ماہ محرم ۷۶۲ھ مین ہوئی۔ شمع فروزندہ تاریخ وفات ہی۔ آپ کے نام مین اختلاف ہی اکثر علماء نے تو اسی طرح پر بیان کیا ہی جیسا کہ راقم نے اوپر لکھدیا ہی اور بعض نے اسطرح پر بیان کیا ہی۔ یوسف بن عبد اللہ بن یونس بن محمد واللہ اعلم بالصواب۔

مغلطائی مغلطائی بن قلیچ ترکی مصری ۶۸۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام حدیث اور اسکے فنون مین حافظ۔ عارف اور علم فقہ و انساب وغیرہ مین علامۂ زمانہ۔ محقق۔ مدقق صاحب تصانیف کثیرہ تھے چنانچہ ایک سو کتاب سے زیادہ آپ نے تصنیف فرمائین جنمین سے تلویح شرح صحیح بخاری اور شرح ابن ماجہ مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۷۶۲ھ مین ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت نکتہ پرداز اور تاریخ وفات متبوع مدقق آئینہ تواریخ سے نکلتی ہی۔

عمر غزنوی عمر بن اسحٰق بن احمد ہندی غزنوی۔ ابو حفص کنیت سراج الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل۔ فقیہ محدث۔ علامۂ بے نظیر بڑے ذکی و فہیم اور میدان مناظرہ و مباحثہ مین شہسوار تھے تقریباً ۷۰۴ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ فقہ امام زاہد وجیہ الدین دہلوی

اور شمس الدین خطیب دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین الثقفی دہلوی اور رکن الدین بداؤنی سے جو اعزہ تلامذہ ابی القاسم تنوخی تلمیذ حمید الدین ضریر کے ہیں حاصل کی اور مصر میں جا کر وہاں کے قاضی القضاۃ ہوئے۔ تصانیف بھی نہایت معتبر اور عمدہ بکثرت کیں جنمیں سے توشیح شرح ہدایہ، زبدۃ الاحکام فی اختلاف ائمۃ الاعلام، شامل فی الفقہ، شرح بدیع الاصول، شرح مغنی، غرۃ المنیفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ، شرح زیادات، شرح جامع صغیر، شرح جامع کبیر لیکن ناتکمل، شرح تائیہ ابن الفارض، کتاب الخلاف، کتاب التصوف، شرح المنار، شرح المختار، لوائح الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین، لطائف الاسرار، عمدۃ الناسک فی المناسک، شرح عقیدۃ الطحاوی، اللوامع فی شرح جمع الجوامع مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی بقول کفوی ۷۶۳ھ ہجری اور بقول سیوطی و صاحب کشف الظنون ۷۷۳ھ ہجری میں ہوئی۔ "انوار شہر" اور "آب آتش دوران" آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

شیخ حمید الدین دہلوی۔ عالم کبیر، فقیہ متدین، فاضل اجل، محقق و مدقق تھے۔ علامہ ابن کمال نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ نے ہدایہ کی شرح نہایت برجستہ تصنیف کی اور ۷۶۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ "تاج عصر" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن عبد العزیز قونوی دمشقی المعروف بابن ربوہ۔ بڑے عالم فاضل، اصولی، فقیہ، محدث، مفسر، جدلی، نحوی، لغوی، علامۂ فنون، سوار میدان بحث تھے۔ ناصر الدین لقب تھا۔ علم رضی الدین ابراہیم بن سلیمان منطقی اور علاء الدین علی بن بلبان فارسی سے پڑھا۔ شرح منار اور قدس الاسرار فی اختصار المنار اور مذہب الکبیر، شرح فرائض السراجیہ تصنیف کیں اور شام کے ملک میں ۷۶۴ھ میں وفات پائی۔ "شہنشاہ زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عمر بن شہاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبد القاہر رازی المعروف بابن السراج۔ ابی العباس احمد سروجی کی سبط میں سے بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفتی تھے۔ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے عہد میں دمشق کے مفتیوں میں سے تھے۔ فقہ وغیرہ اپنے باپ سراج الدین عمر تلمیذ حصیری سے حاصل کی اور

شنبہ کے روز ۲۰ ذیقعدہ ۷۶۶ہجری میں وفات پائی۔ "ماہ خلق" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابراہیم بن ایوب عینتابی۔ ابوالعباس کنیت اور شہاب الدین لقب تھا قلعہ عینتاب میں جو درمیان حلب اور انطاکیہ کے واقع ہے رہتے تھے۔ دمشق کے عسکر کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی۔ فتوی اور درس کے لیے لوگ بکثرت آپ کے پاس آتے تھے فقہ میں کتاب منبع شرح مجمع البحرین اور اصول میں شرح مغنی تصنیف کی اور ۷۶۷ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات "راسے روشن" ہے۔

جابر بن محمد بن عبد العزیز بن یوسف الخوارزمی الکاثی ۶۶۱ہجری میں شہر کاث میں جو خوارزم کے شہروں میں سے ہے پیدا ہوئے۔ عالم متبحر اور فاضل ماہر محقق فی المنقول والمعقول تھے۔ ابو عبد اللہ کنیت اور افتخار الدین لقب رکھتے تھے علم اپنے ماموں ابی المکارم بن ابی المفاخر سے حاصل کیا اور حدیث کو دمیاطی سے سنا۔ تحدیث و افتا میں اپنی عمر صرف کی اور ۷۴۱ہجری کو قاہرہ میں وفات پائی۔ "ہادی مذہب" تاریخ وفات ہے۔

عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی۔ ابو محمد کنیت امین الدین لقب تھا ۷۳۳ہجری سے پہلے پیدا ہوئے۔ فقہ فخر الدین احمد بن علی بن فصیح شاگرد حسن سغناقی تلمیذ حافظ الدین الکبیر محمد بخاری سے حاصل کی اور دیگر علوم علمائے شام سے اخذ کیے یہاں تک کہ درجۂ کمال کو پہونچے اور عربی۔ فقہ۔ قرأت۔ ادب وغیرہ میں امام فاضل اور عالم ماہر اور فقیہ بے نظیر ہوئے۔ بڑے نیک سیرت۔ امین۔ حکیم تھے۔ پہلے مدرس رہے پھر ۷۶۵ھ میں شہر حماۃ کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی لیکن دوسرے سال معزول ہو گئے پھر تیسرے سال اسپر مقرر کیے گئے اور باقی عمر اس عہدہ پر قائم رہے اور قاضی القضاۃ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ہزار بیت کا بحر طویل میں قافیہ راء پر ایک عمدہ قصیدہ منظوم کیا اور اسمیں عجیب و غریب مسائل فقہ مذہب حنفیہ کے لائے پھر اسکی دو جلد میں شرح تصنیف کی اور ایک کتاب درر البحار مصنفہ محمد بن یوسف قونوی کی شرح تصنیف کی لیکن چالیس سال کی عمر ماہ ذی الحجہ ۷۶۸ہجری میں مصنف درر البحار کی حیات میں فوت ہو گئے۔ تاریخ وفات آپ کی "ہادی مذاہب" ہے۔

قاضی محمد بن عبداللہ شبلی دمشقی ابو البقاء کنیت اور بدرالدین لقب تھا [illegible] ہجری مین پیدا ہوے۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ علم حافظ ذہبی اور مزی سے حاصل کیا اور انھین سے حدیث کو کثرت سے سُنا۔ ایک نفیس کتاب مسمی بہ آکام المرجان فی احکام الجان تصنیف فرمائی جسمین جنات کے حالات و اخبار مع کیفیت اُنکی پیدائش و آثار کے اِس خوبی و خوش اسلوبی سے تحریر فرمائے کہ آج تک ایسی کوئی کتاب اِس علم مین تصنیف نہین ہوئی۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے آپ کی اِس کتاب کو ملخص کیا اور کچھ اپنی طرف سے زیادہ کر کے نام اُسکا لقط المرجان فی اخبار الجان رکھا۔ علاوہ کتاب مذکور کے کتاب محاسن الوسائل الی معرفۃ الاوائل اور قلادۃ النحر فی تفسیر سورۃ الکوثر تصنیف کین۔ آپ کا حال آپ کے شیخ ذہبی نے بھی اپنی کتاب معجم مختص مین لکھا اور آپ کو رئیس طلباء اور جوان فضلاء سے یاد کیا۔ وفات آپ کی [illegible] ہجری مین ہوئی۔ سراج شہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبیداللہ بن علی بن عثمان ترکمانی ماردینی [illegible] ھ مین پیدا ہوے جمال الدین لقب اور قاضی القضاۃ کا منصب آپ کو سپرد تھا علم اپنے والد ماجد سے پڑھا اور انھین سے حدیث کو بیان کیا مدت تک شہر کاملیہ مین مدرس رہے اور تصنیف و تالیف مین اپنی عمر بسر کی جب آپ کے والد فوت ہوے تو آپ ولایت مصر کی قضاء کے متولی ہوے۔ جمعہ کی صبح ۱۰ شعبان [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ آپ کے والد علاءالدین علی المشہور بابن الترکمانی اور جد امجد فخرالدین عثمان اور چچا تاج الدین احمد بن عثمان اور چچیرا بیٹا محمد بن احمد بن عثمان سبھی اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور فقیہ بے بدل گذرے ہین۔

محمد بن محمد بن محمد بن امام فخرالدین رازی۔ جمال الدین اقصرائی لقب تھا بڑے محقق و مدقق اور عارف مذہب و حسن سیرت تھے مدرسہ قرامان مین جو مدرسہ مسلسلہ کے نام سے مشہور تھا مدرس مقرر ہوئے مدرسہ کے مالک نے یہ شرط کی تھی کہ مین اِس مدرسہ مین اُس شخص کو مدرس مقرر کرونگا جسکو علاوہ دیگر علوم و فنون کے صحاح جوہری یاد ہوگی چونکہ یہ شرط آپ مین پائی جاتی تھی اِسلیے آپ وہان کے مدرس ہوے۔ تفسیر کشاف کے حواشی لکھے اور معانی و بیان مین شرح ایضاح اور طب مین شرح موجز تصنیف فرمائی اور کچھ اوپر

سنہ ۷۷۰ ہجری مین وفات پائی - حق پرست تاریخ وفات ہے - آپ کے باپ محمد بن محمد بن امام فخر الدین نے بھی اگرچہ تحصیل علم مین بڑی کوشش کی مگر اپنے دادا کے رتبہ کو نہ پہونچ سکے اسلیے انھون نے صرف عزت وعظ پر قناعت کی اور عمر بھر وعظ اور علوم تصوف مین گفتگو کرتے رہے - البتہ آپکے جد امجد محمد بن امام فخر الدین رازی رتبہ فضیلت کو پہونچے تھے اور امام فخر الدین آپنے بڑی محبت کرتے تھے چنانچہ امام نے کئی کتابین انکے لیے تصنیف کین مگر افسوس وہ عنفوان شباب مین فوت ہو گئے امام فخر الدین تو شافعی المذہب تھے مگر جمال الدین اقصرائی اور آپکے والد ماجد محمد واعظ حنفی المذہب ہوے ہین - اقصرائی طرف اقصری کے منسوب ہے جو ایک شہر کا نام ہے اق بمعنی ابیض وصری بمعنی قصر ہین جسکا ترجمہ سفید محل ہے بعضون نے اقسرائی سین سے لکھا ہے

عمر بن اسحق بن احمد غزنوی - ابو حفص کنیت سراج الہندی لقب تھا سنہ ۷۰۴ھ مین پیدا ہوے بڑے عالم فاضل - اصولی - مفسر - فقیہ - محدث - وسیع العلم - کثیر المہابت ذی وجاہت شیخ الحنفیہ تھے - فقہ کو وجیہ رازی و سراج ثقفی اور زین بداونی وغیرہ علماے ہند سے حاصل کیا اور حج کیا اور قاہرہ مین قاضی حنفیہ مقرر ہوے - ابن ابی حجلہ کو ابن الفارض کے حق مین کلام کرنے کے باعث تعزیر دی لیکن صوفیون سے تعصب رکھا کرتے تھے - ۷ - رجب کی رات سنہ ۷۷۳ھ کو وفات پائی - قرآن شریف کی ایک تفسیر آپ کی عمدہ تالیفات مین سے یادگار ہے - ستارۂ زمین تاریخ وفات ہے -

شیخ یوسف شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلفاء مین سے عالم علوم ربانی اور ماہر فقہ وحدیث وتفسیر تھے - ایک کتاب مسمی بہ تحفۃ النصائح مشتمل بر احکام شرع و فرائض وسنن وآداب نظم مین تصنیف کی اور اسکی ہر ایک بیت کو اسے حملہ پر ختم کیا اور سنہ ۷۹۴ ہجری مین وفات پائی - یاقوت الانور تاریخ وفات ہے -

عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم قرشی - ابو محمد کنیت اور محی الدین لقب تھا - عالم فاضل - فقیہ محدث - جامع علوم نقلیہ وعقلیہ حاوی فروع واصول تھے سنہ ۶۹۶ھ مین پیدا ہوے - علم علاء الدین علی بن عثمان ترکمانی اور انکے باپ عثمان ترکمانی اور ہبۃ اللہ عرکتانی سے پڑھا اور انھین سے احادیث کو سنا اور روایت کیا مدت تک

تدریس و افتاء میں مشغول رہے تصانیف بھی بہت کیں چنانچہ عنایہ فی شرح و تخریج احادیث ہدایہ ۔ شرح معنی الآثار طحاوی ۔ شرح خلاصۃ الدلائل ۔ جواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ تہذیب الاسماء الواقعۃ فی الہدایہ ۔ کتاب البستان فی مناقب النعمان ۔ الطرق والوسائل فی تخریج احادیث خلاصۃ الدلائل ۔ الاعتماد فی شرح الاعتقاد ۔ کتاب اوہام الہدایہ کتاب فی المولفۃ قلوبہم ۔ کتاب الرد علی ابن ابی شیبہ آپ کی تصنیفات سے ہیں ۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الاول ۷۷۵ھ میں ہوئی ۔ صاحب اعتبار تاریخ وفات ہے ۔

علی بن نصر بن عمر ۔ نور الدین لقب اور ابن سوسی کے نام سے مشہور تھے فقیہ فاضل اصولی کامل تھے مدت تک مدرسہ حسامیہ کے مدرس رہے اور ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی مگر جب کتاب النکاح تک پہونچے تو ۷۷۵ھ میں موت کا پیادہ آگیا اور اسکو کامل نہ کرسکے ۔

منصور بن احمد بن یزید خوارزمی ۔ ابو محمد کنیت تھی بڑے عالم فاضل جامع علوم و فنون تھے کتاب مغنی جنازی کی شرح نہایت مفید تصنیف کی اور ۷۷۵ھ میں وفات پائی ۔

محمد بن عبد الرحمن بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصائغ ۔ عالم ماہر فاضل متبحر جامع علوم ۔ ضابط فنون ۔ کثیر الاستحضار فقیہ محدث ۔ بارع ۔ لغوی ۔ نحوی ۔ حسن النظم والنثر حسن الاخلاق اور روسار کے لیے کثیر المعاشرہ تھے ۷۱۰ھ میں پیدا ہوے ۔ فقہ وغیرہ شہاب بن مرحل اور ابی حیان اور فخر زیلعی سے پڑھی اور حدیث کو شام مصر میں وبوسی اور ابی الفتح یعمری سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے علامہ عز الدین محمد بن ابی بکر بن جماعہ نے پڑھا اور جمال بن ظہیرہ اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بن جماعہ نے روایت کی مدت تک جامع طولونی وغیرہ کے مدرس اور دار العدل کے مفتی رہے پھر قضاء عسکر کی آپ کے سپرد کی گئی ۔ شرح مشارق الانوار ۔ شرح الفیۃ التعلیقہ ۔ فی مسائل الدقیقہ ۔ مجمع الفرائد ستر جلدوں میں ۔ المبانی فی المعانی منہج القویم فی فوائد تتعلق بالقرآن العظیم ۔ نتائج الافکار والرقم شرح بردہ ۔ الوضع الباہر فی رفع افعل والظاہر اختراع الفہوم لاجتماع المتلوم روض الافہام فی اقسام الاستفہام ۔ الجمع ۔ الاختصار ۔ التذکرہ نحو میں ۔ حاشیہ مغنی ابن ہشام وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۰ ماہ شعبان ۷۷۶ھ یا ۷۷۷ھ میں وفات پائی ۔ سیر کشور اور آتش

دارین تاریخ وفات ہی۔

احمد بن یحیی بن ابی بکر التلمسانی المعروف بابن ابی حجلہ نزیل الدمشق ثم القاہرہ ۷۲۵ھ مین پیدا ہوئے اور علم مین مشغول ہوکر ادیب اجل۔ فصیح اکمل ہوئے پھر حج کیا حنفی المذہب حنبلی الاعتقاد تھے اگرچہ شعر کہتے تھے مگر عروض اچھی طرح نہین کرتے تھے کتب کو نظم و نثر مین لکھا اور بہت سے مجامیع کو جمع کیا جنمین سے دیوان صبابہ۔ ومنطق الطیر اور سکردان علم محاضرات مین اور ادب الغصن اور الطیب الطیب ورنغمۃ الشامۃ فی العشرۃ الکاملۃ اور قصیرات الجمال وغیرہ ہین اور غرہ ماہ ذی الحجہ ۷۷۶ھ ہجری کو ۵۱ سال کی عمر مین وفات پائی۔ مہ سپہر جلالت تاریخ وفات ہی۔

محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قونوی۔ کنیت آپ کی ابوالثناء اور لقب جمال الدین تھا۔ عالم فاضل۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علم اپنے باپ ابی العباس احمد شاگرد جلال الدین جنازی تلمیذ عبدالعزیز بخاری شاگرد فخرالدین محمد مایمرغی سے اخذ کیا اور تدریس وافتاء کا کام دیا اور دمشق کے قاضی ہوئے۔ کتاب منتہی شرح مغنی فی الاصول قلائد شرح عقائد۔ زبدہ شرح عمدہ۔ خلاصۃ النہایہ حاشیۃ الہدایہ تقریر شرح تحریر القدوری۔ احکام القرآن۔ جمع بین وفقی ہلال والخصاف۔ اعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ معتمد مختصر مسند۔ ابی حنیفہ۔ معتقد شرح معتمد وغیرہ تصنیف کین۔ علاوہ انکے ایک مقدمہ رفع الیدین فی الصلوۃ تصنیف کیا اور اسمین اس بات کو ثابت کیا کہ رفع یدین مفسد صلوۃ نہین۔ وفات آپ کی دمشق مین ۷۷۰ھ یا ۷۷۱ھ مین ہوئی۔ امیر کشور اور روشن گہر تاریخ وفات ہی۔

احمد بن علی بن منصور دمشقی۔ ابوالعباس کنیت اور شرف الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل اور فقیہ محدث تھے۔ ولایت مصر کی قضاء آپ کو تفویض کی گئی۔ آپ نے کتاب مختار کو جو فقہ مین ہی مختصر کرکے اسکا تحریر نام رکھا اور نیز اسپر شرح لکھی مگر ابھی کامل ہونے نہین پائی تھی کہ آپ نے ۷۸۰ھ ہجری مین دمشق مین وفات پائی۔ نور کشور تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن محمود بابرتی۔ اکمل الدین لقب تھا۔ امام محقق۔ علامہ مدقق حافظ۔ ضابط۔ فقیہ۔ محدث۔ لغوی۔ نحوی۔ صرفی۔ عارف معانی و بیان۔ جامع علوم

فنون۔ عدیم النظیر۔ نقید التمثیل۔ قوی النفس عظیم الہیبۃ۔ وافر العقل تھے۔ سنہ ۷۱۰ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ مبادی علم کے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھے پھر حلب کی طرف تشریف لیگئے اور وہان کے علما سے استفادہ کیا پھر سنہ ۷۴۰ھ کے بعد قاہرہ میں آئے اور ابو الثنا شمس الدین اصفہانی اور ابی حیان سے عربی پڑھی اور حدیث کو دلاصی اور ابن عبد الہادی سے سنا اور فقہ قوام الدین محمد بن محمد کاکی شاگرد حسام الدین حسن سغناقی تلمیذ حافظ الدین کبیر محمد بخاری سے حاصل کی اور آپ سے سید المحققین ابو الحسن سید شریف علی جرجانی اور شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور بدر الدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے تفقہ کیا اور آپ کو شیخونیہ کی مشیخت دیگئی اور کئی دفعہ قضا کے لیے بھی کہا گیا مگر آپ نے اسکو اختیار نہ کیا اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے چنانچہ شرح مشارق الانوار۔ شرح ہدایہ المسمی بعنایہ شرح مختصر ابن حاجب۔ شرح منار۔ شرح فرائض سراجیہ۔ شرح تلخیص جامع خلاطی۔ شرح تجرید طوسی۔ شرح الفیہ ابن معطی۔ حواشی تفسیر کشاف۔ شرح کتاب الوصیۃ امام ابو حنیفہ شرح تلخیص مفتاح۔ کتاب التقریر۔ شرح اصول بزدوی۔ کتاب الانوار اصول میں۔ تفسیر قرآن شریف وغیرہ تصنیف کیں۔ اور جمعہ کی رات ۱۹۔ ماہ رمضان سنہ ۷۸۶ھ میں وفات پائی۔ اور شیخونیہ مصر میں دفن کیے گئے آپ کے جنازہ پر سلطان مع اعیان و ارکان کے حاضر ہوا۔ معدن برکت تاریخ وفات ہے۔ بابرتی طرف بابرتا کے منسوب ہے جو بغداد کے علاقہ میں ایک شہر ہے۔

میر سید علی ہمدانی۔ ہمدان میں دوشنبہ کے روز ۱۲ رجب سنہ ۷۱۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مخزن علوم ظاہری۔ مظہر تجلیات ربانی۔ عالم عامل۔ عارف کامل۔ صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ایک سو ستر سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جنمیں سے جمع الاحادیث شرح اسماء الحسنیٰ۔ ذخیرۃ الملوک۔ شرح فصوص الحکم۔ مرآۃ التائبین۔ شرح قصیدہ خمریہ و فارضیہ۔ آداب المریدین۔ اور دنل قواعد اشہر ہیں۔ سنہ ۷۸۱ھ میں مع سات سو فقرا و سادات کے ہمدان سے کاشمیر میں تشریف لائے اور محلہ علاء الدین پورہ میں جہاں اب آپ کی خانقاہ فیض پناہ ہے جلوہ افروز ہوئے بادشاہ کمال خشوع و خضوع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسلام نے جو بلبل شاہ کے وقت

ہے کہ کشمیر میں رواج پکڑنا شروع کیا تھا آپ کے وقت میں رونق پذیر ہوا اور فضائل کثیرہ کے سبب سے آپ کو
بانی مبانی اسلام کہتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے یعنی آن بانی مسلمانی و مہر سپہر علی ہمدانی
بادشاہ کو جو جمع بین الاختین کیا تھا آیت لا تجمعوا بین الاختین پر عمل کرایا۔ تین دفعہ
کشمیر میں آئے اور تین ہی بار سیر و سیاحت ربع مسکون کی فرمائی جب آخر کو کشمیر چھوڑ کر
رحلت کی تو تہتر سال کی عمر میں سیدان کبیر میں پہنچ کر ۷۸۶ ہجری میں انتقال فرمایا اور
نعش آپ کی ختلان میں لیجا کر دفن کی گئی۔ مزار آپ کا زیارت گاہ عام ہے۔ شیخ سید محمد اویسی نے
قطعہ تاریخ آپ کا اس طرح پر کہا ہے۔ فخر خاندان شہ ہمدان ٭ کرد شہرہ باغ معرفت بشگفت
مظہر نور حق کہ روئش بود ٭ عاقبت از جہانیان بنہفت ٭ عقل تاریخ سال رحلت او
سید ما علی ثانی گفت۔ ۷۸۶

ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن العدیم۔ ماہ ذی
الحجہ ۷۱۱ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے دیندار عالم فاضل تھے۔ نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ
پڑھا کرتے اور حلب کے قاضی تھے۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۷۸۷ ہجری میں ہوئی۔
معدن برکات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن الیاس قونوی۔ شمس الدین لقب تھا۔ فاضل بے بدل محدث
کامل جامع فروع و اصول ضابط معقول و منقول تھے۔ ابن قطلوبغا نے ابن حبیب سے روایت
کی ہے کہ شمس الدین محمد اپنے وقت کے علم و عمل میں امام اور طریقہ میں خیر اہل زمانہ۔ علامۃ العلماء
قدوۃ الزہاد تھے۔ علم تاج الدین اسمعیل بن خلیل شاگرد فخر الدین عثمان بن مصطفی ترکمانی
تلمیذ صدر الدین سلیمان بن ابی العز شاگرد حصیری سے اخذ کیا اور ایسی عمدہ تصنیفات
کیں جو آپ کے غزارت علم اور دقیق فہم پر دال ہیں چنانچہ شرح تلخیص مفتاح۔ شرح مجمع البحرین
شرح عمدۃ النسفی جو اصول دین میں ہے اور درر البحار تصنیف کیں اور امام نووی کی کتاب
منہاج شرح صحیح مسلم اور کتاب مفصل زمخشری کو مختصر کیا اور ۵ جمادی الاولیٰ ۷۸۸ھ
میں وفات پائی۔ کوکب برج سعادت تاریخ وفات ہے۔

علی سیرامی۔ علاء الدین لقب تھا عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے۔ علم جمال الدین اکسرائی

صاحب کفایہ حاشیہ ہدایہ تلمیذ حسن بن علی سغناقی صاحب نہایہ و عبدالعزیز بخاری صاحب
کشف سے حاصل کیا اور آپ سے سراج الدین عمر قاری الہدایہ استاد ابن ہمام نے ہدایہ پڑھا
اور سنہ [illegible] میں وفات پائی۔ سیرانی سیراف کی طرف منسوب ہے جو بلاد فارس میں ایک
مشہور شہر کرمان سے ملا ہوا ہے۔

سید یوسف حسینی

سید یوسف بن سید جمال حسینی۔ عالم فاضل جامع منقول و معقول۔ فقیہ۔ اصولی
اور مولانا جلال الدین رومی کے شاگردوں میں سے تھے آپ کے آبا و اجداد مشہد سے آکر
ملتان میں متوطن ہوئے تھے اور آپ بذات خود سلطان فیروز کے عہد میں سیاحانہ لباس میں
ملتان سے دہلی میں آئے سلطان نے آپ کی فضیلت و علمیت کو مشاہدہ کر کے آپ کو اس مدرسہ میں
مدرس مقرر کیا جو حوض خاص پر تعمیر کرایا اور یہیں اپنا مقبرہ وہاں بنوایا تھا جہاں آپ کئی سال
تک مسند درس و افادت پر متمکن رہ کر عوام و خواص کو اپنے چشمۂ علوم سے سیراب کرتے رہے
صاحب اخبار الاخیار لکھتے ہیں کہ آپ کو ہر ایک جمعہ کی رات کو آنحضرت کی زیارت ہوا کرتی
تھی آپ نے قاضی ناصر الدین بیضاوی کی کتاب لب الالباب فی علم الاعراب پر جو ایک
متن متین اور اس ولایت میں مشہور و معروف ہے ایک بسیط شرح نہایت تنقیح و ایجاز
و اختصار کے ساتھ تصنیف کی جو یوسفی کے نام سے مشہور ہے اور اصول فقہ میں کتاب
منار کی شرح مسمی بہ توجیہ الکلام تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی سنہ ۷۹۰ ہجری میں ہوئی
اور حوض خاص پر دفن کئے گئے۔ حقائق شعار تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبدالمقتدر

قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی۔ عالم۔ فاضل۔ فقیہ
ادیب۔ فصیح۔ بلیغ۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ۔ صاحب ظاہر و باطن تھے۔ قاضی شہاب الدین
دولت آبادی نے آپ سے علم حاصل کیا بہت سے قصائد و غزلیات عربی آپ کی تصنیفات
سے ہیں خصوصاً آپ کا وہ قصیدہ جو معارضہ لامیۃ العجم میں آپ نے کہا ہے آپ کی کمال
فصاحت و بلاغت پر دال ہے آپ ہمیشہ تدریس و تنشیر علوم میں مصروف رہے اور اکثر
طالب علموں کو تحصیل علم اور حفظ شریعت کی وصیت کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ ایک
مسئلہ شرعیہ میں فکر کرنا آٹھ ہزار رکعت پر فضیلت رکھتا ہے جو عجب دریا سے پڑھی جاوے کتنے ہیں

کہ آپ طالب علمی کے وقت اکثر شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے پاس جاتے اور اُنسے بحث کرتے اور
وہ آپ کی بحث کو پسند کرتے اور آپکو تحصیل علوم کی ترغیب دیتے تھے یہانتک کہ آپ بعد تحصیل علوم کے
شیخ موصوف کے مرید ہوئے اور صفائے باطنی حاصل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور رہنما قیام
چشت میں ایک کتاب مناقب الصدیقین تصنیف کی جسمین شیخ موصوف کے بڑے مناقب درج کیے
اور اٹھاسی سال کی عمر میں ۲۶- ماہ محرم سنہ ۷۹۱ھ میں وفات پائی اور درگاہ خواجہ قطب الدین
بختیار اوشی کاکی میں شمسی کے حوض پر اپنے والد کے متصل مدفون ہوئے۔ نور سعادت تاریخ وفات ہے۔

مسعود بن عمر بن عبد اللہ تفتازانی۔ سعد الدین لقب تھا سنہ ۷۲۲ھ میں شہر تفتازان
واقع خراسان میں پیدا ہوئے علوم قطب اور عضد سے اخذ کیے یہانتک کہ امام اجل علامۂ عصر
صرف و نحو و معانی و بیان کے عالم ماہر اور اصول مذہب و منطق وغیرہ کے عارف اکمل استاد
علی الاطلاق مشہور آفاق ہوئے۔ مدت تک آپ امیر تیمور کی مجلس میں صدر الصدور رہے
کفوی نے کہا ہے کہ انھوں نے آپ جیسا اعلام و اعیان میں کوئی نہیں دیکھا یہانتک کہ سید
شریف مبادی تالیف اور اثنائے تصنیف میں آپ کے بحار تحقیق و تحریر میں غوطے مارتے تھے
اور تدقیق و تسطیر کے موتی چگتے اور آپ کی شان و جلالت و فضیلت کی تعریف کرتے تھے لیکن
جب آپ کا اور سید شریف کا تیمور کی مجلس میں مباحثہ و مناظرہ ہوا تو پھر باہم اتفاق قائم نہ رہا
اور سید شریف آپ کے اقوال کی تردید میں ملتزم ہوئے۔ بعض نے آپ کو حنفی المذہب اور بعض نے
شافعی قرار دیا ہے مگر اسمین کچھ شک نہیں کہ آپ کو فقہ حنفی کی طرف بڑی رغبت تھی اور اسکو ایسا دل سے
یہانتک پسند کیا کہ کثرت سے اُسمین تصنیفات فرمائی اور ریاست حنفیہ کے متولی ہوئے اور آپکے
زمانہ میں مذہب حنفیہ اور فنون علمیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ آپکی زبان میں ذرا لکنت تھی۔
آپکی تصنیفات سے اصول عقائد میں شرح عقائد نسفی اور تلخیص مفتاح کی دو شرح کبیر و
صغیر یعنے مطول و مختصر معانی اور سراجی کی شرح ہدایہ کا تکملہ اور فتاوی حنفیہ اور شرح تلخیص
جامع الکبیر اور تلویح حاشیہ توضیح اور حواشی کشاف غیر مکمل اور شرح زنجانی اور شرح شمسیہ
اور شرح خطبہ ہدایہ غیر مکمل اور شرح عضد اور کتاب ارشاد نحو میں حاشیہ شرح مختصر الاصول
اور مقاصد الکلام اور اسکی شرح اور تہذیب المنطق و الکلام۔ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

سمرقند مین یکشنبہ کے روز ماہ محرم ۷۹۱ھ مین وفات پائی اور چہارشنبہ کے روز و جمادی الاولے کو آپکی نعش سرخس کی طرف لیجا کر دفن کی گئی۔ نور سعادت تاریخ وفات ہی در روضۃ الاخبار المنتخب مین ربیع الابرار مین آپ کی تصنیفات کی تواریخ اسطور پر لکھی ہین کہ پہلے پہل آپنے ماہ شعبان ۷۳۸ھ مین سولہ سال کی عمر مین زنجانی کی شرح لکھی اور شرح تلخیص مطول سے ہرات مین ماہ صفر ۷۴۲ ہجری مین اور اسکے اختصار سے بمقام غجدوان مین ۷۵۶ھ مین اور شرح رسالہ شمسیہ سے ماہ جمادی الاول ۷۵۲ ہجری مین مزار جام مین اور تلویح حاشیہ توضیح سے ماہ ذیقعد ۷۵۸ھ مین بمقام گلستان و ترکستان مین اور شرح عقائد نسفی سے ماہ شعبان ۷۶۸ھ مین اور حاشیہ شرح مختصر الاصول سے ۷۷۰ھ مین اور رسالہ ارشاد سے ۷۷۴ ہجری مین خوارزم مین اور مقاصد الکلام اور اسکی شرح سے ماہ ذیقعد ۷۸۴ ہجری مین اور تہذیب المنطق والکلام سے ماہ رجب ۷۸۹ھ مین اور شرح مفتاح سے ماہ شوال ۷۸۹ھ مین سمرقند مین فراغت پائی۔ فتاوی حنفیہ کی تالیف مین یکشنبہ کے روز ۹ ماہ ذیقعد ۷۶۹ھ کو ہرات مین اور مفتاح الفقہ مین ۷۷۲ھ کو اور شرح تلخیص جامع کبیر مین ۷۸۶ ہجری کو سرخس مین اور شرح کشاف مین ۸۔ ماہ ربیع الآخر ۷۸۹ ہجری مین مشغول ہوئے۔

احمد بن حسن بن احمد بن حسن القرمی۔ ۶۵۱ ہجری مین پیدا ہوئے ابو المفاخر کنیت جلال الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اور شہر القرم مین جو روم کے شہرون مین سے ایک شہر ہی رہنے والے تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھی۔ جامع کبیر اور زیادات کی شرح کو جو عتابی نے تصنیف کی ہی فخر الدین عثمان بن مصطفے ماردینی اور فرائض ابی العلاء کو شمس الدین محمود فرضی سے پڑھا۔ قطب نے تاریخ مصر مین لکھا ہی کہ آپ جامع فضائل اور سخی اور ذی مروت اور حسن المعاشرت اور محب اہل علم تھے جب سترہ سال کے ہوئے تو دمشق کی قضا آپکے سپرد کی گئی جہان آپ نے تدریس بھی کی ۶۸۳ ہجری مین مصر مین تشریف لائے جب بیمار ہوتے تھے تو کہتے کہ مجکو خواب مین آنحضرت نے فرمایا ہی کہ تو بڑی عمر کا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مارے بڑھاپے کے کوزہ پشت ہوگئے اور ۷۴۵ ہجری مین ایک سو بیالیس سال کی عمر مین وفات پائی۔ صاحب کتاب آکام المرجان فی احکام الجان ابن ہی

قاضی القضاۃ احمد بن حسن القرمی

اس کتاب کے تیسوین باب مین لکھتے ہین کہ ہمسے قاضی جلال الدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجکو میرے والد ماجد مشرق کی طرف واسطے لانے اہل و عیال کے سفر مین لیگئے اثنائے راہ مین ہمکو بارش نے نہایت ناچار کیا اور ہم ایک جماعت کے ساتھ ایک غار مین جاکر سو رہے ناگہان مجکو کسی نے جگا دیا جب مین نے نیند سے ہوشیار ہوکر دیکھا تو مجکو ایک درمیانہ قد عورت نظر پڑی جسکی ایک آنکھ طول مین پھٹی ہوئی تھی جس سے مین ڈر کر کانپنے لگا اُسنے کہا کہ تو کیون ڈرتا ہی مین اپنی خوبصورت بیٹی کا جو چاند کے مثل ہی تجھسے نکاح کردیتی ہون مین نے خوف سے کہا خدا خیر کرے پھر جو مین نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مجکو چند عورتین آنکھین پھٹی ہوئی قاضی اور گواہون کی ہیئت مین دکھائی دین وہ میرا انکا نکاح پڑھکر غائب ہو گئین پھر وہی عورت ایک خوبصورت لڑکی کو لائی اور اُسکو چھوڑ کر چلی گئی مگر اُسکی بھی آنکھ پھٹی ہوئی مثل ماں کے تھی پھر تو مجکو زیادہ خوف ہوا ہر چند مین نے سنگریزون سے آس پاس کے لوگون کو جگایا مگر وہ بیدار نہوئے یہانتک کہ کوچ کا وقت آن پہونچا اور ہم چل پڑے اور وہ عورت میرے ہمراہ تھی اسیطرح تین دن گذر گئے چوتھے روز پھر اُسکی ماں آئی اور مجھسے گویا ہوئی کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری بیٹی تجھے پسند نہین آئی اور تو اس سے جدائی چاہتا ہی مین نے کہا کہ ہان اُسنے کہا پھر تو اُسکو چھوڑ دے مین نے اُسی وقت اُسکو طلاق دیدی اور وہ اُسکو لیکر چلی گئی تب سے پھر مین نے اُنکو کبھی نہین دیکھا۔

محمود بن علی بن عبد اللہ قیسرانی رومی المعروف بالعجمی جمال الدین لقب تھا۔ عالم زمانہ۔ فقیہ محدث۔ ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ قاہرہ مین تشریف لائے اور تحصیل علوم مین مصروف ہوکر ماہر و باہر ہوئے۔ عمدۂ تدابیر امور اور قضاء حنفیہ کا آپکے تفویض ہوا مدت تک درس تفسیر و حدیث کا دیتے رہے یہانتک کہ ماہ ربیع الاول ۷۹۹ھ ہجری کو فوت ہوگئے۔ لمعات انوار تاریخ وفات ہی۔ ابن حجر عسقلانی کتاب مجمع المؤسس للمعجم المفہرس مین آپکے حالات مین لکھتے ہین کہ مین نے ۷۹۶ھ ہجری مین آپسے ملاقات کی اور کچھ پڑھا قیسرانی طرف شہر قیسریہ کے منسوب ہی جو شام کے ملک مین ساحل بحر پر واقع ہی۔

عبید اللہ بن علی بخاری المعروف بقاضی منصور۔ ابو عبد اللہ کنیت اور تاج الدین لقب تھا سجستان مین ۷۲۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ عدیم النظیر تھے

فقہ میں کتاب مختار اور فرائض میں کتاب سراجی کو منظوم کیا اور ایک فتاوی بحر الجاری نام چاروں مذہب کے مسائل میں نہایت معتبر تصنیف کیا اور ۸۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب کشف الظنون نے آپ کی وفات ۷۹۶ھ میں قرار دی ہے۔

خضر بن علی بن خطاب المعروف بہ حاجی پاشا۔ ولایت ایدین ایلی کے رہنے والے تھے قاہرہ کو تشریف لیگئے اور وہاں اکمل الدین اور مبارک شاہ منطقی سے علم پڑھا پھر آپ کو ایک ایسا سخت مرض لاحق ہوا کہ جس نے آپ کو علم طب کے شغل پر مجبور کیا پس آپ علم طب میں کامل و ماہر ہوئے اور مصر کا شفاخانہ آپ کو تفویض کیا گیا جس کا آپ نے خوب انتظام کیا اور طب میں کتاب شفاء الاسقام اور اسکی مختصر تسہیل نام تصنیف کی آپ نے قبل اشتغال علم طب کے قطب رازی کی شرح مطالع کی بحث تصورات و تصدیقات پر حواشی تصنیف کیے تھے جنکے بعض مواضع کی سید شریف نے باوجودیکہ وہ اُنکی فضیلت کے قائل تھے تردید بھی کی ہے۔ وفات آپ کی تقریباً ۸۰۰ھ میں ہوئی۔

ابو بکر بن علی بن محمد حدادی یمنی۔ عالم عامل۔ فاضل اکمل۔ مفسر۔ فقیہ۔ عابد۔ زاہد صاحب کرامات تھے ہر روز تیرہ سبق پڑھا کرتے تھے تصنیفات کثرت سے کیں جنمیں سے تفسیر کشف التنزیل دو مجلد ضخیم۔ جوہرۃ النیرہ شرح مختصر القدوری چار مجلد۔ سراج الوہاج شرح مختصر القدوری آٹھ مجلد وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۸۰۰ھ ہجری میں ہوئی سعادت دارین تاریخ وفات ہے۔

علاء الدین الاسود المشہور بقرہ خواجہ۔ پہلے اپنے ملک کے علماء سے علم پڑھنا شروع کیا پھر بلاد عجم میں کوچ کیا اور وہاں کے علماء و فضلا سے علم حاصل کیا یہانتک کہ رتبہ فضل و کمال کو پہونچے اور اپنے ہم عصروں پر فوقیت حاصل کی بعد ازاں روم میں عہد سلطان اورخان بن عثمان غازی میں آئے اُسنے آپ کو مدرس مقرر کر دیا۔ جہاں آپ نے علم کو پھیلایا اور فقہ کی تدریس کی اور علما و ائمہ سے مناظرے کیے۔ اثناء تدریس مدرسہ ازنیق میں آپ نے حل مشکلات کتاب وقایہ میں ایک شرح حافلہ کافلہ عنایہ نام سے تصنیف کی۔ صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ آپ کا نام علی بن عمر تھا اور آپ نے ایک

بڑی شرح کتاب مغنی کی بھی تصنیف کی ہے جسکی تصنیف سے [illegible] ہجری مین فارغ ہوئے اور [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ آپ سے آپ کے بیٹے حسن پاشا اور شمس الدین محمد فناری نے علم پڑھا پھر یہ دونون مدرسہ سلسلہ مین جمال الدین محمد بن محمد اقسرائی کی خدمت مین جانے لگے۔

سید علی قوسناقی رومی۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ جامع علوم مختلفہ۔ واقف فنون مستعدہ تھے اور موضع توقات مین جو روم کے علاقہ مین واقع ہے رہتے تھے۔ شرح وقایہ کی شرح عنایہ نام تصنیف کی اور سیر ربیع کی شرح لکھی۔ اخیر آٹھوین صدی مین وفات پائی۔

سید علی قوسناقی رومی

مولانا معین الدین عمرانی۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ جامع منقولات و معقولات تھے دہلی کے لوگ آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے آپ کے چشمۂ علوم و فنون سے بہت لوگ سیراب ہوئے چنانچہ مولانا خواجگی جو شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے معظم خلفاء اور قاضی شہاب الدین کے اساتذہ مین سے ہین آپ کے شاگرد تھے آپنے تصنیفات بھی بہت کین چنانچہ حواشی کنز الدقائق و حسامی و مفتاح مشہور و معروف ہین۔ کہتے ہین کہ ابتدا مین آپ کو شیخ نصیر الدین سے بڑا انکار تھا جیسا کہ مولویون کو مشائخ سے ہوتا ہے اتفاقاً آپ کو بیماری سرفہ کی لاحق ہوئی یہانتک کہ اطبا معالجہ سے عاجز آگئے اور حیات سے مایوسی ہوگئی ایک دن مولانا خواجگی نے جو اُندنون آپ کے پاس پڑھا کرتے تھے اور بعد سبق کے شیخ نصیر الدین کی خدمت مین بھی حاضر ہوا کرتے تھے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ شیخ کی ملاقات کے لیے قدم رنجہ فرمائین تو امید ہے کہ انکی دعا اور برکت صحبت سے شفا حاصل ہو جاوے پہلے تو آپ کو یہ بات خوش نہ آئی لیکن آخر الامر بسبب اضطرار کے شیخ کی خدمت مین تشریف لیگئے اور ملاقات کی شیخ نے تھوڑی دیر کے بعد طعام طلب کیا اور فرمایا کہ چانول سادہ اور دہی بھی لاؤ جب انواع و اقسام کے کھانے آئے تو شیخ نے چانول و جغرات جو مریض کھانسی کے حق مین ظاہراً سم قاتل کا حکم رکھتے ہین مولانا کے آگے رکھکر فرمایا کہ بسم اللہ مولانا شیخ کی ہیبت سے انکار نہ کرسکے خدا کی قدرت اور شیخ کی نظر کیمیا اثر سے وہ کھانا آپ نے

مولانا معین الدین عمرانی

حق میں ایسا اثر پڑا کہ فوراً کھانسی جاتی رہی اور آپ بالکل شفایاب ہوگئے اسکے بعد آپ شیخ موصوف کے نہایت معتقد ہوگئے اور انکار کا عقدہ حل ہوگیا۔ آپ کو سلطان محمد بن تغلق شاہ والی ہند متوفی ۷۵۲ھ ہجری نے شیراز میں واسطے لانے قاضی عضد الایجی کے بھیجا تھا جہاں آپ کی سلطان ابو اسحق نے بڑی تکریم و تعظیم کی اور کچھ دنوں آپ کو وہاں ٹھہرایا جہاں آپ کے آثار فضل اور علم وہاں کے لوگوں اور علماء پر ظاہر ہوئے۔

سید جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی کرلانی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ کامل جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے اور یہاں تک ضرب المثل اور مشہور زمانہ تھے کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فوائد علمیہ و دینیہ سے فیضیاب ہوتے تھے علم آپ نے حسام الدین حسن سغناقی مصنف نہایہ اور عبدالعزیز بخاری صاحب کشف بزدوی سے حاصل کیا اور آپ سے ناصر الدین محمد بن شہاب بن یوسف والد حافظ الدین محمد بزازی صاحب فتاویٰ بزازیہ اور طاہر بن سلام بن قاسم خوارزمی المعروف بسعد محمد لوش صاحب جواہر الفقہ اور عبد الاول بن برہان الدین علی بن عماد الدین وغیرہ نے حاصل کیا اور ہدایہ کی شرح کفایہ نام ایسی عمدہ لکھی جو مقبول ہو کر متداول بین الانام ہوئی۔ اگرچہ اس شرح کے مصنف کے باب میں علماء نے اختلاف کیا ہے مگر کفوی اور صاحب شقائق نعمانیہ وغیرہ مورخین معتبرہ و علمائے ثقہ کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کفایہ شرح ہدایہ کو سید جلال الدین ہی نے تصنیف فرمایا ہے۔

محمد بن شہاب بن یوسف بن عمر بن احمد کردری۔ ناصر الدین لقب تھا علوم فروع و اصول اور منقول و معقول کے جامع تھے اور محمد بن محمد بن شہاب بزازی متوفی ۸۲۷ھ صاحب فتاویٰ بزازیہ کے والد ماجد تھے فقہ آپ نے سید جلال الدین مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے پڑھی۔

فضل اللہ بن محمد بن ایوب المنتسب الی ماجو۔ امام۔ فقیہ۔ اصولی۔ راس ارباب حقیقت و طریقت تھے۔ علم یوسف بن عمر صوفی صاحب جامع المضمرات شرح قدوری سے حاصل کیا اور تصوف کو رکن الدین فیض اللہ متوفی ۷۳۵ھ بن ابی الغنائم

صدر الدین بن شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی سے اخذ کیا اور فتاوی صوفیہ تصنیف کیا مگر ابن کمال لکھتے ہین کہ یہ فتاوی کتب غیر معتبرہ مین سے ہی جبتک اُسکی مطابقت اصول سے معلوم نہوسے جو اُسمین لکھا ہی اُسپر اعتبار کرنا ناجائز ہی۔

محمود بن حسین بن اسعد بلخی۔ ابو محمد کنیت تھی امام کبیر۔ فاضل جلیل القدر جامع علوم وفنون تھے علوم یوسف بن عمر صاحب جامع مضمرات سے حاصل کیے اور کتاب افتتاح شرح دعاے استفتاح مین تصنیف کی۔

محمود بن احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی۔ تاج الشریعۃ لقب تھا عالم فاضل۔ نحریر کامل۔ بحر زاخر۔ حبر فاخر۔ صاحب تصانیف جلیلہ تھے۔ علم اپنے باپ صدر الشریعۃ اکبر سے حاصل کیا اور کتاب وقایہ کو واسطے حفظ کرنے اپنے پوتے صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود بن محمود کے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاوی و واقعات اور شرح ہدایہ تصنیف کی۔

مصطفٰے بن ابراہیم الشہیر بہ تجید زادہ مصلح الدین لقب تھا بڑے صالح فائق فی العلوم تھے مدت تک سلطان محمد خان کے معلم رہے اور تفسیر بیضاوی پر نہایت عمدہ ومفید حواشی تین مجلد مین کشاف سے تحریر کیے۔

طاہر بن اسلام بن قاسم بن احمد خوارزمی المعروف بسعد غدبوش۔ علم سید جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ سے اخذ کیا جب حج کر کے مصر مین آئے تو سنہ ھ مین ایک کتاب نہایت لطیف جواہر الفقہ نام دس ابواب پر تصنیف فرمائی اور اُسکی تصنیف سے غرّہ رمضان کو فارغ ہوے ابتدا اُسکی اسطرح پر ہی۔ الحمد للہ الذی بیدہ مقالید الامور الخ۔

محمود رومی الشہیر بقوجہ افندی۔ بڑے عالم فاضل۔ صالح۔ اورع۔ تقی جامع علوم عقلیہ و شرعیہ تھے علوم اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے حاصل کیے۔ سنہ ھ مین سلطان مراد خان نے شہر بروسا کی قضا آپ کو دی جس پر آپ زمانہ سلطان بایزید خان تک قائم رہے لوگ آپ کو بڑا چاہتے تھے۔ چونکہ آپ نہایت ضعیف و پیر سال ہوگئے تھے اسلیے آپ قوجہ افندی کے نام سے موسوم ہوے۔ آپ کا ایک بیٹا محمد نام تھا جو بڑا عالم فاضل ہوا مگر عین شباب مین ایک لڑکا موسیٰ پاشا چھوڑ کر مر گیا۔

محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری۔ ابو طاہر کنیت حافظ الدین لقب تھا۔ فقیہ۔ محدث مفسر۔ مناظر۔ اصولی۔ زبدۂ ارباب فتویٰ۔ بقیۂ علام ہدیٰ۔ عارف اسرار طریقت۔ کاشف رموز حقیقت تھے۔ علم صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محبوبی سے اخذ کیا اور ماہ ذیقعد ۷۴۶ھ ہجری میں آپ کو صدر الشریعہ سے اجازت ملی اور آپ نے اواخر شعبان ۸۰۲ھ میں خواجہ پارسا محمد بن محمد بن محمود حافظی صاحب فصل الخطاب کو جو اسوقت بیس سال کے تھے اجازت دی۔

قاسم بن یعقوب اماسی الشہیر بخطیب۔ علوم قراءۃ اور تفسیر و حدیث و اصول کے عارف اور اہل تصوف کے محب تھے علم سید احمد قریمی تلمیذ بزازی سے حاصل کیا اور مدرسہ شہر اماسیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بایزید خان کے جب وہ اسیری کی حالت میں تھا معلم بنے اور جب وہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو بروسا میں مدرسہ مراد خان دیا گیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے احمد کا آپ کو معلم بنایا اور اماسیہ میں فوت ہوئے۔

حدیقۂ نہم

نویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں

میر سید عبد اللہ حسینی۔ اصیل الدین لقب تھا علم تفسیر و فقہ و انشاء و تالیف میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے زبان گوہر فشان آپ کی مفسر حقائق صحف آسمانی تھی اور باطن خجستہ آثار آپ کا مصدر انوار ربانی تھا خاقان سعید کے عہد میں آپ نے شیراز سے ہجرت کر کے ہرات میں سکونت اختیار کی ہفتہ میں ایک دفعہ مدرسہ گوہر شاد آغا میں وعظ و نصائح خلق اللہ میں مشغول ہوتے اور ماہ ربیع الاول میں آنحضرت صلعم کے سنن و سیر کے بیان میں مواظبت کر کے طوائف انام کو محظوظ و مسرور کرتے۔ سیر میں کتاب درج الدرر اور رسالہ مزارات ہرات اور معراج الاعمال تصنیف فرمائے اور ربیع الاول ۸۸۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی شاہنشاہ عالم ہے۔

عبد الاول بن محمد سیرامی۔ عالم متبحر۔ فقیہ فاضل تھے۔ اصل وطن آپ کا بلاد عجم

مین تھا جہان آپ نے علم حاصل کیا اور کمال کے رتبہ کو پہونچے پھر بلاد روم مین آئے اور وہان کے علما و فضلا سے مباحثے اور مناظرے کیے لوگون نے سلطان روم کے پاس آپ کی فضیلت کی شہادت دی پس اُسنے آپ کو بلدہ کونا ہیہ کا مدرسہ عطا کیا جہان آپ نے کتاب نقایہ کی جو فقہ مین ہی ایک نہایت نفیس شرح تصنیف کی اور اُسکے مسائل و معضلات کو بڑی عمدگی سے واضح کیا جسکی تصنیف سے ۸۰۶ ہجری مین فارغ ہوئے پھر محمد شاہ بن شمس الدین محمد فناری کے واسطے ایک کتاب اصطرلاب کے بیان مین نظم مین تصنیف کی اور ۸۱۳ھ مین وفات پائی۔

عبدالاول بن برہان الدین علی بن جلال الدین محمد بن زین الدین عبدالرحیم بن عماد الدین بن صاحب ہدایہ۔ فقیہ متفنن محدث۔ مفسر جامع علوم مختلفہ تھے۔ فقہ جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے حاصل کی اور انھین سے ہدایہ کو بروایت معنعن روایت کیا۔ آپ سے علم شمس الدین قریمی نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی ۸۱۴ھ مین ہوئی۔ فقیہ امام الوقت تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن شحنہ الشہیر بہ ابن الشحنہ محب الدین لقب اور ابوالولید کنیت تھی ۷۴۹ ہجری مین پیدا ہوئے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے فقہ و ادب وغیرہ علوم پڑھے حدیث اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے کئی دفعہ حلب اور شام کی قضاء پر مقرر ہوئے ابن ہمام نے آپ سے پڑھا۔ کتاب روضۃ المناظر فی اخبار الاوائل والاواخر حوادث ۸۰۶ ہجری تک تصنیف کی اور حوادث ۸۰۳ ہجری مین وہ واقعات بیان کیے جو اُنکے اور امیر تیمور کے درمیان غلبہ حلب کے وقت سوال و جواب کے طور پر واقع ہوئے تھے۔ علاوہ اسکے ایک کتاب سیرۃ نبویہ اور ایک نظم متوسط مین لکھی اور ۸۱۵ ہجری مین وفات پائی۔ محبت اندیش تاریخ وفات ہی۔

علی بن محمد بن علی جرجانی المعروف بہ سید شریف۔ شہر جرجان مین ۲۲ شعبان ۷۴۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور بچپن مین ہی عربی پڑھنے کی طرف رجوع ہوئے جب سولہ دفعہ شرح المطالع پڑھ چکے تو آپ کے خیال مین آیا کہ ایک دفعہ خود قطب الدین

عبدالاول بن برہان الدین

ابن شحنہ

سید شریف

رازی سے بھی جو کتاب مطالع کی شارح ہین پڑھ لینا چاہیے پس اس ارادہ سے ہرات مین اُنکے
پاس تشریف لیگئے اور اُنسے شرح مطالع پڑھنے کی التماس کی قطب الدین رازی اُسوقت ایک
سو بیس سال کی عمر کے تھے اور بسبب بڑھاپے کے اُنکے ابروانکھون پر پڑے ہوئے تھے
پس اُنھون نے اپنے ہاتھون سے دونون ابروانکھون سے اُٹھاکر سید شریف کی طرف دیکھا تو یہ
عین نوجوانی مین تھے اور اُنکا فکر علم منطق مین مثل روشنی برق کے چمکتا تھا پس قطب الدین
نے آپ کو کہا کہ تو نوجوان لڑکا ہی اور مین نہایت بوڑھا ہون مین تجھکو پڑھا نہین سکتا
اگر تو چاہتا ہی کہ مجھسے شرح مطالع سنے تو میرے شاگرد خاص اور تربیت یافتہ مبارک
شاہ کے پاس جا جو اسوقت مصر مین مدرس ہی وہ تجھکو کتاب مذکور اس طرح پر پڑھائیگا
جسطرح کہ اُسنے مجھسے پڑھی ہی پس آپ ہرات سے بلاد مصر کی طرف متوجہ ہوئے راستہ
مین آپ نے جمال الدین بن محمد اقسرائی شارح موجز کی جو طب مین ہی شہرت سُنی پس آپ
بلاد کرمان کی طرف پھرے جب قریب پہونچے تو اقسرائی کی شرح کو جو اُنھون نے ایضاح
خطیب قزوینی پر لکھی تھی کسی کے پاس دیکھا اور آپ کو وہ پسند نہ آئی اور کہا کہ یہ مثل
گوشت گائے کی ہی جسکے اوپر مکھیان بیٹھی ہوئی ہون وجہ اُسکی یہ تھی کہ ایضاح ایک
مفصل و مبسوط کتاب ہی جو حل کی چندان حاجت نہین رکھتی اور اقسرائی نے پہلے اُسکے
تمام متن کو لکھ لیا تھا پھر اُسپر اپنے کلام سے تعاقب کیا تھا اور متن پر سرخ سیاہی سے
لکیر کھینچ دی تھی پس اس سے وہ شرح گویا مثل گوشت گاو کے جسپر مکھیان بیٹھی ہون
ہوگئی تھی - جب سید شریف نے اس کتاب کے حق مین ایسا کہا تو بعض طالب علمون نے
آپ کو کہا کہ آپ اقسرائی کے پاس جائین اور اُنکی تقریر کو دیکھین کہ وہ تحریر سے کہین بہتر درجہ
کر ہی اسپر آپ اُنکی طرف روانہ ہوئے مگر جب شہر مین پہونچے تو اقسرائی اُسی وقت فوت ہو گئے
تھے آپ نے وہان مولی شمس الدین محمد فناری سے ملاقات کی اور اُنکی رفاقت سے
وہان سے مصر کو کوچ کیا اور وہان جاکر اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی صاحب عنایہ
شرح ہدایہ سے فقہ پڑھی پھر آپ مبارک شاہ کی خدمت مین واسطے پڑھنے شرح
شمسیہ اور شرح مطالع کے حاضر ہوئے اُنھون نے فرمایا کہ مین آپ کو مستقل سبق نہین

دے سکتا کیونکہ اتنی فرصت نہین البتہ اگر تمکو صرف سماعت منظور ہی تو اختیار ہی آپ اسی بات پر راضی ہو گئے انہی دنون ایک شخص نے اولاد امراء مصر سے شرح مطالع مبارک شاہ سے پڑھنی شروع کی تھی پس آپ اسکے سبق کے وقت حاضر ہو کر اُسکو سنتے تھے ایک رات کا ذکر ہے کہ مبارک شاہ اپنے گھر کے دروازہ سے نکلکر مدرسہ کے صحن مین ٹہلنے لگے اتفاقاً سید شریف کا مکان بھی مدرسہ کے متصل تھا سید شریف اسوقت یہ کر رہے تھے کہ شارح کا یہ قول ہی اور اُستاد یہ کہتا ہی اور مین یہ کہتا ہون پھر اور کلمات لطیف آپ نے پڑھے جنکو مبارک شاہ سُنکر نہایت خوش ہوئے یہانتک کہ خوشی کے مارے رقص کرنے لگے اور سید شریف کو مستقل سبق پڑھنے اور کلام کرنے وغیرہ کی اجازت دی پس آپ ایسے رتبہ کمال کو پہونچے کہ اقران و امثال پر فائق ہو کر علامہ دہر وحید عصر۔ فقیہ۔ محدث۔ فصیح۔ بلیغ۔ مناظر۔ جدلی ہوئے پھر شیراز کو آئے اور ۷۷۹ھ ہجری مین جب کہ شاہ شجاع الدین بن مظفر قصر زرد مین مقیم تھا تو آپ نے اُس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور سپاہیون کا لباس پہنکر سعد الدین مسعود تفتازانی صاحب مطول و تلخیص وغیرہ سے جو بادشاہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے کہا کہ مین ایک شخص غریب تیر انداز ہون اگر آپ میرے واسطے کوشش کرین تو مجھکو بادشاہ کی ملاقات حاصل ہو جاتی ہی۔ تفتازانی نے یہ بات قبول کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سید شریف کو اپنے ساتھ لیا جب قصر کے دروازہ پر پہونچے تو سید شریف کو وہان ٹھہرا کر آپ بادشاہ کے پاس گئے اور سید شریف کے اوصاف بیان کیے اسپر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجھکو اپنی کارروائی تیر اندازی مین دکھلا آپ نے ایک جزو اُن اعتراضون کے جو اپنے نتائج طبع سے مصنفین پر کیے تھے نکال کر بادشاہ کو دیے اور کہا یہ میرے تیر ہین اور یہ میری کارروائی ہی پس بادشاہ آپ کے مرتبہ کو فضیلت پر آگاہ ہوا اور آپ کی عزت کی اور آپ کو اپنے ہمراہ شیراز مین لیجا کر دار الشفا کی تدریس آپ کے سپرد کی جہان آپ دس سال درس و تدریس مین مشغول رہے جب امیر تیمور نے ۷۸۹ھ ہجری مین شیراز کو فتح کیا اور لوٹ کا حکم دیا تو آپ کو بسبب سفارش

وزیر اور نیز آپ کی فضیلت کے ماننے والے اور آپ تیمور کی اجازت سے سمرقند میں جا کر اقامت گزین ہوئے اور وہاں درس و تدریس شروع کر دی انہیں دنوں سعد الدین تفتازانی مجالس تیمور کے صدر الصدور تھے لیکن تیمور سید شریف کو انپر ترجیح دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اگرچہ فضیلت و کمالیت کی رو سے دونوں برابر ہیں لیکن سید شریف کو نسب کے لحاظ سے فضیلت ہے اس سے سید شریف کا دل کھل گیا اور آپ کو اس بات کی خواہش پیدا ہوئی کہ میں سعد الدین کو مناظرہ میں زک دوں پس ۷۸۹ھ ہجری میں ان دونوں کی بحث اجتماع استعارۂ تبعیہ و تمثیلیہ میں جو صاحب تفسیر کشاف کے کلام میں زیر آیت اولئک علی ہدی من ربہم کے واقع ہے ہوئی اور منصف ان دونوں کے نعمان الدین خوارزمی معتزلی ہوئے پس اُسنے سید شریف کی رائے کو ترجیح دی جس سے خاص و عوام کے نزدیک غلبہ سید شریف کا تفتازانی پر مشہور ہو گیا اس سے تفتازانی کو بڑا غم لاحق ہوا اور وہ اسی غم میں ۷۹۲ھ ہجری میں سمرقند میں فوت ہو گئے جب تیمور مر گیا تو سید شریف شیراز میں آگئے اور اسی جگہ چارشنبہ کے روز ۶ ربیع الاول ۸۱۶ھ ہجری میں فوت ہوئے مشہور دارین تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی پچاس سے زیادہ ہیں اور اُنکے نام یہ ہیں۔ تفسیر زہراوین۔ شرح فرائض سراجیہ۔ شرح مواقف۔ شرح وقایہ۔ شرح مفتاح۔ شرح تذکرۂ طوسی۔ شرح تلخیص جغمینی جو ہیئت میں ہے۔ شرح کافیہ۔ حاشیۂ تفسیر بیضاوی۔ حاشیۂ اوائل تفسیر کشاف۔ حاشیۂ مشکوٰۃ۔ حاشیۂ خلاصۂ اصول حدیث مصنفۂ طیبی۔ حاشیۂ عوارف۔ حاشیۂ ہدایہ۔ حاشیۂ تجرید طوسی۔ حاشیۂ شرح مطالع۔ حاشیۂ شرح شمسیہ۔ حاشیۂ مطول۔ حاشیۂ مختصر۔ حاشیۂ شرح طوالع۔ حاشیۂ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ حاشیۂ شرح حکمۃ العین۔ حاشیۂ شرح حکمۃ الاشراق۔ حاشیۂ تحفہ۔ حاشیۂ رضی۔ حاشیۂ شرح نقرہ کار کافیہ۔ حاشیۂ متوسط۔ حاشیۂ خبیصی۔ حاشیۂ عوامل جرجانی۔ حاشیۂ رسالۂ وضع۔ حاشیۂ شرح اشکال الاشارات طوسی۔ حاشیۂ تلویح۔ حاشیۂ نصاب جو عجمی لغت میں ہے۔ حاشیۂ متن اشکال التاسیس۔ حاشیۂ شرح عضد۔ حاشیۂ تحریر اقلیدس طوسی

حاشیہ قصیدہ کعب بن زہیر۔ رسالہ صرف میر فارسی میں۔ رسالہ نحو میر فارسی میں
رسالہ صغریٰ کبریٰ منطق میں بزبان فارسی۔ شرح مختصر ابہری یعنے ایساغوجی۔ شریفیہ
شرح کافیہ۔ رسالہ مناظرہ مسمی بہ شریفیہ۔ رسالہ تعریفات الاشیاء۔ رسالہ تحقیق معانی حروف
رسالہ وجود میں۔ رسالہ موجودین۔ رسالہ حروف میں۔ رسالہ صوبتہ ائمین
رسالہ مناقب خواجہ نقشبند میں۔ رسالہ وجود و عدم میں۔ رسالہ آفاق و انفس میں۔ رسالہ
علم اور وارمین۔ رسالہ اصل صوفیہ کے وجود میں۔ تصوف کا علم آپ نے خواجہ علاء الدین
محمد بن محمد عطار بخاری سے جو بڑے عزیز خلیفہ شیخ بہاء الدین نقشبند کے تھے حاصل
کیا تھا جنکے حق میں آپ کا یہ قول تھا کہ میں نے خدا کو جیسا کہ چاہیے نہیں پہچانا تھا جب
تک کہ میں خدمت عطار بخاری میں مشرف نہیں ہوا تھا۔

شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل بن عبد العزیز الشہیر بہ ابن قاضی سماونہ۔
آپ کے والد ماجد جب قلعہ سماونہ میں قاضی ستھے تو آپ پیدا ہوئے لڑکپن میں آپ نے
اپنے والد سے پڑھا اور قرآن شریف کو حفظ کیا پھر شہر قونیہ میں کچھ پڑھا بعد ازاں
ولایت مصر کو تشریف لیگئے اور وہاں سید شریف کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہوئے
یہانتک کہ تمام علوم میں فائق ہوئے فقہ میں لطائف الاشارات اور اسکی شرح تسہیل و
جامع الفصولین اور صرف میں عقود الجواہر شرح المقصود تصنیف کیں۔ کہتے ہیں
کہ جب امیر تیمور تبریز میں آیا تو اسکے سامنے علماء کا آپس میں تنازعہ پڑا اسوقت شیخ
جزری نے تیمور کے پاس جاکر واسطے محاکمہ کے آپ کا تذکرہ کیا امیر تیمور نے آپ کو
طلب کر کے محاکم بنایا پس آپ نے ایسا فیصلہ کیا کہ آپکے حکم پر فریقین راضی ہوگئے
اور تمام علماء نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا اور تیمور نے آپ کو بہت سا انعام دیا
بعد ازاں آپ مصر کو بھی آئے اور مصر سے حلب میں پہونچے جہاں سے امیر عزیزہ نے
آپ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا پھر آپ ادرنہ کو آئے جہاں
تقریباً ۸۱۸ھ میں وفات پائی۔ مخزن اللطائف تاریخ وفات ہے۔

حماد بن عبد الرحیم بن علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی۔ حمید الدین

لقب تھا ۔ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے۔ عالم فاضل حدیث۔ اور اہل حدیث کے نہایت محب تھے۔ ذہبی اور ابن طبقہ کے دیگر محدثین سے آپ کو حدیث کی اجازت حاصل ہوئی ابن حجر عسقلانی مجمع المؤسس مین لکھتے ہین کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمارے شیوخ سے حدیث سنتے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے رہے اور ہمنے آپ سے قیراطی کے شعر سماعت کیے وفات آپ کی سنہ مین طاعون کے مرض سے ہوئی۔ ترجع وقت تاریخ وفات ہی۔

مولانا شیخ احمد تھانیسری۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ۔ واقف فنون رسمیہ وادبیہ فصیح اللسان بلیغ البیان تھے آنحضرت کی لغت مین جو ایک بڑا قصیدہ آپنے عربی مین تصنیف فرمایا ہی جس کا ایک اول شعر یہ ہی ؎ اطاہر لبی حنین الطائر الفرد ، وماج بوعة قلبی التابیہ الکبد ، اُس سے آپ کی کمال فضیلت وفصاحت اور بلاغت ثابت ہوتی ہی اگرچہ آپ کو مولانا خواجگی سے نہایت محبت قلبی تھی مگر آپ نے شہر دہلی سے باہر نکل جانے مین اُنسے موافقت نہ کی یہانتک کہ امیر تیمور کی فوج دہلی مین آگئی اور شہر کو تاراج کر کے آپ کے متعلقین کو گرفتار کر لیا جب فتنہ سے تسکین ہوئی تو آپ امیر تیمور کی مجلس مین تشریف لیگئے یہان آپ اور شیخ الاسلام نبیرہ مولانا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کے درمیان نسبت تقدم وتاخر مجلس کے بڑی گفتگو ہوئی تیمور نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کے نبیرہ ہین مناسب ہی کہ یہ آپ سے آگے مجلس مین بیٹھین مولانا نے کہا کہ جب خود صاحب ہدایہ نے جو انکے جدامجد ہین کئی جگہ ہدایہ مین خطا کی ہی پس اگر انھون نے ایک جگہ خطا کی تو کیا مضائقہ ہی شیخ الاسلام نے فرمایا کہ وہ کون سی خطا ہی بیان کرنی چاہیے مولانا نے اپنے فرزندون اور شاگردون کو اشارت کی کہ بیان کرو امیر تیمور نے صاحب ہدایہ کی عزت اور شیخ الاسلام کے ناموس کا ملاحظہ کر کے اس گفتگو کو کسی اور موقع پر ٹالدیا بعد ازان مولانا مع اہل وعیال کے کالپی مین چلے گئے اور وہین تدریس ونشر علم مین مصروف رہے یہانتک کہ سنہ ہجری مین وفات پائی۔ قبر آپ کی کالپی مین زیارت گاہ عام ہی۔ گلشن ہدایت تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری المعروف بخواجہ پارسا۔ آپ حافظ الدین کبیر

محمد بخاری کی نسل مین خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے اجزہ خلفاء مین سے حافظ فروع واصول اور جامع معقول ومنقول ۔ فائق علی الاقران تھے ٧٥٦ہجری مین پیدا ہوے علوم اپنے شہر کے علماء و فضلا سے پڑھے اور فقہ کو ابی طاہر محمد بن محمد بن حسن طاہری تلمیذ صدر الشریعہ عبید اللہ محبوبی سے حاصل کیا اور کتاب فصول ستا ور کتاب فصل الخطاب حقائق علم لدنی اور د قائق طریق نقشبندی مین تصنیف کی ۔ نفحات الانس مین لکھا ہی کہ آپ ٨٢٢ہجری مین واسطے حج و زیارت کے بخارا سے نہضت فرما ہو کر نسف وصغانیان و ترمذ وبلخ وہرات وجام وغیرہ سے گذرے جہان کے علما ور وساؤ نے آپ کی بڑی تکریم کی جب حج سے فارغ ہوے تو آپ کو امراض لاحق ہوے یہانتک کہ آپ نے طواف وداع کا سواری پر کیا اور مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور وہان بدہ کے روز ٢٣ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور مین پہونچے اور زیارت سے فارغ ہو کر پنجشنبہ کے روز وفات پائی ۔ مولانا شمس الدین محمد بن حمزہ فناری وغیرہ لوگون نے آپ پر نماز پڑھی اور جمعہ کی رات کو حضرت عباس کے قبہ کے پاس دفن کیا ۔ مخزن فہم تاریخ وفات ہی۔

محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری البریقینی الخوارزمی الشہیر بالبزازی فروع واصول مین فرید العصر ۔ منقول ومعقول مین وحید الدہر ۔ جامع علوم مختلفہ تھے علوم اپنے باپ سے اخذ کیے یہانتک کہ ماہر باہر ہوے آپ شہر سرائے مین رہا کرتے تھے جو دریاے مہرایل کے واقع ہی پھر یہان سے کوچ کر کے شہر قدیم مین پہونچے جو باہر ترخان کے نہر مذکور کے کنارہ پر واقع ہی اور وہان کئی برس رہے اور وہان کے ائمہ اعلام سے مناظرے کیئے اور فقہا کو درس دیا پھر اپنے شہر کو واپس آئے پھر روم کے شہرون کی طرف تشریف لیگئے اور وہان شمس الدین فناری سے مباحثے کیے اور شہر روم مین داخل ہونے سے پہلے کتاب وجیز جو معروف ومشہور بہ فتاوی بزازیہ ہی تصنیف کی اور اُسکے کتاب اجارہ کے آخر مین لکھا کہ یہ یکم ربیع الاول ٨١٢ہجری کو تھوڑی رات گئے ختم ہوئی اور ایک کتاب امام اعظم کے مناقب مین تصنیف کی جو عمدہ مطالب پر مشتمل اور نہایت مفید ہی ۔ وفات آپ کی اواسط ماہ رمضان ٨٢٧ہجری مین ہوئی ۔ از آتش قریہ تاریخ وفات ہی۔

صاحب فتاوی بزازیہ

محمد بن عبد اللہ بن سعد مقدسی دیری: شمس الدین لقب تھا اور قاضی القضاۃ کے لقب سے مشہور تھے۔ کل علوم میں سوائے حدیث کے مہارت کامل رکھتے تھے بعد ۷۴۲ھ ہجری کے قصبہ دیر میں جو علاقہ دمشق میں واقع ہے پیدا ہوئے اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی باپ آپ کا سوداگری کرتا تھا پس آپ نے ہی علم پڑھا اور مختلف فنون کو حاصل کیا علماء و فضلاء سے اکثر مناظرہ کرتے تھے اور نہایت خوشخط تھے کئی دفعہ قاہرہ میں تشریف لائے اور آپ کے فضائل نے شہرت پکڑی یہاں تک کہ ماہ جمادی الاول ۸۱۹ھ ہجری میں قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۸۲۲ھ میں شہر مؤیدیہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی ۸۲۷ھ ہجری میں بیت المقدس کو واپس تشریف لائے جہاں ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ "کعبہ خلق" آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے آپ کے بیٹے سعد الدین سعد دیری نے اخذ کیا۔ آپ کے ایک بھائی عبد اللہ نام تھے اور وہ بھی بڑے عالم فاضل تھے جو ۸۰۱ھ میں فوت ہوئے۔

عمر بن علی الشہیر بہ قاری الہدایہ: سراج الدین لقب تھا ابتداء میں خیاطت کا کام کرتے تھے پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ فقہ وغیرہ علوم منقول و معقول میں ایسے ماہر ہوئے کہ مذہب حنفیہ اور کثرت تلامذہ میں مشار الیہ زمانہ ہوئے۔ مصر میں شیخونیہ کی مشیخت آپ کے تفویض ہوئی اور ماہ ربیع الآخر ۸۲۹ھ میں وفات پائی۔ "خدیو دہر" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے تعلیقات ہدایہ و فتاویٰ یادگار ہیں۔

شمس بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی: بڑے عالم فاضل اور محدث تھے کچھ اوپر ۷۶۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے بعد تحصیل علوم و فنون کے بیت اللہ کا حج کیا اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی اور مدرسہ صلاحیہ کی تدریس کے متولی ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب مجمع مؤسس میں لکھتے ہیں کہ میں نے فوائد کثیرہ آپ سے سماعت کیے لیکن اکثر ان میں سے مجازفت کے طور پر ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۸۲۱ھ میں ہوئی۔

محمد بن حمزہ بن محمد بن محمد فناری: شمس الدین لقب تھا ماہ صفر ۷۵۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام کبیر۔ صاحب فضل۔ علامہ فہامہ۔ علوم نقلیہ میں یگانہ

علوم عقلیہ میں اقران پر غالب۔ علم ادب میں شیخ دہر۔ ظرافت و مذاہب میں مجتہد عصر۔ کریم الاخلاق اور ان فضلاء میں سے تھے جو نویں قران کے شروع پر روسا شمار کیے گئے ہیں چنانچہ شیخ سراج الدین بن ملقن کثرت تصانیف فقہ و حدیث میں اور مجد الدین شیرازی صاحب قاموس لغت میں اور زین الدین عراقی حدیث میں اور آپ یعنی محمد شمس الدین فناری کل علوم نقلیہ و عقلیہ کی مہارت میں منتخب کیے گئے تھے۔ فقہ آپ نے علاء الدین اسود شارح وقایہ اور جمال الدین محمد بن محمد اقسرائی سے اخذ کی اور جب مصر میں آئے تو اکمل الدین محمد بابرتی صاحب عنایہ سے اخذ کیا اور علم تصوف کو اپنے باپ ابی محمد حمزہ تلمیذ شیخ صدر الدین قونوی سے حاصل کیا اور انھیں سے انکی مفتاح الغیب کو پڑھا اور اسکی شرح حامل المتن تصنیف کی۔ پھر روم کے ملک میں تشریف لیگئے اور بروسا کے قاضی مقرر ہوئے اور سلطان بایزید خان کے نزدیک آپ کی بڑی قدر ہوئی جس سے آپ کی فضیلت و کمالیت کی بڑی شہرت دور و نزدیک ہوئی جب آپ سنہ ۸۳۳ھ میں حج کر کے الٹا کیا اور دمشق سے ہوتے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوئے تو وہاں اسوقت کے تمام علماء و فضلاء مجتمع ہوئے اور آپ سے انھوں نے مباحثے و مناظرے کیے سب نے آپ کی فضیلت کی شہادت دی اور ماہ رجب سنہ ۸۳۴ ہجری میں وفات پائی بہشت منزل تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اسکا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ نے سنا کہ علماء کے لحم کو زمین نہیں کھاتی تو آپ نے اس بات کی تصدیق کے واسطے اپنے استاد اسود کی قبر کو کھدوا لیا انکو ویسا ہی پایا جیسے کہ دفن کیے گئے تھے حالانکہ انکو مدفون ہوئے ایک مدت مدید گذر گئی تھی اسوقت آپ کو ہاتف نے آواز دی ہل صدقت اعمی اللہ بصرک پس آپ اسی وقت نابینا ہو گئے۔ تصنیفات آپ کی مشہور و معروف ہیں جیسے فصول البدائع فی اصول الشرائع۔ شرح ایساغوجی المعروف بہ یکروزی۔ تفسیر فاتحہ۔ انموذج العلوم فی مسائل من مائۃ فنون۔ شرح فرائض سراجی حاشیہ شرح حرز الامانی۔ تعلیقات شرح مواقف وغیر ذالک۔ شرح ایساغوجی کے اول میں آپ خود ہی لکھتے ہیں کہ میں نے اس شرح کو بہت چھوٹے ایام سرما میں چاشت کے وقت

شروع کیا اور اسی روز مغرب کی اذان کے وقت اسکو ختم کر دیا چنانچہ اسی لیے شرح مذکور کا نام ہمارے ملک مین یکروزی کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ جو ہمارے ملک مین مشہور ہر کہ یکروزی سعدالدین تفتازانی کی تصنیف ہے یہ بالکل غلط العوام اور خلاف منقول ہی آپ اپنے اسلاف کی طرح فناری سے مشہور تھے جو آپ کے پر دادا احمد کا لقب تھا اور اس لقب کے پڑنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب آپ کے پر دادا بادشاہ روم کے پاس آئے تو اسکو ہدیہ کے طور پر فنار تحفہ دیا جس سے آپ ابن الفناری کے نام سے بلائے گئے اور رفتہ رفتہ فناری کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

قرہ بن یعقوب بن ادریس رومی قرہ مانی ۔ عالم فاضل ۔ فقیہ محدث ۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے مصابیح السنہ کی شرح نہایت نفیس تصنیف فرمائی اور ۸۳۳ھ ہجری مین وفات پائی۔

شیخ علی بن احمد بن علی مہائمی گجراتی ۔ زین الدین لقب تھا ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ۔ فقیہ ۔ محدث ۔ مفسر ۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے ۔ قصبہ مہائم واقع گجرات مین سکونت رکھتے تھے۔ تفسیر تبصرۃ الرحمن وتیسیر المنان معروف بہ رحمانی جو صفت ایجاز وتدقیق مین موصوف ہی آپ کی تصنیفات سے ہی اور نیز رسالہ ادلۃ التوحید نہایت موجز مونتج باثبات دلائل عقلیہ و براہین قطعیہ ایسا تصنیف فرمایا کہ ذرا شک وشبہ کو دخل باقی نہ رہا اور اسکے اول مین بعض آیات واحادیث ایراد کین ۔ علاوہ انکے زوارف شرح عوارف اور شرح فصوص الحکم اور شرح النصوص وغیرہ تصنیف فرمائین ۔ وفات آپکی ۸۳۵ھ ہجری مین ہوئی سخن فہم آپکی تاریخ وفات ہی۔

عبدالرحمن بن علی بن عبدالرحمن بن علی الغنی ثم القاہری ۔ ۷۶۴ھ ہجری مین قصبہ تفہن مین جو ملک مصر مین دمیاط کے قریب واقع ہی پیدا ہوے ابھی صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ جو خراسی کا کام کرتا تھا مر گیا پس آپ اپنی والدہ کے ساتھ قاہرہ مین آئے اور اپنے بھائی کی توجہ سے ضرغتمشیہ مین یتیمون کے مکتب مین پڑھنے کے لیے بیٹھے اور رفتہ رفتہ اپنا تعارف پیدا کرکے ترقی کرتے گئے اور شیخ خیرالدین عینتابی امام شیخونیہ اور بدر محمود کلستانی وغیرہ سے استفادہ اور اخذ کیا یہانتک کہ فقہ واصول فقہ وتفسیر واصول دین اور عربی اور معانی ومنطق وغیرہ مین ماہر باہر اور فاضل کامل ہوے اور مذہب کی

شیخ علی مہائمی

عبدالرحمن بن علی

ریاست آپ کی طرف منتہی ہوئی آپ بڑے خوش خو تھے اور عارف با مور دنیا اور اپنے اصحاب کے حامی تھے ابوہریرہ کنیت تھی مدت تک تدریس و افتا مین مشغول رہے چنانچہ ابن ہمام اور اسکے تلمیذ سیف الدین وغیرہ ایک جم غفیر نے آپ سے اخذ کیا پہلے امین طرابلسی پھر کمال بن عدیم کی طرف سے سفارت کے لئے مخصوص ہوئے۔ اخیر کو مصر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے یہانتک کہ شوال سنہ ۸۳۵ ہجری مین آپ کی ام ولد نے آپ کو زہر دیکر مار ڈالا کہف خلق تاریخ وفات ہی۔

محمد بن سید شریف

محمد بن سید شریف علی بن محمد جرجانی۔ علم آپ نے اپنے والد ماجد سید شریف سے پڑھا یہانتک کہ فقیہ فاضل عالم اجل ہوئے۔ نحو مین تفتازانی کی کتاب ارشاد کی شرح تصنیف کی اور کتاب متوسط شرح کافیہ پر جو آپ کے والد نے حاشیہ لکھنا شروع کیا تھا اسکو کامل کیا اور ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد الغیاثیہ کی شرحین لکھین اور منطق مین ایک مختصر رسالہ تصنیف کیا۔ وفات آپ کی سنہ ۸۳۸ھ مین ہوئی۔ تاج روزگار تاریخ وفات ہے۔

محمد شاہ فناری

محمد شاہ بن محمد بن حمزہ فناری۔ بڑے عالم فاضل۔ فرید العصر۔ وحید الدہر ذکی۔ نظار۔ فارس۔ مثل اپنے باپ کے عارف مذہب تھے۔ علوم اپنے باپ سے اخذ کیے یہانتک کہ رتبۂ کمال کو پہونچے اور اپنے باپ کی حیات مین بروسہ مین مدرسہ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے جب چھ اوپر تیس سال کے ہوئے تو حج کیا اور قاہرہ مین تشریف لے گئے پھر کرمان سے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۴۰ ہجری مین انتقال کیا۔ مربی عالم تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ دیری۔ آپ اپنے باپ کی ہی کنیت و لقب یعنے ابی عبد اللہ و شمس الدین سے مشہور تھے۔ قدس مین ماہ محرم سنہ [illegible] ہجری مین پیدا ہوئے اور کل علوم و فنون مین عالم فاضل ہوکر تدریس و افتا مین مشغول رہے روز سوم جمادی الآخر سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ قطب خلق تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن بالی

یوسف بن بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری۔ آپ محمد شاہ کے چھوٹے بھائی ہین۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل بحث و جدل مین قوت عالیہ رکھتے تھے علم

باپ سے حاصل کیا اور جب آپ کے بھائی محمد شاہ فوت ہوئے تو آپ بروسا مین مدرسہ سلطانیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر وہین کے قاضی بنے اور ۸۶۳ھ ہجری کو عہد سلطان مراد خان ابن محمد خان مین بحالت قضاء قسطنطنیہ مین فوت ہوئے۔

محمد شاذلی بکری الشہیر بالحنفی۔ فقیہ۔ واعظ۔ ختم دائرۂ ولایت۔ قطب عالم۔ صاحب کمالات ظاہری و باطنی اور ایک انہین سے تھے جنکو خدا تعالیٰ نے دنیا مین تصرف اور تمکن دیا ہی۔ آپ سے اکثر غیب کی باتین اور خرق عادات و کرامات ظاہر ہوئے اور اعیان و ارکان نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ آپ کے حالات کو بعض علماء نے دو مجلد مین قلمبند کیا عارف شعرانی نے لکھا ہی کہ آپ نے اس مقام تک علم کا احاطہ نہین کیا کہ بیان کیا جا سکے۔ شام مین وفات آپ کی ۸۴۷ھ ہجری مین لکھی ہی گلشن ولایت تاریخ وفات ہی۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ ملک العلماء لقب تھا۔ فقیہ۔ مفسر۔ نحوی۔ لغوی۔ ادیب۔ بلیغ۔ بیانی۔ وحید العصر۔ فرید الدہر۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ علوم قاضی عبد المقتدر سے حاصل کیے جو شہرت و قبولیت خدا نے آپ کو دی کسی کو اہل زمانہ سے حاصل نہین ہوئی۔ آپ کے حق مین قاضی عبد المقتدر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے پاس ایسے شاگرد آئے ہین جنکا پوست و لحم و عظم علم ہی۔ آپ کی تصنیفات سے ایک شرح کافیہ ہی جو لطافت و متانت مین بے عدیل اور آنکی حیات ہی مین مشہور عالم ہو گئی تھی۔ دوسرے ارشاد جو ایک متن لطیف و بے نظیر نحو مین ہی۔ تیسرے بدیع البیان جو علم بلاغت مین ایک لاثانی متن ہی۔ چوتھے تفسیر فارسی بحر مواج جو چند مجلد کا ان مین ہی جسمین بیان ترکیب الفاظ قرآنی اور معنی فصل و وصل کا کیا ہی اور نیز واسطے سجع کے تکلف کیا ہی۔ پانچوین شرح اصول بزدوی تا بحث امر۔ چھٹے ایک رسالہ تقسیم علوم مین۔ ساتوین ایک رسالہ تقسیم صنائع مین۔ آٹھوین ایک رسالہ مناقب السادات۔ نوین شرح قصیدۂ بانت سعاد۔ علاوہ انکے اور کتب و رسائل تصنیف کیے اور فن شعر مین بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ وفات آپ کی ۸۴۹ھ ہجری مین ہوئی اور جونپور مین دفن کیے گئے۔ صدر نشین انجمن تاریخ وفات ہی۔

خواجہ یعقوب چرخی۔ عالم علوم ظاہری و باطنی۔ جامع رموز صوری و معنوی ہمعصر مولانا

ربانی اور اجلۂ اصحاب خواجہ بہاء الدین نقشبند سے تھے وطن آپ کا موضع چرخ مضافات غزنین سے تھا مدت تک جامع ہرات میں مشغول علم رہے پھر مصر میں جاکر علوم عقلیہ و نقلیہ کو درجۂ تکمیل پہونچایا اور بعد تحصیل علوم کے بجذبۂ محبت الٰہی شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُنسے خلافت کا خرقہ پہنا اخیر کے دو پارہ قرآن شریف کی تفسیر تصنیف فرمائی جو لطائف سے پُر ہے اور لاہور میں طبع ہو گئی ہے۔ وفات آپ کی ۸۵۱ھ ہجری میں ہوئی اور قریہ بلغتو میں دفن کیے گئے مزار آپ کا زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ ابر رحمت تاریخ وفات ہے

ابراہیم بن موسیٰ کرکی۔ برہان الدین لقب تھا۔ فاضل جلیل القدر علامۂ عصر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ تفسیر علاء الدین ترکمانی کا حاشیہ نہایت عمدہ بعبارت شستہ تالیف کیا اور ۸۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ برگزیدہ خدا تاریخ وفات ہے۔

حیدرہ بن احمد بن ابراہیم العجمی ثم الرومی۔ ابو الحسن کنیت برہان الدین لقب تھا شیراز میں ۸۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شہروں میں پھر کر علوم کو تحصیل کیا۔ بڑے شکیل شیرین سخن۔ علامہ معانی و بیان۔ جامع معقول و منقول و حافظ اشعار فصیح اللسان بلیغ البیان تھے۔ علم موسیقی اور الحان کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ باوجودیکہ آپ بڑے دیندار اور کثیر العبادۃ تھے تاہم آپ نے موسیقی اور الحان میں تصنیف کی اور نیز قزوینی کی ایضاح کی شرح لکھی اور تفتازانی سے اخذ کیا اور روم میں آئے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا۔ قاہرہ میں ۸۵۴ھ ہجری میں وفات پائی سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ آپ سے ہمارے شیخ محی الدین کافیجی نے اخذ کیا آخر آپنے اس دار فانی کو چھوڑا اور رہگرائے عالم باقی ہوئے۔ سندِ مکرمت تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد مکی۔ ابن الضیاء کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام فاضل مفسر کامل شیخ حنفیہ تھے۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت عمدہ و مفید تصنیف کی و ۸۵۴ھ میں وفات پائی شمس تابان تاریخ وفات ہے۔

شہاب احمد بن محمد معروف بعرب شاہ۔ بڑے عالم فاضل اور اپنے زمانہ کے علامہ

تھے آپ نے امام ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی کی تفسیر کو ترکی مین ترجمہ کیا اور سنہ [illegible] ہجری
مین وفات پائی۔ عزت کاملہ تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود عینی۔ بدر الدین لقب
اور قاضی القضاۃ خطاب تھا امام فاضل۔ محدث کامل۔ فقیہ بے عدیل۔ علامہ بے مثیل
عارف عربیت و تصریف۔ حافظ لغت۔ سریع الکتابت تخریج احادیث اور ان کے کشف معانی
مین وسعت کامل رکھتے تھے۔ نصف ماہ رمضان ۷۶۲ھ ہجری مین مصر مین پیدا ہوئے
فقہ جمال یوسف ملطی اور علاء سیرامی سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ زین الدین عراقی اور
شیخ تقی الدین سے سنا اور محمود اصول فقہ اور معانی کو علامہ جبریل بن صالح بغدادی سے
اخذ کیا ۷۸۸ھ ہجری کو قاہرہ مین تشریف لائے اور پہلے پہل آپ کو طاہریہ مین تصرف
وظائف کی خدمت سپرد ہوئی پھر کئی دفعہ بازار اسور کا عہدہ آپ کو ملا اور قضاء مذہب
امام ابوحنیفہ کی آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ نے جامع ازہر کے پاس ایک مدرسہ بنوایا اور
اپنے کتب خانہ کو اسمین وقف کر دیا تصنیفات عالیہ کین جنمین سے عمدۃ القاری شرح
صحیح بخاری۔ شرح بارہ سنن ابوداؤد۔ بنایہ شرح ہدایہ۔ رمز الحقائق۔ شرح کنز الدقائق
منحۃ السلوک۔ شرح تحفۃ الملوک۔ شرح معانی الآثار۔ شرح مجمع۔ شرح درر البحار۔
طبقات الحنفیہ۔ طبقات الشعرا۔ مختصر تاریخ ابن عساکر۔ شرح شواہد الصغیر والکبیر شرح
منار کتاب العروض۔ تاریخ کبیر وغیرہ نہایت مشہور معروف ہین کہتے ہین کہ ہدایہ کی
شرح آپ نے اسوقت لکھی تھی کہ جب آپ کی عمر نوے سال کے قریب تھی۔ ماہ ذی
الحجہ ۸۵۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ محدث سلیم القلب تاریخ وفات ہے عینی آپ کو اسلیے
کہا کرتے تھے کہ آپ کا باپ شہر عین تاب کا جو حلب سے تین منزل کے فاصلہ پر
واقع ہے قاضی تھا لیس آپ شہر مذکور کی طرف منسوب ہوئے بستان المحدثین مین لکھا ہے
کہ جب سلطان نے مدرسہ موید یہ کو بنوایا تو اسکے منارہ ون مین سے ایک منارہ
جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا ٹیڑھا ہو کر قریب گرنے کے ہو گیا بادشاہ نے حکم دیا
کہ اسکو گرا کر از سر نو تیار کرایا جائے اتفاقاً اسوقت عینی اسکے سایہ مین بیٹھے ہوئے

درس دے رہے تھے کہ ابن حجر عسقلانی نے قطعہ مندرجہ ذیل لکھکر بادشاہ کے حضور مین پڑھا۔ لجامع مولانا المؤید رونق ٭ منارتہ بالحسن یزہو و بالزین ٭ تقول و قد مالت عن القصد امہلوا ٭ فلیس علی جسمی اضر من العین ٭ لوگون نے عینی سے اس قصہ کو ایک ایسے انداز سے بیان کر کے کہا کہ حافظ ابن حجر نے آپ پر تعریض کی ہے آپ کو اس بات سے بڑا غصہ آیا اور آپ شعر کہنے مین چندان مہارت نہ رکھتے تھے اسلیے آپ نے نواجی مشہور شاعر کو طلب کر کے مندرجہ ذیل قطعہ ابن حجر کی تعریض مین نظم کرا کر شائع کیا۔ منارۃ لعروس الحسن قد جلیت وہدمہا بقضاء اللہ و القدر ٭ قالوا اصیبت بعین قلت و اغلط ٭ ما اوجب الہدم الا خیبۃ الحجر ٭

ابراہیم بن خطیب۔ تاج الدین لقب تھا۔ علوم مولی یگان سے پڑھے یہاں تک کہ عالم اجل فاضل اکمل صاحب ہیبت و دبدبہ ہوئے سلطان مراد خان نے آپ کو مدرسہ ازنیق کا متولی کیا اور اوائل سلطنت محمد خان بن مراد خان مین جو ۸۵۵ھ ہجری کو تخت نشین ہوا ازنیق مین فوت ہوئے۔

عبد الرحمن بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ امین الدین لقب تھا ۸۲۰ھ ہجری سے پہلے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علماء و فضلا سے علم حاصل کر کے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فائق زمانہ ہوئے اور اپنے بھائی قاضی القضاۃ سعد الدین سعد دیری سے جب وہ کبیر السن ہوئے تو ولایت مصر کی قضا حاصل کی اور ماہ ذی الحجہ ۸۸۶ھ ہجری مین وفات پائی۔ قدوۂ خلائق تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابو الفتح جونپوری۔ عالم فاضل۔ فصیح بلیغ۔ جامع معقول و منقول اور اپنے جد امجد قاضی عبد المقتدر کے شاگرد و مرید تھے اور مطابق انکی وصیت کے ہمیشہ درس و افادۂ علوم مین مشغول رہتے تھے اکثر عربی و فارسی قصائد کہا کرتے تھے قاضی شہاب الدین سے آپ کے اصول کلامیہ اور فروع فقہیہ مین بہت مباحثے ہوئے خصوصاً زباد گربہ یعنے مشک بلائی کے باب مین جو بلی کے عرق سے ٹپکتا ہے شیخ اسکو پلید کہتے تھے اور قاضی شہاب الدین اسکی طہارت کا حکم دیتے تھے چنانچہ اس بحث مین کئی رسالے تصنیف ہوئے شیخ موصوف پہلے دہلی مین رہا کرتے تھے لیکن امیر تیمور کے واقعہ مین

پھر اہلی دیار اکابر کے جونپور میں چلے گئے اور قاضی شہاب الدین بھی اسی واقعہ میں دہلی سے جونپور میں پہونچے کہتے ہیں کہ شیخ کے گھر میں زر بہت سا تھا لیکن سوائے شیخ عبدالوہاب کے آپ کی دوسری اولاد اس واقعہ کی قائل نہیں آپ ماہ محرم ۷۸۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور یوم جمعہ ۲۳ ربیع الاول ۸۵۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ بحر رحمت تاریخ وفات ہے۔

عبدالسلام بن احمد بغدادی۔ عزالدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ۔ فقیہ۔ محدث جامع منقول و معقول صاحب تصنیف تھے۔ حدیث بنی الاسلام علی خمس کی آپ نے ایک عمدہ شرح لکھی۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اگرچہ نہایت نفیس فوائد پر مشتمل ہے مگر یہ کہ مصنف نے شافعی مذہب کے بعض احکام ارکان صلوٰۃ اور واجبات حج کو خلاف انکے تصور کر کے لکھ دیا ہے اسلیے اسکے اعتماد سے احتراز کرنا چاہیے۔ وفات آپ کی ۸۵۹ھ میں ہوئی۔ رحمت دار تاریخ وفات ہے۔

سید علی عجمی۔ پہلے اپنے شہر سمرقند کے علماء و فضلاء سے پڑھکر علوم و فنون میں ماہر ہوئے پھر سید شریف علی جرجانی تلمیذ اکمل الدین بابرتی سے تکمیل کی بعد ازاں روم کی طرف تشریف لیگئے اور شہر قسطنطنیہ میں داخل ہوئے اس شہر کے حاکم نے آپ کی بڑی عزت کی اور مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا۔ علماء و فضلاء میں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ اور شرح مطالع اور شرح مواقف پر حواشی تصنیف فرمائے اور ۸۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ حامل مشکلات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید سکندری سیواسی المعروف بابن ہمام کمال الدین لقب تھا۔ امام محقق۔ علامہ مدقق نظار۔ فروعی۔ اصولی۔ محدث۔ مفسر۔ حافظ۔ نحوی کلامی۔ منطقی۔ جدلی۔ فارس میدان بحث تھے بعض نے طبقہ اہل ترجیح اور بعض نے اہل اجتہاد سے آپ کو شمار کیا۔ آپ کا باپ آپ کا شہر سیواس کا جو روم کے علاقہ میں ہے قاضی تھا پھر قاہرہ میں آیا جہاں اسکو قاضی حنفی سے خلافت حکم کی ملی پھر اسکندریہ کا قاضی ہوا اور قاضی مالکی کی لڑکی سے نکاح کیا جس سے ۷۹۰ھ ہجری میں آپ بیٹے کمال الدین محمد پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی اپنے باپ اور شہر کے علماء و فضلاء سے

علم پڑھنا شروع کر دیا چنانچہ فقہ و اصول سراج الدین الشہیر بہ قاری الہدایہ اور لبساطی سے پڑھی اور رجب ۸۳۴ ہجری کو قاہرہ میں آئے تو قاضی محب الدین بن شحنہ سے استفادہ کیا اور انکے ساتھ حلب کو مراجعت کی۔ عربیت کو جمال حمیدی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابی زرعہ عراقی اور جمال حنبلی اور شمس شافعی سے سنا اور مراعی و ابن ظہیرہ سے اجازت حاصل کی یہانتک کہ اپنے اقران پر تمام علوم میں غالب آئے۔ اشرف نے آپ کو مدرسہ کا شیخ بنایا تھا جسکو آپ نے کچھ مدت تک انجام دیکر چھوڑ دیا اور شیخونیہ کی شیخیت کے متولی ہوئے پھر کچھ مدت تک افتا کا کام دیتے رہے مگر آخر الامر ان سب کو یکبارگی چھوڑ دیا اور تصنیف و تالیف اور نشر علوم میں مشغول ہوئے چنانچہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر نام ایسی محققانہ لکھی کہ جسکی نظیر آجتک نہیں ملتی اور اسمیں تعصب و اعتساف مذہبی سے اجتناب کر کے نہایت منصفانہ دلائل سے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اس شرح کو آپ نے کتاب وکالت تک تصنیف کیا تھا کہ اجل کا پیغام آگیا اسلیے اس مقام سے اسکو اخیر کتاب تک مولیٰ شمس الدین احمد بن قودر المعروف بقاضی زادہ مفتی رومی متوفی ۹۸۸ھ نے کامل کیا۔ اور اصول میں کتاب تحریر ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی جسکی شرح آپ کے فاضل تلمیذ ابن امیر حاج حلبی نے کی۔ عقائد میں کتاب مسائرہ اور عبادات میں زاد الفقیر تصنیف کی۔ علاوہ علوم ظاہری کے صوفی بھی کامل اور صاحب کشف و کرامات تھے اور علم موسیقی میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ ابتدا میں آپ نے بالکلیہ تجرد اختیار کر لیا تھا مگر اہل طریقت نے آپ کو کہا کہ آپ اس سے رجوع کر لیں کیونکہ لوگوں کو آپ کے علم کی بڑی حاجت ہے۔ آپ کو اہل تصوف کی طرح حالت آتی تھی مگر بسبب اختلاط لوگوں کے آپ سے وہ حالت جلد دور ہو جاتی تھی۔ آپ سے شمس الدین محمد الشہیر بابن امیر حاج حلبی اور محمد بن محمد بن شحنہ اور سیف الدین ابن عمر بن قطلوبغا وغیرہ جم غفیر نے اخذ کیا اور قاہرہ میں جمعہ کے روز ۷۔ رمضان ۸۶۱ ہجری میں وفات پائی اور سلطان مع اعیان و ارکان سلطنت کے آپ کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ نور خدا اور رونق شہر تاریخ وفات ہیں۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں شیخ ابی العباس احمد بن محمد سرسی صوفی

متوفی ۸۶۱ھ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے پاس کتاب تحریر جو انھوں نے تصنیف کی تھی موجود تھی شیخ ابی العباس نے اسکو مطالعہ کر کے فرمایا کہ کتاب تو ملیح ہے لیکن لوگ اس سے کم منتفع ہونگے پس ایسا ہی ہوا۔

شیخ ابو الفتح علائی قریشی کالپوی۔ سید محمد گیسو دراز کے خلفائے نامدار میں سے جامع علوم ظاہر و باطن اور واقف اسرار شریعت و طریقت تھے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ تصانیف بھی بہت کیں جنمیں سے کتاب عوارف المعارف تصوف میں جو نہایت معتبر ہے اور تکملہ نحو میں اور مشاہدہ تصوف میں مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۸۶۲ھ ہجری میں ہوئی اور قبر آپ کی کالپی میں زیارت گاہ عام ہے "گلشن اسرار" تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن ادریس بن عبد اللہ نکدی المعروف بہ قرہ یعقوب۔ اصول و فروع میں ماہر اور معقول و منقول میں متبحر تھے ۸۳۸ھ کو قصبہ نکدہ واقع بلاد قرمان میں پیدا ہوئے اور علوم محمد بن حمزہ فناری وغیرہ سے حاصل کیے اور بلاد شام و قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کہ علماء و فضلاء نے آپ کی فضیلت و کمالیت کا اقرار کیا۔ آپ کی تصانیف سے شرح مصابیح السنہ اور حواشی ہدایہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی شہر لارندہ میں ماہ ربیع الاول ۸۳۳ھ ہجری میں ہوئی۔ "کاشف اسرار" تاریخ وفات ہے۔

خضر بیگ بن قاضی جلال الدین بن صدر الدین بن حاجی ابراہیم رومی ۸۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور شہر سفری حصار میں جو بلاد روم میں سے ایک شہر ہے پرورش پائی پہلے اپنے والد ماجد سے جو یہاں کے قاضی تھے تعلیم پاتے رہے پھر مولی محمد بن ارمغان المشہور بہ مولے یکان کی خدمت میں حاضر ہو کر کمالیت کا رتبہ اور فضیلت کا درجہ حاصل کیا جب ۸۴۳ھ ہجری میں سفری حصار کے مدرس مقرر ہوئے تو آپ کو اور بھی علوم غریبہ اور فنون عجیبہ حاصل ہوئے یہانتک کہ حکایت کرتے ہیں کہ اوائل جلوس سلطان محمد خان بن مراد خان میں ایک شخص عجمی جو مختلف علوم میں بڑا متبحر تھا بادشاہ کے دربار میں آکر مباحثہ کا خواہان ہوا اسوقت جتنے بڑے بڑے عالم و فاضل

تھے وہ اسکے مباحثہ کے لیے جمع ہوئے لیکن جب اسنے سوالات پیش کیے تو انکے جواب دینے سے سب کے سب عاجز آ گئے اس سے بادشاہ کو نہایت بیقراری اور عار دامنگیر ہوئی پس اسنے کسی ایسی شخص کے طلب کرنے کا حکم دیا جو علوم غریبہ میں مہارت رکھتا ہو سب لوگون نے آپ کی طرف اشارہ کیا سو آپ فوراً حاضر کیے گئے اسوقت آپ نوجوان تھے عجمی بنظر حقارت آپ کو دیکھکر ہنسنے لگا آپ نے فرمایا کہ تجھے جو سوال کرنا ہو وہ پیش کر اسنے مختلف علوم میں کئی ایک سوال کیے جنکا جواب آپ نے نہایت خوبی سے دیا پھر آپ نے ایسے سوال فن میں اس سے سوالات کیے جنکو وہ ہرگز نہ جانتا تھا پس وہ ذلیل ہوکر خاموش ہو گیا بادشاہ کو اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور آپ کی بڑی تعریف و تکریم کی اور شہر بروسا کے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جب سلطان نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو آپ کو وہان کا قاضی بنایا پھر آپ نے ۸۵۰ھ ہجری میں مکہ معظمہ کا حج کیا آپ کے شاگردون میں مصلح الدین المعروف بخواجہ زادہ اور شمس الدین المشہور بہ خطیب زادہ اور خیر الدین معلم سلطان محمد خان معروف مشہور ہین۔ ایک کتاب عقائد کی نظم میں تصنیف کی جسکی شرح آپ کے شاگرد شمس الدین احمد خیالی نے لکھی ہے۔ علاوہ اسکے ایک مختصر کتاب علم عروض مین اور تفتازانی کے حاشیہ تفسیر کشاف پر حواشی تصنیف فرمائے اور ۸۶۳ھ ہجری مین انتقال کیا۔ گنج معرفت تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری۔ ابو نصر پارسا کنیت تھی اپنے باپ کی طرح علوم ظاہری و باطنی مین ماہر و عارف تھے جو بعد وفات والد ماجد کے انکے جانشین ہوئے اور ۸۶۵ھ ہجری مین انتقال کیا قبر آپ کی بلخ مین ہے فہیم خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن سعد بن ابی بکر دیری نابلسی۔ منگل کے روز ۱۷۔ رجب ۷۶۸ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ ابو السعادات کنیت اور سعد الدین لقب تھا اصل مین شہر دیرہ کے جو شہر نابلس کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے چنانچہ اسی لیے ابن الدیری کے نام سے معروف تھے مگر اخیر کو قاہرہ

میں اکر مقیم ہوئے۔ بڑے ذکی اور ذہین حافظہ تھے پہلے اپنے والد سے علم پڑھنا شروع کیا اور قرآن کو حفظ کر کے بہت سی کتابیں ۲ا ور ۲ کے عرصہ میں حفظ کیں پھر کمال سیرجی اور حمید الدین اور علاء بن نقیب اور شمس بن خطیب شافعی سے استفادہ کیا اور شمس قونوی صاحب درر البحار اور حافظ الدین صاحب فتاوی بزازیہ کی صحبت کی اور برہان ابراہیم بن زین عبد الرحیم بن جماعہ سے روایت احادیث کی سند لی یہانتک کہ اپنے زمانہ کے امام علامہ اور فقیہ فہامہ ہوئے استحضار مسائل مذہب اور سرعت ادراک اور حافظہ میں بے نظیر تھے علمی مباحثہ و مذاکرہ کا نہایت شوق تھا۔ علم تفسیر خصوصاً فہم معانی تنزیل میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور بہتیں احادیث اسقدر یاد رکھتے تھے کہ جسکا بیان نہیں ہوسکتا تھا آپ کے والد ماجد فقہ وغیرہ میں آپ کو اپنے اوپر مقدم سمجھنے لگے اور آپ کا ذکر خیر یہانتک زمانہ میں مشہور ہوا کہ شاہرخ بن تیمور بادشاہ ہندوستان نے سرِ دربار آپ کا حال قاصد ظاہر جقمق سے دریافت کیا مدت تک تدریس و افتا میں مشغول رہے ۸۴۲ھ ہجری میں مصر کی دار القضاء حنفیہ کے متولی ہوئے حج بھی آپ نے کئی دفعہ کیے چنانچہ پہلا حج ۸۵۰ھ ہجری میں کیا آپ سے قاضی محمد بن محمد بن شحنہ نے اخذ کیا شمس الدین سخاوی نے آپ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے بہت کچھ پڑھا اور فوائد و نظم کو لکھا چونکہ آپ کو باوجود کثرت اطلاع کے تصنیف و تالیف کا چنداں شوق نہ تھا اسلیے تصنیفات آپ سے کم ظہور میں آئیں اور جو آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ شرح عقائد نسفی جسکو زین قاسم حنفی نے آپ سے پڑھا۔ کواکب النیرات فی وصول ثواب الطاعات الی الاموات السہام المارقہ فی کبد الزنادقہ۔ رسالۃ الحبس بالتہمۃ۔ رسالۂ ہل شتام الملائکۃ ام لا۔ رسالۂ ہل منع الشعر مخصوص بالنبی ام عام لجمیع الانبیاء۔ تکملہ شرح ہدایہ سروجی سات جلدوں میں منظومۂ نعمانیہ۔ یہ کتاب نظم میں ہے اور اسمیں عجیب و غریب فوائد بیان ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی ربیع الآخر ۸۶۷ھ ہجری کو مصر میں ہوئی۔ "قیام حاذق" تاریخ وفات ہے۔

عبد اللطیف دیری

عبد اللطیف بن شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ زین الدین لقب تھا اعیان و ارکان فقہاء میں سے عدول و مقبول تھے آپ نے اپنے چچا کے بیٹے تاج الدین دیری سے

حکم کی نیابت حاصل کی اور ۸۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا ایک بیٹا شیخ شرف الدین یونس فضلاء زمانہ میں سے تھا جو آپ سے پہلے مرگیا اور دوسرا بیٹا زین الدین عبدالقادر بھی بڑا عالم فاضل متواضع تھا جو ۵ رمضان ۸۸۶ھ ہجری کو فوت ہوا۔

احمد بن موسی الشہیر بالخیالی شمس الدین لقب تھا سبائی علوم کے اپنے باپ سے پڑھے پھر مولی خضر بیگ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُنسے استفادہ کیا اور مدرسہ سلطانیہ بروسا کے مدرس بنے بعدہ بعض مدارس کی تدریس آپ کو تفویض ہوئی جب تاج الدین ابراہیم المعروف بابن الخطیب والد خطیب زادہ فوت ہوگئے تو وزیر محمود پادشاہ نے سلطان محمد خان سے آپ کے لیے سفارش کی کہ اُنکو مدرسہ ازنیق کی تدریس کا کام دیا جاوے پادشاہ نے وزیر سے کہا کیا خیالی وہ شخص نہیں ہے جسنے شرح عقائد پر حواشی لکھے ہیں اور میرا نام اُسمیں لکھا ہے وزیر نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہے پس پادشاہ نے کہا کہ وہ ضرور اس مدرسہ کا مستحق ہے لیکن خیالی نے اُن دنون واسطے حج کے تیاری کی تھی پس جب یہ قسطنطنیہ میں آئے تو وزیر نے اُنکو اس حال سے اطلاع دی اُنھون نے فرمایا کہ اگر تو مجکو اپنی وزارت اور پادشاہ اپنی سلطنت دے دے تو بھی میں اس سفر کو نہ چھوڑونگا پس آپ حج کو چلے گئے اور جب حج کرکے واپس آئے تو وہان کے مدرس بنے لیکن تھوڑے ہی دنون میں ۳۳ سال کی عمر میں ۸۶۲ھ میں اس دار فانی سے انتقال کر گئے خوردہ وان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ بڑے نحیف البدن تھے یہانتک کہ آپ کی انگشت سبابہ اور انگوٹھے کے حلقہ میں آپ کا ہاتھ بازو تک آجاتا تھا رات دن میں صرف ایک ہی دفعہ طعام کھایا کرتے تھے اور ہمیشہ علم و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ مولی غیاث الدین المعروف بہ پاشا چلپی اور کمال الدین قرہ کمال وغیرہ آپ کے شاگردون میں سے ہیں۔ شرح عقائد نسفی پر آپ نے نہایت عمدہ اور مختصر حواشی تحریر کیے جو متداول بین المدرسین والتدریس ہیں لیکن بعض مواقع پر اس دقت کو کام فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء اُسکے حل کرنے میں حیران رہ جاتے ہیں اسلیے ان حواشی کا حاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے ایسا عمدہ لکھا ہے کہ تمام معضلات و مشکلات کو حل کرکے طالبان کے لیے سہل کر دیا خیالی نے اس

موقع پر کسی نے یہ کیا خوب کہا ہے کہ خیالات خیال بس عظیم است + برسعد و عبدالحکمت عاید دانسکے اوائل شرح تجرید پر بھی حواشی تصنیف کیے اور اپنے استاد مولی خضر بیگ کی کتاب نظم عقائد کی شرح کی۔

ابراہیم بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیری۔ ابواسحٰق کنیت اور برہان الدین لقب تھا آپ بھی اپنے بھائیوں کی طرح علامہ زمانہ اور فقیہ فہامہ تھے پہلے قاہرہ کے وظائف سنیہ پر مقرر ہوئے پھر ۸۶۷ ہجری کو ولایت بصر کی قضاء کے متولی ہو کر قاضی القضاۃ ہوئے مگر اس سے روگردان ہو کر مویدیہ کی مشیخت پر مستقر ہوئے اور اسی حالت میں ۸۷۶ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن محمد حسن بن علی بن یحییٰ شمنی۔ رمضان ۸۰۱ ہجری میں شہر اسکندریہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں نشو و نما پایا پہلے مثل اپنے باپ دادا کے مالکی المذہب تھے پھر حنفی مذہب میں انتقال کیا۔ علوم میں یکتائے زمانہ اور ادب و تفسیر و حدیث و فقہ و نحو و کلام و اصول میں امام ائمہ تھے تقی الدین لقب اور ابوالعباس کنیت تھی۔ فقہ شیخ یحییٰ سیرامی سے اور حدیث ولی الدین عراقی سے حاصل کی یہانتک کہ فنون و علوم میں سرآمد و فائق اقران ہوئے اور بیشمار خلقت نے آپ سے فائدہ کثیر اٹھایا حافظ سیوطی اور سخاوی نے آپ کی شاگردی کی اور عراقی و بلقینی نے آپ کو سند اجازت کی دی۔ آپ نے مغنی اللبیب اور شفاء قاضی عیاض کا حاشیہ لکھا اور صدر الشریعہ کے نقایہ اور اپنے باپ کی نظم النخبہ کی شرح کی اور ارتقاء المسالک لنادیۃ الناسک آپ نے تصنیف کی۔ سخاوی نے ضوء لامع میں لکھا ہے کہ جب تقی الدین شمنی قاہرہ میں اپنے باپ کے ہمراہ آئے تو علی ابن الکویک اور جمال حنبلی اور تقی الزبیری اور ولی العراقی سے حدیث کی سماعت کی اور بلقینی و ہیثمی وغیرہ نے آپ کو سند اجازت دی اور میں نے اُن سے مدتہائے پڑھا اور اُنکے درس میں حاضر ہوتا رہا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ میں لکھا ہے کہ علم تفسیر میں آپ دریائے محیط اور کاشف دقائق تھے اور حدیث کی روایت و درایت اور حل مشکلات میں آپ ہی کی طرف رجوع اور اعتماد

کیا جاتا تھا۔ فقہ میں یہاں تک دستگاہ رکھتے تھے کہ اگر آپ کو نعمان یعنی امام ابو حنیفہ رح دیکھتے تو البتہ انعام دیتے اور علم کلام میں یہ لیاقت تھی کہ اگر آپ کو امام الشعراء دیکھ پاتے تو آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے۔ نحو میں ایسا ملکہ حاصل تھا کہ اگر آپ کو امام خلیل نحوی دیکھ لیتے تو البتہ اپنا خلیل پکڑتے۔ معانی وغیرہ علوم میں تو چراغ تھے اسکندریہ میں پیدا ہوئے اور قاہرہ میں اپنے والد کے ہمراہ آئے۔ نحو شمس الدین شنطوفی سے پڑھی اور فقہ شیخ یحییٰ سیرامی اور علاء بخاری سے حاصل کی۔ اور حدیث کو شیخ ولی الدین سے سماعت کیا۔ اور قاضی شمس الدین بساطی کی مصاحبت میں رہے اور انہیں سے علم معانی و بیان حاصل کیا۔ علیٰ ہذا دیگر علوم و فنون میں بھی فائق ہوئے۔ بلقینی و زین عراقی و جمال بن ظہیرہ و کمال دمیری اور مراغی وغیرہ محدثین نے آپ کو سند اجازت دی شیخ شمس الدین سخاوی نے اپنی مشیخت میں آپ سے تخریج کی اور حدیث کو بیان کیا۔ سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے بھی ایک جزو حدیث کی مسلسل آپ سے تخریج کی اور حدیث کو روایت کیا اور کئی اجزاء احادیث کے آپ سے پڑھے اور ایک بڑا حصہ مطول اور توضیح ابن ہشام کا سماعت کیا اور ایک جم غفیر خلقت نے آپ سے فائدہ اٹھایا اور میری کتاب شرح الفیہ و جمع الجوامع پر آپ نے تقریظیں لکھیں۔ وفات آپ کی ۸۷۲ھ میں ہوئی۔ آراکین عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی الشہیر بمولیٰ محی الدین کافیجی۔ امام محقق علامۂ زمانہ تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ معقولات و منقولات کے جامع تھے۔ اصول فقہ۔ کلام۔ تصریف اعراب۔ معانی۔ بیان۔ جدل۔ منطق۔ فلسفہ۔ ہیئت میں استاذ الاساتذہ تھے۔ ۷۸۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی علم میں مشغول ہو گئے اور بلاد عجم و تاتار میں جا کر بڑے بڑے علما و فضلا مثل مولیٰ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب بزازی اور برہان حیدر تلمیذ تفتازانی اور عبد اللطیف بن فرشتا شارح مجمع اور شیخ واجد وغیرہم سے علم پڑھا اور قاہرہ میں اشرف برسبائی کے عہد میں تشریف لیگئے جہاں آپ کی فضیلت ظاہر ہوئی اور اعیان و ارکان نے آپ سے اخذ کیا اور شیخونیہ

کی سشیخت یعد ترک ابن ہمام کے آپ کے سپرد ہوئی۔ کافیجی آپ کو اسلیے کہا کرتے تھے کہ کتاب کافیہ سے جو نحو مین ہی بڑا شغل رکھا کرتے تھے۔ سیوطی سنے لکھا ہی کہ مین آپ کی خدمت مین چودہ برس رہا اور آپ سے کتاب تحقیقات اور عجائب کو سنا اہل تصوف کے حق مین حسن الاعتقاد اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے با وجود کبر سنی کے کثیر العبادۃ کثیر الصدقہ سلیم الفطرۃ صبور و متحمل تھے مجھسے ایک دن فرمانے لگے کہ زید قائم کا اعراب کیا ہی مین نے کہا کہ بمقام صغیرہ مین بھی ہمسے یہ سوال کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اسمین ایک سو بیرہ بحث ہین مین نے عرض کی کہ جب تک مین انکو حاصل نہ کرونگا آپ کی مجلس سے نہ اٹھونگا پس وہ بتاتے گئے اور مین نے انکو لکھ لیا۔ آپ کی تصنیفات علوم عقلیہ مین اسقدر ہین کہ مین نے آپ سے انکے نام پوچھے تا کہ آپ کے ترجمہ مین انکو لکھون مگر وہ شمار نہ کر سکے اور جنکے نام آپ نے بتائے وہ مین بھول گیا جو اکثر مختصرات ہین اور انمین سے اجل وانفع شرح قواعد اعراب اور شرح کلمتی الشہادۃ اور مختصر فی الحدیث اور مختصر تفسیر تیسیر نام ہی وفات آپ کی جمعہ کی رات ۴ ماہ جمادی الاولی ۸۷۹ھ مین اسہال کے مرض سے واقع ہوئی

خداوند راز تاریخ وفات ہی۔

علی بن مجد الدین محمد بن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی المعروف بہ مصنفک۔ عالم فاضل فقیہ محدث۔ اصولی۔ صاحب تصنیفات عالیہ اور امام فخر الدین رازی کی اولاد مین سے تھے امام فخر الدین کا ایک بیٹا محمد نام بڑا فاضل تھا جو عنفوان شباب مین ایک بیٹا محمد نام واعظ چھوڑ کر مرگیا امام کو خدا نے اور بیٹا دیا انھون نے اسکا نام بھی محمد رکھا اور وہ بھی کمال رتبہ کو پہونچا جسکی اولاد مین سے آپ چوتھی پشت مین پیدا ہوئے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت عمر فاروق تک منتہی ہوتا ہی بعض اہل تواریخ کہتے ہین کہ آپ صدیقی ہین بہرحال آپ ۸۲۳ھ مین پیدا ہوئے اور واسطے تحصیل علم کے مسافرت کی علم عربی تو آپ نے جلال الدین یوسف تلمیذ علامہ تفتازانی اور نیز قطب الدین احمد بن محمد بن محمود امامی ہروی تلمیذ جلال الدین سے پڑھا اور فقہ حنفی فصیح الدین محمد بن محمد سے حاصل کی اور فقہ شافعی کو عبد العزیز بن احمد بن عبد العزیز

اسی برس سے اشتغال کیا ۸۲۲ھ ہجری میں کتاب مصابیح کی جو نحو میں ہے شرح لکھی اور ۸۲۶ھ میں آپ نے خواب میں رسول خدا صلعم کے اشارہ سے کتاب آداب البحث کی شرح تصنیف کی اور ۸۲۸ھ میں شرح لباب اور ۸۳۲ھ میں شرح مطول اور ۸۳۱ھ میں تفتازانی کی شرح مفتاح کی شرح تصنیف فرمائی اور ۸۳۳ھ میں حاشیہ تلویح کا اور شرح قصیدہ بردہ اور شرح قصیدہ ابن سینا کی لکھی پھر ۸۴۹ھ میں ہرات کو تشریف لیگئے اور وہاں وقایہ اور ہدایہ کی شرحیں لکھیں اور کتاب حدائق الایمان لاہل العرفان تصنیف کی پھر ۸۴۳ھ میں بلاد روم کی طرف تشریف لیگئے اور وہاں ۸۵۸ھ میں مصابیح بغوی کی آنحضرتؐ کے اشارہ سے شرح کی اور نیز سید کی مفتاح کی شرح اور شرح مطالع کا حاشیہ اور کسیقدر اصول فخر الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی ۸۶۳ھ ہجری میں شرح کشاف اور انوار الحدائق اور تحفۃ السلاطین اور حدائق الایمان فارسی میں تصنیف کی اور ۸۶۱ھ میں تحفۂ محمودیہ فارسی میں محمود پاشا کے وزراء کی نصائح میں تصنیف کیا اور اسمیں اپنی تصانیف مذکورہ بالا کی تاریخ ذکر کی اور نیز اس بات کا ذکر کیا کہ اب میں بسبب کبر سنی کے کوئی تصنیف اور تعیین کر دلگا اور نیز اسمیں بعد تذکرہ اپنے نسب کے لکھا کہ یہ لوگ آبا و اجداد ہیں اور جو آبا ہی اور دادا ہیں لیس وہ بہت ہیں آپ کے مصنفک کے نام سے مشہور ہونے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ آپ سن حداثت ہی میں کتب شریفہ کی تصنیف میں مصروف ہو گئے تھے اسلئے کاف تصغیر کا مصنف کے ساتھ لگا دیا گیا۔ وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۸۷۵ھ میں ہوئی۔ یکتائے روزگار تاریخ وفات ہے۔

علی بن محمد قوشجی۔ علاء الدین لقب تھا اعلم علماے دوران اور افضل حکماے زمان تھے آپ کا باپ امیر الغ بیگ پادشاہ ماوراء النہر کے خادموں سے تھا آپ لڑکپن میں امیر موصوف کے بڑے منظور نظر تھے یہانتک کہ وہ کمال شفقت سے آپ کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے جانور شل باز وغیرہ کے آپ کے ہاتھ پر بٹھا دیا کرتا تھا اسلئے آپ قوشجی کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ قوشجی کے معنی لغت میں حافظ باز اور میر شکار کے ہیں۔ ابتداء علم آپ نے

قوشجی

ہوئی قاضی زادہ سے بھی رومی شارح ملخص چغمینی اور نیز امیر الغ بیگ سے جو علم ریاضی
مین بڑا ماہر تھا پڑھے پھر پوشیدہ طور پر کرمان کے ملک مین چلے گئے اور وہان کے
علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا اور وہین شرح تجرید کا مسودہ کیا پھر بعد کئی سال کی
غیبت کے امیر موصوف کے پاس واپس آئے اور پوشیدہ چلے جانیکی معذرت کی
امیر نے کہا کہ تم ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو آپ نے فرمایا کہ ایک رسالہ لایا ہون
جس مین مین نے اُن اشکال قمر کا حل کیا ہے جنکے حل کرنے مین تم بھی حیران ہوئے
ہین امیر نے کہا کہ اُسکو میرے پاس لاؤ کہ دیکھون اُسمین کس کس جگہ آپ نے خطا کی ہے
آپ نے رسالہ کو حاضر کیا اور امیر اُس کو مطالعہ کرکے متعجب ہوا پھر امیر نے سمرقند مین
ایک نجوم خانہ تعمیر کیا اور غیاث الدین جمشید کو جو نجوم مین ماہر تھا اُسکا متولی بنایا۔ لیکن
وہ اوائل امر مین ہی مر گیا پھر قاضی زادہ کو اُسکا متولی کیا مگر وہ بھی قبل اتمام اُسکے فوت
ہوگئے پھر آپ نے اُسکو کامل کیا پس جو کچھ ان لوگون کو اس رصد سے حاصل ہوا وہ
آپ نے لکھا جسکا نام زایچۂ الغ بیگ رکھا گیا۔ جب الغ بیگ مر گیا اور اُسکے اولاد مین
سے بعض لوگ ملک پر متسلط ہوئے تو اُنھون نے آپ کی کچھ قدر نہ سمجھی اسلیے آپ سمرقند
سے تبریز مین آئے جہان کہ سلطان امیر حسن طویل نے آپ کی بڑی تکریم و تنظیم کی اور
آپ کو بطور سفارت باہمی مصالحت کے لیے روم مین سلطان محمد خان کے پاس بھیجا
جہان سلطان محمد خان نے سلطان حسن سے بھی بڑھ کر آپ کی عزت کی اور کہا کہ تم
ہمارے ہی پاس رہو آپ نے اس بات کو قبول کرکے وعدہ کیا کہ بعد اتمام کام سفارت
کے ہم ضرور آپ کے پاس چلے آئینگے پس جب رسالت کا کام تمام ہوگیا تو سلطان
محمد خان نے اپنے خدمتگار آپ کی طرف بھیجے جو آپ کو بڑی خاطر تواضع سے ہر منزل
مین ہزار درم خرچ کرکے قسطنطنیہ مین لالیے اور آپ کا استقبال تمام علماء و اعیان
قسطنطنیہ نے کیا جب سلطان محمد خان کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ
حساب مین محمدیہ نام بادشاہ کے نذر کیا پھر جب سلطان محمد خان نے حسن طویل پر
چڑھائی کی تو آپ بھی بادشاہ کے ہمراہ گئے اور اس سفر مین ایک رسالہ ہیئت فتحیہ نام

تصنیف کیا جب سلطان قسطنطنیہ میں واپس آیا تو آپ کو ایا صوفیہ کا مدرسہ دیکر دو سو درہم روزینہ آپ کا مقرر کر دیا پس آپ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ سنہ [illegible] ہجری میں فوت ہوگئے مجز یاکیا تاریخ وفات ہے۔ شرح تجرید اور تفتازانی کے اوائل حواشی کشاف پر حواشی اور صرف میں عقود الزواہر وغیرہ رسائل آپ کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔

محمد الشہیر بہ ابن امیر الحاج حلبی۔ شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل محقق۔ فقیہ محدث مفسر۔ فائق بر اقران۔ علامہ زمان تھے۔ علاء الدین ابن ہمام وغیرہ فضلاء وکبار سے حاصل کیے اور قدس میں مسند افادت پر متمکن ہو کر تنشیر علوم و تصنیف کتب میں مشغول رہے۔ ذخیرۃ القصر فی تفسیر سورۃ العصر۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی اور شرح مقدمہ ابی اللیث وغیرہ آپ کی مشاہیر تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپکی سنہ [illegible] میں ہوئی۔ علامۂ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبداللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبداللہ محمد دیری۔ ابو المعزم کنیت جمال الدین لقب تھا سنہ [illegible] ہجری میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے سنہ [illegible] میں قضاء قدس اور مدرسہ کی آپ کو دیگئی اور پھر قضاء شہر خلیل کی بھی اضافہ کی گئی۔ قدس میں ماہ ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری میں فوت ہوئے۔ شیرازۂ دانش تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن قطلوبغا۔ قاہرہ میں سنہ [illegible] میں پیدا ہوئے ابو العدل کنیت زین الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام۔ فقیہ۔ محدث۔ علامہ۔ جامع علوم و فنون۔ استحضار مذاہب میں کامل۔ مناظرہ اور اسکات خصم میں ید طولیٰ رکھتے تھے آپ صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ فوت ہوگیا پہلے آپ قرآن شریف اور چند کتابیں حفظ کر کے مدت تک خیاطت کا کام کرتے رہے پھر تحصیل علم میں مشغول ہوئے چنانچہ علم حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج قاری الہدایہ اور ابن ہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبدالسلام بغدادی اور عبداللطیف کرمانی سے حاصل کیے لیکن سب سے زیادہ ابن ہمام کی ملازمت و صحبت اختیار کی یہاں تک کہ جتنا آپ نے پڑھا تھا اس سے زیادہ آپنے سنا اور آپ سے سخاوی شافعی صاحب ضوء اللامع نے تلمذ کیا۔ تصنیفات

آپ کی فقہ و حدیث میں بشرکت بہت سے زیادہ شمار کی گئی ہیں جنمیں سے شرح مصابیح السنہ
حاشیہ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث - حاشیہ مشارق الانوار - تحفۃ الاحیاء فی ما فات
من تخاریج الاحیاء - منیۃ الالمعی فی ما فات من تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی - تعلیقات
بخیئیۃ و التذکرہ - تخریج احادیث تفسیر ابی اللیث نصر بن محمد فقیہ سمرقندی متوفی سنہ ۳۸۳ھ
ترتیب الجوہر النقی - شرح مجمع البحرین - شرح مختصر المنار - شرح درر البحار - معجم تعلیق
تفسیر بیضاوی تا قول سبحانہ فہم لا یرجعون - وغیرہ ہیں - وفات آپ کی حارۃ الدیلم
میں بتاریخ ۴ - ربیع الآخر سنہ ۸۷۹ھ میں ہوئی - سراج درایت تاریخ وفات ہے -

حسن بن عبد الصمد سامسونی - شہر سامسون کے جو بلاد روم میں کنارہ دریا
پر واقع ہے رہنے والے تھے بڑے پسندیدہ اخلاق - سلیم الطبع متشرع تھے خط
بھی آپ کا نہایت عمدہ تھا - علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز صاحب درر وغیرہ سے پڑھا
اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان
محمد خان کے معلم بنے بعد ازاں دار القضا کے متولی ہوئے - کتاب مقدمات اربع اور
حاشیہ شرح مختصر سید پر حواشی لکھے اور سنہ ۸۸۱ھ میں وفات پائی خلیق عالم تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا البکتمری - سیف الدین لقب تھا بڑے علامہ محقق
زاہد - عابد - اور ورع تھے سنہ ۸۰۰ ہجری کے ابتدا میں پیدا ہوئے - علم سراج قاری
ہدایہ اور بقینی سے حاصل کیا اور ابن ہمام کی صحبت لازم پکڑی اور بڑا استفادہ کیا
یہاں تک کہ فقہ - اصول - نحو وغیرہ علوم میں فائق و بارع ہو کر چند اماکن میں تدریس کے
متولی ہوئے - چنانچہ منصوریہ میں تفسیر کا درس دیا اور مؤیدیہ کی شیخونیہ کی مشیخت کے
متولی ہوئے - آپ کے شیخ ابن ہمام آپ کو ان کلمات سے یاد کیا کرتے تھے ہو محقق الدیار المصریۃ
مع ما ہو علیہ من سلوک طریق السلف من العبادۃ والخیر و عدم التردد الی احد ایدہ اللہ تعالیٰ
و لم یر مسئلہ تو دعا - آپ کی تصنیفات سے کتاب توضیح کثیرۃ الفوائد پر حاشیہ یادگار ہے - وفات
آپ کی ماہ ذیقعدہ سنہ ۸۸۱ھ میں ہوئی - قد ودع اہل تعلق تاریخ وفات ہے - حافظ سیوطی نے
کہا ہے کہ میرے شیوخ حنفیہ سے یہی ایک ہیں جو سب کے پیچھے فوت ہوئے مگر ایک شخص جس

مین سے کتاب منہاج کے چند ورق پڑھے۔ سیوطی نے آپ کی وفات میں ایک مرثیہ بھی
تصنیف کیا جو حسب ذیل ہے۔ مات سیف الدین منفردا ٭ وغدا فی اللحد متغمدا ٭ عالم الدنیا
وصالحہا ٭ لم یزل احوالہ رشدا ٭ یبکیہ دین النبی اذ ٭ ما اتاہ محمد کمدا ٭ تنابکی عالی رجل ٭ قد
غدا فی الخیر معتمدا ٭ لم یکن فی دینہ وہن ٭ لا ولا للکبر منہ ردا ٭ عمرہ افناہ فی نصب ٭ لالہ
الغرس مجتہدا ٭ من صلوٰۃ او مطالعۃ ٭ او کتاب اللہ مقتصدا ٭ لا یوافیہ لظلمۃ ٭ لیشر وقع
قیدا ٭ فی الثری قد کان من ورع ٭ لم یخالف بعدہ احدا ٭ دنت الدنیا لمنصرم ٭ ورحیل
الناس قد افدا ٭ لیت شعری من نوملہ ٭ بعد ہذا الحبر ملتحدا ٭ ثلمۃ فی الدین موتتہ ٭ مالہا من
جابر ابدا ٭ قدر دنیا ذاک فی خبر ٭ وہو موصول لنا سندا ٭ فعلیہ ناسحات رضی ٭ ومن
الغفران سحب ندا ٭ ولیغثنا ضمن زمرتہ ٭ مع اہل الصدق والشہدا۔

شیخ سعد الدین خیرآبادی

شیخ سعد الدین خیرآبادی۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ نحوی۔ حافظ حدود
شریعت اور آداب طریقت موصوف بہ ترک و تجرد تھے آپ کے والد ماجد خیرآباد کے
قاضی تھے جو آپ کو صغیر سن چھوڑ کر فوت ہو گئے پس آپ نے صغر سنی میں قرآن کو حفظ
کیا بعد ازاں ظاہری علوم مولانا اعظم لکھنوی سے جو مشہور فقہاء و علماء زمانہ سے
تھے حاصل کیے اور طریقت میں شیخ مینا کے مرید ہوئے۔ تدریس و ارشاد خلائق میں عمر بسر کی
کتاب اصول بزدوی و کتاب حسامی کی شرحیں تصنیف کیں اور رسالہ مکیہ کی شرح مسمی بہ
مجمع السلوک اور نیز مصباح و کافیہ وغیرہ کی شرحیں لکھیں اور بہت لوگوں نے آپ سے
ظاہری و باطنی فیوض حاصل کیے جنمیں سے شیخ صفی اور شیخ مبارک سندیلہ میں وفات
آپ کی ۹۲۲ھ میں ہوئی۔ قبر آپ کی خیرآباد میں زیارت گاہ ہے۔ "راست کار" تاریخ وفات ہے

عبد العزیز بن عبد الرحمن حلبی

عبد العزیز بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف
با بن العدیم۔ قاہرہ میں ۸۱۱ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پایا اور مختلف علوم
میں کامل مہارت حاصل کی یہانتک کہ فقیہ فاضل محدث متبحر ہوئے۔ عراقی اور برماوی
اور ابن جزری نے آپ کو حدیث و فقہ کے شیوع کی اجازت دی اور آپ نے حلب میں
رہنا وطن اختیار کیا پھر قاہرہ میں بود و باش کی مکہ معظمہ کا حج کیا اور بیت المقدس کی

بھی زیارت کی اور ۸۸۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ محدث بے شبابہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن قطب الدین ازنیقی۔ عالم ماہر۔ فقیہ متبحر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور سالک مسالک تصوف تھے۔ علوم شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے حاصل کیے شرح فصوص اور شرح مفتاح الغیب مصنفہ شیخ صدر الدین قونوی تصنیف کیں اور ۸۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کے والد ماجد قطب الدین بھی بڑے عالم فاضل زاہد متورع۔ صوفی تھے جو ازنیق میں پیدا ہوئے اور اپنے ملک کے علما و فضلا سے پڑھ کر کل علوم میں مہارت حاصل کی اور ازنیق میں ہی فوت ہوئے۔ ازنیق ایک بڑا شہر روم کے ملک میں ہی جو قسطنطنیہ سے چار منازل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ علامۂ خفی وجلی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فرامرز الشہیر بمولی خسرو۔ علم معقول و منقول کے بحر زخار اور فروع و اصول کے جامع تھے۔ علوم مولی برہان الدین حیدر ہروی تلمیذ سعد الدین تفتازانی سے حاصل کیے عہد سلطان مراد خان میں اُسکے بھائی کے مدرسہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر عہد محمد خان بن مراد خان میں عسکر کے قاضی ہوئے اور جب مولی الخضر بیگ فوت ہوئے تو محمد خان نے آپ کو قسطنطنیہ کی قضا دی۔ جب آپ عہد مراد خان میں مدرسہ شاہ ملک کے مدرس تھے تو آپ نے کتاب غرر الاحکام اور اسکی شرح درر الحکام تصنیف کی اور مرقاۃ الاصول اور اسکی شرح مرآۃ الاصول اور مطول اور تلویح اور تفسیر بیضاوی کے سیقول السفیا ریاب اور شرح وقایہ کے حواشی لکھے ایک رسالہ ولاء میں تصنیف کیا جسمیں فوائد عجیبیہ داخل کیے۔ تمام تصنیفات آپ کی دقائق علمیہ اور مسائل فقیہ پر شامل ہیں۔ آپ سے یوسف بن جنید اور حسن چلپی بن محمد شاہ فناری و حسن بن عبد الصمد سامسونی وغیرہم نے تلمذ کیا۔ صاحب شقائق لکھتے ہیں کہ آپ کا باپ امرا فرامحنہ میں سے رومی الاصل تھا جو اسلام لایا اسکی ایک بیٹی تھی جسکو اُسنے ایک امیر مسمّٰی بہ خسرو سے بیاہ دیا تھا جب مر گیا تو یہ محمد اپنے بہنوئی خسرو کے گھر میں رہے اور اخی زوجہ خسرو کے نام سے مشہور ہوئے یہانتک کہ لوگ مولی خسرو

انکو کہنے لگے۔ وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۸۶۳ھ میں ہوئی اور شہر بروسا میں لیجا کر دفن کیے گئے۔ عالم فی الحقیقت تاریخ وفات ہے۔

حسن چلپی بن شمس الدین محمد شاہ بن مولف فصول البدائع محمد بن حمزہ الفناری ۸۴۰ ہجری میں روم کے شہروں میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ نشو و نما پایا۔ علم ملا فخر الدین اور بابا طوسی اور ملا خسرو سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو بعض تلامذہ ابن حجر عسقلانی سے پڑھا یہانتک کہ عالم فاضل محقق مدقق ہوئے اور فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر قرآن و نحو و علم معانی و بیان اور معقولات وغیرہ میں سر آمد علماے زمانہ ہوئے۔ آپ بڑے صالح و متدین تھے پہلے آپ ادرنہ میں مدرسہ حلبیہ کے مدرس تھے اور آپ کا چچیرا بھائی علی فناری عہد سلطان محمد خان میں عسکر کا قاضی تھا آپ نے اسکو کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مصر میں ایک شخص کتاب مغنی اللبیب جو علم نحو میں ہے بہت اچھی طرح پڑھاتا ہے آپ مجکو سلطان محمد خان سے وہان جا کر کتاب مذکور کے پڑھنے کی اجازت لے دیں اور آپ بذات خاص سلطان مذکور سے اسلیے اجازت حاصل نہیں کر سکتے تھے کہ آپ نے اُسکی حیات میں کتاب تلویح کے حواشی سلطان بایزید خان اُسکے بیٹے کے نام پر تصنیف کیے تھے جس سے وہ آپ سے گونہ ناراض تھا پس علی فناری نے آپ کو سلطان محمد خان سے اجازت لے دی اور آپ نے مصر میں جا کر مغنی کو پڑھا جب روم کو واپس آئے تو سلطان محمد خان نے آپ کو پہلے مدرسہ ازنیق پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کا مدرس مقرر کیا ۸۸۰ ہجری میں ملک شام میں آئے اور شام کے سواروں کے ساتھ حج کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح اور حواشی شرح وقایہ اور حواشی شرح تلخیص المعانی و مطول اور حواشی شرح مواقف اور حواشی تفسیر بیضاوی مشہور و معروف ہیں اور ہر ایک اُنمیں سے تحقیقات و تدقیقات سے مملو ہے عہد سلطان بایزید خان میں شہر بروسا میں ماہ جمادی الآخری ۸۸۶ھ میں فوت ہوئے۔ دریائے کرامت تاریخ وفات ہے۔ فنار آپ کے پردادا کا لقب تھا جسکی طرف آپ منسوب ہیں۔

علی المعروف بالمولیٰ علاء الدین الطوسی۔ بڑے عالم فاضل اور تفسیر وحدیث وخلاف وغیرہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علم اپنے ملک کے علماء وفضلاء سے پڑھا اور رتبۂ کمال کو پہنچے پھر روم میں تشریف لائے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی اور آپ کو بروسا میں مدرسۂ سلطانی عطا کیا جب محمد خان بن مراد خان نے قسطنطنیہ کو مفتوح کیا تو اُسنے آٹھ مدارس بنوائے جنمیں سے ایک میں آپ کو متعین کیا چنانچہ ایک دن سلطان مراد خان آپ کے پاس مدرسہ میں آیا اور حکم دیا کہ میرے روبرو علماء کو سبق پڑھاؤ پس آپ دائیں طرف بادشاہ کے بیٹھ گئے اور وزیر محمود پاشا کھڑا رہا اور علماء آگئے اور انھوں نے سید شریف کی شرح عضد کا حاشیہ پڑھنا شروع کیا پس آپ نے اسطرح سے اُسکے دقائق و مشکلات حل کیے کہ سلطان آپ کی کمالیت وفضیلت دیکھ کر خوش ہو گیا اور دس ہزار درم مع خلعت آپ کو اور پانسو درم ہر ایک طالب علم کو انعام عطا کیا پھر آپ کو اور مولیٰ خواجہ زادہ مصلح الدین مصطفیٰ بن یوسف کو حکم کیا کہ امام غزالی کی کتاب تہافۃ الفلاسفہ اور حکماء کے درمیان ایک ایک کتاب بطور محاکمہ کے لکھیں پس خواجہ زادہ نے تو چار مہینے میں اور مولیٰ طوسی نے چھ مہینے کے عرصہ میں ذخر نام سے ایک ایک کتاب لکھی سلطان نے ان دونوں کو دس دس ہزار درم انعام عطا کیا لیکن خواجہ زادہ کو ایک عمدہ بچہ استر کا زیادہ دیا کیونکہ علماء نے خواجہ زادہ کی کتاب کو ترجیح دی تھی اس سے مولیٰ طوسی کی طبیعت مکدّر ہو گئی اور وہاں سے عجم میں آ گئے جب تبریز میں پہونچے تو وہاں شیخ عبد الالٰہی صوفی سے ملاقات کی پھر ماوراء النہر میں جا کر خواجہ عبید اللہ سمرقندی کی خدمت میں مشرف ہوئے اور اُنسے بڑے فیوض باطنی حاصل کیے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مواقف کا حاشیہ اور انھیں کے حاشیہ کشاف کے حواشی اور انھیں کے حاشیہ شرح مطالع کے حواشی مشہور و معروف ہیں۔ سمرقند میں ۸۷۷ھ ہجری میں فوت ہوئے 'رفیع منزلت' تاریخ وفات ہے۔ طوسی طرف طوس کے منسوب ہے جو خراسان میں ایک شہر دو شہروں پر مشتمل ہے جنمیں سے ایک کا نام کابران اور دوسرے کا وقان ہے اور ہزار گاؤں سے

زیادہ گاؤن اُنکے متعلق ہین زمانہ حضرت عثمان مین ۳۰ھ ہجری مین یہ فتح ہوا تھا۔

یعقوب پاشا

یعقوب پاشا بن خضر بیگ رومی۔ عالم محقق۔ فاضل مدقق۔ افقہ اہل جہان اور فارس میدان بحث تھے علوم اپنے باپ سے حاصل کیے اور مدت تک بروسا کے قاضی رہے پھر قسطنطنیہ کے قاضی ہوے جہان قضا کی حالت مین ۸۹۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ فقیہ مقتدا اسے عالم تاریخ وفات ہے۔ شرح وقایہ پر عمدہ حواشی لکھے جنمین عجیب و غریب دقائق و مسائل وارد کیے اور نیز شرح مواقف پر لطیف سوال تحریر کیے اور اکثر حواشی حسن چلپی کے آپ کے حاشیہ سے ماخوذ ہین۔

سنان پاشا

یوسف بن خضر بیگ رومی الشہیر بہ سنان پاشا۔ بڑے ذکی۔ عالم فاضل ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ فارس میدان مناظرہ تھے پہلے آپ کو سلطان محمد خان نے ۸۷۵ھ مین قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک کا مدرس مقرر کیا پھر اپنا معلم بنایا ازان بعد ۸۸۳ھ مین وزارت کے عہدہ پر آپ کو سرفراز کیا لیکن پھر کسی بات پر معزول کر کے قید کر دیا اسپر شہر کے تمام علماء دیوان مین اکٹھے ہوکر بادشاہ سے ملتجی ہوے کہ آپ انکو چھوڑ دین ورنہ ہم کچہری کی کتابین جلا دینگے۔ سلطان نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ سفری حصار مین آئے اور سلطان محمد خان کی وفات تک وہین مقیم رہے پھر آپکو بایزید خان ابن محمد خان نے ادرنہ مین مدرسہ دار الحدیث کا مدرس مقرر کیا جہان آپ نے شرح مواقف کی مباحث جواہر پر حواشی لکھے اور ایک مناجات ترکی زبان مین اور ایک کتاب مباحث اولیاء مین تصنیف کی۔ کہتے ہین کہ جب مولیٰ علی قوشجی بلاد روم مین داخل ہوے تو سلطان محمد خان نے تعلم علوم ریاضیہ مین آپ کو سقیم سمجھکر آپ کے شاگرد مولیٰ لطفی اللہ توقانی کو علی قوشجی کی طرف بھیجا جس نے اُنسے علوم ریاضیہ کو حاصل کر کے جو کچھ پڑھا تھا آپ کو سنایا جس سے آپ بھی علوم ریاضی مین کامل ہوگئے اور قاضی زادہ رومی کی شرح چغمینی پر حواشی تصنیف کیے۔ وفات آپ کی ۸۹۱ھ ہجری مین ہوئی اور آپ کے تلامذہ مین سے نور الدین قرہ صدی اور محمود بن محمد بن قاضی زادہ رومی ہین علامہ قدسی صفات تاریخ وفات ہے۔

تاج الدین بن سعد

تاج الدین بن سعد بن مجد الدین۔ ماہ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے باپ اور چچا ہی سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ و فائق زمانہ ہوئے آپکے وقت میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی ۹۳۰ھ ہجری میں قندار قدس آپکو دیگئی اور مدرسہ سلطانیہ کی درس و تدریس میں مشغول ہوئے اور آپکا حکم جاری ہوا پھر قندار کو چھوڑکر قاہرہ کو گئے جہاں آپکے والد نے آپکو مدینہ کی مشیخت سپرد کی جب ۹۲۷ھ میں آپکے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ اپنے چچا برہان الدین کے واسطے مدینہ کی مشیخت خالی کر کے قدس میں چلے آئے اور ماہ شعبان ۹۴۲ھ میں وفات پائی۔ ذو فنون تاریخ وفات ہے۔

خواجہ زادہ

مصطفیٰ بن یوسف بن صالح برسوی الشہیر بخواجہ زادہ۔ علامۂ زمانہ۔ فہامۂ دوران۔ عالم نبیل۔ فاضل جلیل ماہر معانی و بیان۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے پہلے محمد بن ارمناد ... سے پڑھتے رہے پھر خضر بیگ مدرس مدرسہ سلطانیہ واقع بروسا کی خدمت میں پہونچے اور اُنسے بہت سے علوم حاصل کیے۔ سلطان مراد خان نے بروسا کے مدرسہ اسدیہ کی تدریس آپکے سپرد کی اور جب سلطان محمد خان بادشاہ ہوا اور علماء نے اُسکی رغبت علم کی طرف بہت دیکھی تو آپ بھی اُسکے پاس گئے اور اُسنے آپکو اپنا معلم بنا لیا اور آپ سے کتاب زنجانی پڑھی آپنے زنجانی کی ایک عمدہ شرح تصنیف کی اور نیز کتاب تہافۃ الفلاسفہ اور حواشی شرح مواقف اور حواشی شرح ہدایۃ الحکمۃ تصنیف کیے۔ کہتے ہیں کہ مولی عبد الرحمن بن مؤید جب جلال الدین دوانی کی خدمت میں پہونچے تو دوانی نے فرمایا کہ آپ ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہیں مولی عبد الرحمن نے کہا کہ خواجہ زادہ کی تہافۃ الفلاسفہ لایا ہوں جب دوانی نے اُسکو مطالعہ کیا تو فرمایا کہ میرا بھی ارادہ تھا کہ اس باب میں ایک کتاب لکھوں لیکن اگر میں اس کتاب کے دیکھنے سے پہلے لکھتا تو ضرور فضیحت اُٹھاتا۔ کہتے ہیں کہ مولی علی طوسی جب بلاد عجم کی طرف گئے تو اُنکی علی قوشجی سے ملاقات ہوئی مولی نے قوشجی سے پوچھا کہ آپ کہاں جائینگے اُنھوں نے کہا کہ روم کے شہروں میں۔ مولی نے کہا کہ اس حالت میں آپ کو خواجہ زادہ

کو سے ضرور صلح رکھنی ہو گی جب قوشجی قسطنطنیہ مین آئے تو وہان کے علماء نے انکا استقبال کیا اسوقت خواجہ زادہ قسطنطنیہ کے قاضی تھے جب قوشجی نے خواجہ زادہ سے ملاقات کی اور دریا کی مد و جزر سے جو کچھ دیکھا تھا اسکا بیان کیا تو خواجہ زادہ نے مد و جزر کا سبب بیان کیا پھر اُس بحث کا تذکرہ شروع ہوا جو تیمور کے سامنے سید شریف اور تفتازانی کی ہوئی تھی قوشجی نے تفتازانی کو ترجیح دی خواجہ زادہ نے کہا کہ مین نے تحقیق کیا ہی کہ حق سید شریف کے ساتھ تھا پس جو کچھ ان لئے لکھا تھا اسکو قوشجی نے مطالعہ کیا پھر جب قوشجی کی ملاقات سلطان مراد خان سے ہوئی تو کہا خواجہ زادہ کی عجم مین کوئی نظیر نہین سلطان نے کہا کہ عرب مین بھی کوئی نہین۔ وفات آپ کی بروسا مین ۸۷۹ شنہ ہجری مین ہوئی۔ مقبل خلص تاریخ وفات ہی۔ آپ کے تلامذہ مین سے یوسف قراصوبا اور یوسف کرماسنی اور رکن الدین محمد الشہیر بہ زیرک زادہ اور قطب الدین محمد بن محمد بن قاضی زادہ وغیرہم ہین۔

عبد الرحمن بن ابی بکر بن العینی۔ ابی محمد کنیت اور زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کامل۔ فقیہ جید۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے جنمین سے صحیح بخاری کی شرح تین جلد مین مشہور و معروف ہی۔ وفات آپ کی ۸۹۳ شنہ ہجری مین ہوئی۔ اور علامہ جلیل المراتب تاریخ وفات ہی۔

احمد بن اسمعیل بن محمد کورانی المعروف بمولی فاضل شمس الدین لقب تھا قصبہ کوران مین جو ملک خراسان کے علاقہ اسفرائن مین واقع ہی پیدا ہوئے پہلے اپنے ملک کے علماء سے پڑھتے رہے پھر قاہرہ مین تشریف لائے اور یہان کے علماء و فضلاء سے علم قرات و حدیث و تفسیر و فقہ و اصول وغیرہ پڑھا اور اجازت کی سند حاصل کی۔ کہتے ہین کہ جب مولی محمد بن ادسغان المعروف بمولی یگان حجاز کے سفر سے قاہرہ مین داخل ہوے تو آپ نے اُنسے ملاقات کی اور وہ آپ کو بلاد روم کی طرف اپنے ہمراہ لیگئے پس جب سلطان مراد خان سے مولی یگان نے ملاقات کی تو پادشاہ نے فرمایا کہ کچھ ہمارے لیے آپ تحفہ بھی لائے ہین مولی یگان نے کہا کہ ہان ایک شخص

زین الدین عبد الرحمن بن ابی بکر العینی

احمد بن اسمعیل کورانی

عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ بارع فی العلوم اپنے ساتھ لایا ہون بادشاہ نے کہا کہ وہ کہان ہی انھون نے فرمایا کہ وہ دروازہ پر کھڑا ہی بادشاہ نے آدمی بھیجکر بلوالیا آپ بادشاہ کے پاس آئے اور سلام کیا بادشاہ نے سلام کا جواب دیکر آپ سے کچھ دیر تک گفتگو کی پس اُسنے آپ کو نہایت علم و فضل مین دیکھ کر شہر بروسا مین اپنے دادا مراد خان غازی کے مدرسہ پر مدرس مقرر کر دیا پھر آپ کو اپنے بیٹے محمد خان کا معلم بنایا جب سلطان محمد خان تخت نشین ہوا تو آپ کی اور بھی تعظیم و تکریم ہونے لگی اور منصب قضاء و افتاء کا آپ کے تفویض ہوا سنہ ۸۶۱ ہجری مین آپ نے ایک تفسیر مسمی بہ غایۃ الامانی فی تفسیر الکلام الربانی تصنیف کی اور اسمین علامہ زمخشری اور بیضاوی پر اکثر جگہ مواخذات کیے۔ پھر سنہ ۸۶۸ھ مین شہر ادرنہ مین صحیح بخاری کی شرح تصنیف فرمائی اور اُسکا نام الکوثر الجاری علی ریاض البخاری رکھا اور اسمین اکثر مواضع پر کرمانی اور ابن حجر پر اعتراض کیے اور لغات مشکلہ اور مواضع التباس مین اسماء الرواۃ کی اچھی طرح توضیح و تضبیط کی اور ابتداء مین آنحضرت صلعم کے خصائل اور مصنف بخاری کے مناقب بیان کیے۔ علاوہ اُسکے کتاب شاطبیہ کی شرح جعبری پر حواشی لکھے۔ آپ بڑے راستگو۔ عابد اور شب بیدار تھے یہانتک کہ ہر دو رات کو ایک دفعہ قرآن شریف ختم کیا کرتے اور بالکل نہ سوتے تھے وفات آپ کی قسطنطنیہ مین سنہ ۸۹۳ ہجری مین ہوئی۔ مرجع شرف تاریخ وفات ہی۔

علی عربی

علی عربی۔ علاء الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و عقلیہ کے جامع اور تفسیر و حدیث و اصول مین بڑے ماہر تھے چنانچہ کتاب تلویح آپ کو نوک زبان یاد تھی اصل مین آپ حلب کے رہنے والے تھے اور وہین پیدا ہوئے اور مختلف علوم حاصل کیے پھر بروسا مین گئے اور اسمٰعیل کورانی سے مدت تک پڑھتے رہے پھر خضر بیگ بن جلال الدین رومی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنسے استفادہ کیا پھر بروسا و مغنیسا اور قسطنطنیہ کے مدارس مین مدرس مقرر رہے آخر بحالت مفتی قسطنطنیہ کے سنہ ۹۰۱ھ مین وفات پائی علامہ مذہب تاریخ وفات ہی آپ کی کرامات بہت ہین اور تصنیفات سے حواشی شرح عقائد اور حواشی مقدمات اربعہ توضیح یادگار ہین کہتے ہین کہ پہلے پہل

آپ نے ہی مقدمات اربعہ توضیح پر حواشی لکھے پھر مولی مصلح الدین مصطفیٰ قسطلانی نے
ان کا حاشیہ کیا اور بعض جگہ علی عربی کی تردید کی پھر حسن سامسونی اور مولی ابن خطیب
اور مولی ابن حاج حسن نے یکے بعد دیگرے حواشی لکھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے
مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق اور عبد الحلیم بن علی قسطمونی وغیرہ ہیں۔

حافظ غیاث ہروی

حافظ غیاث ہروی۔ اپنے زمانہ کے قدوۂ ارباب علم و عرفان اور زبدۂ
محدثین تھے ایام سلطنت خاقان منصور میں سالہا سال ہرات میں افادۂ علوم میں
مصروف رہ کر ۸۵۴ھ میں فوت ہوئے اور مزار شیخ بہاء الدین عمر میں مدفون ہوئے
"محدث قطب الزمانہ" تاریخ وفات ہے۔

مولانا جامی

عبد الرحمٰن بن احمد بن محمد المعروف بہ نور الدین جامی۔ شہر جام میں ۲۳ شعبان
۸۱۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے نسباً آپ کا امام محمد رح سے ملتا ہے آپ کے والد ماجد مشاہیر
علم و تقویٰ میں سے تھے جو اپنا وطن اصلی شہر اصفہان چھوڑ کر جام میں آرہے تھے
اور وہاں سے جب ہرات میں آکر مدرسہ نظامیہ میں مقیم ہوئے تو اس وقت نور الدین
جامی مولانا جنید الاصولی کے درس میں حاضر ہوئے جبکہ اس وقت طلباء شرح مفتاح
پڑھ رہے تھے آپ اس وقت اگرچہ بہت خورد سال تھے مگر طلباء کے سبق کو سمجھ لیتے تھے
پھر خواجہ علی سمرقندی تلمیذ سید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد تلمیذ تفتازانی کے درس
میں حاضر ہو کر استفادہ کیا اور معقول و منقول میں کمال کو پہونچے پھر سمرقند میں جاکر
قاضی موسیٰ رومی شارح ملخص الہیئۃ کے درس میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات
میں قاضی رومی سے مباحثہ کیا اور غالب رہے چنانچہ مولانا فتح اللہ تبریزی جو سلطان
الغ بیگ کی کچہری کے صدر الصدور تھے نقل کرتے ہیں کہ قاضی رومی مولانا جامی
کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا یعنی اس میں کوئی
تیز طبع شخص مثل مولانا جامی کے یہاں نہیں آیا۔ مولانا ابو یوسف سمرقندی تلمیذ قاضی
رومی کہتے ہیں کہ جب مولانا جامی سمرقند میں آئے اور ہمارے استاد قاضی رومی کے
ساتھ تذکرہ کی شرح کرنے میں مشغول ہوئے تو اکثر قاضی رومی سے مباحثہ کرتے

مور آپکی تعلیقات شرح تذکرہ پر اعتراض کرتے اسیر قاضی رومی بموجب آپ کے قول کے اسمیں اصلاح کر دیتے علاوہ اسکے قاضی رومی نے اپنی شرح ملخص ہیئۃ کی بھی مولانا جامی کو دکھائی جسمیں انھوں نے تصرفات کیے جنکی طرف قاضی رومی کا ذہن نہیں دوڑا تھا۔ جب آپ ہرات میں تھے تو ایک دن ملا علی قوشجی شارح تجرید سے آپ کا مباحثہ ہوا اور آپ غالب رہے قوشجی نے اپنے طالبعلموں کو کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اس عالم میں نفس قدسی موجود ہے۔ جب آپ تحصیل علوم فنون سے فارغ ہوئے تو آپ کو خواب میں بعض اکابر دکھائی دیے جو کہتے تھے کہ آپ کوئی الیسا دوست پکڑیں جو آپ کو علوم باطن کی ہدایت کرے جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو نہایت متاثر ہوے اور سمرقند سے خراسان میں جا کر خواجہ عبید اللہ نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکثر مشائخ عظام سے ملاقات کی پس جس طرح کہ آپ علوم ظاہری میں عالم فاضل تھے ویسے ہی صوفی و ولی کامل ہوئے ۸۷۷ھ ہجری میں حج کیا اور دمشق و حلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء و فقہاء نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی آخر ہرات میں جمعہ کے روز ۱۸ محرم ۸۹۸ھ ہجری میں اس دار فانی سے انتقال فرمایا قندیل قدرت تاریخ وفات ہے۔ تصانیف بھی آپ نے تھوڑی سی مدت میں بہت کیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ نفحات الانس۔ فوائد ضیائیہ شرح کافیہ۔ تفسیر تا آیۃ فارہبون نقد النصوص۔ اشعۃ اللمعات۔ شواہد النبوۃ۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح ابیات ابن الفارض شرح حدیث ابی رزین عقیلی۔ شرح ابیات خسرو دہلوی۔ شرح کلمات خواجہ محمد پارسا شرح رباعیات اللوائح۔ شرح بیتی المثنوی الرومی۔ مناقب مولانا رومی مصنف مثنوی مناقب خواجہ عبد اللہ انصاری۔ رسالہ در باب طریقہ سادات نقشبندیہ۔ رسالہ در باب وجود رسالہ در باب تحقیق مذہب صوفیہ۔ رسالہ در باب مناسک حج۔ رسالہ در بیان کلمہ لا الہ الا اللہ رسالہ در باب قافیہ۔ رسالہ در باب عروض۔ رسالہ در باب موسیقی تحفۃ الاحرار منظوم قصہ یوسف زلیخا منظوم۔ دیوان وغیرہ۔

قاضی زادہ رومی

قاسم الشہیر بہ قاضی زادہ رومی۔ علوم شرعیہ و عقلیہ میں معرفت تامہ رکھتے تھے اور بڑے ذکی طبع علم دوست تھے۔ علوم اپنے باپ قاضی قسطمونی شاگرد خضر بیگ سے

حاصل کیے اور فضیلت و کمالیت کو پہونچے - سلطان محمد خان بن مراد خان نے آٹھ مدارس مین سے آپ کو ایک کا مدرس مقرر کیا پھر قاضی ہوئے لیکن کچھ مدت بعد مستعفی ہوگئے سلطان بایزید خان بن محمد خان نے اپنے عہد مین پھر آپ کو شہر بروسا کا قاضی مقرر کیا اور قضاء کی حالت مین ۳ ماہ رمضان سنہ ۸۹۹ھ کو وفات پائی - یکتائے جہان تاریخ وفات ہے -

خلیل بن قاسم بن حاجی صفا - آپ کا جد اعلیٰ عجم سے فتنہ چنگیز خان مین بھاگ کر روم مین آیا تھا جو نواح قسطمونی مین آکر ٹھہرا بڑا صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات تھا یہان اُسکے یہان ایک لڑکا محمود نام پیدا ہوا جسکو عربی اور فقاہت مین کسیقدر لیاقت حاصل ہوئی اسکا احمد نام ایک لڑکا پیدا ہوا جو فقہ و عربی مین عارف و ماہر ہوا اُسکے یہان حاجی صفا نام بیٹا ہوا جو بڑا فقیہ عابد صالح تھا اُسکے یہان ایک لڑکا قاسم نام پیدا ہوا جو عین جوانی مین بحالت طالب علمی خلیل نام لڑکا چھوڑ کر مرگیا پس آپ یعنے خلیل پہلے اپنے ملک مین مبانی علوم کے پڑھتے رہے پھر ادرنہ مین گئے اور وہان مولیٰ خسرو اور فخر الدین عجمی سے پڑھا پھر شہر بروسا مین یوسف بن شمس الدین محمد فناری مدرس بروسا کی خدمت مین جا کر استفادہ کیا پھر محمد بن ادبخان کی خدمت مین مشرف ہوئے اور اُنسے فضیلت و کمالیت کی دستار باندھی اور فقہ - حدیث - اصول - تفسیر - علم بلاغت وغیرہ مین عارف کامل اور عالم فاضل ہوئے - اور علاوہ فضائل علمی کے بڑے متشرع پرہیزگار و عابد تھے - کئی جگہ مدرس رہے اور خیر الدین لقب رکھتے تھے - وفات آپکی بمقام کرۃ النحاس مین سنہ ۸۹۹ ہجری مین ہوئی مجہد دین تاریخ وفات ہے -

حمزۃ قرامانی - نور الدین لقب تھا اپنے ملک کے علما و فضلاء سے علوم اصولیہ و فروعیہ پڑھ کر یہانتک فضیلت حاصل کی کہ عالم اجل اور فاضل اکمل - مرجع انام ہوئے اور تدریس و افتاء مین اپنی عمر صرف کی - تفسیر بیضاوی پر تفسیر التفسیر کے نام سے ایسے عمدہ حواشی تصنیف کیے جو مقبول انام ہوئے اور سنہ ۸۹۹ھ مین انتقال فرمایا - کاشف اسرار الہ تاریخ وفات ہے -

قاضی نظام الدین بن مولانا حاجی محمد فراہی - آپ زہد و تقویٰ اور زمرۂ درس

وفتوی مین اپنے زمانہ کے اکثر علماء سے فائق تھے مدت مدید تک مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ عباسیہ ہرات مین درس و تدریس مین مشغول رہے اخیر کو خاقان منصور نے آپ کو ہرات کا قاضی بنایا اور آپ نے فیصل قضایا اور فیصل مہمات شرعیہ مین ایسا طریقہ اجتہاد کا مرعی رکھا کہ قصۂ امانت و دیانت قاضی شریح کا لوگون کے دلون سے بھلا دیا۔ وفات آپ کی ماہ محرم سنہ ۹ ہجری مین ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بھی اعاظم فقہائے عہد مرزا ابو القاسم بابر سے تھے۔

لطف اللہ توقاتی رومی الشہیر بمولی لطفی۔ عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے۔ علوم دینیہ سنان پاشا اور علوم ریاضی قوشجی سے حاصل کیے جب بلاد روم مین داخل ہوئے تو زمانہ سلطان بایزید خان مین آپ کو مدرسہ مراد خان کا جو برو سا مین واقع ہے دیا گیا پھر شہر ادرنہ مین مدرسہ دار الحدیث پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے آپ سے احمد بن سلیمان رومی معروف بابن کمال پادشاہ نے پڑھا اخیر کو آپ پر بسبب آپ کی فضیلت اور اطالت لسانی کے آپ کے اقران و معاصرین نے حسد کیا اور آپ کو الحاد اور زندقہ کی نسبت دی یہانتک کہ مولی خطیب نے آپ کے قتل کی اباحت دی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ سنہ ۹ھ مین قتل کیے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کے حاشیہ شرح مطالع اور شرح مفتاح پر حواشی یادگار ہین۔ علاوہ انکے ایک رسالہ مسمی بہ سبع الشداد لکھا جو سات سوال سید شریف پر مبنی ہے۔

یوسف بن حسین کرماستی۔ بڑے قامع بدعت۔ محمود السیرۃ تھے۔ علم مولی خواجہ زادہ وغیرہ سے پڑھا اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے قاضی بنے۔ حاشیہ شرح تلخیص مطول اور حاشیہ شرح وقایہ اور ایک کتاب مختصر اصول مین وجیز نام سے تصنیف کی اور سنہ ۹ھ مین وفات پائی۔

عبد الکریم رومی۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ علم طوسی اور سنان پاشا سے پڑھا اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے کتاب تلویح پر حواشی لکھے اور تقریباً سنہ ۹ ہجری مین سلطان بایزید خان کے عہد مین وفات پائی۔

مولی لطفی

یوسف بن حسین کرماستی

عبد الکریم رومی

ابن ملک

عبد اللطیف بن عبد العزیز بن امین الدین بن فرشتا المعروف بابن ملک: بڑے
مشہور و معروف مقبول خاص و عام اور بہت سے علوم فقہ و حدیث وغیرہ کے حافظ
تھے اور دقائق و غوامض علوم کے حل کرنے میں ماہر کامل تھے۔ تصانیف بھی بہت اور مفید
کیں جنمیں سے حدیث میں کتاب مبارق الازہار شرح مشارق الانوار اور اصول فقہ میں
شرح منار اور فقہ میں کتاب مجمع البحرین اور کتاب وقایہ کی شرحیں بہت مشہور و معروف
ہیں۔ کہتے ہیں کہ وقایہ کی جو شرح آپ نے تصنیف کی تھی تو وہ قبل از مشہور ہونے کے
گم ہوگئی تھی پس آپ کے خلف الصدق محمد نے آپ کے مسودات سے مع بعض الحاقات
کے از سر نو اسکو جمع کیا۔ علاوہ اسکے آپ نے ایک نہایت لطیف رسالہ علم تصوف میں بھی
تصنیف کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم تصوف میں بھی بڑی
دستگاہ تھی۔ آپ ابن ملک سے اسلیے اپنے آپ کو لکھتے تھے کہ آپ کے جد اعلیٰ کا نام
فرشتہ تھا جسکا ترجمہ عربی میں ملک ہوتا ہے۔

موسیٰ پاشا

موسیٰ پاشا بن محمد بن محمود رومی: بڑے عالم فاضل جامع علوم و فنون اور ماہر
ریاضی تھے پہلے بعض علوم اپنے شہر کے علماء سے حاصل کیے پھر بلاد عجم کی طرف جانے کا
قصد کیا لیکن اس ارادہ کو اپنے اقارب سے پوشیدہ رکھا آپ کی ہمشیرہ بڑی عقیلہ تھی
اسنے آپ کا یہ ارادہ معلوم کر کے آپ کی کتابوں میں اپنا کچھ زیور رکھ دیا تاکہ آپ مسافرت
میں تنگ نہوں پس آپ عجم میں آئے اور خراسان کے مشائخ سے پڑھا پھر ماوراء النہر
میں گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا یہانتک کہ آپ کے فضائل مشتہر ہوئے
اور دور دور تک آپ کی کمالیت کا شہرہ ہوا اور قاضی زادہ رومی سے ملقب ہوئے
پھر سمرقند کے امیر اعظم الغ بیگ بن شاہ رخ بن امیر تیمور کی خدمت میں پہونچے اور
اسنے آپ سے بعض علوم پڑھے چونکہ اسکو علم ریاضی کا بڑا شوق تھا اسلیے اسنے بہ نسبت
اور علوم کے ریاضی کی بہت کتابیں آپ سے پڑھیں۔ قاضی زادہ نے علم ریاضی میں
بڑا توغل پیدا کیا یہانتک کہ اپنے اقران سے گیا بلکہ متقدمین سے بھی بڑھ گئے ۸۱۴
ھ میں کتاب جغمینی کی جو علم ہیئت میں ہے اور ۸۱۵ہجری میں کتاب اشکال التاسیس

کی جو ۸۷۶ھ ہجری میں شرح تصنیف فرمائی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے سید شریف سے بھی کچھ پڑھا تھا مگر اسمیں موافقت حاصل نہ ہوئی اسلیے آپ نے اُنسے پڑھنا چھوڑ دیا تھا جس سے سید شریف تو آپ کے حق میں یہ کہتے تھے کہ آپ کی طبع پر ریاضی غالب آگئی ہے اور آپ سید شریف کی نسبت یہ کہتے تھے کہ وہ علم ریاضی کو نہیں پڑھا سکتے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے سید شریف کی کتاب شرح مطالع کا مطالعہ کیا اور بہت جگہ اسمیں تردید کی۔ کہتے ہیں کہ سمرقند میں ایک مدرسہ مربع بنا ہوا تھا جسمیں بہت سے حجرے بنے ہوئے تھے جہاں ہر ایک جگہ درس ہوتا تھا اور اُسکے لیے بہت سے اُستاد مقرر تھے اور آپ تمام مدرسوں کے رئیس اور ہیڈ تھے۔

حسن پاشا بن علاء الدین علی الاسود المشتہر بقرہ خواجہ بن عمرو۔ علوم اپنے باپ متوفی ۸۰۰ھ سے پڑھے پھر مولی جمال الدین محمد اقسرائی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُنسے تلمذ کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولی جمال الدین نے طالب علموں کے حجروں میں پوشیدہ نظر کی اور دیکھا کہ آپ تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھ رہے ہیں اور شمس الدین محمد فناری زانو ٹیک کر کتب کا مطالعہ کر رہے اور اُنپر حواشی لکھ رہے ہیں پس اُنھوں نے اُسوقت کہا کہ حسن پاشا درجہ فضیلت کو نہیں پہونچیگا اور شمس الدین درجہ علیا اور کمال کو فائز ہوگا پس اخیر کو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ آپ نے نحو میں افتتاح شرح مصباح اور صرف میں شرح مراح الارواح تصنیف کی۔

شرف الدین بن کمال قریمی۔ بڑے عالم فاضل جامع فروع و اصول تھے پہلے اپنے شہر کے علماء سے علوم پڑھتے رہے جب مولی حافظ الدین محمد صاحب فتاوی بزازیہ شہر قریم میں تشریف لیگئے تو پھر آپ نے اُنسے تکمیل کر کے ۸۶۰ھ ہجری میں سند حاصل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہوئے کسیقدر مدت کے بعد روم میں آئے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت کی اور اخیر عمر تک یہاں ہی رہے۔

فتح اللہ شیرازی۔ علوم عقلی و نقلی تو سید شریف اور علوم ریاضی قاضی زادہ موسی رومی سے سمرقند میں پڑھے پھر بلاد روم میں آئے اور شہر قسطمونی میں توطن اختیار کیا اور اُسی جگہ وائل سلطنت سلطان محمد خان میں وفات پائی اور اپنی تصنیفات سے

شرح مواقف کی بحث الٰہیات پر ایک حاشیہ اور قاضی زادہ رومی کی شرح چغمینی پر تعلیقات یادگار چھوڑی ہیں۔

محمد بن اوسنان رومی الشہیر بہ مولی یگان۔ شمس الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر تھے۔ علوم قاضی شمس الدین محمد بن حمزہ فناری سے پڑھے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں محمد شاہ و یوسف بالی اور خضر بیگ بن جلال الدین اور تاج الدین ابراہیم والد خطیب زادہ وغیرہ نے علم حاصل کیا۔ پہلے بروسا میں مدرس مقرر ہوئے پھر ریاست درس و تدریس کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ جب قاضی محمد بن حمزہ فناری فوت ہوئے تو آپ کو قضاء کا عہدہ دیا گیا اور مدت تک مقبول خاص و عام رہکر زندگی بسر کی پھر حرمین شریفین کو گئے اور جب واپس آئے تو مناصب مذکورہ بالا میں سے کسی کو اپنے ذمہ نہ لیا اور شہر ازنیق میں عہد سلطان محمد خان بن مراد خان میں جو ۸۲۵ھ میں تخت نشین ہوا فوت ہوئے۔ آپ کا بیٹا محمد شاہ بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس ہوا پھر وہاں کا قاضی بنا اور وہیں مرگیا۔ اور دوسرا بیٹا یوسف بالی بھی بروسا کا مدرس بنا اور وہیں فوت ہوا جسنے تلویح پر حواشی بھی لکھے۔

محمد بن آیاتلوغ۔ جامع فروع و اصول اور ضابط دقائق معقول و منقول اور ماہر مختلف علوم تھے اکثر علوم مولی یگان سے اخذ کیے اور مجمع البحرین کی ایک بڑی شرح تصنیف کی اور اسمیں اکثر شراح ہدایہ پر چوٹیں کیں۔

فخر الدین العجم۔ سید شریف کے شاگردوں میں سے بڑے عالم متبحر۔ معقول و منقول کے ابحر تھے۔ عربیت۔ ادب کلام۔ حکمت میں آپ کو مشارکت تامہ حاصل تھی ۸۲۰ھ میں عہد سلطان محمد خان میں روم میں آئے اور سلطان مراد خان بن محمد خان کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے اور شہر ادرنہ میں وفات پائی۔ سلطان محمد کے لیے ایک کتاب مشتمل الاحکام تصنیف کی لیکن صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ اسکو مولی برکلی نے منجملہ کتب متداولہ واہیہ غیر معتبرہ کے شمار کیا ہے۔

احمد بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم

مولی یگان

محمد بن آیاتلوغ

فخر الدین العجم

احمد بن ابراہیم

اپنے وقت کے فقیہ محدث اور عالم متبحر تھے۔ مدت تک حلب کے قاضی رہے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ مین نے ۸۳۵ھ مین آپسے حلب مین ملاقات کی اور حدیث کو سماعت کیا

الیاس بن ابراہیم۔ بڑے عالم فاضل۔ تیز طبع۔ نہایت ذکی۔ نرم دل۔ بشاش بشاش اور متعدد علوم منقول و معقول مین ماہر باہر تھے۔ سریع الکتابۃ اس درجہ کے تھے کہ مختصر قدوری ایک دن اور سید شریف کے حواشی شرح شمسیہ ایک رات مین لکھ لیا کرتے تھے۔ سلطان مراد خان کے عہد مین شہر بروسا کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ وفات پائی۔ امام اعظم رح کی فقہ اکبر کی بہت عمدہ شرح تصنیف کی

حسین بن حامد تبریزی۔ حسام الدین لقب تھا شہر تبریز کے جو آذربیجان کے شہرون مین سے ایک شہر ہے رہنے والے تھے بڑے صالح و متدین تھے ہر وقت عبادت اور علم مین مصروف رہتے تھے بہت سی کتابین مطالعہ کین اور انکو صحیح کیا سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس مین سے ایک مدرسہ کا آپ کو مدرس کیا کہتے ہین کہ ایک دفعہ آپ جہاد کیلیے ہمراہی علما قسطنطنیہ سے نکلے اور نقارے آپ کے پیچھے پیچھے بجے جاتے تھے کسی عالم نے آپ سے پوچھا کہ مومنون کو جو آیت یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ مین ایمان لانے کا حکم ہوا ہے اسکی کیا حکمت ہے یہ سوال سن کر بادشاہ نے بھی آپ سے کہا کہ آپ اسکی وجہ بیان کرین آپ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب یہ نقارے دے رہے ہین بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دم دم کی آواز ہے جسکی مراد یہ ہے کہ اے ایمان والو دوموا علی الایمان یعنے ہمیشہ رہو ایمان پر بادشاہ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔ صاحب شقائق کا قول ہے کہ آپ ام ولد کے نام سے اسلیے مشہور تھے کہ آپ نے مولی فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا۔

محمد بن محمد بن قاضی زادہ۔ قطب الدین لقب تھا۔ علم خواجہ زادہ اور اپنے نانا علی قوشجی سے پڑھا اور خواجہ زادہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور بروسا کے مدرس ہوئے اور جوانی کی حالت مین فوت ہوئے۔ کئی ایک رسالے تصنیف کیے مگر موت نے انکو کامل کرنے کی اجازت نہ دی۔

الیاس بن ابراہیم

حسین بن حامد تبریزی

محمد بن محمد بن قاضی زادہ

عبدالاول بن حسین بن حامد تبریزی الشہیر بابن ام ولد تبریزی۔ چونکہ آپ کے باپ نے مولی فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا جسکے بطن سے آپ پیدا ہوئے اسلیے ابن ام ولد سے آپ مشہور ہوئے۔ تمام علوم و فنون مین آپکو مشارکت حاصل تھی خصوصاً علم حدیث و فقہ مین تو مہارت تامہ اور ید طولی رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ اور خسرو وغیرہ سے پڑھا اور اخیر کو اپنے استاد خسرو کی بیٹی سے نکاح کیا اور اکثر شہرون کے قاضی ہوئے پھر گوشہ نشین ہو کر اپنی سکونت قسطنطنیہ مین اختیار کی اسوقت آپ سو برس کی عمر کے تھے اور یہین فوت ہوئے کافیہ کی شرح جامی پر حواشی تصنیف کیے۔

عبدالاول تبریزی

مولی احمدی کرمانی مولف سکندر نامہ۔ اصل مین آپ ولایت کرمان کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھا پھر قاہرہ مین تشریف لائے اور وہان علم تحصیل کیا کہتے ہین کہ آپ ایک دن معہ مولی فنار ی متوفی ۸۳۴ھ ہجری اور حاجی پاشا کے مشائخ صوفیہ مین سے ایک صوفی کی خدمت مین حاضر ہوئے جسنے آپکو دیکھ کر کہا کہ اے احمدی تم اپنی عمر شعر اشعار مین ضائع کرو گے اور حاجی پاشا طب مین عمر ضائع کرینگے اور مولی فناری عالم ربانی ہونگے پس اخیر کو ایسا ہی ہوا کہ مولی احمدی نے جب اپنے ملک مین سعادت کی تو کرمان کے امیر کی جسکو شعر و سخن کا بڑا شوق تھا صحبت اختیار کی پھر امیر سلیمان بن بایزید خان کے مصاحب ہوئے اور اسکے لیے ایک کتاب مسمی بہ سکندر نامہ اور اکثر اشعار و قصاید تصنیف کیے۔

مولی احمدی

یعقوب باشا صغر قرامانی۔ بڑے عالم فاضل۔ حافظ مسائل۔ متخشع۔ طیب النفس تھے۔ علم محمد بن حمزہ فناری سے پڑھا اور آپ سے خیر الدین خلیل بن قاسم نے پڑھا مناسک حج مین ایک کتاب تصنیف کی اور نیز ایک رسالہ دربارہ دفع تعارض مابین قول تعالی انا لننصر رسلنا اور ویقتلون النبیین بغیر حق کے تصنیف کیا۔

یعقوب باشا صغر

صلاح الدین رومی۔ عالم باعمل۔ فاضل صالح تھے سلطان محمد نے آپ کو اپنے بیٹے بایزید خان کا معلم بنایا۔ جس نے آپ سے شرح عقاید اور مولانا زادہ کی شرح ہدایۃ الحکمۃ پڑھین اور آپ نے اسکے لیے انپر حواشی لکھے جو دونون مقبول خواص و

صلاح الدین رومی

و عام ہونے پھر آپ کو بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس بنایا گیا اور وہین فوت ہوئے۔

محمد بن مصطفیٰ

محمد بن مصطفیٰ بن زکریا خواجہ حسن ترکی۔ فخر الدین لقب تھا۔ شیخ فاضل۔ ادیب بے بدل۔ نظم و انشا میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مختصر قدوری کو عمدہ نظم مین منظوم کیا اور ایک قصیدہ ترکی مین نہایت عمدہ تصنیف فرمایا۔

حسام زادہ

مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیر بہ حسام زادہ۔ علوم ادبیہ و عقلیہ و نقلیہ کے ماہر اور فقہ و احادیث اور تفسیر کے عارف تھے پہلے مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوئے پھر مفتی بنے یہانتک کہ وفات پائی تلویح اور شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور انشا مین ایک کتاب تصنیف کی۔

محمد بن مناس رومی

محمد بن مناس الشہیر بہ ابن مناس رومی۔ بڑے فقیہ۔ متکلم۔ اصولی۔ علوم غرائب کے عارف تھے مدت تک شہر ادرنہ مین مدرس رہے۔ شرح عقائد نسفی کے حواشی لکھے اور ایک کتاب عجائب و غرائب طلسمات وغیرہ مین تصنیف کی۔

ابن مغنیسا

محی الدین الشہیر بابن مغنیسا۔ عالم بے نظیر۔ فقیہ متبحر تھے۔ علم مولیٰ خسرو و محمد بن فراموز سے حاصل کیا۔ قسطنطنیہ مین وزیر محمود پاشا نے جو مدرسہ بنایا تھا اسمین سلطان محمد خان نے آپ کو مدرس بنا دیا پھر آپ کو وہان کا قاضی مقرر کیا۔

محی الدین عجمی

احمد بن محمد یا محمد بن احمد المعروف بہ محی الدین عجمی۔ عالم کامل۔ فقیہ فاضل تھے علوم مولیٰ خسرو و محمد بن فراموز وغیرہ علما و فضلاء سے پڑھے پہلے آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر شہر ادرنہ کے قاضی ہوئے اور اسی جگہ فوت ہوئے شرح فرائض سراجیہ پر حواشی لکھے اور شرح وقایہ مین جو باب الشہید ہے اسپر ایک رسالہ تصنیف کیا۔

الیاس بن یحییٰ

الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی۔ عالم فاضل۔ جامع معقول و منقول تھے فقہ صاحب فصل الخطاب محمد بن محمد حافظی بخاری المعروف بخواجہ پارسا وغیرہ سے پڑھی یہانتک کہ متعدد علوم مین ماہر کامل ہوئے اور بلاد روم کی طرف تشریف لیگئے وہان سلطان مراد خان نے آپکی بڑی عزت کی اور آپکو مدرس مقرر کیا اور اسی جگہ فوت ہوئے

حدیقہ دہم

دسوین صدی کے فقہا و علماء کے حالات مین

مولی محمد بن ابراہیم بن خطیب الشہیر بہ خطیب زادہ۔ محی الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل عالم متبحر۔ طلیق اللسان جری القلب۔ صاحب محاورہ فصیح عند المباحثہ تھے علوم اپنے باپ تاج الدین ابراہیم بن خطیب پھر علاء الدین طوسی اور خضر بیگ وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خان نے آپ کو اپنا معلم بنایا صدر الشریعہ کے اوائل شرح وقایہ اور اوائل شرح مواقف اور مقدمات اربعہ اور شرح مختصر ابن حاجب کے اوائل حاشیہ سید اور کشاف کے حاشیہ سید پر آپ نے حواشی تصنیف کیے اور ایک رسالہ فضائل جہاد اور ایک رسالہ بحث رویت و کلام مین تصنیف کیا اور آپ سے احمد بن سلیمان بن کمال پاشا اور محی الدین چلپی بن علی بن یوسف فناری اور عبد الواسع بن خضر وغیرہم نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی ۹۰۱ھ ہجری مین ہوئی امام حسن گفتار تاریخ وفات ہی۔

مولانا محمد بن مولانا شرف الدین محمد عثمان شمس الدین لقب تھا اور ملازادہ عثمان سے مشہور تھے تمام اقسام کے علوم معقول و منقول مین سرآمد علماے ماوراء النہر بلکہ مقتدائے فضلائے عصر تھے خاقان منصور کے عہد مین سمرقند سے بارادہ حج ہرات مین وارد ہوئے اور منظور نظر خاقان منصور کے ہو کر حج کو تشریف لیگئے اور زیارت حرمین شریفین سے مراجعت فرما کر ہرات مین سکونت اختیار کی اور کئی سال تک مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ خلاصیہ مین نشر فوائد علمیہ اور درس مسائل دینیہ مین مشغول رہے باوجود کمال علم اور کبر سنی اور نور زہد و تقوی کے موصوف بتواضع تھے اور ماہ ربیع الاول ۹۰۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ رہبر صالح انارش تاریخ وفات ہی۔

مولی مصطفی قسطلانی۔ مصلح الدین لقب تھا جمیع علوم مین ماہر متبحر تھے جنکو مولانا خضر بیگ وغیرہم سے پڑھا جب سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس بنا کیے تو آپکو

خطیب زادہ

ملازادہ عثمان

مولی مصطفی قسطلانی

میں آپ کو مدرس کیا۔ مولی لطفی کہتے ہیں کہ جن دنوں مولی سنان پاشا سے میں طالب علمی کرتا تھا اُن دنوں ایک وزیر تھا جسکی یہ عادت تھی کہ رات کو علما و فضلا کو مجتمع کیا کرتا اور ایک مجلس آراستہ کر کے اُنکو غذا لطیف و پاکیزہ کھلاتا ایک رات کا ذکر ہے کہ مولی مصلح الدین قسطلانی اور خواجہ زادہ و خطیب زادہ بھی وہاں حاضر تھے اور میں اپنے ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوا اُس سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہا تھا کہ باتوں باتوں میں میں نے یہ بیان کیا کہ میں ایک دفعہ ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ مجکو خون کا پسینا آیا اور اس سے میرے پارچات رنگین ہو گئے یہ بات سن کر وہ ہنس پڑا جس سے دیگر علما نے متنبہ ہو کر ہنسنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ مولی لطفی ایسا ایسا کہتا ہے اس بات کو سنکر وہ بھی ہنس پڑے۔ مولی قسطلانی نے کہا کہ تم کیوں ہنستے ہو یہ بھی ایک مرض ہے اور میں نے اسکو شیخ ابن سینا کے قانون کی فلان فصل میں پڑھا ہے اسپر خواجہ زادہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام قانون پڑھا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ شیخ کی تمام مصنفات میں نے پڑھی ہیں پھر آپ نے خواجہ زادہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام شفا پڑھی ہے خواجہ زادہ نے کہا کہ نہیں صرف ضروری ضروری مقام اُسکے میں نے مطالعہ کیے ہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ میں نے سات مرتبہ شفا کو مطالعہ کیا ہے علما اس بات کو سن کر آپ کے احاطہ جمیع علوم سے بڑے متعجب ہوئے۔ آپ نے تفتازانی کی شرح عقائد اور اُن مقدمات اربعہ پر جو توضیح میں ہیں حواشی تصنیف کیے اور سنہ ۹۰۱ ہجری میں وفات پائی۔ علامہ بزرگ کشور تاریخ وفات ہے۔

مولانا سماء الدین جامع علوم عقلیہ و نقلیہ واقف فنون رسمیہ و ظاہریہ صاحب تقوی و ورع و قناعت تھے۔ علوم مولانا سنار الدین سے جو میر سید شریف جرجانی کے شاگردوں میں سے تھے حاصل کیے پہلے آپ ملتان میں رہا کرتے تھے مگر بسبب بعض وقائع کے جو وہاں روداد ہوئے وہاں سے تنہا نکلکر دہلی میں آگئے اور یہیں توطن اختیار کیا اخیر عمر میں بسبب کبر سنی کے آپ کی بصارت زائل ہو گئی بغیر علاج کے خدا تعالی نے آپ کو پھر بصارت دیدی ہے آپ نے شیخ فخر الدین عراقی کی لمعات پر اس تحقیق سے حواشی لکھے جو اُسکے معانی تک حل کو وافی و کافی ہیں اور نیز ایک رسالہ مسمی بہ مفتاح الاسرار تصنیف فرمایا

مولانا سماء الدین

وفات آپ کی ۱۷ جمادی الاولی سنہ ۹۰۱ ہجری مین ہوئی اور مقبرہ آپ کا حوض شمشی پر واقع ہی جہان آپ کی اولاد واحفاد مین سے ایک گروہ مدفون ہی۔

محمد بن ابراہیم بن حسین نکساری رومی۔ محی الدین لقب تھا علوم شرعیہ وفنون عقلیہ کے عالم فاضل اور قرآن شریف کے بجمیع روایات حافظ تھے۔ علم حسام الدین توقانی اور یوسف بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور محمد بن ادمغان وغیرہم سے پڑھا اور شہر قسطنطنیہ مین مدرسہ اسمعیلیہ کے مدرس مقرر ہوگئے۔ تفسیر سورہ دخان کی تالیف کر کے سلطان بایزید خان کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجی اور صاحب شقائق نے اس تفسیر کی نسبت کہا ہی کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ مصنف اسکا علم تفسیر مین آیت کبری ہی۔ علاوہ اسکے شرح وقایہ اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھ کر قسطنطنیہ مین سنہ ۹۰۱ ہجری مین وفات پائی۔ عالم مشہور وہر تاریخ وفات ہی۔

علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد فناری۔ شہر بروسا مین پیدا ہوئے اور لڑکپن مین تحصیل علم کے شغل مین مشغول ہوگئے اور عنفوان شباب مین بلاد عجم کی طرف کوچ کیا اور ہرات وبخارا وسمرقند کے علما وفضلا سے پڑھا یہانتک کہ تمام علوم مین فوقیت وکمالیت حاصل کی اور علم کلام۔ اصول۔ فقہ۔ بلاغت۔ ریاضی وغیرہ مین اعلی درجہ کے ماہر متبحر ہوگئے بعد ازان بلاد روم مین اوائل سلطنت محمد خان مین واپس آئے اور سلطان کی طرف سے بروسا کے مدرس مقرر ہوگئے پھر کچھ مدت بعد وہان کی قضا آپ کو دی گئی۔ تدریس کا ڈھنگ آپ کو نہایت عمدہ یاد تھا چنانچہ صاحب شقائق اپنے ماموں عبد العزیز بن سید یوسف حسینی مشہور بہ عابد چلبی سے حکایت کرتے ہین کہ مین نے اُنسے مطول پڑھنی شروع کی تھی اور ہر روز مجکو ایک سطر یا دو سطرین کتاب مذکور کی پڑھاتے تھے اور باوجود اسکے اسقدر سبق اُنکے صبح سے شروع ہوکر عصر تک ختم ہوا کرتا تھا جب چھ مہینے اس حال پر گذر گئے تو آپ نے فرمایا کہ اب تک جو کچھ آپ نے پڑھا ہی اُسکو کتاب کا پڑھنا کہتے ہین اب اسکے بعد تم فن کا پڑھنا پڑھو پس اُسیر آپ نے ہر روز دو ورق پڑھانے شروع کیے چنانچہ چھ ماہ مین تمام کتاب ختم ہوگئی آپ کی تصنیفات سے شرح

کافیہ اور شرح قسم تجلیہ مشہور ہین کہتے ہین کہ جب ابو الخیر محمد مولٰنا حسن حسین کے بیٹے مقیم بروسا نے اپنی مرض الموت مین سنا کہ مولیٰ علی فناری روم کی طرف آرہے ہین تو انھون نے وصیت کی کہ میری بیٹی کا نکاح اُنسے کردینا اور جب آپ بروسا مین تشریف لائے تو مطابق وصیت ابو الخیر کے انکی بیٹی کا آپ سے نکاح کیا گیا چنانچہ اُسکے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک محمد شاہ دوسرے محی الدین چلپی جو بڑے عالم فاضل ہوئے۔ وفات آپ کی ۹۰۳ھ ہجری مین ہوئی۔ فقیہ صداقت بنیان تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن جنید توقانی الشہیر باخی چلپی مصنف ذخیرۃ العقبیٰ۔ فاضل ماہر فقیہ متبحر جامع علوم نقلیہ و عقلیہ حاوی فروع و اصول تھے۔ پہلے سید احمد قریمی تلمیذ حافظ الدین محمد بزازی پھر صلاح الدین معلم بایزید خان بعد ازان مولیٰ خسرو محمد بن فرامرز سے پڑھا جب درجہ کمالیت و فضیلت کو پہونچے تو قسطنطنیہ مین مدرسہ قلندریہ کے مدرس مقرر ہوئے تمام عمر علم اور مطالعہ کتب فقہیہ مین مشغول رہے۔ شرح وقایہ کے حواشی مسمّٰی بہ ذخیرۃ العقبیٰ جو ہمارے ملک مین حاشیہ چلپی کے نام سے مشہور ہین تصنیف کیے جنکی تالیف ۸۹۱ھ ہجری مین شروع کی اور ۸۔ ماہ ذی الحجہ ۸۹۱ھ ہجری کو ختم کیا علاوہ اسکے ایک رسالہ ہدایۃ المہتدین نام سے تصنیف کیا جسمین اُن الفاظ کو بیان کیا جنکا کہنا کفر ہے۔ جب آپ ۹۰۵ھ مین فوت ہوے تو آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس تھے۔ فقیہ مشہور زمانیان تاریخ وفات ہے۔ توقانی توقات کی طرف منسوب ہے جو ایک چھوٹا سا شہر لحف جبل مین واقع ہے جسکا ایک قلعہ خوبصورت بھی ہے۔ آپ وہ حسن چلپی نہین ہین جنھون نے تلویح و مطول و تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ہے۔

مولانا مسعود شروانی۔ کمال الدین لقب تھا تمام علوم معقول و منقول خصوصاً علم کلام و منطق و حکمیات مین اعاظم علماے زمانہ تھے کئی سال تک مدرسہ گوہرشاد آغا اور مدرسہ اخلاصیہ واقع ہرات مین درس و تدریس اور افادہ خلق اللہ مین مشغول رہے جب قاضی نظام الدین فوت ہوے تو آپ نے تدریس مدرسہ گوہرشاد آغا کی ترک کرکے مدرسہ غیاثیہ مین علم افادت بلند کیا اور جس روز آپ نے مدرسہ مذکور مین

(حاشیہ: حاشیہ چلپی مصنف ذخیرۃ العقبیٰ)

(حاشیہ: مولانا مسعود شروانی)

اجلاس فرمایا امیر نظام الدین علی شیر اور تمامی سادات اور علما اور اکابر دار السلطنت ہرات جمع ہوئے چونکہ مدرسہ مذکور کے وقف کی ایک شرط یہ تھی کہ علماے خراسان کا اعلم شخص وہان مدرس مقرر ہونا چاہیے اسلیے اُس روز آپ نے قصد تعریض علماے خراسان کا کر کے اُس مجمع مین آیۃ اِنّی اعلم ما لا تعلمون کا درس دیا اور اسقدر نکات بدیعہ اور معانی شریفہ بیان فرمائے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے اور آپ موجب آفرین وتحسین جملہ اشخاص ہوے آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح حکمۃ العین وغیرہ رسائل یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۹۰۳ھ مین ہوئی

مولانا معین الدین فراہی

مولانا معین الدین فراہی۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل۔ علوم عقلیہ ونقلیہ مین یدطولیٰ اور زہد وتقویٰ مین درجہ علیا رکھتے تھے بڑے بڑے خطوط مقفیٰ ومسجع غایت سرعت مین لکھ دیا کرتے تھے ہر جمعہ کو بعد اداے نماز کے صفہ مقصورہ جامع ہرات مین نہایت مؤثر وعظ کہتے اور دُرر غرر معانی آیات واحادیث کو الماس تقریر فصیح کے ساتھ پروتے تھے آپ مجلس وعظ مین امرا اور وزرا کی رقت جو وہان حاضر ہوتے تھے بالکل منتفت ہوتے تھے آپ کی تصنیفات سے معارج النبوت وتفسیر فاتحۃ الکتاب وطلا کار یعنی قصہ حضرت موسیٰ اور نقرہ کار یعنے قصہ حضرت یوسف مشہور ومعروف ہین۔ بعد وفات آپ کے بھائی قاضی نظام الدین کے حسب وصیت انکی ہرچند آپ کو منصب قضا کے لیے کہا گیا مگر آپ نے بالکل قبول نفرمایا۔ وفات آپ کی ۹۰۷ھ ہجری مین ہوئی اور مزار خواجہ عبد اللہ انصاری مین اپنے بھائی خواجہ نظام الدین کے پہلو مین مدفون ہوئے زینت گیتی تاریخ وفات ہے۔

حمید الدین بن افضل الدین

حمید الدین بن افضل الدین۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم دینیہ وعقلیہ تھے پہلے اپنے باپ سے پڑھتے رہے پھر محمد بن ارمغان کی خدمت مین حاضر ہو کر مختلف علوم وفنون مین کمال حاصل کیا اور مدرسہ شہر بروسا کے مدرس ہوئے پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس بنے بعد ازان تھوڑی مدت کے بعد سلطان محمد خان نے آپ کو قاضی فاضل محمد بن مصطفیٰ کی جگہ قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا۔ آپ سے تلامذہ مین سے محی الدین چلپی فناری اور عبد الواسع بن خضر اور حسام الدین حسین بن عبد الرحمن وغیرہ

معروف و مشہور ہیں ۔ ہدایہ ابو اصفہانی کی شرح طوالع اور سید نے حاشیہ شرح مختصر پہ نہایت عمدہ حواشی لکھے اور ۸۹۱ ہجری میں وفات پائی ۔ مقبول خلق تاریخ وفات ہے ۔

حسین بن علی واعظ کاشفی الشہیر بمولی صفی صاحب تفسیر حسینی ۔ کمال الدین یا ظاہر الدین لقب رکھتے تھے تمام علوم ظاہری و باطنی اور فنون نقلی و رسمی میں مشارکت عامہ و معرفت تامہ حاصل تھی لیکن علوم نجوم و انشاء میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے کہتے ہیں کہ پہلے آپ مائل بہ تشیع تھے پھر مضبوط اہل سنت ہو کر حنفی المذہب ہوئے آواز نہایت خوش اور صورت دلکش سے وعظ و نصائح میں مشغول رہتے اور عبارات لائقہ میں معانی آیات بینات کلام الٰہی اور غوامض اسرار احادیث حضرت رسالت پناہی کو ظاہر فرماتے تھے ۔ ہر جمعہ کی صبح کو دار السلطنت سلطانی میں جو ہرات کے چوک میں واقع ہے وعظ فرماتے اور بعد ادائے نماز جمعہ کے جامع مسجد علی شیر میں وعظ کرتے اور شنبہ کے روز مدرسہ سلطانی میں اور چہارشنبہ کے یوم مزار میر محمد خواجہ ابو الولید احمد میں اپنے مواعظ بلیغہ سے گم کردگان راہ ہدایت کو راہ راست پر لاتے تھے تصنیفات بھی کثرت سے کیں جن میں سے جواہر التفسیر لتحفۃ الامیر جسکے اول علوم متعلقہ تفسیر مشتمل بائیس فن چار فصلوں میں بیان کیے ۔ مواہب العلیہ المشہور بہ تفسیر حسینی ۔ روضۃ الشہدا انوار سہیلی ۔ اخلاق محسنی ۔ مخزن الانشاء ۔ رشحات عین الحیات ۔ دربارہ مناقب مشائخ نقشبندیہ ۔ الرسالۃ العلیۃ فی الاحادیث النبویۃ ۔ لوائح القمر وغیرہ مشہور و معروف ہیں وفات آپ کی ۹۱۰ ہجری میں ہوئی ۔ سالار حقیقت تاریخ وفات ہے ۔ اور آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا فخر الدین علی جانشین ہو کر ہر جمعہ کی صبح کو جامع مسجد ہرات میں وعظ و نصائح میں رہے جنکی منظومات سے حکایت محمود و ایاز کی وزن لیلیٰ و مجنون نیز مشہور و معروف ہے ۔

خلیل المعروف بہ خلیلی ۔ بڑے حلیم متواضع اور خیر پسند تھے پہلے قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ ادرنہ میں تبدیل ہوئے بعد ازاں اناطولی میں دار القضا عسکر کے متولی ہوئے اور اوائل عہد سلیم خان

بن محمد خان میں درمیان ۹۱۰ھ اور ۹۲۰ھ ہجری کے فوت ہوئے۔

محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن اپنے زمانہ کے بحر علوم۔ فقیہ کامل اور علم و علما کے بڑے محب تھے۔ علم اپنے زمانہ کے علماء و فضلا مثل مولیٰ یگان وغیرہ سے اخذ کیا اور بروسا و قسطنطنیہ کے مدارس میں درس دیا۔ عہد محمد خان اور اسکے بیٹے بایزید خان میں قاضی مقرر ہوئے اور آپ سے جعفر بن ناجی وغیرہ نے اخذ کیا۔ ایک کتاب بطور محاکمہ مابین دوانی و صدر شیرازی اور ایک کتاب صرف میں میزان الصرف کے نام سے تصنیف کی اور مقدمات اربع اور تفسیر سورۂ انعام بیضاوی پر حواشی تصنیف کیے اور ۹۱۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ مشہور عنصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن اوحد الدین۔ تمام علوم میں فاضل و ماہر اور آپ کی فضیلت کے تمام علما مقر تھے۔ علم محمد بن فراموز سے پڑھا پہلے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے پھر عہد سلطان بایزید خان میں قاضی بنے۔ اگرچہ آپ تصنیف و تالیف میں مشتغل نہیں ہوئے مگر تاہم ایک رسالہ تحذیر الفرار عن الوبا میں تصنیف کیا جو آپ کی فضیلت و کمالیت پر شاید ناطق ہے وفات آپ کی ۹۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔

مولانا عبد الغفور لاری۔ مولانا عبد الرحمن جامی کے اجلۂ تلامذہ و اعاظم خلفاء میں سے تھے۔ رضی الدین لقب تھا اور سعد بن عبادہؓ کی اولاد سے جامع کمالات صوری و معنوی اور حاوی علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مولانا عبد الرحمن جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرید کامل و اکمل عبد الغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہے اور یہ شعر آپ کے حق میں فرماتے تھے ؎ آنجا کہ فہم و دانش مرغے بود شکاری + بازے ست تیز رفتار عبد الغفور لاری۔ شرح ملا اور نفحات الانس کے حواشی آپ نے خوب تحقیق و تدقیق سے تصنیف فرمائے اور اس طرح سے انکے اشکال کا حل فرمایا کہ اس سے زیادہ غیر ممکن ہے مگر آپ شرح ملا کا صرف بحث مفردات تک ہی حاشیہ لکھنے پائے تھے کہ داخل فردوس بریں ہوئے اسلیے کہ مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے اسکا تکملہ اس تطبیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ ہرگز تمیز نہیں ہوتی

ہے۔ مولانا عبدالغفور کا حاشیہ کہا جاتا ہے اور مولانا عبدالحکیم کا تکملہ کہا جاتا ہے۔ وفات آپ کی پانچ ماہ شعبان روز یکشنبہ ۹۱۲ھ میں ہوئی۔ فیض ایزد تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعدالدین تفتازانی۔ سیف الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم علامہ فقہ و حدیث میں فائق اہل عصر اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں ماہر باہر تھے علوم الیاس زادہ شارح مختصر وقایہ سے حاصل کیے جب آپ کے والد ماجد قطب الدین یحییٰ فوت ہوئے تو آپ کو انکا منصب مشیخۃ الاسلامی تفویض کیا گیا پس آپ خطۂ خراسان میں تیس سال تک تدریس و نشر علوم میں مشغول رہے یہانتک کہ ۹۱۶ ہجری میں معزول ہو کر اسّی سال فوت ہو گئے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح و حواشی شرح وقایہ اور شرح تہذیب اور شرح فرائض سراجیہ وغیرہ یادگار ہیں۔

قاسم بن خلیل عم صاحب شقائق۔ قوام الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل تھے پہلے اپنے بھائی مصلح الدین اور اپنے ماموں نکساری سے پڑھا پھر مولی خواجہ زادہ اور مولی یدنا زادہ اور مولی لطف اللہ الشہیر بہ لطفی توقاتی متوفی ۹۰۰ھ پھر خطیب زادہ سے علم حاصل کیا اور بروسا میں مدرسہ اسدیہ پھر اسکوب میں مدرسہ اسحاقیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۹۰۱ ہجری میں وفات پائی۔ اکثر کتب مشہورہ پر آپ کی تعلیقات اور وجود ذہنی میں رسالے موجود ہیں۔

محمد بن حسن بن عبدالصمد سامسونی۔ محی الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ جامع معقول و منقول تھے۔ علوم اپنے والد سے پڑھے پہلے بروسا پھر ادرنہ بعد ازاں قسطنطنیہ پھر ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو سلیم خان نے ادرنہ کا آپ کو قاضی مقرر کیا جہاں آپ نے ۹۱۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مفتاح اور انکے حاشیہ شرح تجرید اور تلویح پر حواشی یادگار زمانہ ہیں۔

مولانا فصیح الدین محمد نظامی۔ علوم معقول و منقول میں عالم فاضل اور فنون ریاضی و حکمیات میں سرآمد فاضل تھے آپ کی طبع سلیم مدرک مخفیات اور ذہن مستقیم مظہر مخزونات تھا اکثر فضلاء اور اکابر حضرت سلطانی آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے

تھے اور آپ کو اخوند سے تعبیر کرتے تھے مدت تک آپ نے مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ غیاثیہ و بدیعیہ مین درس دیا اخیر کو بسبب بعض امور کے ہرات سے بلخ مین تشریف لیگئے اور وہان چند سال امیر صدر الدین یونس کی مصاحبت مین جو آپ کا دادا تھا اوقات بسر کرکے اواخر ۹۱۶ھ ہجری مین رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ علامہ آرائش دودان تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ ہدایۃ الحکمۃ اور حاشیہ تذکرہ شرح اربعین نووی۔ اور شرح تامۃ القائل اور حاشیہ مختصر و مطول وغیرہ علما و فضلا کے درمیان مشہور و معروف ہین۔

محمد محی الدین عمادی اسکلیبی والد صاحب تفسیر ابی السعود عمادی۔ بڑے عالم فاضل صاحب طریقت و کرامت تھے پہلے علم ظاہری مین مشتغل ہوئے یہانتک کہ علی قوشجی کی خدمت مین پہونچکر کمالیت و فضیلت کا رتبہ حاصل کیا پھر تصوف مین مشغول ہوئے اور مصلح الدین قونوی پھر ابراہیم قیصری سے تصوف کا اشتغال کیا اور درجہ کرامت و حالت کا پایا اور شہر اسکلیب مین ۹۲۰ھ ہجری مین وفات پائی۔

عبدالبر بن محمد بن محب الدین محمد بن محمد بن محمود ابو البرکات بن ابی الفضل بن المحب ابی الولید الحلبی ثم القاہری الشہیر کسلفہ بابن شحنہ۔ منگل کی رات ۵ ماہ ذیقعدہ ۸۵۱ھ ہجری مین حلب مین پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے ہمراہ قاہرہ مین ہجرت کی اور وہان قرآن کو حفظ کیا اور متفرق علوم مین مختصر کتب یاد کین اور بیت المقدس مین جاکر وہان کے خطیب اور جمال بن جماعہ شیخ صلاحیت بیت المقدس اور تقی قلقشندی سے حدیث کی سماعت کی اور قاہرہ مین درا حتساب سے سُنا اور کچھ امین اقصرائی اور تقی شمنی اور امام کاملیہ سے پڑھا اور فقہ مین زین الدین قاسم بن قطلوبغا سے اخذ کیا یہانتک کہ فقیہ فاضل محدث کامل جامع معقولات و منقولات ہوئے اور ۸۸۵ھ ہجری مین منظومہ ابن وہبان کی شرح سے فراغت حاصل کی اور نیز کتاب الذخائر الاشرفیہ فی الالغاز الحنفیہ تصنیف کی اور ۹۲۱ھ ہجری مین وفات پائی۔ بحر بلدہ تاریخ وفات ہے۔

شیخ عبداللہ بن الہداد العثمانی التلبنی۔ شہر تلبنی مین جو ملتان کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علما و فضلا سے علوم حاصل کرکے فاضل ماہر فقیہ

محمد محی الدین عمادی

عبدالبر بن شحنہ

عبداللہ بن الہداد

بتجر راس العلوم نقلیہ و عقلیہ ہوئے مدت تک اپنے وطن مین مدرس رہے پھر دہلی کو ہجرت کر گئے جہان سلطان اسکندر لودہی نے آپ کی بڑی عزت کی اور وہان کے لوگون کو آپ سے بڑا فیض حاصل ہوا یہانتک کہ ۹۲۲ھ ہجری مین وفات پائی اور دہلی مین مدفون ہوئے آپ کی تاریخ وفات اولئک لھم الدرجات العلی سے نکلتی ہے۔ شرح میزان المنطق آپ کی تصنیفات سے یادگار رہی۔

عبدالرحمن بن علی بن سویدا اماسی المعروف بہ موید زادہ۔ شہر اماسیہ مین جو روم کی ولایت مین واقع ہی ۸۶۰ھ ہجری مین پیدا ہوئے جوانی کی حالت مین سلطان بایزید خان سے بڑی مصاحبت رکھتے تھے اسلیے حاسدون نے بایزید خان کے باپ محمد خان سے آپ کی چغلی کھائی جسپر اُسنے آپ کے قتل کا حکم دیدیا لیکن ۸۸۱ھ ہجری مین بایزید خان نے آپ کو بلاد حلبیہ کی طرف پوشیدہ نکلوا دیا وہان سے آپ عجم مین آئے اور شیراز مین جلال الدین دوانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سات برس تک اُنکی خدمت مین رہکر علوم نقلیہ و عقلیہ اخذ کیے اور صدر الدین شیرازی سے بھی کچھ پڑھا جب سلطان بایزید خان تخت نشین ہوا تو آپ ۸۸۸ھ ہجری مین روم مین گئے اور قسطنطنیہ مین مدرسہ قلندر خانہ کے مدرس مقرر ہوئے ۸۹۱ھ ہجری مین آپ نے مصطفے قسطلانی کی لڑکی سے نکاح کیا اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس بنے پھر ۸۹۹ھ ہجری مین ادرنہ کے قاضی ہو گئے پھر ۹۰۰ھ کو اناطولی مین عسکر کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور ۹۰۷ھ مین روم ایلی مین قضاء عسکر کے متولی ہوئے پھر رجب ۹۱۷ھ ہجری مین عہدہ قضا سے معزول ہو گئے اور ڈیڑھ سو درم آپ کا روزینہ مقرر ہوا مگر آپ نے قبول نہ کیا یہانتک کہ سلطان سلیم خان بن بایزید خان سریر سلطنت پر بیٹھا تو اُسنے آپ کو ۹۱۹ھ ہجری مین پھر قضاء عسکر کے عہدہ پر مقرر کیا لیکن آپ ۹۲۰ھ ہجری مین بسبب مختل العقل ہوجانے کے پھر معزول ہو گئے اور آپ کا دوسو درم روزینہ مقرر ہو گیا۔ قسطنطنیہ مین شعبان ۹۲۲ھ مین وفات پائی شہنشاہ دوران تاریخ وفات ہی۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ وغیرہ علوم نقلیہ و عقلیہ مین اعلی درجہ کی مہارت اور

ید طولیٰ رکھتے تھے دو تین رسالے بھی مختلف علوم مین تصنیف فرمائے۔

عبد الحکیم بن علی قسطمونی۔ شہر قسطمون مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پایا۔ پہلے وہان کے علماء کسے پڑھتے رہے پھر علاء الدین عربی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بعد انکی وفات کے شام اور مصر کو تشریف لیگئے اور وہان کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا اور حج کرکے بلاد عجم مین آئے اور وہان کے علماء سے پڑھا پھر روم کو واپس ہوئے اور سلطان سلیم خان نے آپ کو مختلف فنون مین مضبوط دیکھ کر خاص اپنا امام و مصاحب بنایا۔ وفات آپ کی ۹۲۲ھ ہجری مین ہوئی۔ تاج اوبستان تاریخ وفات ہے

اسعد ی بن ناجی بیگ الشہیر بہ تاجی زادہ۔ علم قاسم المعروف بہ قاضی زادہ سے پڑھا یہانتک کہ رتبہ فضل وکمال کو پہونچے اور شہر بروسا مین مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس مین سے ایک مدرسہ پر مقرر ہوئے۔ سید شریف کی شرح مفتاح اور شرح وقایہ کے باب الشہید پر آپ نے خوب حواشی لکھے اور نسفی کی کتاب کو منظوم کیا اور قصاید عربی وغیرہ تصنیف کئے اور ۹۲۲ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ کا ایک بھائی جعفر چلپی نام تھا جو انشاء پردازی مین ید طولیٰ رکھتا تھا جس سے سلطان بایزید خان نے اسکو اپنا دربار ی بنا لیا تھا۔

مولانا الہداد جونپوری۔ اعاظم علماء وکبرائے فقہاء جونپور سے گذرے ہین تحریر وتنقیح مطالب علمیہ مین ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علوم ظاہری آپ نے شیخ فاضل عبد اللہ تلنبی سے حاصل کیے۔ ہدایہ و بزدوی و قنیہ و مدارک اور کافیہ کی شرحین تصنیف کین اور حواشی ہندیہ پر حواشی لکھے۔ آپ ایک واسطہ سے قاضی شہاب الدین کے شاگردون مین سے تھے اور طریقت مین سید راجی حامد شاہ کے مرید ہوئے کہتے ہین کہ جب شیخ حسن امام نے جو آپ کے یار ہمدم اور رفیق جانی تھے سید راجی حامد شاہ سے بیعت کی تو آپ نے شیخ حسن کو فرمایا کہ تمنے سید حامد شاہ کے مرید ہوکر طالب علمون کی عزت کو برباد کردیا انھون نے کہا کہ اگر آپ بھی انکی خدمت مین چلین اور امتحان کرین تو ہمکو معذور رکھین آپ دوسرے روز چند مسائل ہدایہ و بزدوی کے جو مشکل تھے تصور

عبد الحکیم بن علی قسطمونی

تاجی زادہ

مولانا الہداد جونپوری

کرکے شیخ حسن کے ہمراہ اُنکی خدمت مین پہونچے سید اخی جان شاہ نے حسب عادت خود اپنے حال کی سرگذشت اس ڈھنگ سے بیان کی کہ مولانا کے جسقدر اشکال تھے سب رفع ہوگئے اسلئے آپ اُسی وقت اُنکے مرید ہوکر ریاضت و مجاہدہ مین مشغول ہوئے۔ وفات آپ کی ۹۱۳ ہجری مین ہوئی۔ شاہنشاہ دوران تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن عبد الرحمن بن اسمعیل کرکی قاہری۔ آبا و اجداد آپ کے کرک کے رہنے والے تھے جو ایک گاؤن کوہ لبنان کے پاس واقع ہی مگر آپ شہر قاہرہ مین پیدا ہوئے۔ آپ نے تقی حصنی اور تقی شمنی سے ملاقات کی اور کافیجی کے درس مین حاضر ہوکر تلمذ کیا اور نیز امام ابن ہمام مصنف فتح القدیر سے استفادہ کیا۔ سخاوی نے کتاب ضوء مین آپ کا مفصل حال لکھا ہی اور بیان کیا ہی کہ آپ نے فقہ مین ایک فتاوی المسمی بہ فیض المولی الکریم علی عبدہ ابراہیم دو جلد مین تصنیف کیا اور اسکے خطبہ مین لکھا ہی کہ جو قوی اور معتبر روایت ہی وہ اسمین لکھی گئی ہی۔ علاوہ اسکے توضیح ابن ہشام پر حاشیہ تصنیف کیا اور قاہرہ مین ۹۲۳ ہجری مین انتقال کیا۔ شاہنشاہ دوران تاریخ وفات ہی۔

عبد الرحیم بن علی رومی الشہیر بہ بابک چلپی۔ بڑے عالم فاضل جامع فروع و اصول تھے علم اپنے باپ پھر خطیب زادہ سے پڑھا اور آپ کے والد ماجد نے آپ کا لقب بابک چلپی رکھا پھر آپ آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے یہانتک کہ ۹۲۳ ہجری مین وفات پائی۔

حسین بن عبد اللہ توقاتی۔ حسام الدین لقب تھا اور ابن المدرس کے نام سے مشہور و معروف تھے بڑے نیکو کار اور ہمیشہ عبادت و تدریس مین مشغول رہتے تھے علم عبد الرحمن مؤید زادہ اور خواجہ زادہ سے پڑھا پہلے بروسا مین پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے بعد ازان ادرنہ اور بروسا مین مدت تک قاضی رہے حواشی شرح وقایہ اور شیخ عبد القاہر جرجانی کی مائۃ عوامل کی شرح نہایت عمدہ تصنیف فرمائی اور حواشی شرح تجرید سید شریف اور نیز کتاب اسباب قوس قزح پر تعلیقات

ابراہیم بن عبد الرحمن

بابک چلپی

ابن المدرس حسین

لکھے۔ ایک رسالہ استعارۃ الخطیب اور ایک رسالہ جواز ذکر جہر مین تصنیف کیا اور محمد بن ابراہیم
تکساری وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا اور ۹۲۶ھ مین قسطنطنیہ مین وفات پائی۔

خواجہ مولانا اصفہانی

خواجہ مولانا اصفہانی۔ جامع فضائل و کمالات اور علم حدیث مین ماہر متبحر اور
مذہب اہل سنت وجماعت مین نہایت مضبوط تھے اور یہان سے ہرات مین آکر ساکن ہوئے
جہان سلطان حسین میرزا اور اسکی اولاد عظام کے مدت تک مورد انعام و الطاف رہے
جب محمد خان شیبانی نے خراسان کی ولایت پر غلبہ پایا تو بظاہر وہ آپ سے حسن سلوک
کرتا رہا لیکن اکثر اوقات عداوت اہل بیت کا آپ پر طعن کرتا تھا اسلیے آپ ماوراء النہر مین
چلے گئے اور بخارا مین پنجشنبہ کے روز ۵ ماہ جمادی الاولی ۹۲۷ھ ہجری مین وفات پائی
قبر آپ کی خیابان بخارا کے سرے پر زیارتگاہ عام ہے۔ خلیفہ عالمیان تاریخ وفات ہے۔

احمد پاشا بن خضر بیگ

احمد پاشا بن خضر بیگ بن جلال الدین رومی۔ علم اصول و فروع مین بڑے
ماہر متبحر اور پرہیزگار و متواضع بھی کامل درجہ کے تھے جب سلطان محمد خان بن سلطان
مراد خان نے قسطنطنیہ مین آٹھ مدارس بنوائے تو ایک مدرسہ آپ کو بھی تدریس کے
لیے دیا گیا مگر جب آپ کے بھائی سنان پاشا یوسف عہدہ وزارت سے معزول ہوئے
تو آپ کو شہر اسکوب کے مدرسہ پر تبدیل کیا گیا پھر جب سلطان بایزید خان بن محمد خان
تخت نشین ہوا تو اسنے آپ کو ادرنہ کے مدرسہ پر مقرر کیا بعد ازان آپ کو بروسا کا
قاضی بنایا گیا اور باقی عمر وہین رہے یہانتک کہ ۹۲۷ھ ہجری مین وفات پائی۔

شیخ احمد مجد شیبانی

شیخ احمد مجد بن قاضی مجد الدین بن قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی
آپ کا نسب امام محمد شیبانی بحر تک منتہی ہوتا ہے۔ قصبہ نارنول مین پیدا ہوئے اور اجمیر مین
نشو ونما پایا۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم شریعت و طریقت اور امر معروف ونہی منکر
مین جان تک جانے کا خوف نہ کرتے تھے علوم ظاہری و باطنی خواجہ حسین ناگوری سے
حاصل کیے اور اٹھارہ سال کی عمر مین انواع علوم کا درس دیتے تھے اور بڑی
قوت علمیہ کے ساتھ طلباء و فضلاء سے بحث کرتے اور زبان عربی و فارسی مین
تقریر کیا کرتے تھے اٹھارھوین سال مین نارنول سے اجمیر مین آئے جہان ستر سال تک

زہد و ورع و ریاضت مین بسر فرماتے اور امر معروف و نہی منکر مین آپ کے سامنے خویش و بیگانہ یکسان تھا آپ کا یہ دستور تھا کہ آدھی رات کو اٹھکر خواجہ معین الدین کے روضۂ مبارک مین نماز تہجد کی پڑھتے اور اسوقت سے نماز چاشت تک کسی سے بات چیت نکرتے اور وظائف مین مشغول رہتے بعد ازان علوم دینیہ کا درس دیتے پھر تھوڑی دیر نیند کرکے اٹھ بیٹھتے اور عصر تک اوراد مین مشغول رہتے بعد ازان تفسیر مدارک کا وعظ کہتے اور بیان معنی آیات وعد و وعید مین نہایت گریہ وزاری کرتے تھے چنانچہ کثرت گریہ وزاری سے آپ کی آنکھین ہمیشہ سرخ و پر مدرہتی تھین۔ نوے سال کی عمر مین آپ اجمیر سے نارنول مین تشریف لائے جہان تین چار سال مقیم رہے ایک دن الہ دین مجذوب نے آکر کہا کہ اے احمد آپ کو آسمان مین طلب کرتے ہین آپ ناگور مین اپنے مرشد کے پاس چلین اسی وقت آپ ناگور کو متوجہ ہوے اور چند روز کے بعد ۲۵ ماہ صفر سنہ ۹۲ ہجری مین عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور ناگور مین اپنے مرشد کے پائین مدفون ہوئے۔ زینت بموجودات تاریخ وفات ہے۔

قاضی اختیار الدین حسین بن قاضی غیاث الدین تربتی۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے جوانی مین اپنے وطن سے ہرات مین آکر تحصیل علوم دینی مین مشغول ہوے اور تیزی طبع سے تھوڑے عرصہ مین بڑی ترقی کرکے فتاوی اور قبالہ شرعی اور حکمنامون کے لکھنے مین دستگاہ کامل حاصل کرلی اور فن شعر و انشاد و معما مین بھی ماہر ہوے اخیر کو بسبب کمال فراست و کیاست اور دیانت و امانت کے ہرات کے جملہ فضلاء سے سبقت لیگئے اور خاقان منصور کے زمانہ مین منصب قضاء پر سرافراز ہوکر معتمد و معتبر حضرت خاقانی ہوے اور بروقت استیلاء ابو الفتح محمد خان شیبانی اور مقتول ہونے بادشاہ کے دل برداشتہ ہوکر اپنے اصلی وطن مین چلے گئے اور وہان جاکر کاروبار زراعت مین مشغول ہوگئے اور قصبۂ تربت مین اوائل سنہ ۹۲۸ھ مین بعارضۂ سوء القنیہ وفات پائی اور مقبرہ ابا و اجداد مین مدفون ہوے۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب اقتباسات اور مختار الاختیار مشہور روزگار مین

قاضی اختیار الدین حسین

مولی غیاث الدین رومی الشہیر بہ پاشا چلپی- جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول تھے- علوم احمد بن موسیٰ خیالی اور خواجہ زادہ سے پڑھے قسطنطنیہ مین احمد بن اسمٰعیل کورانی کے مدرسہ مین مدرس مقرر ہوئے پھر ادرنہ مین مدرسہ حلبیہ اور بروسا مین مدرسہ سلطانیہ کے معلم تھے اور ہر ایک فن مین بہت اچھے حساب رسالہ تصنیف کیے اور ۹۲۰ھ ہجری مین وفات پائی-

محمد شاہ بن عالی بن یوسف بن محمد بن حمزہ فناری- محی الدین لقب تھا- عالم متبحر فقیہ جید تھے علم اپنے باپ سے حاصل کیا جب وہ فوت ہوئے تو پھر خطیب زادہ سے استفادہ کیا سلطان بایزید نے پہلے آپ کو مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا- پھر قسطنطنیہ کے مدرس ہوئے پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو پہلے قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا پھر قضاء عسکر اور قضاء ادرنہ پر تبدیل ہوئے اور جب ولایت روم ایلی مین عسکر کی قضاء پر مامور تھے تو ۹۲۹ھ ہجری مین جوانی کی حالت مین وفات پائی- فخر بزم تاریخ وفات ہے

میر جمال الدین عطاء اللہ صاحب روضۃ الاحباب- آپ اعاظم اولاد امجاد خیر الانام سے جملہ اقسام علوم دینیہ اور اصناف فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث و سیر مین بے عدیل عدیم التمثیل- کشاف اسرار معالم تنزیل اور حلال معضلات موافق تاویل تھے صاحب روضۃ الصفا نے آپ کی توصیف مین مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہین ؎ زبانش مظہر اسرار تحقیق * ضمیرش مظہر انوار تدقیق * جمال دین مزین زاہتمامش * علوم شرع واضح از کلامش * از توضیح بیانش گشتہ روشن * بر اہل علم ہر مشکل ز ہر فن- آپ چند سال مدرسہ سلطانیہ کے اس گنبد مین جہان ابا خاقان منصور کا مقبرہ ہے درس و افادہ مین مشغول رہ کر ہفتہ مین ایک مرتبہ مسجد دار السلطنت ہرات مین وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو فیوض ظاہری و باطنی پہونچاتے رہے آپ کی تصنیفات سے کتاب روضۃ الاحباب فی سیر النبی و الآل و الاصحاب ایسی عمدہ اور معتبر اور مشہور آفاق ہے کہ اپنا ثانی نہین رکھتی یہانتک کہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی عجالہ نافعہ مین فرماتے ہین کہ بالفعل اگر کوئی نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی کا جو تحریف و الحاق سے خالی ہو

دستیاب ہو جاسکے تو تمام تصانیف سے بہتر ہے جو سیر میں تصنیف ہوئی ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۹۳ھ میں ہوئی۔ تاج کشور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمٰعیل بن بالی قرامانی۔ کمال الدین لقب تھا مگر قرہ کمال کے نام سے معروف تھے علم احمد خیالی اور مولی خسرو و محمد بن فراموز وغیرہ سے پڑھا یہاں تک کہ بڑے عالم فاضل ہوئے اور شہر ادرنہ وغیرہ کے مدرس مقرر کیے گئے تفسیر کشاف اور بیضاوی اور شرح وقایہ اور شرح مواقف اور خیالی کے حاشیہ شرح عقاید وغیرہ کے حواشی تصنیف کیے شرح مواقف کے حواشی آپ نے سنہ ۹۲۹ھ میں جبکہ آپ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے تصنیف کیے چنانچہ تاریخ انکی تکملات الادب ہے۔ وفات آپ کی بعد سنہ ۹۳۰ھ کے ہوئی۔

عبد العزیز بن سید یوسف حسینی رومی الشہیر بعابد چلبی۔ جامع منقول و معقول تھے علم محمد شاہ سعدی مدرس مدرسہ ماخسرو پھر اپنے بھائی چلبی محشی شرح وقایہ سے جبکہ وہ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے پڑھا اخیر کو علی بن یوسف فناری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انسے فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور کلیبولی میں مدرس مقرر ہوئے پھر کفہ کے قاضی بنے یہاں تک کہ سنہ ۹۳۱ھ میں وفات پائی عاقل خلق تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن قاضی زادہ الشہیر بہ میرم چلبی۔ خواجہ زادہ اور سنان پاشا سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ زمانہ ہوئے پہلے مدرسہ شہر کلیبولی پھر ادرنہ پھر بروسا کے مدرس بنے اخیر کو سلطان بایزید خان نے اپنے لیے آپ کو معلم بنا لیا اور آپ سے علوم ریاضیہ حاصل کیے۔ آپ نے حج کیا اور اپنے شہر میں آکر سنہ ۹۳۱ ہجری میں وفات پائی آپ کی تصنیفات سے رسالہ فی معرفۃ سمت القبلۃ اور شرح زیج الغ بیگ کی فارسی میں اور اپنے نانا قوشجی کے رسالہ فتحیہ کی شرح جو ہیئت میں ہے وغیرہ رسائل یادگار ہیں۔ شرح نفیسی تاریخ وفات ہے۔

یعقوب بن سید علی۔ اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور فائق اقران تھے مدت تک بروسا و ادرنہ و قسطنطنیہ میں مدرس رہے کتاب شرعۃ الاسلام کی ایک نہایت عمدہ شرح مفاتیح الجنان نام تصنیف کی جس میں فوائد غریبہ اور لطائف عجیبہ اور مسائل فقہیہ اور

دلائل حدیثیہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا۔ علاوہ اسکے کتاب گلستان کی شرح بھی عربی مین تصنیف کی اور ۹۴۰ھ ہجری مین وفات پائی۔

علی بن احمد بن محمد جمالی۔ علاء الدین لقب تھا۔ فقیہ۔ اصولی۔ ادیب۔ لغوی۔ نحوی مجتہد۔ محدث۔ مفسر۔ عابد۔ زاہد۔ صاحب کرامات فنون عقلیہ و نقلیہ مین متبحر۔ و دقائق شرح مین ماہر تھے۔ صغر سنی مین حمزہ قرامانی سے علم پڑھا پھر قسطنطنیہ مین آکر مولی خسرو محمد بن فراموز سے تحصیل کی اور مدارس ادرنہ اور بروسا کے مدرس ہوئے پھر سلطان محمد خان اور اسکے بیٹے بایزید خان کے عہد مین مفتی مقرر ہوئے آپ کے تلامذہ مین سے صدر الافاضل یوسف اور قطب الدین مرزیفونی وغیرہم ہین وفات آپ کی ۹۳۲ھ ہجری مین ہوئی۔ فضل ایزد تاریخ وفات ہے۔ آپ کے ایک بھائی قوام الدین قاسم بن احمد نام بڑے عالم فاضل تھے جنھون نے علی قوشجی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور قسطنطنیہ مین آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے ور بحالت قضاء قسطنطنیہ فوت ہوئے

مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق نعمانیہ۔ مصلح الدین لقب تھا شہر طاشکبری مین ۸۵۷ھ ہجری مین پیدا ہوئے ابتدا مین اپنے والد سے علم پڑھتے رہے پھر اپنے ماموں محمد نکساری پھر درویش محمد بن خضر شاہ پھر قاضی زادہ پھر مولی علی عربی پھر خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کیے اور بروسا مین مدرسہ اسدیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر انقرہ مین مدرسہ بیغیا پھر اسکوب پھر ادرنہ پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوئے اور ۹۳۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ آپ بڑے عالم فاضل عابد تھے بعض مواضع تفسیر بیضاوی اور شرح وقایہ وغیرہ پر رسالے لکھے اور ایک رسالہ حل حدیثی الابتداء اور ایک علم فرائض مین تصنیف کیا۔

قطب الدین مرزیفونی۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے علوم اپنے زمانہ کے علماء اور مولی علی جمالی وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ وازنیق مین مدرس مقرر ہوئے۔ شرح وقایہ اور سید شریف کی مفتاح پر کچھ تعلیقات لکھیں اور ۹۳۵ھ ہجری مین وفات ہے۔

علی بن احمد جمالی

مصطفیٰ بن خلیل

قطب الدین مرزیفونی

مولانا شعیب بن مولانا منہاج لاہوری ثم الدہلوی- عالم عامل- فقیہ فاضل واعظ بے نظیر- عدیم التمثیل تھے جب وعظ کہتے یا قرآن پڑھتے تو کسی کو اس راستہ سے گذر جانے کی مجال نہ ہوتی خواہ اُسکے سر پر کتنا ہی بوجھ کیوں نہ ہوتا تمام اکابر اور علماے دہلی آپ کے وعظ میں آتے اور استفادہ کرتے تھے اکثر اہالی و موالی شہر کے آپ کے شاگرد تھے مولانا منہاج آپ کے والد ماجد لاہور سے دہلی میں ہجرت کر گئے تھے جہاں انھوں نے کمال محنت و مشقت سے علم پڑھا اور پھر سلطان بہلول لودی کے عہد میں دہلی کے مفتی ہوئے کہتے ہیں کہ مولانا منہاج تحصیل علم کے وقت انار اور تیل بازار شہر سے بھیک مانگتے اور اُسی کا چراغ بنا کر اور تیل اُسمیں ڈالکر تمام رات اُسکی روشنی میں مطالعہ کتب میں مصروف رہتے جب دن ہوتا تو اُس سے روٹی پکا کر تناول کرتے اور تمام دن و رات اُسی پر اکتفا کرتے مدت تک اسی طرح پر کرتے رہے یہانتک کہ عالم فاضل ہوئے- وفات آپ کی ۹۳۲ہجری میں ہوئی اور حوض شمسی پر متصل خانقاہ ملک زین الدین کے مدفون ہوئے- بدر خلق آپ کی تاریخ وفات ہے-

زیرک محمد رکن الدین لقب تھا- سنان پاشا اور یوسف بن جعفر بیگ رومی اور نیز خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کیے اور کمالیت کا درجہ پا کر مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہوئے پھر ازنیق پھر اماسیہ کے مدرس بنے بعدہ شہر ادرنہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کی دار القضا آپ کے تفویض ہوئی اور سنہ ۹۳۰ہجری میں وفات ہوئی فخر جہان آپ کی تاریخ وفات ہے

محمد بن خطیب قاسم اماسی- محی الدین لقب تھا شہر اماسیہ میں پیدا ہوئے سنان پاشا وغیرہ سے علم پڑھا پہلے اماسیہ پھر بروسا پھر قسطنطنیہ بعد ازاں ادرنہ کے مدرس مقرر ہوئے اور جب آٹھو مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے تو ۹۴۰ھ میں وفات پائی- آپ بڑے عالم عامل- محب صوفیہ- مشتغل علم اور ماہر علوم غریبہ مثل جبر و مقابلہ اور موسیقی اور علوم ریاضی تھے- سید شریف کی شرح فرائض پر حواشی لکھے اور کتاب روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار اور رسالہ انباء الاصطفاء فی حق آباء المصطفیٰ وغیرہ رسائل کثیرہ تصنیف کیے ان رسائل کے حواشی پر بعض جگہ ابہام

حلبی صاحب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی متوفی ۹۵۶ھ کی طرف سے تردید بھی کی گئی ہے۔

احمد بن سلیمان رومی مشہور بہ ابن کمال پاشا شمس الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث علامہ زمان اور فہامہ دوران تھے۔ کفوی نے آپ کو اصحاب ترجیح مین سے شمار کیا ہے علم اپنے ولی لطفی تلمیذ سنان پاشا اور مولی مصلح الدین قسطلانی وغیرہ فضلائے مشہورین سے پڑھا اول شہر اورنہ کے مدرس مقرر ہوے اور چند عرصہ کے بعد وہان کے قاضی ہوے پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو عسکر کا قاضی بنایا جب سلطان سلیم خان نے روم چرا کسہ سے قاہرہ کو فتح کیا تو آپ بھی قاہرہ مین تشریف لائے جہان کے علماء اکابر و افاضل نے آپ سے مناظرہ و مباحثہ کیا اور آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت دیکھکر بڑے متعجب ہوے اور سب نے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا۔ ۹۳۲ھ مین آپ بعد وفات علاء الدین علی جمالی کے قسطنطنیہ کے مفتی بنے حتی کہ ۹۴۰ھ ہجری مین انتقال کیا محقق ہوا آفاق تاریخ وفات ہے۔ شامی شرح درالمختار مین بحوالہ طبقات تمیمی لکھا ہے کہ کوئی ایسا فن نہوگا کہ جسمین آپ کے ایک یا چند تصنیفات نہون چنانچہ آپ نے ایک تفسیر قرآن شریف اور تعلیق صحیح بخاری تصنیف کی اور تفسیر کشاف اور اوائل تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے اور فارسی مین تفسیر سورۃ الملک تصنیف کی علاوہ انکے کتاب الاصلاح والایضاح اور تغییر التنقیح اور اسکی شرح تجوید التجرید۔ تغییر السراجیہ اور اسکی شرح تغییر المفتاح اور اسکی شرح حواشی تلویح۔ شرح مفتاح۔ شرح ہدایہ مگر ناتمام۔ حواشی تہافۃ الفلاسفہ مصنفہ خواجہ زادہ۔ حواشی شرح چغمینی سنان پاشا وغیرہ کتب و رسائل فنون مختلفہ مین جو شاید تین سو سے زیادہ ہونگے تصنیف کیے اور ترکی زبان مین تاریخ آل عثمان لکھی صاحب طبقات تمیمی کہتے ہین کہ جیسے ولایت مصر مین شیخ جلال الدین سیوطی کثرت تالیف اور وسعت اطلاع کی رو سے مشہور و معروف ہین ویسے ہی آپ روم مین گزرے

احمد بن عبد اللہ قریمی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ مفسر تھے۔ جب حافظ الدین محمد بزازی صاحب فتاوی بزازیہ شہر قریم مین آکر چندے قیام پذیر ہوے تو انسے آپ نے علم پڑھا اور انکے چلے جانے کے بعد ۸۶۲ھ ہجری مین شرف الدین بن کمال قریمی

ابن کمال پاشا

احمد بن عبد اللہ قریمی

تلمیذ برازی سے حاصل کیا پھر عہد سلطان مراد خان بن محمد خان مین روم کے ملک مین آئے
اور مدرسہ مرزیفون کے مدرس مقرر ہوئے جہان آپ سے یوسف بن جنید نے علم پڑھا
بعدازان عہد سلطان محمد خان بن مراد خان مین قسطنطنیہ مین تشریف لائے اور بادشاہ
کی طرف سے آپ کا پچاس درہم روزینہ مقرر ہوا یہان بھی مدرسہ مین پڑھاتے تھے اور
جہان چاہتے تھے ذکر الٰہی کرتے تھے۔ کتاب تلویح اور شرح عقائد نسفی اور سید عبید اللہ کی
شرح لب پر آپ نے حواشی لکھے۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہین کہ جب آپ شرح عقائد
نسفی کے حواشی لکھ رہے تھے تو سنہ ۹۴۳ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔ ذو العقول
آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سید عبید اللہ

سید عبید اللہ بن سید عبد الخالق بخاری۔ اعاظم سادات اور کبرائے مشائخ
طریقہ قادریہ سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے تمام عمر تعلیم علوم اور
تدریس فقہ و حدیث اور تفسیر مین مشغول رہے اور کسی سائل کو اپنے دروازہ
فیض کاشانہ سے رد نہ کیا۔ وفات آپ کی سنہ ۹۴۳ ہجری مین ہوئی اور مزار
آپ کا لاہور مین قریب روضہ سید جان محمد حضوری کے واقع ہے۔ فقیہ راز
نہفتہ تاریخ وفات ہے۔

محمد قرہ باغی

محمد قرہ باغی۔ محی الدین لقب تھا عالم اجل فاضل اکمل تھے۔ علوم اپنے
شہر کے علما سے پڑھے پھر روم مین آکر یعقوب بن سید علی شارح شرعۃ الاسلام
سے تکمیل کی اور ازنیق مین مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ سنہ ۹۴۱ ہجری مین
وفات پائی۔ فقیہ مذاہب تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تفسیر کشاف
اور تفسیر بیضاوی اور تلویح اور ہدایہ اور شرح وقایہ یادگار ہین۔

مولی عصام الدین

مولی عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائنی۔ فقیہ کامل عالم
فاضل صاحب تصانیف شہیرہ تھے۔ شرح عقاید نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی
لکھے۔ شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص المعانی کی شرح اطول نام تصنیف کی۔ آپ نے
۹۳ اور بہت سی کتابین و رسالے تصنیف کیے اور سنہ ۹۴۳ ہجری مین وفات پائی

فخر دین تاریخ وفات ہے۔

سعد الدین بن عیسیٰ بن امیر خان رومی المعروف بہ سعدی چلپی۔ شہر قسطمونی میں پیدا ہوئے پھر قسطنطنیہ میں آئے اور محمد بن حسن بن عبد الصمد سامسونی سے علوم حاصل کیے یہانتک کہ میدان علم کے شہسوار اور اپنے ہمعصروں پر فائق ہوئے مدت تک مدارس قسطنطنیہ و ادرنہ اور بروسا کے مدرس مقرر رہے اور افتا کا کام آپ کے سپرد رہا اور سنہ ۹۴۵ھ میں وفات پائی۔ بحر سعادت تاریخ وفات ہے۔ آپ نے عنایہ شرح ہدایہ اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے جنکو آپ کے عزیز شاگرد مولیٰ عبد الرحمن بن علی نے جب وہ قسطنطنیہ کے قاضی ہوئے جمع کیا۔ علاوہ اسکے اور رسائل اور تحریرات معتبرہ تصنیف کیں جنکا تمیمی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا۔

عبد الواسع بن خضر۔ فقیہ اجل۔ فاضل اکمل تھے۔ لطف اللہ توقاتی وغیرہ سے علم کا اشتغال کیا پھر عجم میں گئے اور ہرات میں تفتازانی سے علوم و فنون کی تکمیل کرکے اواخر ایام سلطنت بایزید خان میں بلاد روم میں واپس تشریف لے گئے جب سلیم خان تخت نشین ہوا تو اُسنے قسطنطنیہ میں محمود پاشا کا مدرسہ آپکو دیا پھر عسکر روم ایلی کا قاضی بنایا بعد ازاں آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ آپکو عطا کیا جب سلیمان خان تخت نشین ہوا تو اُسنے آپکو قسطنطنیہ کی قضا دی اور پھر آپ کو پنشیاب کرکے سو درہم روزانہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا آپ نے مکہ معظمہ میں ہجرت کرکے اقامت اختیار کی اور مکہ ہی میں سنہ ۹۴۵ ہجری میں وفات پائی۔

قاضی احمد بن حمزہ المعروف بعرب چلپی۔ شمس الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ پہلے موسیٰ چلپی وغیرہ سے پڑھا پھر قاہرہ میں آکر کتب حدیث کی قرأت کی اور بلاد روم میں تدریس و نشر علوم میں مشغول رہا سنہ ۹۰۱ھ میں وفات پائی ہادی خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی شرح وقایہ وغیرہ یادگار ہیں

محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی المعروف بہ شیخ زادہ رومی۔ محی الدین لقب تھا۔ جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ مدت تک قسطنطنیہ

میں مدرس رہے۔ وقایہ و مفتاح و سراجیہ کی شرحیں تصنیف کیں اور تفسیر بیضاوی پر نہایت مفید اسہل عبارت میں حواشی تصنیف کیے جو آٹھ جلدوں میں تھے پھر آپ نے ان میں تصرف کر کے انکو زیادہ کیا چنانچہ دو نسخے مشہور ہو گئے اور کاتبوں نے انکو قلبیہ کر لیا یہاں تک کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں سمجھا جاتا۔ وفات آپ کی ۹۵۱ھ ہجری یا ۹۵۰ھ ہجری میں ہوئی

محی الدین بن محمد بن الیاس الشہیر بچوی زادہ۔ اپنے زمانہ کے امام محقق فقیہ مدقق محدث۔ مفسر۔ اصولی۔ فروعی۔ ماہر علوم ریاضیات و طبیعیات تھے سیانی علوم کے اپنے باپ سے جو ایک مدرس جید اور مشہور بچوی تھا پڑھے پھر سعدی چلپی تلمیذ حاجی حسن شاگرد محمد بن ادسغالت تلمیذ خضر بیگ سے حاصل کیے اور قسطنطنیہ وادرنہ کے مدرس مقرر ہوئے ۹۴۴ھ ہجری میں جب سعدی چلپی نے وفات پائی تو آپ کو قضاء کا منصب دیا گیا اور جب ولایت روم ایلی میں عسکر کے قاضی تھے تو ۹۵۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ وحید خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ نے اکثر کتب متداولہ پر تعلیقات لکھیں جنمیں سے تعلیقات تلویح وغیرہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ سے علی بن قاضی امر اللہ الشہیر بہ عنابی زادہ اور محمد شاہ چلپی ہیں۔

محمد بن علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری الشہیر بہ محی الدین چلپی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ مفتی۔ متورع تھے۔ علم اپنے باپ اور خطیب زادہ سے حاصل کیا پہلے مدرسہ بروسا وغیرہ کے مدرس ہوئے پھر ولایت اناطولی میں عسکر منصورہ کے قاضی بنے بعد ازاں ولایت روم ایلی کے عسکر کی قضاء پر منتقل ہوئے۔ ہدایہ اور سید کی شرح مفتاح وغیرہ پر تعلیقات لکھیں اور رد اور اُنکی شرح وقایہ پر حواشی لکھے اور ۹۵۴ھ ہجری میں فوت ہوئے عالی مراتب تاریخ وفات ہے۔

سید رفیع الدین صفوی فقیہ محدث۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ عارف فنون رسمیہ و شعار فرد صاحب جود و سخا بڑے خلیق و لطیف تھے آپ کے آباء کرام تمام علماء و صلحاء و اتقیاء تھے آپ نے معقولات کو مولانا جلال الدین دوانی سے حاصل

چوی زادہ

محمد بن علی فناری

سید رفیع الدین صفوی

کیا اور مولانا موصوف شیراز میں آپ کے مکان پر بسبب رعایت حقوق بزرگی آپ کے آبا و اجداد کے تشریف لا کر آپ کو درس دیتے تھے اور حدیث کو شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی مصری سے جو بڑے محقق اور قدوۂ متاخرین اہل حدیث تھے حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ شیخ سخاوی نے پہلے ہی اس بات سے کہ آپ انکی صحبت میں قائم الزام ہوں کچھ اوپر پچاس کتابوں کی سند اجازت لکھکر آپ کے پاس بھیجدی تھی جسکے بعد آپ شیخ موصوف کی خدمت میں پہونچے اور بالمشافہ حدیث کو ان سے سنا اور مدت تک تلمذ کیا۔ آپ کا اصل وطن شیراز تھا جہاں آپ پیدا ہوئے اور نشو ونما پایا بعد ازاں بعض آبائے کرام آپ کے حرمین شریفین کو ہجرت کر گئے اور آپ ہندوستان میں آکر سلطان سکندر کے عہد میں گجرات سے ولایت دہلی میں تشریف لائے اور سلطان کی اجازت سے آگرہ میں اقامت اختیار کی سلطان موصوف کو آپ کے حق میں نہایت اعتقاد تھا۔ وفات آپ کی ۹۵۴ھ ہجری میں ہوئی اور اپنے مکان میں دفن کیے گئے۔ "مالک خزانہ" تاریخ وفات ہے۔ صفوی کی نسبت شیخ صفی الدین عبدالرحمن کی طرف منسوب ہے جو آپ کے اجداد میں سے مولانا جلال الدین دوانی کے مشائخ حدیث میں سے تھے اور انکے سلسلہ کو سادات صفویہ کہتے ہیں۔

عبدالرحمن بن یوسف بن حسین رومی برادر عابد چلپی ۸۶۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے عالم محقق فاضل مدقق تھے۔ علم پہلے محمد سامسونی پھر علی بن یوسف فناری سے حاصل کیا اور ولایت اناطولی میں مدرس ہوئے پھر بروسا کو تبدیل ہوئے اور ۹۱۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ "علامہ زخار" تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی۔ اپنے وقت کے امام عالم محدث فاضل فقیہ محقق علامہ مدقق اور حلب کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علما و فضلا سے پڑھا پھر مصر و روم میں گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا پھر قسطنطنیہ میں سکونت اختیار کی اور جامع سلطان محمد خان کے خطیب مقرر ہوئے۔ فقہ میں ایک متن وجیز مسمی بہ ملتقی الابحر تصنیف کیا اور منیۃ المصلی پر دو شرحیں لکھیں ایک

غنیتہ المستملی المعروف بہ کبیری اور دوسری اُسکی مختصر المعروف بہ صغیری۔ آپ کی کتاب ملتقی الابحر پر ایک شرح مسمی بہ تحجج الانہر فی شرح ملتقی الابحر ہے وفات آپ کی سنہ ۹۵۶ ہجری مین ہوئی۔ خواجہ عالم تاریخ وفات ہے۔

مولانا میر رضی الدین۔ کاشمیر کے علماء مین سے فاضل کامل اور متبحر بے بدل تھے اوائل زمانہ تسلط میرزا حیدر مین قطب پورہ مین مدرس مقرر ہوئے جہان بابا داؤد خاکی اور مولانا شمس الدین پال خواجہ نصیر سے بسبب تہمت تشیع کے ناراض ہوکر تعلیم کے لیے آتے تھے۔ میر صاحب اکثر علوم مین تصنیفات رکھتے ہین آپ کی دختر نیک اختر مولانا متقی نیروز کے عقد مین تھی۔ وفات آپ کی سنہ ۹۶۰ ہجری مین ہوئی۔ فقیر کشمیر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن علاء الدین علی جمالی۔ محی الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے۔ علوم اپنے نانا حسام زادہ سے پڑھے اور نیز مؤیدزادہ سے تلمذ کیا اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوئے اور سنہ ۹۵۷ ہجری مین وفات پائی۔

عبد القادر المشہور بہ قادری چلبی۔ بڑے عالم فاضل صاحب ذکا و فطنت تھے علم حمیدی اور رکن الدین زیرک محمد سے پڑھا اور ایفین سے فقاہت و کمالیت کا رتبہ حاصل کیا۔ پہلے آپ کو سلطان سلیمان خان نے معلم مقرر کیا پھر اناطولی مین عسکر کی قضاء کا عہدہ دیا اور سنہ ۹۵۵ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔ فخر عہد تاریخ وفات ہے تعلیقات اور رسائل بھی آپ نے تصنیف کیے تھے مگر وہ بسبب آپ کی سوء مزاجی اور آخر عمر مین مخبوط العقل ہوجانے کے شائع ہوسکے۔

محمد بن عبد القادر والد سید محمد چلبی لقب۔ بڑے عالم فاضل۔ نظار۔ فارس میدان بحث تھے۔ جب کسی مجلس مین حاضر ہوتے تو حل مشکلات مین آپ ہی مشار الیہ ہوتے علم حسام چلبی اور محی الدین چلبی اور شمس الدین احمد بن کمال پاشا سے حاصل کیا اور رتبۂ فضیلت و کمال کو فائز ہوئے اور آپ سے مولی خیر الدین معلم سلطان سلیمان خان نے پڑھا پھر مولی محی الدین کفوی وغیرہم نے جو دس آدمی تھے آپ سے پڑھا اور آپ کو سلطان روم کی ملاقات سے مشرف کیا سلطان نے آپ کو بروسا مین مدرسہ

قاسم پاشا کا مدرس کیا پھر قسطنطنیہ میں مدرس ہوئے بعد ازاں مصر پھر ادرنہ کے قاضی ہوئے اور قسطنطنیہ میں ۹۶۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ فخر محلہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یحییٰ چلبی تاوفی۔ علامۂ عصر۔ فرید دہر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حاوی معالم فروعیہ و اصولیہ تھے۔ بعد تکمیل کے تنشیر علوم اور تدرلیں میں مشغول رہے اور کتاب قول المذہب فی بیان ما فی القرآن من الردمن المعرب تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی ۹۶۳ھ ہجری میں ہوئی۔ عزت تکوین تاریخ وفات ہے۔

احمد بن مصطفیٰ الشہیر بہ طاشکبری زادہ صاحب شقائق نعمانیہ۔ ماہ ربیع الاول ۹۰۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہونچے تو انقرہ میں تشریف لیجا کر قرآن شریف کو پڑھنا شروع کیا اور اسوقت آپ کے باپ سے آپ کی کنیت ابی الخیر اور لقب عصام الدین رکھا پھر بروسا کو گیے جہاں بعض کتب صرف و نحو علاء الدین ملتیم سے پڑھیں پھر جب آپ کے چچا قوام الدین قاسم بن خلیل بروسا کے مدرس ہو کر آئے تو آپ اُنسے پڑھنے لگے چنانچہ بعض کتب نحو و منطق کی اُنسے پڑھیں بعد ازاں آپ کے باپ قسطنطنیہ سے بروسا میں آئے اور اُنسے آپ نے باقی علوم پڑھکر فہمیات و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور محمد تونسی سے کچھ پارہ صحیح بخاری کا پڑھا اور اُنھوں نے اپنی تمام مسموعات کی جو شہاب الدین احمد بکری تلمیذ حافظ ابن حجر سے حاصل کی تھیں آپ کو اجازت دی ماہ رجب ۹۳۱ھ ہجری میں آپ قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر ۹۳۶ھ ہجری میں اسکوب کے مدرسۂ اسحاقیہ اور ۹۴۳ھ ہجری میں قسطنطنیہ کے مدرسۂ قلندر خانہ اور ۹۴۴ھ ہجری میں مدرسۂ وزیر مصطفیٰ پاشا اور ۹۴۵ھ ہجری میں مدرسۂ ادرنہ۔ ۹۴۶ھ ہجری میں آٹھ مدارس میں سے ایک میں۔ ۹۵۱ھ ہجری میں ادرنہ کے مدرسۂ بایزید خان میں مدرس ہوئے پھر ۹۵۲ھ ہجری میں بروسا کے قاضی ہوئے اور ۹۵۴ھ ہجری میں پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے ۹۵۸ھ ہجری میں پھر بروسا کے قاضی بنے اور اس عرصہ میں تیس سے کچھ زیادہ کتب و رسائل تصنیف کیے جن میں سے اشہر و اجل کتاب شقائق النعمانیہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ ہے جسمیں آپ نے

عہد سلطان عثمان غازی سے جو سنہ ۹۱۸ہجری مین بادشاہ ہوا تھا عہد سلطان سلیمان خان تک جو سنہ ۹۲۶ہجری مین تخت نشین ہوا علما و فضلاے روم اور انکے مشائخ کے حالات طبقہ وار تحریر فرمائے اور ایک رسالہ آیت الوضو مین اور ایک تفسیر آیت ہو الذی خلقکم مِن طین تصنیف کی۔ وفات آپ کی سنہ ۹۶۸ھ مین ہوئی۔ محل فیض تاریخ وفات ہے۔

میر سید عبد الاول بن علا حسینی۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم عقلی ونقلی اور فنون ظاہری اور باطنی تھے آبا و اجداد آپکے قصبہ زیدپور علاقہ جونپور کے رہنے والے تھے جو ولایت دکن مین جاکر سکونت پذیر ہوے اور آپ وہین پیدا ہوے اور وہان کے علما و فضلا سے تحصیل علوم کرکے فضیلت وکمالیت کو پہونچے اور علم باطن مین سید محمد گیسودراز کی بعض اولاد کے جو دکن مین تھے مرید ہوے آخر حال گجرات مین تشریف لائے اور گجرات سے حرمین شریفین کی زیارت کو نہضت فرما ہوے اور حج کرکے شہر احمدآباد مین واپس آئے نہایت معمر و مسن تھے اخیر عمر مین غربت اور انکسار آپکے حال پر ایسا غالب آیا جس سے آپکو علوم رسمیہ سے بالکل ذہول ہوگیا اور خانخانان محمد بیرم خان شہید کی استدعا سے جو علما و فضلا کا محب اور غربا و فقرا کا بڑا مربی تھا دہلی کو تشریف لیگئے جہان کم وبیش دو سال قیام کرکے ملاقات واقع ہونے سے پہلے سنہ ۹۶۸ہجری مین وفات پائی اور قلعہ دہلی مین غریبون کے گورستان مین مدفون ہوے۔ شیخ آدان تاریخ وفات ہے۔ آپنے اکثر علوم مین تصنیفات کی چنانچہ فیض الباری شرح صحیح البخاری نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھی اور رسالہ فرائض سراجی کو نظم کرکے اسپر شرح لکھی اور ایک رسالہ فارسی مین تحقیق نفس اور اسکے متعلقات مین نہایت محققانہ تصنیف کیا اور ایک مختصر سیر مین کتاب سفر السعادت سے منتخب کی اور اکثر کتب پر حواشی اور شروح وتعلیقات لکھے اور ہر قسم کی کتابین آپکے پاس مجموعہ دلکشین۔

مولی محمد بن محمد الشہیر بعرب زادہ رومی۔ اپنے زمانہ کے علماے فحول اور اکابر و مہرہ مین سے صاحب تحقیق وتدقیق تھے پہلے شہر بروسا مین مدرسہ محمود پاشا

واقعہ قسطنطنیہ پھر آٹھ مدارس مین سے ایک کے پھر مدرسۂ سلیمانیہ مین مدرس مقرر ہوئے
اخیر کو قاہرہ کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹۶۹ ہجری مین
آپ بحالت طغیانی دریا کشتی مین سوار ہوئے کہ یکایک کشتی ٹوٹ گئی اور آپ شہید ہو گئے
شیخ جہان تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح وقایہ و ہدایہ اور ہدایہ کی
شرح عنایہ اور فتح القدیر۔ اور سید کی شرح مفتاح اور مطول وغیرہ پر حواشی یادگار ہین

یوسف قرہ صوی۔ نور الدین لقب تھا عالم فاضل۔ حق گو۔ متورع ومتشرع
تھے۔ علوم مولی مصطفیٰ خواجہ زادہ اور سنان پاشا وغیرہ سے حاصل کیے اور مدارس
بروسا و اسکوب و ادرنہ و قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور سلطان سلیم نے آپ
کو قضا کا منصب عطا فرمایا۔ فقہ مین ایک کتاب برتقی نام تصنیف کی جسمین مختار مسائل
کو جمع کیا اور بقول مختار سنہ ۹۷۲ ہجری مین وفات پائی۔ زینت شہر تاریخ وفات ہے۔

مولی صالح بن جلال۔ چونکہ آپ کے والد ماجد زمرۂ کبار قضاۃ مین سے تھے
اسلیے آپ کو ابتدا سے ہی بڑے بڑے علما و فضلا سے صحبت رہی لیکن آپ نے زیادہ
تر مولی خیر الدین معلم سلطان سلیمان کی ملازمت اختیار کی اور مدت تک انکی خدمت مین
رہکر علوم مختلفہ اور فنون متعددہ حاصل کیے اور فائق برا قران اور فاضل روزگار
ہوئے پہلے ادرنہ مین مدرسۂ سراجیہ کے پچیس روپیہ تنخواہ پر مدرس ہوئے پھر قسطنطنیہ
مین مدرسۂ مراد پاشا مین تیس روپیہ کی تنخواہ پر تشریف لیگئے وہان سے مدرسۂ محمود پاشا
مین چالیس روپیہ پر تبدیل ہوئے جہان آپ کی پچاس روپیہ تک ترقی ہوئی بعد ازان
آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان سلیمان کی طرف سے بعض
کتب فارسیہ کے ترکی مین ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے جسکو آپ نے تھوڑی ہی مدت
مین نہایت خوبی سے انجام دیا پھر آپ کو سلطان بایزید خان کا مدرسہ تفویض ہوا
پھر آپ کو حلب کی قضا ملی مگر کچھ عرصہ کے بعد قضا سے معزول ہو کر تفتیش احوال
قاہرہ کے کام پر مامور ہوئے جسکو آپ نے ایک سال تک کمال استقامت کے
ساتھ انجام دیا پھر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے اور وہان سے مصر ذات الاہرام

کی قضاء پر تبدیل ہوئے پھر مدرسہ ابی ایوب انصاری آپ کو دیا گیا مگر تھوڑے دنون کے
بعد بسبب نقصان بصارت کے سو روپیہ ماہواری کے وظیفہ پر پنشن یاب ہوگئے۔ آپ کی
تصنیفات سے حواشی شرح مواقف و حواشی شرح مفتاح جرجانی اور ایک دیوان ترکی
زبان مین اور حواشی شرح وقایہ جن مین اُن مسائل کی تشریح کی ہے جنکے حل کی طرف
شارح نے تعرض نہین کیا یادگار ہین۔ وفات آپ کی اسّی سال کی عمر مین ۹۲۳ھ
مین ہوئی۔ فخر چمن تاریخ وفات ہے۔

مولی تاج الدین ابراہیم

مولی تاج الدین ابراہیم بن عبید اللہ حمیدی۔ شہر حمید مین نوین صدی کے
ابتدا مین پیدا ہوئے اور قسطنطنیہ مین داخل ہوکر وہان وطن اختیار کیا علوم مولی
نور الدین وغیرہ سے حاصل کرکے فاضل اجل۔ فقیہ اکمل ہوئے۔ پہلے قسطنطنیہ کے
مدرسہ ابراہیم پاشا مین مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ قصبہ یلوبہ اور مدرسہ قاضی اسود
اور مدرسہ سلیمان پاشا واقعہ ازنیق مین مدرس مقرر ہوئے اور وہان شرح وقایہ
پر حواشی لکھے اور اُنمین ابن کمال پاشا کے اعتراضون کا خوب جواب لکھا اور جب اس مدرسہ
سے علیحدہ ہوئے تو ایک رسالہ تصنیف کیا جس مین چند مواضع سے اقوال جمع کرکے
سولہ جگہ پر ابن کمال پاشا پر تردید کی اور سید سید کی شرح مفتاح کا بعض مقامات سے
حاشیہ تصنیف کیا اور اُسمین بھی ابن کمال پاشا کی تردید کی اور صرف مین شرح مراح
تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۹۳۷ہجری مین ہوئی۔

مفتی ملا جیو

مفتی ملا فیروز معروف بہ پنجہ گنائی بن لول گنائی۔ کاشمیر کے علماء اجلہ
اور فضلاء متبحرین سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ابتداء جوانی مین حرمین شریفین
کی زیارت کو تشریف لیگئے اور کچھ مدت وہان رہکر ہندوستان کو آئے اور بدایون وطن
نبود پنجکر ہر چند تحصیل علوم مین مشغول ہوئے لیکن کامیابی حاصل نہوئی آخر کو خوش قسمتی
سے آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے اُنسے علم کا سوال
کیا اسپر حضرت خضر چالیس روز آپ کے پاس آتے اور مختلف علوم پڑھاتے رہے
یہانتک کہ فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ علوم مین عالم فاضل ماہر کامل ہوئے

جب آپ کی فضیلت کا چرچا دور و نزدیک پہونچا تو اکبر شاہ نے ۹۸۶ھ میں آپ کو اپنے پاس بلا کر بڑا اعزاز و اکرام کیا اور کاشمیر کو مفتی اعظم بنا کر بھیجدیا جہاں آپ نے اجراے احکام شریعت کا کمال دیانت و امانت سے کیا اور تصفیہ باطن کے لیے شیخ میر حمزہ کاشمیری کے مرید ہوئے اور عہد حسین شاہ والی کاشمیر میں ۱۰۰۳ھ ہجری میں ستر سال کی عمر میں شیعون کے ہاتھ سے شہید ہوئے شیخ محبوب شہید تاریخ وفات ہی۔ آپ کے فرزندون میں سے ملا عبد الوہاب بھی بڑے عالم فاضل اور صاحب تالیفات ہوئے ہین جنھون نے حاشیہ شرح مواقف اور شمسیہ وغیرہ تحریر کیے۔

علی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضیخان متقی جونپوری الاصل برہانپوری المولد ۸۸۵ھ ہجری مین برہانپور مین پیدا ہوے پہلے شیخ حسام الدین ملتانی وغیرہ سے مختلف علوم حاصل کیے پھر ۹۵۲ھ ہجری مین مکہ شریف کو تشریف لیگئے اور شیخ ابو الحسن بکری وغیرہ مشائخ و ارکان دین سے فقہ و حدیث وغیرہ علوم و فنون کی تکمیل کرکے جامع کمالات ظاہری و باطنی ہوے اور مکہ معظمہ مین ہی اقامت اختیار کرکے نشر علوم ظاہری و باطنی مین بذریعہ تدریس و تصنیف و استکتاب اور تلقین و ریاضت و تقوی مین مصروف ہوے اور بقعہ مبارک کے خواص و عوام مین یہانتک آپ کی کمالیت و فضیلت کی شہرۂ آفاقی ہوئی کہ شیخ ابن حجر ہیتمی مکی مفتی حرم محترم مولف صواعق محرقہ جو ابتدا مین آپ کے استاذ تھے اخیر کو اپنے آپ کو آپ کا تلمیذ تصور کرنے لگے اور رسم ارادت بجالا کر آپ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اکثر اوقات آپ اپنے ہاتھ سے سیاہی درست کرکے طالب علمون کو دیتے اور اُنسے اُن کتابون کے جو کمیاب ہوتین متعدد نسخے لکھوا کر اہل علم کو دیتے تھے۔ آپ نے بہت سی کتابین و رسائل تصنیف کیے جنکا مجموعہ صغیر و کبیر عربی و فارسی سو کتاب سے بتجاوز ہی لیکن سب سے بڑی اور مفید کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال ہی جس مین آپ نے شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب جامع صغیر اور جامع کبیر یعنے جمع الجوامع اور زوائد و اکمال کو جن مین احادیث کو

حروف تہجی پر جمع کیا گیا تھا اور جمیع احادیث قولی و فعلی آنحضرت صلعم کے احاطہ کا دعویٰ کیا گیا ہی تبویب فرمائی اور ابواب فقہیہ پر انکو ترتیب دیا پھر انکو منتخب کیا اور اکثر مکررات کو حذف کر کے ایک مہذب و منقح کتاب چار جلد مین تیار کی جسکی نسبت ابو الحسن بکری مکی نے فرمایا ہی۔ للسیوطی منۃ علی العالمین وللمتقی منۃ علیہ یہان سے غور کرنا چاہیے کہ آپ کی امعان نظر فہم معانی اور ترتیب الفاظ احادیث مین کسقدر رکھتی آپ کا اشتغال تتبع سنن و احادیث نبوی مین یہانتک تھا کہ اخیر وقت مین بھی جب حسب مقتضاے بشریت کے امکان حرکت اور طاقت ہلنے کی نہ رکھتے تھے حکم کیا تھا کہ تا دم اخیر مقابلہ کتب احادیث کا ہمارے آگے سے نہ اٹھاؤ لوگون نے عرض کیا کہ ہمکو کس طرح معلوم ہو کہ اب آپ کا دم اخیر ہی آپ نے فرمایا جب تک ہماری انگشت شہادت کو موافق حرکت ذکر کے متحرک دیکھو تو یہی جانو کہ ابھی تک روح قالب مین ہی اور جب وہ حرکت سے باز رہ جاے تو جان لو کہ روح قبض ہوگئی چنانچہ ایسا ہی انھون نے کیا اور آپ نے دوم جمادی الاول ۹۷۵ھ ہجری کو سحر کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تاریخ ولادت سحر خیز اور تاریخ وفات شیخ مکہ ہی۔ شیخ عبد الوہاب متقی نے آپ کی تعریف و سوانح عمری مین ایک کتاب اتحاف التقی فی فضل شیخ علی المتقی تصنیف کی ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتاب زاد المتقین مین آپکا ذکر ایسی شرح و بسط سے کیا ہی کہ اُس سے زیادہ متصور نہین۔

سید عبد اللہ ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی۔ جامع علوم منقول و معقول حاوی فروع و اصول صاحب عمل و توکل۔ دنیا و ما فیہا سے بے نیاز اور قصبہ اوچ مین سکونت رکھتے تھے آپ کے وسیلہ سے بیشمار خلقت صوری و معنوی کمالات کو پہنچی۔ وفات آپ کی بعہد اکبر بادشاہ ۹۸۵ھ ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا اوچ مین زیارت گاہ ہی۔ مخزن زمان تاریخ وفات ہی۔

محمد افندی برکلی رومی۔ عالم فاضل جامع علوم نقلیہ و فنون عقلیہ تھے علم محی الدین اخی زادہ سے پڑھا اور سلطان سلیمان خان کے عہد مین مولی عبد الرحمن قاضی عسکر کی ملازمت کی یہانتک کہ فائق اقران ہوے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے

استفادہ کیا آپ سے اور سلطان سلیم خان کے باہم بڑی محبت تھی اسلیے اُسنے قصبۂ بروکل مین آپ کے لیے مدرسہ بنوایا۔ آپ کی تصنیفات سے مختصر کافیہ بیضاوی کی شرح اور کتاب طریقۂ محمدیہ اور حواشی شرح وقایہ اور کتاب الفرائض یادگار ہین وفات آپ کی ۹۸۱ھ ہجری مین ہوئی۔ کان فضل تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن مصطفی بن عماد اسکلیبی المعروف بابی السعود قصبۂ اسکلیب میں جو روم کے ملک مین واقع ہے انیسوین ماہ صفر ۸۹۶ھ ہجری مین پیدا ہوئے آپ کے باپ نے جو بڑے عالم فاضل تھے بعد سبانی علوم کے آپ کو فقہ وادب کی تعلیم دی اور سکاکی کی مفتاح کو حفظ کرایا اور نیز فنون ادبیہ اور علوم نقلیہ وعقلیہ مؤید زادہ تلمیذ جلال الدین دوانی اور ایک جماعت علمائے عصر سے حاصل کیے یہانتک کہ شیخ کبیر اور عالم نحریر عرب وعجم مین بےنظیر ہوئے اور ریاست مذہب وفتیا وتدریس کی آپ پر منتہی ہوئی چونکہ اصول وفروع مین قوت کاملہ اور قدرت شاملہ اور فضیلت تامہ رکھتے تھے اسلیے اکثر بعض مسائل مین اجتہاد کر کے اُنکو نکالتے اور بعض دلائل سے اُنکو ترجیح دیتے تھے علم ادب مین یہ حال تھا کہ وہ شیخ وسفی قطب الدین لکھتے ہین کہ مین نے رحلت اولی مین ۹۴۳ھ کو جبکہ آپ استنبول کے قاضی تھے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو نہایت فصیح وبلیغ اور فن ادب مین ترجیح پایا اور مین نے آپ کی اس عربیت سے جو ولایت عرب مین پھر کر حاصل نہین کی تھی تعجب کیا اور کہا کہ یہ حضرت بخشش خدا سے ہے پہلے سلطان سلیمان خان نے آپ کو مدارس بروسا وقسطنطنیہ وغیرہ دیے بعد ازان بروسا پھر قسطنطنیہ کی قضا آپکے سپرد ہوئی پھر ۹۴۴ھ مین روم ایلی مین عسکر منصور کی قضا آپ کو تفویض کی گئی اور سلطان کو اور وزرا کے خطاب کرنے کا آپ کو درجہ حاصل ہوا پھر ۹۵۱ھ ہجری مین قسطنطنیہ مین افتا کا منصب حاصل کیا جسپر تیس سال تک قائم رہے اور وہین ایک تفسیر مسمی بہ ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم تصنیف کی اور اُسکو سید محمد نقیب بن سید محمد بن عبد القادر اپنے داماد اور شاگرد کے ہاتھ سلطان کے پاس بھیجا جسکو سلطان نے بڑی خوشی سے قبول کر کے اُنکے وظیفہ مین اضافہ کیا اور بعد وفات سلیمان خان کے اُسکے بیٹے سلیم خان نے

بھی بڑی تعظیم و تکریم قائم رکھی اور آپ نے مدت العمر عزت و توقیر کے ساتھ زندہ رہکر ۹۸۱ھ
یا ۹۸۲ھ مین وفات پائی۔ قدوة المفسرین تاریخ وفات ہی۔ تفسیر آپ کی تمام لطائف
ونکات اور فوائد و اشارات پر شامل ہی نہ اسقدر طویل ہی کہ جس سے ملالت حاصل ہو
اور نہ اسقدر قصیر ہی کہ مطالب فوت ہون۔ صاحب کشف الظنون نے لکھا ہی کہ یہی تفسیر
ہی جو کشاف کے بعد تصنیف ہوئی ہی اور جس اعتبار اور اشتہار کے رتبہ کو پہونچی ہی
بیضاوی بھی اُسکو نہین پہونچی اور یہانتک اُسکے حسن سبک اور لطف تعبیر سے اُسکے نسخے اقطار
و اکناف عالم مین منتشر ہوے اور فحول علماء و کبار فضلاء نے اُسکو قبول کیا کہ اسکے
مصنف کو خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا اور منشی محمد مورخ ترکی نے اُسکی تاریخ تاج
تفسیر کلام معجز اور تاریخ بیتیض اُسکی لفظ تفسیر اکبر سے نکالی ہی۔

مولانا کمالان

مولانا کمالان اولاد خواجہ کو ہی۔ محدث اجل۔ فقیہ فاضل۔ علوم کے بحر ذخار
تھے۔ حدیث اور علوم دینیہ کو زبدة المحققین میرک شاہ تلمیذ سید جمال الدین محدث
صاحب روضة الاحباب سے حاصل کیا اور بہت سے مشائخ کی صحبت کی اور حج
کرکے ہندوستان مین تشریف لائے اور جہانگیر شاہ کے اوستاد ہوے۔ ہندوستان
کے ایک بڑے گروہ نے آپ سے حدیث کو پڑھا۔ ملا علی قاری نے بھی آپ سے
مشکوة شریف پڑھی جیسا کہ اُنھون نے مرقاة شرح مشکوة مین اس بات کی تصریح
کی ہی۔ وفات آپکی ۹۸۳ھ ہجری مین ہوئی اور آگرہ مین دفن کیے گئے فخر
زمانہ تاریخ وفات ہی۔

محمد بن طاہر پٹنی

محمد بن طاہر پٹنی۔ خادم حدیث نبوی۔ ناصر سنن مصطفوی۔ جامع منقول
ومعقول۔ حاوی فروع و اصول تھے ۹۱۴ھ ہجری مین شہر نہر والہ مین پیدا ہوے
پہلے اپنے ملک کے علما و فضلاء مثل مولانا شیخ ناگوری اور شیخ برہان الدین سمہودی
اور مولانا یداللہ سوہی اور ملا مہتہ وغیرہ سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی
پھر حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہان کے علما و مشائخ مثل شیخ ابی عبداللہ
زبیدی اور سید عبداللہ عیدروسی اور شیخ عبیداللہ حضرمی اور شیخ جاراللہ مکی اور شیخ

ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ اور شیخ علی مدنی اور شیخ محمد داؤد سندی اور شیخ ابو الحسن
بکری مکی سے علوم و فنون حاصل کیے خصوصاً شیخ اجل اور ولی اکمل علی بن حسام الدین
متقی سے بشیار فیوض حاصل کر کے انکے مرید خاص ہوئے پھر اپنے وطن میں واپس
ہو کر افادۂ علوم اور اعلاء کلمۃ الحق کا ہنگامہ گرم کیا اور تصانیف نفیسہ میں
مصروف ہوئے جن میں سے مجمع البحار فی غریب الحدیث اور المغنی فی ضبط اسماء الرجال
اور تذکرۃ الموضوعات فی الاحادیث الموضوعہ اور قانون الموضوعات فی ذکر
الضعفاء والوضاعین وغیرہ ہیں اور بموجب وصیت اپنے شیخ علی متقی کے
واسطے اہل کتب نویسوں کے اپنے ہاتھ سے سیاہی حل کر کے دیتے تھے
یہانتک کہ سبق پڑھانے کے وقت بھی سیاہی حل کرنے میں مشغول رہتے تھے
ان دنوں فرقہ بواہیر مہدویہ کا بڑا زور تھا اور وہ سید محمد جونپوری مدعی مہدویت
کا اقتدا کرتے تھے آپ نے مثل اپنے شیخ و استاد کے کمر ہمت باندھ کر عہد کیا کہ جب تک
یہ بدعت قوم مذکور میں سے دور نہ ہوگی پگڑی اپنے سر پر نہ باندھینگے چنانچہ کچھ مدت تک
بغیر پگڑی باندھنے کے اسکے استیصال میں مشغول رہے جب ۹۸۰ ہجری میں اکبر شاہ نے
گجرات کو فتح کیا تو آپ سے اسکی قصبہ پٹن میں ملاقات ہوئی اور اس نے اپنے ہاتھ سے
آپ کے سر پر پگڑی باندھ کر کہا کہ آپ کے ترک دستار کا سبب میں نے سن لیا ہے پس اب
نصرت دین متین کی آپ کے ارادہ کے موافق مجھ پر لازم ہوئی اسی سال گجرات کی
حکومت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے سپرد ہوئی جس کی اعانت سے اکثر رسوم بدعت
کی دور ہوئیں لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد صوبۂ گجرات خانخانان عبدالرحیم کے
تحت حکومت میں آگیا جسکی حمایت سے فرقہ مہدویہ نے پھر زور پکڑ لیا آپ نے پھر
پگڑی اپنے سر سے اتار ڈالی اور آگرہ کا قصد کیا کہ اکبر شاہ کے پاس جا کر عرض
حال کریں اور اس بدعت کے دور کرانے کا قرار واقعی تدارک کرائیں ہرچند
شیخ وجیہ الدین علوی نے کنایۃً منع کر کے فرمایا کہ یہ جہان مظہر اسماء جلالی
و جمالی ہے حفظ آثار اور احکام ہر اسم صراط مستقیم ہے مگر کچھ سود مند نہ پڑا اور آپ نے

سنہ ۹۸۶ ہجری میں کوچ کرہی رہا تھا کہ راستہ میں مخالفون کی ایک جماعت نے پہونچ کر درمیان اوجین و سارنگپور کے آپکو شہید کر دیا نعش آپکی مالوہ سے قطبیہ پٹن میں لاکر آپکے اسلاف کے مقابر میں دفن کی گئی۔ خلیفہ دوران تاریخ وفات ہی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں میان غیاث ساکن بروچ صوبہ گجرات کے حالات میں جو اپنے وقت کے صلحاء سے تھے لکھتے ہین کہ شیخ عبد الوہاب خلیفہ شیخ علی متقی نے فرمایا کہ مین نے ایکبار دفعہ آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ اس زمانہ مین کون افضل الناس ہی آپ نے فرمایا میان غیاث پھر تیرا شیخ پھر محمد طاہر انتہی۔ بعض نے آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق تک پہونچایا ہی اور باتفاق جمہور آپ قوم بوہرہ مین سے تھے جو صوبہ گجرات مین رہتی ہی جس کے اسلاف ملا علی کے ہاتھ پر جنکی قبر کھنبات مین ہی اسلام لائے تھے تمام تجارت پیشہ اور اہل حرفہ ہین غالباً انکے اس لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہی شغل تجارت ہی جسکو ہندی مین بیوپار کہتے ہین۔

مولی احمد بن مولی بدر الدین قودر آفندی المعروف بہ قاضی زادہ رومی شمس الدین یا زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے فقیہ محدث۔ عالم محقق فاضل مدقق امام العلماء سید الفقہاء تھے۔ علوم مولی محمد المعروف بہ چوی زادہ اور مولی سعدی محشی تفسیر بیضاوی سے حاصل کیے۔ مدت تک بلاد روم مین حلب و عسکر کے قاضی اور قسطنطنیہ مین مفتی رہے۔ ہدایہ کی شرح کتاب الوکالۃ سے آخر تک مسمی بہ نتائج الافکار فی کشف الرموز و الاسرار بطور تکملہ فتح القدیر کے تصنیف فرمائی اور اسمین تین ہزار ایراد ایسے شراح ہدایہ پر کیے جو آپ سے پہلے کسی ثقہ نے نہین کیے تھے اور نیز سید کی شرح مفتاح کا حاشیہ اور اوائل شرح وقایہ پر حاشیہ اور تجرید پر حاشیہ لکھا اور رسائل کثیرہ تصنیف کیے۔ وفات آپکی ۹۸۸ھ مین ہوئی۔ مقصود مذاہب تاریخ وفات ہی۔

محمود بن سلیمان کفوی۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور واقف فنون اصولیہ و فرعیہ عالم ماہر۔ فاضل متبحر تھے۔ علم محمد بن عبد الوہاب تلمیذ ابن کمال پاشا شاگرد مصلح الدین قسطلانی سے حاصل کیا اور نیز سید محمد بن عبد القادر تلمیذ نور الدین قرہ صوفی شاگرد

سنان پاشا سے پڑھا۔ مدت تک تالیف و تصنیف و درس و تدریس سے علم کو نشر کیا ایک کتاب مسمی بہ کتائب اعلام الاخیار المشہور بہ طبقات کفوی نہایت عمدہ تصنیف کی جسمین مشاہیر حنفیہ کے حالات امام اعظم رح سے لیکر اپنے زمانہ تک مع انکے سلسلۂ تلمذ و وفات و ولادت و تصنیفات و آثار اور حکایات کے لکھے اور ہر ایک کے ترجمہ مین انکی تصنیفات و تالیفات سے فوائد درج کیے اور کئی ایک کتاب مین اسکو ترتیب کرکے ہر ایک کتیبہ کو تراجم جماعت غفیرہ سے پر کرکے اسکو اس جماعت صلحاء و اولیاء کے ذکر سے ختم کیا جنکے ذکر کے وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی اور نحوست دور ہوتی ہی وفات آپکی سنہ ۹۹۰ ہجری مین ہوئی۔ شیخ بے نیاز تاریخ وفات ہی۔

مولانا عبداللہ سندی

مولانا عبداللہ سندی۔ شیخ علی متقی کے اصحاب مین سے تھے اور گو شیخ ابن حجر مکی سے شاگردی کی نسبت رکھتے تھے لیکن شیخ ابن حجر نے آپ سے علم عربی مین استفادہ کیا اور اکثر وقت کہتے کہ ہمارے لیے اس کلام کو عربی کرو شیخ نے آپکی اجازت کے ورقہ مین یہ لکھا کہ فائدہ دیا انھون نے مجکو زیادہ اس سے جو فایدہ پکڑا۔ آپ بڑے دانشمند تھے اور کسی سے کچھ طمع اور کام نہ رکھتے تھے محض خدا کے لیے درس دیتے اور فائدہ پہونچاتے اور تصحیح کتب کی کرتے تھے آپ نے ایک نسخہ مشکوۃ کا اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ صحیح کیا تھا اور اسکو محشی کرکے ورق ورق کر دیا تھا بہت لوگ ایک مجلس مین اس سے استفادہ اور انتساخ کرتے تھے حواشی مین آپ نے مذہب حنفیت کا اثبات کرکے اسکے دلائل درج کیے تھے آپ کا قول تھا کہ مین نے مشکوۃ کو حنفی بنا دیا ہی اور کہتے ہین کہ تمام عمر مین جو مین نے کام کیا ہی تصحیح مشکوۃ کی ہی اور امید رکھتا ہون کہ خداتعالے اسکی برکت سے مجھے بخش دے وفات آپکی سنہ ۹۹۶ھ مین ہوئی اور تاریخ وفات آپکی چشمۂ رحمت ہی۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔ عالم ماہر۔ فاضل متبحر۔ زاہد۔ عارف۔ فقیہ محدث۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے سنہ ۹۱۱ ہجری مین قصبہ چاپانیر واقع صوبہ گجرات مین پیدا ہوے اور وہان ہی نشو و نما پا کر طلب علم مین نکلے اور ملا عماد

طار می سے علوم حاصل کیے اور شیخ قاضن سے خرقہ پہنا- تمام عمر تدریس علوم اور تصنیف کتب مین مصروف رہے اور اکثر کتب کے شروح و حواشی تصنیف فرمائے چنانچہ شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث مین- حاشیہ تفسیر بیضاوی- حاشیہ عضدی- حاشیہ تلویح حاشیہ بزدوی- حاشیہ ہدایہ- حاشیہ شرح وقایہ- حاشیہ مطول- حاشیہ مختصر- حاشیہ شرح تجرید- حاشیہ اصفہانی- حاشیہ شرح عقائد تفتازانی- حاشیہ قدیمہ محقق دوانی- حاشیہ مواقف- حاشیہ شرح حکمۃ العین- حاشیہ شرح مقاصد- حاشیہ شرح چغمینی- حاشیہ شرح جامی- شرح ارشاد فی النحو وغیر ذالک آپ کی تصنیفات سے ہین- آپ کا بادشاہ اور علما و فضلا کے نزدیک یہانتک اعتبار تھا کہ جب سید محمد غوث صاحب جواہر خمسہ بسبب ایذا شیر شاہ بادشاہ کے گوالیار سے گجرات مین پہونچے تو وہان کے علما آنکے رسالہ معراج نامہ کے مضامین پر معترض ہو کر منازعت مین اُٹھے اور سید موصوف کے قتل مین ایک محضر نامہ لکھکر تمام علما نے مہرین ثبت کر دین یہانتک کہ حضرت شیخ علی متقی نے بھی جو صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے محضر نامہ مذکور پر اپنی مہر ثبت کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دی بادشاہ نے تامل کر کے فرمایا کہ جبتک شیخ وجیہ الدین کی اسپر مہر ثبت نہو گی قتل کا حکم نہ دیا جاویگا پس محضر مذکور آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ بغرض دریافت حال کے سید صاحب موصوف کی خدمت مین تشریف لیگئے اور پہلی ہی ملاقات مین فریفتہ حال و قال سید صاحب ہو کر استفتا کو پارہ پارہ کر دیا اور علما کو جواب مین فرمایا کہ تمھارا فہم کلمات و معانی سید صاحب کو نہین پہونچ سکا اور جو تمنے حکم کیا ہی ظاہر شریعت مین ایسا ہی ہی لیکن یہ معاملہ باطنی ہی اور معراج سید صاحب کا عالم واقع مین وقوع مین آیا ہی اور حالات واقع کو عالم ظاہر کے ساتھ کچھ اعتبار نہین وفات آپ کی سنہ ۹۹۸ ہجری مین ہوئی- اور قبر آپ کی احمد آباد مین زیارت گاہ عام ہی- تاریخ وفات آپ کی لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا سے نکلتی ہی-

یحییٰ بن بخشی رومی- عالم فاضل- فقیہ متبحر تھے بہت لوگون نے آپ سے

یحییٰ بن بخشی رومی

فیض پایا اور شرعۃ الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی۔ اور اوائل دسویں صدی میں فوت ہوئے۔

محمود بن شیخ محمد

محمود بن شیخ محمد۔ بڑے کریم النفس عالم فاضل محب العلم والعلماء تھے پہلے شہر بروسا کے قاضی مقرر ہوئے پھر ۹۱۱ھ ہجری میں آپ کو سلطان بایزید خان نے اناطولی میں قضاء عسکر کی عطا کی۔ آپ نے ترکی زبان میں ایک کتاب محمودیہ نام نظم میں تصنیف کی۔

برجندی

عبد العلی بن محمد بن حسین برجندی۔ جامع اصناف علوم محسوس و منقول۔ حاوی انواع مسائل فروع و اصول۔ فقیہ محدث۔ صاحب زہد و تقوی تھے خصوصاً علم نجوم و حکمیات و ریاضی میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ علم حدیث کا خواجہ مولانا اصفہانی اور فنون حکمیہ مولانا منصور ولد مولانا معین الدین کاشی سے حاصل کیے باقی علوم متداولہ مولانا کمال الدین شیخ حسین قنوی سے اخذ کیے اور مولانا سیف الدین احمد تفتازانی اور مولانا کمال المسعود شروانی سے بھی استفادہ کیا اور ہمیشہ اوصاف تواضع و پرہیزگاری و حلم اور دینداری سے متصف رہکر نشر علوم اور تالیف و تصنیف میں مصروف رہے ۹۱۲ھ ہجری میں کتاب مجسطی کی شرح لکھی۔ فقہ میں مختصر وقایہ کی شرح نقایہ اور مناظرہ میں رسالہ عضدیہ کی شرح اور فن اصطرلاب میں رسالہ طوسی کی شرح تصنیف کی اور شرح ملخص چغمینی قاضی زادہ موسی رومی پر حواشی اور رسالہ تذکرہ اور تحریر اور رسالہ شمسیہ پر شروح لکھے اور ایک رسالہ ابعاد و اجرام میں نظم میں تصنیف کیا۔

مولانا شمس الدین محمود خضری

مولانا شمس الدین محمود خضری۔ فارس کے اعاظم و اتقیاء میں سے جامع معقول و منقول تھے مدت تک شہر کاشان میں مقیم رہ کر درس و تدریس اور افادہ علوم میں مصروف رہے ۹۰۳ھ ہجری میں دو رسالے ایک تفسیر سورۂ فاتحہ کتاب اور دوسرا جمل حدیث صحیح میں تصنیف کرکے دار السلطنت ہرات میں سلطان میرزا حسین کے پاس بھیجے جسے منظور فرما کر آپ کو صلہ و انعام سے مالامال کیا۔

شیخ اسمٰعیل حقی آفندی

شیخ اسمٰعیل حقی آفندی۔ عارف کامل فاضل۔ مفسر مستند۔ سراج العلماء

زبدۃ الفضلا رہتے۔ اپنے شیخ عثمان نزیل قسطنطنیہ کے اشارہ سے چھ جلد مین تفسیر روح البیان تصنیف فرمائی جس مین امام اعظم کے مذہب کی تائید اور اعانت کی اور انکے مذہب کے موافق آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی ہے۔

صلاح الدین موسیٰ بن حمید الدین بن افضل الدین۔ آپ بھی اپنے باپ کی طرح بڑے عالم فاضل عابد زاہد تھے اور ہر وقت علم و عبادت و تدریس و نشر علوم مین مصروف رہے اور آٹھ مدارس مین سے ایک کے مدرس ہوئے۔

مولانا حسامی واعظ چونکہ مولانا محمد حسام الدین قہستانی کے اقربا و تلامذہ مین سے تھے اسلیے اسی مناسبت سے حسامی کے نام سے مشہور ہوئے بڑے فصیح و بلیغ و طلیق اللسان اور کثرت قوت حافظہ مین مشہور و معروف تھے چنانچہ بڑی بڑی حکایات کو بعینہٖ عبارت مصنفین مین سے زبر یاد پڑھ دیتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد دارالسلطنت ہرات مین وعظ کرتے تھے اور چارشنبہ کے روز مزار خواجہ ابوالولید احمد قدس سرہ مین لوگون کو وعظ و نصائح سے محظوظ و مسرور فرماتے تھے اور مولف حبیب السیر متوفی سنہ ۹۴۲ ہجری کے ہمعصرون مین سے تھے۔

محمد بن عبدالاول تبریزی الشہیر بمولی امیر کیو۔ بڑے عالم فاضل۔ عارف علوم عقلیہ و نقلیہ اور جامع فنون اصولیہ و فرعیہ تھے اور صنعت انشاء مین آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی۔ باپ آپ کا تبریز کا قاضی تھا آپ نے صغر سنی مین مولی جلال الدین دوانی کو دیکھا اور اپنے باپ کی حیات مین روم کے ملک مین آئے چونکہ آپکے باپ اور عبدالرحمن بن مؤید مین بڑی دوستی تھی اسلیے اُسنے آپ کو سلطان بایزید خان کے حضور مین حاضر کیا اُسنے آپ کو مدرسہ وزیر مصطفیٰ پاشا کا مدرس مقرر کیا پھر آپ مدارس بروسا و مغنیسا کے مدرس ہوئے بعد ازان دمشق اور حلب اور قسطنطنیہ کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کے اور سید محمد بن عبدالقادر کے درمیان بڑے مناظرے و مباحثے ہوتے رہے۔

مولانا خواجہ شمس الدین بال کاشمیری۔ اعلم علماء دہر اور مرجع فضلاء

عصر تھے۔ مرزا عیدار کے زمانہ مین بسبب حق گوئی کے علمار کے درمیان ممتاز تھے اکثر علماء سے بحث و مناظرہ مین غلبہ حاصل کیا اور بدلالت خواجہ داؤد طوسی کے جو آپ کے شاگردون مین سے تھے حضرت مخدوم کی خدمت مین پہونچے اور رشتہ طریقت کو حاصل کیا بعد شہادت میرزا عیدار کے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہین وفات پائی۔

حدیقہ یازدہم

گیارھوین صدی کے فقہا و علما کے حالات مین

شیخ عبد الوہاب متقی بن شیخ ولی اللہ سندوی۔ شہر سندو مین پیدا ہوئے تھے آپ کے والد ماجد جو اکابر و اعیان و لایت مندو سے تھے بسبب حوادثات زمانہ کے ہندوستان مین آکر برہانپور مین سکونت پذیر ہوئے اور تھوڑے دنون کے بعد آپ کو صغیر السن چھوڑ کر فوت ہو گئے آپ کو صغرسنی مین ہی علم اور تصوف کا شوق غالب ہوا اسلیے ملک گجرات اور دکھن و سیلان اور سراندیپ مین سیر کر کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے اور اکثر علما و صلحار و مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر بیس سال کی عمر مین ماہ جمادی الاولی ۹۶۳ھ ہجری کو مکہ معظمہ مین پہونچے اور بعد ادائے حج کے شیخ علی متقی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بارہ سال تک انکی صحبت مین رہ کر فقہ و حدیث و علوم شرعیہ وغیرہ مین فاضل اجل اور قاموس اللغۃ اور معارف فقر و تصوف مین عارف کامل اور اولیائے اکمل ہوئے اور بعد وفات شیخ علی متقی کے انکے خلیفہ و جانشین ہو کر ۲۳ سال تک مکہ معظمہ مین نشر علوم ظاہری و باطنی مین مصروف رہے اور ان چالیس سال مین کوئی حج آپ سے فوت نہین ہوا اگرچہ بعد وفات پیر روشن ضمیر کے آپ واسطے ادائے حقوق ذوی الارحام کے گجرات مین تشریف لائے مگر اسی سال مکہ معظمہ مین مراجعت فرما کر اس سال کا حج ادا کر لیا۔ اگرچہ آپ ہر ایک علوم شرعیہ و نقلیہ کو پڑھاتے تھے لیکن تفسیر و حدیث و تصوف کی بر غبت تمام و خوشی مالا کلام تعلیم دیتے تھے اور جو شخص جس ملک کا ہوتا اسکو اسی کی زبان

مین تعلیم کے وقت تقریر کرکے سمجھاتے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مکہ معظمہ مین جاکر آپ سے ہی حدیث کو پڑھا اور صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی سند حاصل کی اور نیز تصوف مین آپ کے مرید ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ کا حال بالشرح والبسط کتاب زاد المتقین اور اخبار الاخیار مین لکھا چنانچہ زاد المتقین مین آپ کے حالات مین لکھا ہی کہ ایک دن آپ کی مجلس مین امام شافعی کے مذہب مین بات شروع ہوئی کہ اکثر اُنکا مذہب ظاہر حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہی عرض کیا گیا کہ کئی وقتون سے شبہات دل مین ہوتا ہی اور دل مین گذرتا ہی کہ اگر کوئی شخص شافعی المذہب ہوجائے تو بہتر ہی آپ نے فرمایا کہ یہ بات اسطرح پر نہین ہی کیونکہ حنفی کتب مین جو ولایت ما ورا النہر اور ہندوستان مین مشہور ہین اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہی لیکن اس جگہ ایسی کتابین تصنیف ہوئی ہین کہ ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیح کو وارد کرکے اُسکا اثبات کیا گیا ہی یا بعض علماے حنفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہی کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو لاتے ہین یہانتک کہ اس بات کے کہنے کا موقع ملجاتا ہی کہ شافعی ہی اصحاب لسے مین سے ہین نہ حنفی چنانچہ اس دعوے کی تصدیق ابن ہمام کی شرح ہدایہ اور شمنی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمن اور اُسکی شرح سے جو بعض علماے مصر نے تصنیف کی ہین مطالعہ کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہی اور فرمایا کہ تمھارا یہ شبہ ظاہراً مشکوۃ کی مطالعہ سے پیدا ہوا ہوگا کہ اکثر احادیث اُسکی شافعی مذہب کے موافق ہین کہ اُسکے مولف نے اُسکی احادیث کو موافق اپنی جستجو و تفحص کے جمع کیا ہی لیکن حنفی مذہب کے اثبات مین اور احادیث راجح تر جو کتابون مین مذکور ہین موجود ہین پھر فرمایا کہ اعتقاد صدق و حقانیت مذہب حنفی کا بہت بڑا ہی کیونکہ امام ابو حنیفہ کو ایسے تلامذہ و اصحاب مہیا ہوئے ہین جو کمال علم و فقاہت و حدیث و زہد و دیانت و تقدم و تجربہ زمانہ سابق مین متصف تھے اور فرمایا کہ ان رسالون مین جو امام اعظم کے مناقب مین تالیف ہوئے ہین نظر کرنی چاہیے تاکہ حقیقت حال منکشف ہوجاوے فرمایا کیونکہ امام ابو حنیفہ نہایت اعظم تھے اسلیے حاسد بہت رکھتے تھے جو آن پر

طعن کرتے تھے پس بقول مشہور ہے کہ فاضل تر محسود تر لیں یہ علامت امام ابو حنیفہ کی بزرگی کی ہے۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی۔ تاریخ وفات آپکی شیخ کامل ہے۔

شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری اکبرآبادی والد شیخ ابو الفیض فیضی ہند کے علماے فحول میں سے فقیہ فاضل مفسر کامل۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اپنی تمام عمر افادہ و افاضہ اور تفسیر علوم میں صرف کی۔ اخیر عمر میں باوجودیکہ آپکی بینائی کم ہو گئی تھی مگر محض قوت حافظہ سے تفسیر منبع عیون المعانی چار مجلد کلان میں تصنیف کی اور سنہ ہجری میں وفات پائی اور آگرہ میں دفن کیے گئے۔ فخر الکمال آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن بدر الدین منشی الاقحصاری۔ عالم اجل فاضل اکمل۔ فقیہ۔ مفسر ماہر فنون متعددہ تھے مقام اقحصار میں تفسیر جلالین کی طرح پر تفسیر تنزیل التنزیل نام سلطان مراد بن سلیم خان کے واسطے تصنیف فرمائی جسکے طفیل سے آخر ماہ ربیع الآخر ۹۸۰ ہجری میں مشیخت حرم نبوی سے آپ مفتخر ہوئے اور سنہ ہجری میں وفات پائی۔ گرامی خلق تاریخ وفات ہے۔

شیخ یعقوب صرفی خلف شیخ حسن گنائی عاصمی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ۹۰۸ ہجری میں پیدا ہوئے صغر سنی میں آپ سے آثار زیرکی اور تیز فہمی اور بزرگی کے ظاہر تھے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ پھر مولانا محمد آنی سے جو مولانا عبد الرحمن جامی کے شاگرد رشید تھے علوم متداولہ اور فنون رسمیہ حاصل کر کے مخاطب بخطاب جامی ثانی ہوئے اور حضرت اخوند ملا بصیر سے بھی استفادہ علوم کیا بعد ازاں آپ واسطے تصفیہ باطنی کے سمرقند کو تشریف لیگئے شیخ حسین خوارزمی کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ تک انکی خدمت میں رہکر انکی توجہ کامل سے خرقہ خلافت حاصل کر کے کاشمیر میں واپس آئے اور تدریس و ہدایت خلق میں مصروف ہوئے پھر کچھ مدت بعد کاشمیر سے سمرقند کو گئے اور باتفاق اپنے مرشد کے حرمین شریفین

شیخ مبارک

محمد بن بدر الدین منشی

شیخ یعقوب صرفی

تشریف لیگئے اور شہداء مقدس کی زیارت کرکے مکۂ معظمہ مین آئے اور شیخ المحدثین ابن حجر مکی وغیرہ سے حدیث کی سند حاصل کی اور بغداد مین آکر امام ائمہ ابو حنیفہ کوفی کا جبہ مبارک حاصل کرکے کاشمیر مین آئے چند سال کے بعد پھر حج کو تشریف لیگئے اور بعد ایک سال پھر بسعادت اوٹ (؟) آکر بہت سی کتب حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ اپنے ہمراہ لائے اور انکو خطۂ کاشمیر مین مروج کیا تصنیفات آپ نے مختلف علوم مین کثرت سے کین جن مین سے تفسیر قرآن شریف ناکمل۔ شرح صحیح بخاری۔ مغازی النبوۃ۔ حاشیہ توضیح و تلویح۔ مسالک الاخیار۔ کتاب مناسک حج۔ روائح۔ وامق و عذرا۔ رسالہ اذکار۔ لیلیٰ مجنون۔ مقامات مرشد۔ جواہر خمسہ بمقابل خمسہ مولانا عبد الرحمن جامی شرح رباعیات وغیرہ مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی پنجشنبہ کے روز بعد نماز عشاء ۲۸ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین ہوئی اس سال تاریخ نقل ہادی دین داول آخر چراغ دین ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل بن تمرتاشی غزی۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بے نظیر حسن الطریقہ۔ قوی الحافظہ کثیر الاطلاع وحید العصر۔ فرید الدہر تھے۔ علوم اپنے شہر غزہ مین شمس محمد مشرقی غزی مفتی شافعیہ سے اخذ کیے۔ سنہ ۹۹۸ ہجری مین قاہرہ کو گئے اور وہان صاحب بحر الرائق شارح کنز الدقائق زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العال اور علی بن حنائی وغیرہم سے فقہ حاصل کی اور امام کبیر اور مرجع ارباب فتویٰ ہوئے۔ شمس الدین لقب تھا بہت عجیب و غریب اور متقن کتابین تصنیف کین جن مین سے کتاب تنویر الابصار فقہ مین ہے کہ جس مین آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا اور وہ بسبب اپنی متانت کے مشہور آفاق ہوئی اور کتاب معین المفتی اور منظومۃ الفقہیہ المسماۃ بہ تحفۃ الاقران اور اسکی شرح مواہب الرحمن اور فتاویٰ مشہورہ اور ابن ہمام کی کتاب زاد الفقیر کی شرح اور شرح وقایہ اور شرح وہبانیہ اور شرح یقول العبد اور شرح منار اور شرح مختصر المنار اور شرح کنز تاکتاب الایمان اور حاشیہ درر غیر مکمل اور رسالہ عشرۂ مبشرہ کے بیان مین اور رسالہ عصمت انبیاء مین اور

اور رسالہ دخول حمام مین - اور رسالہ لفظ جوز تک مین - اور رسالہ قضا مین - اور رسالہ کنائس مین
اور رسالہ مزارعت مین - اور رسالہ وقوف عرفہ مین - اور رسالہ کراہت مین - اور رسالہ حرمت قرأت
خلف امام مین - اور رسالہ استتباع خطبہ مین - اور رسالہ احکام دروز وروافض مین - اور رسالہ مشکلات
مسائل اور انکی شرح مین - اور رسالہ تصوف اور اسکی شرح مین - اور ایک منظومہ تصوف مین اور
ایک رسالہ صرف مین - اور شرح قطر وغیرہ مشہور ومعروف ہین - آپ نے اپنی کتاب تنویر الابصار
کی خود شرح تصنیف کی اور اسکا نام منح الغفار رکھا اور نیز ایک جماعت علماء نے مثل علامہ حصکفی مفتی
شام کے درمختار نام سے اور ملا حسین بن اسکندر رومی نزیل دمشق اور شیخ عبدالرزاق مدرس
مدرسہ ناصریہ نے شرحین لکھین اور شیخ الاسلام محی انکوری نے اسپر چند کتابین نہایت
عمدہ اور نافع تصنیف کین اور مصنف کی شرح پر شیخ الاسلام خیر الدین رملی نے چند
حواشی لکھے - وفات آپ کی ۱۰۰۴ھ ہجری مین ہوئی - شیخ عزیز تاریخ وفات ہی تمرتاش
بلاد خوارزم مین سے ایک شہر کا نام ہے۔

شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد الشہیر بابن نجیم مصری - سراج الدین لقب تھا - فقیہ
محقق رشیق العبارۃ - کامل الاطلاع - علوم شرعیہ مین ماہر متبحر - مسائل عربیہ مین
غواص - مقبول عام وخاص اور معزز ومعظم عند الحکام تھے - علم اپنے بھائی صاحب
بحر الرائق سے حاصل کیا - کتاب نہر الفائق شرح کنز الدقائق اور اجابۃ السائل
فی اختصار انفع الوسائل تصنیف کین - کتاب نہر مین اپنے بھائی کی شرح کنز پر بڑے
مناقشے کیے - وفات آپ کی ۱۰ ماہ ربیع الاول ۱۰۰۵ھ ہجری مین ہوئی اور اپنے بھائی
کے پہلو مین مدفون ہوئے - راسخ قدم تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن محمد بن محی الدین بن علاء الدین دمشقی - آپ کے والد اصل مین شہر
خلیل کے رہنے والے تھے لیکن آپ دمشق مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پاکر علم
مین مشغول ہوئے پھر قاضی القضاۃ سید محمد بن معلول کی صحبت اختیار کی اور قسطنطنیہ کو
تشریف لیگئے پھر دمشق مین آکر سنان پاشا وزیر کے وسیلہ سے روزانہ ساٹھ پیسکہ
عثمانیہ آپ کا وظیفہ مقرر ہوا اور مدرسہ سلیمیہ صالحیہ دمشق مین درس دیتے رہے

اور جامع اموی مین مدت مدید تک عبادت مین مشغول رہے لیکن علماء کے حق مین شدید التعصب دائم المخاصمت تھے آپ کے اور قاضی محب الدین کے درمیان بڑے مباحثے رہے اور طرفین سے ایک دوسرے کی تردید مین رسالہ تالیف ہوئے اور احمد عنیثا وی نے بھی آپکی تردید مین ایک رسالہ لکھا لیکن اسکے تالیف ہونے کے تھوڑے دن بعد آپ دوم شعبان ۱۰۶۰ھ ہجری مین بروز سہ شنبہ فوت ہوئے اور حسب وصیت مقابر صوفیہ مین دفن کیے گئے۔

محمد بن عبدالملک بغدادی۔ عالم ماہر۔ فاضل متبحر۔ حاوی فروع و اصول تھے تفسیر بیضاوی پر سیقول السفہاء سے لیکر آخر سورۃ بقرتک تعلیق تحریر کی اور دمشق مین ۱۰۱۶ھ مین وفات پائی۔ "ذخیرہ بنیاد" تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبداللہ انصاری سلطانپوری۔ ہند کے اکابر علماء اور اعاظم فقراء مین سے بڑے عارف و متشرع و متورع اور دافع کفر و بدعت اور محی السنت و کتوحید تھے شیر شاہ کے عہد سے اکبر شاہ کے وقت تک مخدوم الملک کے خطاب سے مخاطب رہے جب اکبر شاہ نے مذہب الٰہیہ اختراع کرکے لوگون کو اسکی دعوت کی اور شمس پرستی وغیرہ احکام کو جاری کرکے حکم دیا کہ بجائے کلمہ محمدی کے لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ پڑھین تو مولانا نے اسکا مقابلہ کیا اسپر اکبر نے آپ کو کہا کہ آپ میرے ملک سے نکل جائین مولانا ایک مسجد مین معتکف ہوئے اکبر نے کہا کہ مسجد بھی میرے ملک کی زمین مین واقع ہے آپ اس جگہ سے بھی نکل جائین پس آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا راستہ پکڑا اور حج کرکے پھر ہندوستان مین آئے آخر بادشاہ کے حکم سے آنکو طعام مین زہر دیا گیا جس سے ۱۰۰۶ھ ہجری مین شہادت پائی۔ "شمع شب افروز" تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصانیف سے کشف الغمہ اور منہاج الدین اور عصمۃ الانبیاء وغیرہ معروف و مشہور ہین۔

شیخ ابراہیم بن کسبائی دمشقی۔ محدث۔ فقیہ۔ شیخ القراء تھے پنجشنبہ کی رات ۱۵ ربیع الثانی ۱۰۴۳ھ ہجری کو دمشق مین پیدا ہوئے برہان الدین لقب تھا شیخ الاسلام

بار عزی سے وسلوں قرأتیں اخذ کیں اور علوم پڑھے اور شام میں شیخ القرا احمد بن بدر طیبی وغیرہ سے پڑھا اور مصر میں جاکر نجم غیطی وغیرہ سے اخذ کیا شعر بھی کہا کرتے تھے آپ کا مسکان جامع اموی میں تھا۔ محدث کبیر محمد بن داؤد مقدسی نزیل دمشق کی طرف سے آپ تدریس مدرسہ اتابکیہ کے متکفل ہوئے اور عادلیہ کبریٰ میں بھی درس دیا اور مدت تک جامع شیبانی میں خطیب رہے لیکن ادا کرنا خطبہ کا آپ پر مشکل ہوتا تھا اور اسمیں بڑی طوالت کرتے تھے آپ خوش طبع بھی بڑے تھے اور کبھی غفلت بھی آپ پر غالب ہوجاتی تھی۔ دوشنبہ کے روز اخیر ذی قعدہ [illegible] ہجری کو فوت ہوئے اور مقبرہ باب الصغیر میں مدرسہ صابونیہ کے آگے دفن کیے گئے۔ قرآن خوان تاریخ وفات ہے۔

حسام الدین۔ جامع علوم متعددہ حاوی فنون مختلفہ صاحب تصانیف تھے مدت تک مدارس ادرنہ وغیرہ میں درس دیکر علوم کو نشر کیا اور شرح وقایہ وغیرہ کے حواشی لکھے اور سنہ [illegible] ہجری میں وفات پائی۔

مفتی زکریا بن بہرام۔ اصل میں شہر انقرا کے رہنے والے تھے جو قسطنطنیہ میں آکر متوطن ہوئے اور وہاں عرب زادہ عبد الباقی وغیرہ سے مختلف علوم و فنون حاصل کرکے جامع علوم نقلیہ و عقلیہ ہوئے حلب وغیرہ کی قضا آپ کو دی گئی۔ عنایہ اور شرح وقایہ پر حواشی تصنیف کیے اور سنہ [illegible] ہجری میں وفات پائی۔

خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی۔ اپنے وقت کے امام و مقتدا اور زمانہ جامع کمالات ظاہری و باطنی زاہد متقی موصوف بصفا و صاف کریمہ تھے اوائل میں کابل سے سمرقند میں گئے اور بعد تحصیل علوم فقہ و حدیث اور تفسیر وغیرہ کے خواجہ امکنگی خلیفہ خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید ہوئے اور بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنی کے خرقۂ خلافت حاصل کرکے دہلی میں آئے اور تدریس و تلقین خلائق میں مصروف ہوکر صاحب تصانیف و توالیت ہوئے آپ نہایت کم گو و کم خور و کم خواب تھے اور بعد نماز عشاء کے نماز تہجد تک ہر روز دو مرتبہ قرآن شریف کا ختم کرتے تھے اور بعد نماز

تہجد کے فجر تک اام مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھا کرتے تھے جب فجر ہوئی تو آپ یہ فرماتے کہ یا الٰہی رات کو کیا ہوا کہ اس جلدی سے گذر گئی اور اُسنے کچھ توقف نہ کیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے خلف امام نماز مین الحمد پڑھنی شروع کی اُسیوقت حضرت امام ابو حنیفہ کی روح پر فتوح آپ کے پاس حاضر ہوئی اور فرمایا کہ یا شیخ میرے مذہب مین بڑے بڑے اولیاء اللہ ہوئے اور سب نے باتفاق علماے دین امام کے پیچھے نماز مین الحمد کا پڑھنا سو قوف رکھا ہے پس آپ کو بھی ترک الحمد خلف امام مناسب ہے۔ وفات آپ کی چالیس سال کی عمر مین دوشنبہ کے روز ۲۲ جمادی الثانی ۱۰۶۲ھ ہجری مین ہوئی اور مزار آپ کا دہلی مین زیارتگاہ عام ہے۔ فخر اسلام تاریخ وفات ہے۔

عبد الحلیم بن محمد المشہور باخی زادہ۔ دولت عثمانیہ کے علماے کبار مین سے علم وفضل مین یگانہ تھے خدا نے آپ کو ذہن عالیہ اور ادراک صحیحہ عطا فرمایا تھا تصنیفات بھی بہت کین جن مین سے شرح ہدایہ اور تعلیقات شرح مفتاح اور رد درر وغرر اور اشباہ والنظائر وغیرہ مشہور ومعروف ہین وفات آپ کی ۱۰۱۳ھ ہجری مین ہوئی۔ فخر مجلس تاریخ وفات ہے۔

علی بن سلطان محمد ہروی نزیل مکہ المعروف بقاری۔ نور الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے وحید العصر۔ فرید الدہر۔ محقق۔ مدقق۔ منصف شارح۔ محدث۔ فقیہ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور مفتاح سنت نبویہ جماہیر اعلام اور مشاہیر اولی الحفظ والافہام مین سے تھے خصوصاً آپ کو تحقیق فقہ وحدیث اور روزیافت علوم کلام ومعقول مین ید طولیٰ حاصل تھا اور تحریر عبارات عربی مین ایسی طرز خاص رکھتے تھے کہ کئی ایک جز وایک وضع پر مسجع ومقفی لکھ جاتے تھے۔ ہرات مین پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ مین آکر خاتمۃ المحققین احمد بن حجر الہیثمی مکی اور ابی الحسن بکری اور عبد اللہ سندی اور قطب الدین مکی سے علم پڑھا اور مشہور زمانہ ہو کر سنہ ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہونچے آپ نے اعتراض امام مالک پر رسالہ ارسال مین اور امام شافعی اور اُنکے اصحاب پر بعض مسائل مین نہ تعصب اور ہوا کی راہ سے ہین بلکہ بسبب وضوح

ان ادلہ کے ہین جو اُسکے برخلاف ہین اور اُس قسم کا اختلاف تمام قسم کے علماء متقدمین و متاخرین مین موجود ہے کچھ آپ پر ہی منحصر نہین۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہین۔ تفسیر قرآن شریف۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ۔ نور القاری شرح صحیح بخاری۔ شرح صحیح مسلم۔ حاشیہ تفسیر جلالین۔ مسمی بہ جمالین جسکی تصنیف سے اواخر ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین فراغت پائی۔ شرح شفای قاضی عیاض۔ جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی۔ شرح جامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر للسیوطی۔ حرز الثمین۔ شرح حصن حصین۔ شرح اربعین نووی۔ شرح الوتریہ والجزریہ۔ شرح الشرح علی شرح نخبۃ الفکر۔ شرح فقہ اکبر۔ شرح شاطبیہ۔ شرح ثلاثیات البخاری۔ شرح موطا امام محمد۔ سند الانام شرح مسند الامام۔ شرح مناسک الحج۔ الثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبد القادر۔ تزیین العبادۃ۔ تحسین الاشارۃ۔ التدہین للتزیین۔ رد و در باب سبابہ اشارہ لبابہ در تشہد۔ الحظ الاوفر فی الحج الاکبر۔ رسالہ فی العمامہ۔ رسالہ فی حب الہرۃ من الایمان۔ رسالہ فی العصاء۔ رسالہ فی اربعین حدیثاً فی النکاح۔ رسالہ ثانی فی اربعین حدیثاً فی فضائل القرآن۔ رسالہ فی ترکیب لا الہ الا اللہ۔ رسالہ فی قرأۃ البسملۃ اول سورۃ البراءۃ۔ فرائد القلائد فی تخریج احادیث شرح العقائد۔ المصنوع فی معرفۃ الموضوع۔ کشف الحذر عن امر الخضر۔ ضوء المعالی شرح بدء الامالی۔ معدن العدنی فی فضائل اویس القرنی۔ رسالہ فی حکم سب الشیخین و غیرہما من الصحابۃ۔ رسالہ سم العوارض فی ذم الروافض۔ فتح باب العنایۃ فی شرح النقایۃ۔ الاہتداء فی الاقتداء۔ احادیث القدسیہ والکلمات الانسیہ۔ اعراب القاری۔ تذکرۃ الموضوعات۔ تبعید العلماء عن تقریب الامراء۔ حزب الاعظم۔ حاشیہ مواہب لدنیہ۔ حاشیہ بدء الامالی۔ ہبات النبات۔ الناموس فی تلخیص القاموس۔ رسالہ فی ان حج ابی بکر کان فی ذی الحجۃ۔ رسالہ فی والدی المصطفی۔ رسالہ فی صلوۃ الجنازۃ فی المسجد۔ رسالہ تشییع الوردی فی مذہب المہدی۔ تسلیۃ الانسان فی صحۃ الحیوان۔ شرح عین العلم وغیر ذلک۔ وفات آپ کی مکہ مین ماہ شوال سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین ہوئی۔ محقق در دستار ایمان تاریخ وفات ہے۔

سید صبغۃ اللہ بروچی
سید صبغۃ اللہ بروچی۔ بڑے عالم فاضل۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ قصبہ بروچ میں جو گجرات کے شہروں میں سے ہے پیدا ہوئے۔ علوم شیخ وجیہ الدین گجراتی سے اخذ کیے چندے تدریس وارشاد میں مشتغل رہکر حرمین وغیرہ کو تشریف لیگئے جہاں سے واپس بروچ میں آئے پھر مالوہ کو گئے اور چندے احمد نگر میں سلطان برہان الملک کے پاس اقامت کی پھر حرمین کے ارادہ سے بیجاپور میں پہونچے جہاں سلطان ابراہیم نے آپ کی بڑی خدمت کی اور آپ کے سفر کا اسباب تیار کر دیا اور آپ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر جبل احمد میں ساکن ہوئے جہاں آپ نے جواہر خمسہ کو معرب کیا جس پر آپ کے شاگرد شیخ احمد شناوی نے حاشیہ لکھا اور شیخ محمد عقیلۃ المکی نے کتاب لسان الزمان میں آپ کے حالات نہایت عمدہ لکھے وفات آپ کی مدینہ میں ۱۰۱۵ھ ہجری میں ہوئی۔ شمع نور سعادت تاریخ وفات ہے۔

اخوند ملا محمد کمال الدین
اخوند ملا محمد کمال الدین برادر مولانا محمد جمال الدین۔ بڑے عالم فاضل شیخ کامل۔ حلال دقائق۔ کشاف حقائق۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے جس طرح آپ کے بھائی کی جہت تقویٰ کی طرف راجح تھی اسی طرح آپ کو نسبت علمی غالب تھی اور باوجود اسکے آپ مجموعۂ علم و عمل و زہد و تقویٰ تھے۔ مدت تک سیالکوٹ و لاہور میں مسند تدریس و تلقین پر متمکن رہکر دور و نزدیک کے لوگوں کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض فرماتے رہے چنانچہ شیخ احمد مجدد الف ثانی اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے علوم ظاہری آپ سے ہی حاصل کر کے کمالیت حاصل کی۔ وفات آپ کی ۱۰۲۰ھ میں شہر لاہور میں واقع ہوئی لیکن قبر آپ کی فی زماننا مفقود الخبر ہے۔ حدیقہ فیض تاریخ وفات ہے۔

شیخ نظام الدین کشمیری
شیخ نظام الدین بن شیخ عبد الشکور عمری کشمیری۔ جامع علوم ظاہری و باطنی۔ حاوی کمالات صوری و معنوی واقف رموز شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت توکل و تسلیم میں ثابت قدم و راسخ دم اور شیخ جمال الدین کشمیری کے مرید و خلیفہ تھے علوم غرائب ریمیا و کیمیا و سیمیا و لیمیا وغیرہ میں بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ تمام

خزائن غیب اور دقائق لاریب آپ پر منکشف تھے چونکہ آپ کا خرچ آمدنی سے زیادہ تھا اسلیے اکبر بادشاہ نے بقول آپ کے مدعیان کے آپ پر حسد لیجا کر دو دفعہ آپ کو ہندوستان سے جلاوطن کیا پہلی دفعہ تو آپ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے اور بعد ادائے حج اور زیارت روضۂ رسول مقبول کے پھر ہندوستان مین واپس تشریف لائے جب خطہ برہانپور مین پہونچے تو شیخ عیسی سندھی نے مع اپنے اصحاب کے پا برہنہ آپ کا استقبال کیا اور آپ سے استفادہ و استفاضہ کیا جب دوسری مرتبہ اکبر شاہ نے آپ کو ہند سے جلاوطن کیا تو آپ ماوراء النہر کی طرف تشریف لیگئے اور چونکہ آپ کو کمال تسلیم و رضا مدنظر تھا اسلیے آپ کچھ بھی والی ہند سے متغض نہوئے جب بلخ مین پہونچے تو مدعیان ناہنجار اس جگہ بھی جمع ہوئے اور آپکی ایذا کے درپے ہو کر والی بلخ کو بھی آپ پر برانگیختہ کیا جب آپ تنگ آگئے تو آپ نے جناب رسالتمآب سے پناہ چاہی اس پر حضرت رسالت پناہی نے خواب مین خلیفہ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ نظام الدین دوستان خدا و رسول سے ہے اور والی ہندوستان نے جہالت سے اُنکو اپنے ملک سے جلاوطن کیا ہے تجکو چاہیے کہ اُنکا آنا غنیمت سمجھے اور اُنکے حلقۂ ارادت مین اپنے آپ کو داخل کرے ورنہ اگر تو اُنکی ایذا کے درپے ہوا تو تیری سلطنت بالکل برباد ہو جائیگی پس والی بلخ آپ کا مرید ہوا جس سے آپ کا سلسلہ اُس ملک مین بڑا شائع ہوا۔ آپ نے تصنیفات بھی بہت کی چنانچہ شرح سوانح امام غزالی اور شرح لمعات قدیم و جدید اور تفسیر نظامی اور رسالہ حقیقت وجود اور رسالہ تجرید وغیرہ آپ کی تصنیفات سے مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی ۱۰۳۶ھ مین ہوئی اور مزار آپ کا بلخ مین زیارتگاہ عام و خاص ہے۔ جامع فضل تاریخ وفات ہے۔

ابو بکر طرابلسی۔ شام کے ملک مین قاریون کے شیخ اور عالم فنون کثیرہ متبحر۔ قانع۔ گوشہ نشین تھے۔ دمشق مین دروازہ شاغور کے اندر امامت مسجد سیاغوشیہ کی آپ کو تفویض تھی تمام قرائتین ابراہیم بن محمد عماد سے المعروف بابن کسبائی سے اخذ کین اور دیگر علوم وہان کے علما و فضلاء سے پڑھے اور ماہ شعبان

۱۰۲۷ھ سنہ ہجری مین وفات پائی اور باب الصغیر مین دفن کیے گئے۔ رافع رایت مین تاریخ وفات ہے۔

خواجہ جوہر ناث

خواجہ جوہر ناث کاشمیری۔ عالم فاضل محدث کامل۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ تھے اکثر علوم مدرسہ سلطان قطب الدین سے جو متصل مسجد صراف کدل کے کنارہ شرقی دریا کے بہتہ پر واقع تھا حاصل کرکے آخر عمر مین حرمین محترمین کو تشریف لیگئے اور بعد ادائے حج کے تحصیل علوم مین مشغول ہوئے اور مکہ معظمہ کے علمائے اکابر اور محدثین اجلہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور ملا علی قاری سے ملاقات کی اور شیخ ابن حجر مکی کی صحبت حاصل کرکے اُنسے حدیث کی اجازت لسند معنعن حاصل کی اور جب کاشمیر مین معاودت فرمائی تو گوشۂ انزوا اختیار کرکے عبادت مین مشغول ہوئے اور واسطے قوت حلال کے پیشہ پشم کاتنے کا اختیار کیا۔ تدریس علوم دینیہ بھی کرتے تھے آپ کے شاگردون مین سے خواجہ محمد ٹوپیگر و محشی شرح ملا ہین جو اکثر علوم مین مستعد تھے اور صرف ونحو کی تدریس مین بڑا اشغل رکھتے تھے چنانچہ اکثر اہل علم نے اُنسے ان دو علوم کو حاصل کیا ہے۔ وفات آپ کی واقعہ وبائے عامہ ۱۰۲۷ھ سنہ ہجری مین ہوئی اور مقبرہ حضرت ملا اخوند حسین خبازے کے شرقی جانب دفن کیے گئے۔ محدث حق نویس تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن شعیب

ابوبکر بن شعیب بن عدی صالحی خادم مزار قطب ربانی۔ تقی الدین لقب تھا جامع معقول ومنقول۔ حاوی فروع واصول خطیب بارع۔ شاعر جید تھے دمشق مین سکونت اختیار کی اور ہمیشہ درس و تدریس مین خطیب رہے یہانتک کہ اخیر مین آپ کو ضعف بصر ہوگیا۔ شعر رائق آپ سے یادگار ہین۔ وفات آپ کی ماہ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ سنہ ہجری مین ہوئی اور صالحیہ مین دفن کیے گئے۔

مولانا احمد شورپانی

مولانا شیخ احمد شورپانی۔ خطہ پنجاب کے علمائے عظام اور اتقیائے کبار مین سے جامع علوم ظاہری وباطنی تھے اور قصبۂ قصور مین سکونت رکھتے تھے۔ آپ ہی نے قوم خویشگیان وافغانان شوریان مین علم ظاہری وباطنی کو جمع کیا آپ بڑے متقید

وزاہد تھے۔ ظاہری علم کا یہ مبلغ تھا کہ علمائے لاہور و ملتان وغیرہ سے جو مسئلہ حل نہ ہوسکتا تھا آپ فوراً حل کر دیتے تھے۔ شیخ عبد اللطیف برہانپوری کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تمام عمر میں علمائے ظاہر و باطن میں سے دو شخصوں کو ایسا دیکھا ہے کہ اور کسی کو نہیں دیکھا ایک شیخ عبد الوہاب مرجیعی۔ دوسرے شیخ احمد شوریانی بلکہ جو شخص قصور سے ان کے پاس برہانپور میں جاتا تو یہ کہکر کہ تیرے پاس شیخ احمد شوریانی وزیاہ شریعت و طریقت جاری ہیں تو یہاں کیوں تشنہ کام آیا ہے واپس کر دیتے۔ آپ شیخ احمد مجدد الف ثانی و شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور شیخ عیسیٰ سندھی برہانپوری کے ہمعاصرین میں سے تھے اور یہ تینوں آپ کی بڑی عزت کرتے تھے آپ کو تصانیف سے بڑا احتراز تھا اور فرماتے تھے کہ ہمکو متقدمین کی تصانیف و توالیف کافی ہیں ہم کیوں اپنی اوقات کو ضائع کریں اسلیے آپ نے تمام عمر میں صرف ایک کتاب سوالات احمدیہ نی رد ملاحدہ وزنادقہ میں تصنیف کی اور ۱۰۳۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ رشحات الطاف تاریخ وفات ہے۔

محمد عاشق بن عمر بڑے عالم فاضل محدث فقیہ تھے اور شیخ عبد اللہ انصاری المعروف بمخدوم الملک بن شمس الدین سے حدیث کی روایت رکھتے تھے۔ آپ نے شمائل ترمذی کی ایک نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور ۱۰۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ تلتہ رس نا مور تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد بن عبد الاحد بن زین العابدین فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی ۹۷۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی قطب الاقطاب۔ زبدۃ المقربین۔ مظہر تجلیات الٰہی۔ وارث کمالات حضرت رسالت پناہی۔ مصدر خوارق و کرامت۔ عامل سنت و جماعت۔ دافع بدع و ضلالات تھے۔ پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر اپنے باپ سے علوم و فنون حاصل کیے بعد ازاں سیالکوٹ میں جا کر محقق کمال الدین کاشمیری سے بعض معقولات نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھی اور

حدیث کو شیخ یعقوب محدث کاشمیری سے اخذ کیا اور حرمین شریفین مین تشریف لیجا کر کبار محدثین سے صحبت کی اور انسے حدیث کی سند کی اور حدیث مسلسل بالرحمۃ کی ایک واسطے کے ساتھ شیخ عبدالرحمن بن فہد محدث کبیر سے سند حاصل کی اور نیز کتب تفسیر اور صحاح ستہ اور تمام مقروات کی انسے اجازت لی اور حدیث مسلسل بالاولیہ کو قاضی بہلول بدخشانی سے روایت کیا اور سترہ سال کی عمر مین تحصیل علوم سے فارغ ہوکر تدریس مین مشغول ہوئے اور رسائل لطیف عربی و فارسی مین تصنیف کیے طریقت مین پہلے اپنے والد ماجد سے ہر چہار سلسلہ کی اجازت حاصل کی پھر سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین دہلی مین تشریف لائے اور خواجہ محمد باقی کی ملاقات کرکے انکی بیعت کی ان ایام مین خواجہ محمد باقی نے اپنے دوستون مین سے ایک کو کہا کہ شیخ احمد نام ایک مرد سرہند سے کثیر العلم اور قوی العمل آیا ہی اور چند روز اسنے فقیر کے ساتھ نشست برخاست کی ہی اس عرصہ مین بہت سے عجائب و غرائب حالات اسکے دیکھے گئے ہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایک آفتاب ہوگا جس سے جہان روشن ہوگا اور نیز یہ فرمایا کہ شیخ احمد ایک سورج ہی جسکے سایہ مین ہم جیسے ہزارون ستارے گم ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنون مین آپ کی شہرت دور و نزدیک مشہور ہوئی اور آپ کا آستان فیض نشان مجمع اصحاب کمال ہوا اور علماء و فضلاء اور اکابر و مشائخ زمانہ اور امرا اور وسائر کے و تاجیک سے آپ کے حضور مین مشرف ہوے حتی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جو ابتداء حال مین آپ کے حق مین بدظن تھے آخر مین آپ کی کمالیت اور جلالت کے معتقد ہوگئے اور مولانا سیالکوٹی نے آپ کو پہلے پہل مجدد الف ثانی کا خطاب دیا شیخ عبدالحق اخبار الاخیار کے خاتمہ مین لکھتے ہین کہ جو نزاع ہزار سال سے درمیان علماے اعلام اور صوفیہ کرام کے چلی آتی تھی وہ آپ نے اٹھا دی اور مورد حدیث صلہ کے ہونے چنانچہ حضرات القدس مین لکھا ہی کہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع مین جو یہ حدیث روایت کی ہی کہ قال رسول اللہ صلعم یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا و کذا اس سے حضرت شیخ احمد کے وجود باجود کی طرف اشارت

معلوم ہوتی ہے بلکہ آپ نے خود اپنے حق مین لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی جعلنی صلة بین البحرین۔ آپ کے خوارق و کرامات جو کتب مقامات مین مروی ہوئے ہین سات سو تک ہین انتہی۔ آپ نے اپنے مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب ۵۵ صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ مین امام اعظم ابو حنیفہ اور اُنکے مذہب کو دیگر ائمہ کے مذہب پر بڑی ترجیح دی ہے جسکی نقل حدیقہ اول مین گذر چکی ہے۔ آپکی تصنیفات سے مکتوبات تین جلدون مین اور رسالہ تہلیلیہ اور رسالہ اثبات النبوت اور رسالہ المبدء و المعاد اور رسالہ مکاشفات الغیبیہ اور رسالہ آداب المریدین اور رسالہ معارف اللدنیہ اور رسالہ رد الشیعہ اور تعلیقات العوارف یادگار ہین وفات آپکی تریسٹھ سال کی عمر مین منگل کی صبح سلخ ماہ صفر ۱۰۳۵ھ ہجری مین ہوئی اور قبر آپکی سرہند مین زیارت گاہ ہے۔

ملا عبد السلام لاہوری

ملا عبد السلام لاہوری۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل۔ فقیہ جید مفسر متقن تھے۔ علوم ملا فتح اللہ شیرازی صاحب تفسیر متوفی ۹۹۷ھ سے حاصل کیے اور آپ سے ملا عبد السلام دیوہ نے تلمذ کیا۔ تفسیر بیضاوی کے نہایت برجستہ حواشی تصنیف کیے اور ۱۰۳۷ھ ہجری مین وفات پائی ''مشہور تکوین'' تاریخ وفات ہے۔

عبد القادر بن شیخ عبد اللہ العیدروس

عبد القادر بن شیخ عبد اللہ عیدروس یمنی حضرموتی ہندی ابوبکر کنیت محی الدین لقب تھا پنجشنبہ کے روز ۲۰ ماہ ربیع الاول ۹۷۸ھ ہجری کو شہر احمد آباد واقع ہندوستان مین پیدا ہوئے اور اپنے ملک کے علما و فضلاء دور دراز سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے متفق علیہ عالم و فاضل ہوئے اور جو جو علوم عجیبہ و فنون غریبہ آپ کو مختلف مشائخ سے حاصل ہوئے اُنکو بذریعہ تصنیف و تالیف کے نشر کیا اور کثرت سے تصنیفات کی جنمین سے ۱ الفتوحات القدسیہ فی الخرقة العیدروسیة ۲ الحدائق الخضرة فی سیرة النبی و اصحابہ العشرة ۳ المنتخب المصطفیٰ فی مولد المصطفیٰ ۴ الدر الثمین فی بیان المہم من الدین ۵ اتحاف الحضرة العزیزة بعیون السیرة الوجیزة ۶ المنہاج الی معرفة المعراج ۷ الانموذج اللطیف فی اہل بدر الشریف ۸ اسباب النجاة و النجاح فی اذکار المساء و الصباح ۹ الحواشی الرشیقة علی العروة الوثیقة ۱۰ فتح الباری بختم البخاری ۱۱ تعریف الاحیاء بفضائل الاحیاء ۱۲ عقد اللآل بفضائل الآل ۱۳ بغیة المستفید بشرح تحفة المرید ۱۴ النفحة العنبریة فی شرح البیتین القدیمة ۱۵ غایة القرب فی شرح نہایة الطلب ۱۶ اتحاف اخوان الصفا بشرح تحفة الظرفا۔

شذرات الذہب فی اخبار الاخیار- النور السافر فی اخبار القرن العاشر وغیرہ ذالک مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی احمد آباد مین ۱۰۳۰ھ مین ہوئی- شریعت پناہ تاریخ وفات ہے-

سید سعید اللہ سلونی سبط شیخ پیر محمد سلونی- عالم اجل- فاضل اکمل- جامع اصناف علوم تھے۔ قصبہ سلون متعلقہ الہ آباد مین پیدا ہوئے صغر سنی مین اکتساب علوم مین مشغول ہوکر تھوڑی مدت مین مسافت تحصیل کی طے کرلی اور مسند تدریس و تالیف پر جلوس فرما ہوئے پھر حج کو تشریف لیگئے اور مکہ معظمہ مین کچھ مدت اقامت اختیار کی جہان سے بہت لوگون نے آپ سے تلمذ کیا جنمین سے شیخ عبد اللہ بصری مکی صاحب ضیاء الساری شرح صحیح بخاری ہین پھر ہندوستان کو معاودت فرماکر مرجع انام ہوئے اور ۱۰۳۰ھ ہجری مین وفات پائی- فخر محقق تاریخ وفات ہے-

ملا عصمۃ اللہ سہارنپوری- مشاہیر علماء دین سے عالم فاضل- فقیہ متبحر تھے اپنی تمام عمر کو خدمت علم اور تدریس مین صرف کیا اخیر کو آنکھون سے نابینا ہوگئے تصانیف بھی مفید کئین جنمین سے حاشیہ شرح ملا جامی ہے۔ وفات آپ کی ۱۰۳۹ھ ہجری مین ہوئی- فخر دانش تاریخ وفات ہے-

مصطفیٰ بن محمد المشہور بعزمی زادہ- ملک روم مین علمائے متاخرین مین سے بڑے مشہور علامہ و فاضل اور سب سے تقریر و تحریر مین بڑے لائق و قابل ہوئے ہین آپ کی مشہور تصنیفات سے کتاب درر و غرر اور ابن ملک کی شرح منار پر حاشیہ ہے وفات آپ کی تقریباً ۱۰۴۰ھ ہجری مین ہوئی- افضل الزمان تاریخ وفات ہے-

ابو الیمن بن عبد الرحمن بن محمد بتروبی حلبی- فقیہ فاضل- جامع علوم عقلیہ و نقلیہ- ستودہ اخلاق- حسن الکلام تھے۔ علوم اپنے زمانہ کے علماء سے حاصل کیے اور مدرسہ عادلیہ مین مدت تک مدرس رہے جب آپ کے بھائی ابی الجواد فوت ہوئے تو آپ حلب کے مفتی حنفیہ مقرر ہوئے اور مدت تک افتاء کے کام پر رہے ۱۰۴۱ھ مین حج کرکے دمشق مین آئے جہان آپ کی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی شعر آپ کے مقبول انام تھے۔ اسی سال کی عمر مین وفات پائی-

شیخ ابراہیم احسائی

شیخ ابراہیم بن حسن الاحسائی۔ اکابر علمار ائمّہ مین سے فقیہ۔ نحوی۔ جامع علوم
کثیرہ۔ محلی بالقناعۃ متخلی الطاعۃ تھے۔ علوم اپنے شہر کے شیوخ سے حاصل کیے اور
مکہ معظمہ مین مفتی عبدالرحمن بن عیسی مرشدی سے اخذ کیا اور اجازت حاصل کی جسمین انھون
نے آپ کے تبحر فی العلوم پر بڑا زور دیا۔ جب شہر احسار مین آئے تو عارف باللہ شیخ تاج الدین
ہندی سے طریقہ تصوف اخذ کیا اور آپ سے امیر یحیی بن علی پاشا حاکم احسار نے اخذ کیا
وہ آپ کی بڑی تعریف کرتا تھا اور آپ سے اخبار عجیبہ بیان کرتا تھا۔ تالیفات آپ نے کثرت
سے کین۔ جنمین سے شرح نظم الاجرومیہ عمریطی اور رسالہ دفع الاسی فی اذکار الصبح والمسا
اور اسکی شرح وغیرہ مشہور ہین۔ علاوہ انکے اشعار کثیرہ بھی آپ سے یادگار ہین۔ وفات
آپکی ۷ شوال ۱۰۴۸ھ ہجری کو شہر احسار مین ہوئی۔ قبلۂ فضلا تاریخ وفات ہے۔

مخدوم شیخ عبدالرشید

مخدوم شیخ عبدالرشید بن شیخ مصطفی عبدالحمید عثمانی۔ پہلا نام آپ کا محمد رشید
تھا اور اسی کو دوست رکھتے تھے اور مراسلات و مکاتبات مین لکھتے تھے۔ لقب آپ کا
شمس الدین تھا مشاہیر علمار وقت اور اکابر مشائخ زمانہ سے تھے بعد تحصیل علوم
اصولیہ و فروعیہ کے درس و تدریس مین مشغول رہے پھر جاذبہ حقیقی سے اپنے والد
ماجد کے مرید ہوکر تمام تعلقات کو ترک کر دیا اکثر کتب حقائق و معارف کو مطالعہ کرتے
اور کتب عربی سے بڑا ذوق رکھتے تھے شیخ محی الدین کی کتاب اسرار المخلوقات کی عمدہ
شرح تصنیف کی اور مناظرہ مین کتاب رشیدیہ و زاد السالکین اور مقصود الطالبین
اور دیوان اشعار تصنیف فرماکے وفات آپ کی ۱۰۵۵ھ مین ہوئی۔ خواجۂ گیتی تاریخ وفات ہے۔

مولانا حیدر تیلو

مولانا حیدر تیلو بن خواجہ فیروز کاشمیری۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث۔
صاحب ورع و اتقا و متبع سنت تھے۔ سات سال کی عمر مین قرآن شریف حفظ کر کے
عبادت الٰہی اور ادائے سُنن نبوی مین مشغول ہوئے پہلے باپ سے علوم پڑھے
پھر مولانا جوہر نات سے استفادہ کیا۔ چونکہ ہنوز تکمیل کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کے
والد ماجد فوت ہوگئے اسلیے آپ کاشمیر سے دہلی مین آئے اور قدوۃ المتاخرین
شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے ظاہری علوم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی

اور صاحب تقوی و عالم بے نظیر ہوکر کاشمیر کو واپس تشریف لیگئے اُن ایام میں اہالی کاشمیر نے کئی دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کاشمیر کی قضاء کے لیے آپ کو کہا مگر آپ نے قبول نہ کیا جب تقاضا شدید عمل میں آیا تو آپ شباشب کاشمیر سے دوسرے مقام میں چلے گئے جب اور شخص منصب قضاء پر مقرر ہو گیا تو پھر آپ کاشمیر میں واپس آگئے وفات آپ کی ۱۰۵۷ ہجری میں ہوئی اور تاریخ وفات خیر الورى ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک الدہلوی بخاری۔ ابوالمجد کنیت تھی آپ کے آبا و اجداد کی بھی اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جو دہلی میں آکر سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ ماہ محرم ۹۵۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محقق۔ محدث مدقق۔ بقیۃ السلف۔ حجۃ الخلف۔ مؤرخ اضبط۔ فخر ہندوستان۔ جامع علوم ظاہری و باطنی مستند موافق و مخالف تھے۔ آپ ہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل حدیث کا علم عرب سے لاکر اس سے ہندوستان کو منور کیا اور اپنی تصنیفات سے علم حدیث کو ہند کے ہر ایک خطہ و قطعہ میں پھیلایا۔ آپ کی فضیلت اور تنقید حدیث میں کوئی موافق و مخالف شک نہیں کرسکتا مگر وہ جس کو اللہ انصاف سے اندھا کردے یا تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ لے اعاذنا اللہ منہا۔ ماثر الکرام تاریخ بلگرام میں لکھا ہے کہ آپ نے مبادی شعور سے طاعت حق اور طلب علم میں کمر ہمت باندھ کر قریب بلوغت کے اکثر علوم دینیہ کی تحصیل کی اور بائیس سال کی عمر میں فضیلت و کمالیت سے فارغ ہوکر اور قرآن شریف کو یاد کرکے مسند خلوت پر اجلاس فرمایا اور عین عنفوان شباب میں ایسا جاذبہ الٰہی پہونچا کہ دفعۃً یار و دیار سے دل اٹھاکر حرمین شریفین کو متوجہ ہوئے اور مدت تک وہاں قیام کرکے وہاں کے اولیائے کبار اور اقطاب زمان خصوصاً شیخ عبدالوہاب متقی خلیفہ حضرت شیخ علی متقی سے صحبت اختیار کرکے فن حدیث کی تکمیل کی اور ورد وائج ارجمند اور خصت ارشاد طالبان میں اختصاص حاصل کرکے مع برکات فراوان وطن مالوفہ میں مراجعت کی اور باون سال کی عمر میں ظاہر و باطن کی جمعیت سے مکنت حاصل کرکے تکمیل فرزندان و طالبان میں مصروف ہوئے اور نشر علوم خصوصاً علم شریف حدیث میں ایسی طرز سے

جو ولایت عجم مین کسی کو علماے متقدمین و متاخرین سے حاصل ہوا تھا ممتاز و مستثنی ہوے
اور فنون علمیہ خصوصاً فن حدیث مین کتب معتبرہ تصنیف کین جن پر علماے زمانہ فخر کرتے
اور انکو اپنا دستور العمل جانتے ہین اور اہل دانش خواص و عوام جہان سے اُنکے خریدار
ہین انتہا۔ ہیئت آپ کی صغیر و کبیر سو مجلد ہی اور بحسب شمار ابیات کے ۵ لاکھ تک پہونچتی ہی
انتہی۔ آپ نے خاتمہ اخبار الاخیار مین اپنا حال اس طرح پر لکھا ہی کہ مین تین چار
سال کا لڑکا تھا کہ والد ماجد نے اہل حقیقت کی باتین اس فقیر کے کام جان مین ڈالین
اور تربیت باطنی کو ضمیمہ شفقت ظاہری کا کیا اور اُن باتون مین سے مجکو بعض بعض خصوصیات
وقت کے اتبک خزانہ خیال مین یاد ہین جو عزائب سے خالی نہین اور عجیب تر یہ ہی
کہ فقیر کو حالت چھڑانے اپنے دودھ کی جبکہ دو ڈھائی سال کی عمر تھی ایسی یاد ہی
کہ گویا کل کی بات ہی۔ والد ماجد قرآن مجید سبق سبق کہتے تھے اور مین پڑھتا تھا یہانتک کہ
دو تین مہینے مین تمام قرآن مین نے پڑھ لیا اور ایک مہینے مین قدرت کتابت اور سلیقہ
انشاء کا حاصل ہو گیا۔ کتب نظم و اشعار سے شاید چند جزو بوستان و گلستان و دیوان حافظ
کے پڑھائے بعد ختم قرآن کے میزان یاد کرائی اور مصباح و کافیہ پڑھایا شاید کوئی
جزو لب اور ارشاد سے بھی مطالعہ کرایا بارہ سال کا تھا کہ شرح شمسیہ اور شرح عقاید
پڑھتا تھا اور پندرھوین سال مین مختصر و مطول پڑھی بعد ازان قرآن شریف کو یاد کیا
اور اسی قیاس پر باقی کتب پر عبور کیا سات آٹھ سال تک فقہاء ماوراء النہر کے
درس مین رہا اور وہ کہتے تھے کہ ہمنے تجھسے فائدہ اٹھایا ہی اور ہمکو تجھ پر کوئی احسان
نہین لڑکپن سے مین نہین جانتا کہ کھیل کیا ہوتا ہی اور خواب و آرام و آسائش کیا
چیز ہی شوق تحصیل علم سے ہرگز طعام وقت پر نہین کھایا اور وظیفہ موقع پر نہین کی
جاڑے اور گرمی مین مدرسہ دہلی مین جو دو میل کی مسافت پر تھا جایا کرتا تھا اور
چراغ کی روشنی مین ایک جزو لکھتا تھا اور باوجود تقسیم اوقات کے مطالعہ
کتب و کثیت مین شروح و حواشی سے جو جو دکھائی دیتا تھا عند کتابت دین لانا اُسکا
ضروریات سے ہوتا تھا کئی دفعہ عمامہ اور سر کے بالون کو آگ لگ گئی اور مجھکو اُسوقت

خبر ہوئی جب اُسکی حرارت دماغ کو پہونچی باوجود اسکے کثرت صلوٰۃ و اوراد و شب خیزی اور
مناجات مین بھی طفولیت مین ایسی جد و جہد عمل مین آتی تھی جو آدمی حیران تھے اب تک تعلیم
و افادہ معاذ اللہ بلکہ تعلیم و استفادہ کے ساتھ بسر کر رہا ہون حضور اور جمعیت میری
اختلاط مخلوقات پر موقوف نہین اور زید و عمر کے ذکر سے بھی جو ترکیب نحو مین مذکور
ہین باہر ملال ہی آتا ہے بموجب وصیت باپ کے کہ خبردار خشک ملا نہ ہو جیو ہمیشہ عشق اور
محبت سے دم مارتا ہون خداوند کریم نے اپنی طرف مجکو بلایا اور اپنے گھر کی طرف کھینچا
اور جو کچھ انعام آنحضرت کی بشارت سے پایا ہے بیان نہین کر سکتا طریقت مین مرید سید موسیٰ
رح کا ہون جو حضرت غوث الاعظم رح کی اولاد مین سے ہین اور طریقہ قادریہ رکھتا ہون
انتہی- ابتدا مین آپ کو جناب شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے کچھ مخالفت تھی
لیکن اخیر عمر مین اُن خیالات سے رجوع فرما کر صفائی حاصل کر لی- آپ کی اشہر تصنیفات
سے لمعات شرح مشکوٰۃ عربی مین- اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی مین- شرح
سفر السعادت- شرح فتوح الغیب- مدارج النبوۃ- شرح اسماء الرجال بخاری
اخبار الاخیار- جذب القلوب الی دیار المحبوب- زبدۃ الآثار- جامع البرکات- مرج
البحرین- زاد المتقین- فتح المنان فی مناقب النعمان- تاریخ- رسالہ ما ثبت بالسنۃ
حلیہ حلیہ سید المرسلین- اور جمیل رسالہ وغیرہ ہین اور کتب فقہ حنفیہ پر اطلاع
و عبور آپ کو ایسا تھا کہ بیان نہین ہو سکتا- تصنیفات آپ کی ہندوستان مین مقبول
خاص و عام اور شہرت تام رکھتی ہین اور تمام مفید و محققانہ ہین- آپ نے آنحضرت کی
نعت مین ایک قصیدہ ساٹھ ابیات کا کہا ہے اور مدینہ منورہ مین پہونچکر آنحضرت کی
حضور مین اُسکو پڑھا جسکا اول بیت یہ ہے ؎ بیا اے دل ہمدمی از ہستی خود ترک دعوی
کن بیفگن چشم بر صورت نظر در عین معنی کن- وفات آپ کی سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین ہوئی
تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیاء اور تاریخ رحلت فخر العلماء اور فخر العالم ہین مقبرہ
آپ کا قطب صاحب واقع دہلی مین حوض شمسی کے کنارہ پر واقع ہے- کاتب حروف
نے بھی آپ کے مرقد شریف کی زیارت سے فیضیابی حاصل کی اور کشش عجیب

اور دلبستگی غریب اس مقام مین معلوم کی ہے۔

شیخ محب اللہ اکبر آبادی۔ عالم فاضل۔ وحید العصر۔ فرید الدہر۔ باخدا اور مسلم شخص تھے آپ کی توجہ بیمارون پر نہایت موثر ہوتی تھی۔ تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی جنمین سے شرح کتاب فصوص الحکم اشہر اور نہایت عمدہ ہے۔ وفات آپ کی سنہ [illegible] ہجری مین ہوئی اور اکبر آباد مین مدفون ہوئے۔

خواجہ بہاری۔ عالم علوم فقہ وحدیث وتفسیر اور واقف اسرار حقانی تھے اوائل مین اپنے شہر حاجی پور سے نکلکر واسطے تحصیل علوم کے قصبہ کودہ لور مین آئے اور شیخ جمال الاولیاء سے عرصہ تک پڑھتے رہے پھر لاہور مین آکر ملا محمد فاضل لاہوری سے فضیلت کی دستار باندھی اور انھین کے گھر مین سکونت اختیار کی آخر کو حضرت میان میر کے مرید ہوکر انکے اعظم خلفاء مین سے ہوئے۔ وفات آپ کی سنہ [illegible] ہجری مین ہوئی اور لاہور مین دفن کیے گئے۔ معدن فیوض تاریخ وفات ہے۔

قاضی محمد اسلم۔ والد میر زاہد۔ عالم اجل۔ فقیہ اکمل۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے ہرات مین پیدا ہوئے اور طلب علم کی غرض سے لاہور مین تشریف لائے اور شیخ بہلول سے جو علماے کبار مین سے لاہور مین تھے علوم حاصل کیے پھر آگرہ مین سلطان جہانگیر کے پاس تشریف لیگئے چونکہ آپ مولانا کاران محدث کے رشتہ دارون مین سے تھے جو بادشاہ کے استاد تھے اسلیے آپ کی بڑی عزت ہوئی اور کابل کی قضا آپ کے سپرد کی گئی جسکو آپ نے بڑی دیانت داری کی شہرت سے انجام دیا پھر آپ عسکر کے قاضی ہوئے جب شاہجہان تخت نشین ہوا تو اسنے علاوہ قضا کے ہزاری کا منصب بھی آپ کو دیا اور آپ تیس سال تک نہایت دیانت سے قضا پر مامور اور سلطانی عنایات کے مورد رہے یہانتک کہ بادشاہ نے آپ کو میزان مین تلوایا اور ساڑھے چھ ہزار روپیہ آپ کو دیا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۶۱ ہجری مین ہوئی اور لاہور مین دفن کیے گئے۔ فخر اقلیم تاریخ وفات ہے۔

مولانا محمود بن محمد فاروقی جونپوری ہندوستان کے علماے کبار اور فقہاے نامدار

مین سے فاضل اجل - عالم اکمل - ادیب اریب اور جونپور مین رہتے تھے - جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ
اپنے جد امجد شاہ محمد اور استاذ الملک شیخ محمد فاضل جونپوری سے حاصل کرکے سترہ سال
کی عمر مین تحصیل سے فراغت پائی اور مسند تدریس و افادہ پر متمکن ہوئے - بعض مورخون
نے لکھا ہی کہ گیارہوین صدی کی ابتدار مین ہندوستان مین دو ہی مجدد ہوئے ایک شیخ احمد
سرہندی اور دوسرے آپ - کہتے ہین کہ آپ سے تمام عمر مین ایسا کوئی قول صادر نہین ہوا
جس سے آپ نے رجوع کیا ہو آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ سے کچھ پوچھتا اگر آپ
کی طبیعت حاضر ہوتی تو اسکا جواب دیدیتے ورنہ کہدیتے کہ میری طبیعت اسوقت حاضر
نہین ہی - کتاب شمس بازغہ آپ کی اشہر تصانیف سے ہی - یہ وہی کتاب ہی کہ جس پر
جماہیر علماء و فضلاء کا اس امر مین اتفاق ہی کہ اسکے برابر آج تک علم حکمت مین کوئی کتاب
تصنیف نہین ہوئی - یہی کتاب ہی جسکے پڑھنے سے طالب علم کے سر پر فضیلت کی دستار
باندھی جاتی ہی - مصنف نے پہلے خود ہی ایک متن لکھا ہی اور پھر اسکی خود ہی شرح
تصنیف کی ہی اور اس کتاب پر بڑے بڑے فضلاء مثل ملا نظام الملۃ والدین و ملا
محمد حسن و مولانا محمد یوسف و مولانا محمد عبد الحلیم وغیرہم نے حواشی لکھے ہین - علاوہ
اسکے کتاب الفرائد شرح الفوائد اور ایک رسالہ فارسی اقسام نسوان مین بھی آپ کی
تصنیفات سے مشہور ہی - وفات آپ کی ۱۰۶۲ھ ہجری مین ہوئی - اور آپ کی رحلت
سے آپ کے استاد شیخ محمد فاضل اسقدر غمگین ہوئے کہ چالیس روز تک انھون
نے تبسم نہ کیا اور آپ سے ملحق ہو گئے - فخر آفاق تاریخ وفات ہی -

شیخ محمد فاضل جونپوری - علوم نقلیات و عقلیات مین افضل فضلاء عصر
اور اشمل علماء دہر - حصور - تقی - حسن الخلق سلیم المزاج تھے تمام عمر مسند افادت
و افاضت پر متمکن رہکر تعلیم و تدریس مین مشغول رہے جب آپ کے تلمیذ رشید ملا محمود
مذکور فوت ہوئے تو آپ بھی انکے غم مین چالیس روز کے بعد ۱۰۶۲ھ مین فوت ہو گئے

آدم الانطالی الرومی المعروف بہ ملا خداوندگار - جلال الدین رومی کے
خلفاء مین سے عالم فاضل - عابد - زاہد - جامع علوم صوری و معنوی مشہور

یہ استاذ تھے اور شہر انطالیہ مین جو قرمان کے ملک مین ساحل بحر رومی پر واقع ہو رہتے تھے
جب سوار ہوتے تھے تو آپ کی رکاب مین تقریباً ایکسو مرید وغیرہ پیادہ ہوتے تھے
اور باوجود اسکے ہمیشہ عبادت و وعظ مین مشغول رہتے تھے اور مثنوی مولانا
روم کو نہایت عمدہ طور سے حل کرتے تھے ابتدا مین سخاوت مین بڑی افراط کرتے تھے
یہانتک کہ آپ کا عطیہ سو دینار سے کم ہوتا تھا اخیر کو حج کے ارادہ سے ماہ
جمادی الاخری ۱۰۴۳ ہجری کو قاہرہ مین آکر بیمار ہوگئے اور وہین ۱۱ ماہ رمضان مین وفات
پائی۔ منزل فیض الٰہی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطنی المعروف بہ کاتب جلپی۔ قسطنطنیہ مین پیدا ہوے
اور وہین نشو و نما پایا بڑے عالم فاضل۔ مورخ کامل۔ جامع معقول و منقول تھے
تمام عمر درس و تدریس مین مشغول رہے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف
ہوے کتاب کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون ایسی عمدہ تصنیف فرمائی جو
آجتک اپنا ثانی نہین رکھتی جس مین تمام کتب مصنفہ قبل اسلام اور بعد اسلام کے
نام مع انکے مصنفین کے حالات اور تاریخ وفیات کی بڑی صحت و تحقیق سے درج
فرمائی وفات آپ کی ۱۰۶۷ ہجری مین ہوئی۔ مورخ طبع سلیم تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ مفسر۔ خصوصاً علم
معقولات مین طاق یگانہ آفاق۔ محسود علماے معقول ہندوستان اور صاحب تصانیف
عالیہ تھے چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ اور حاشیہ کتاب مشہور و حاشیہ مقدمات تلویح
و حاشیہ مطول و حاشیہ شریفیہ۔ و حاشیہ شرح عقائد تفتازانی۔ و حاشیہ عقائد دوانیہ
و حاشیہ شرح شمسیہ۔ و حاشیہ شرح مطالع۔ و حاشیہ درۃ الثمینہ فی اثبات واجب تعالیٰ
و ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین حضرت غوث الاعظم و حاشیہ عبد الغفور۔ و حاشیہ شرح
ہدایۃ الحکمۃ۔ و حاشیہ خیالی۔ تکملہ عبد الغفور۔ حاشیہ قطبی۔ و حواشی ہوامش شرح
حکمۃ العین۔ و حاشیہ مراح الارواح وغیرہ آپ کی کمالیت و فضیلت علمی پر شاہد ناطق
اور برہان قاطع ہین۔ حادم ظاہری آپنے مولانا محمد کمال کاشمیری سے پڑھے اور فیوض

مصطفیٰ بن عبداللہ

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی

باطنی اپنے زمانہ کے مشائخ سے حاصل کیے۔ آپ ہی ہیں جنھوں نے پہلے پہل شیخ احمد سرہندی
کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی نے آپ کو آفتاب پنجاب
کا لقب دیا۔ جہانگیر و شاہجہان کے دربار میں آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی اور آپ شہزادوں
کے استاد تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ نے آپ کو دو دفعہ سیم و زر میں تلوایا اور ہر دفعہ
چھ چھ ہزار روپیہ دیا۔ آپ کو سیالکوٹ میں سوا لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جو آپ کی
اولاد کے پاس نسل بعد نسل موجود رہی اور آخیر کو گھٹتے گھٹتے اب سرکار انگلشیہ کے عہد
میں بسبب انقطاع خاندان کے بالکل ضبط ہو گئی۔ بادشاہ کی اجازت سے آپ نے لاہور
میں وعظ جاری کیا اور آپ کے لکھے ہوئے فتاوی پر کسی کو علمائے مذاہب میں
سے چون و چرا نہ ہوتی تھی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۶۷ یا سنہ ۱۰۶۹ ہجری میں ہوئی۔ "شیخ محسن" آپ کی
تاریخ وفات ہے۔ آپ کے خلف الرشید ملا عبد اللہ الملقب بہ لبیب بھی بڑے عالم فاضل ماہر
متبحر تھے چنانچہ عالمگیر بادشاہ ان کی بڑی عزت کرتا تھا اور کتاب تفریح بر تلویح ان کی تالیفات
سے یادگار ہے۔

حسن بن عمار

حسن بن عمار المصری الشرنبلالی۔ ابو الاخلاص کنیت تھی اعیان فقہاء اور اعلم
فضلاء میں سے مشہور زمانہ اور معتبر فی الفتاوی تھے۔ علم عبد اللہ نحریری اور محمد محبی
اور علی بن غانم مقدسی سے حاصل کیا اور آپ سے ایک جماعت مثل سید احمد حموی اور
احمد عجمی اور اسمٰعیل نابلسی وغیرہم نے استفادہ کیا۔ بہت کتابیں تصنیف کیں جن میں
سے شرح منظومہ ابن وہبان اور درر و غرر کے حواشی اور نور الایضاح فقہ میں اور
اس کی شرح امداد الفتاح اور اس کا مختصر مراقی الفلاح وغیرہ رسائل ساٹھ سے زیادہ
ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ میں ہوئی۔ "مجموعہ رشادت" تاریخ وفات ہے۔
شرنبلالی بضم شین معجمہ و را مہملہ و سکون نون و ضم بائے موحدہ خلاف قیاس شبرا بلولہ کی طرف
منسوب ہے جو مصر کے نواح میں تاجروں کے ایک شہر کا نام ہے۔

احمد شہاب الدین خفاجی

احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری۔ فرید العصر وحید الدہر اپنے زمانہ میں بدر سماء
عالم اور بدر افق نثر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے ماموں ابی بکر شنوانی سے

پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام محمد رملی اور نورالدین علی زیادی اور خاتمۃ الحفاظ ابراہیم علقمی اور علی بن غانم مقدسی سے اخذ کیا پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین مین آئے اور اس جگہ علی بن جار اللہ سے پڑھا پھر قسطنطنیہ کو ارتحال کیا۔ حواشی تفسیر بیضاوی کی آٹھ جلد مین۔ شرح شفاء چار جلد مین۔ شرح درۃ الغواص حریری۔ کتاب ریحانہ۔ رسائل اربعین۔ حاشیہ شرح فرائض۔ حواشی رضی۔ شفاء العلیل فی ما فی کلام العرب من الدخیل دیوان الادب۔ طراز المجالس۔ وغیرہ کتابین تصنیف کین اور ماہ رمضان ۱۰۶۹ھ ہجری مین وفات پائی۔ فاضل محسن آپ کی تاریخ وفات ہے۔ خفاجی خفاجہ کی طرف منسوب ہے جو بنی عامر سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری۔ علامہ محقق۔ فہامہ مدقق۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل تھے۔ شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شلبی اور شیخ امین الدین بن عبد العال اور ابو الفیض سلمی وغیرہ سے علوم پڑھے اور انسے افتاء اور تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے اشیاخ کے عین حیات ہی مین تدریس و افتاء کا کام شروع کر کے بہت لوگون کو فائدہ پہونچایا اور شہرت پائی۔ شرح کنز اور اشباہ والنظائر وغیرہ کتابین تصنیف کین جو علماے حنفیہ کا ماخذ و مرجع ہو رہی ہین۔ تصوف کا علم شیخ عارف باللہ سلیمان خضیری سے حاصل کیا اور آپ کو حل مشکلات قوم مین بڑا ذوق تھا عارف شعرانی کا قول ہے کہ مین نے دس سال آپ کی مصاحبت کی مگر کوئی عیب کی بات آپ مین نہ دیکھی اور ۹۵۳ھ ہجری مین آپ کے ساتھ حج کیا سو آپ کو اپنے جیران و غلمان کے حق مین جاتے آتے بڑا حلیم و شفیق پایا حالانکہ آدمی کے اخلاق سفر مین بدل جاتے ہین صاحب رد المحتار بیان کرتے ہین کہ آپ نے علاوہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور اشباہ والنظائر کے فتح الغفار شرح المنار اور مختصر تحریر الاصول المسمی بہ لب الاصول اور تعلیقات ہدایہ باب بیوع سے اور حاشیہ جامع الفصولین اور فتاوی اور چالیس رسالے متفرق مسائل مین تصنیف کیے۔ آپ سے آپ کے بھائی شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر اور محمد غزی صاحب تنویر الابصار نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی بقول سید احمد حموی اور مصنف

شیخ زین العابدین

رسائل زینیہ ۸ ماہ رجب سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں ہوئی۔ "قمر غلق" تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد سعید بن شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی۔ آپ کا لقب خازن الرحمۃ تھا۔ بڑے محدث۔ فقیہ۔ عالم۔ فاضل۔ زاہد۔ عابد صاحب کرامات تھے۔ علوم نقلیہ و رسمیہ اپنے والد ماجد مجدد الف ثانی سے حاصل کیے اور انہیں سے علم طریقت کو اخذ کیا اور مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور سنہ ۱۰۷۰ ہجری میں وفات پائی۔ "حوض نور" تاریخ وفات ہے۔

ابوالوفا بن عمر بن عبدالوہاب عرضی۔ حلب کے علماء اعیان سے فقیہ فاضل عالم متبحر متواضع۔ واعظ۔ مفتی حنفیہ تھے اپنی تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ایک تاریخ موسومہ بمعادن الذہب اعیان حلب کے تذکرہ میں تالیف کی اور کئی ایک رسالے تصنیف کیے۔ شعر بھی عمدہ کہتے تھے چنانچہ لامیۃ العجم کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لامیہ انشاء کیا۔ عیداضحیٰ کے روز سنہ ۹۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور محرم سنہ ۱۰۷۱ھ کو وفات پائی۔ "خواجہ عالیمقدار" تاریخ وفات ہے۔

مولانا عبدالکریم بن مولانا درویزہ پشاوری۔ آپ کو اخوند کریم داد کے نام سے بھی پکارتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے یہانتک کہ آپ محقق افغانستان کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اخیر کو میر سید علی غواص کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب شریعت و طریقت اور حقیقت ہوئے۔ کتاب مخزن الاسلام تصنیف کی آپ ہر روز رات کو ایک جزو سفید کاغذ کا اپنے حجرہ میں لیجاتے تھے اور بغیر چراغ روشن کیے تحریر فرما کر صبح اپنے یاروں کو دیدیتے تھے یہانتک کہ کتاب مذکور اختتام کو پہونچی۔ کہتے ہیں کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا تھا کہ غوث کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ غوث کی نشانی ہے کہ جب وہ مرجائے اور کوئی شخص اُسکے منھ پر نظر ڈالے تو وہ آگے سے تبسم کرے پس جب آپ نے سنہ ۱۰۷۱ھ میں وفات پائی۔ تو شخص مذکور نے امتحاناً آپ کے چہرہ پر نظر ڈالی آپ نے یہانتک تبسم کیا کہ قریب تھا کہ گفتگو کرنے لگیں اسپر شخص مذکور نے توبہ کی اور کہا کہ میں اس سے زیادہ اور کوئی دلیل نہیں چاہتا۔ مزار آپ کا علاقہ یوسف زئی میں زیارت گاہ عالم ہے۔ "منبع فضل" تاریخ وفات ہے۔

محمد افندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی - امام فاضل - فقیہ - محدث - ادیب اریب - فطن لبیب - فصیح العبارات - لطیف الشکل خوش آواز حسن اخلاق مجمع محاسن شریف خاندان سے ایک بڑے مشہور جلیل القدر تھے پہلے دمشق کے محلہ صالحیہ مین جامع سلطان سلیم کے خطیب مقرر ہوئے پھر جامع بنی امیہ کے امام اور خطیب ہوگئے اور اسی جگہ صحیح مسلم کو پڑھا اور اسپر کچھ تعلیقات لکھے اور جامع مذکور کے قبہ نسر مین حدیث کا درس دیتے رہے آپ سے بہت سے علماء دمشق مثل علامہ محقق شیخ علاء الدین حصکفی مفتی شام وغیرہ نے استفادہ کیا - آپ کی نظم فصیح اور نثر بلیغ بھی آپ کے کمالات علمی پر دال ہی - سنہ ۱۰۱۲ھ مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷۲ھ مین وفات پائی - شیخ عبد الغنی نابلسی نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ آپ کے مرثیہ مین کہا ہی جسکا مطلع اور حسن مطلع یہ دو شعر ہین ؎ لیبکِ رجالُ الناس ولیضرعِ الجہل * فبعدک لا یرجو البقاء لہ العقل * اذا جلتہ قرت عیون اولی النہی * بہا زمنا حتی تدارکہا المحل * محدث مشفق آپ کی تاریخ وفات ہی -

شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق دہلوی - فقیہ محدث - جامع کمالات صوری و معنوی فاضل متبحر - عالم ماہر تھے اور تلمیذ ومرید ومقبول اپنے والد بزرگوار یگانہ روزگار کے تھے چونکہ صاحبقران شاہجہان ایام شاہزادگی سے آپ کے جوہر استعداد عالی سے اطلاع رکھتا تھا جب دکھن کو جانے لگا تو آپ کو اکبرآباد کا قاضی مقرر کیا چنانچہ آپ نے ایک مدت تک قضا کے منصب کو جیسا کہ چاہیے ادا کیا - تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی اور جس طرح آپ کے والد ماجد نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین احسان کا ہاتھ کھولا تھا ویسا ہی آپ نے ترجمہ فارسی صحیح بخاری مین صبا کے فیض عام دیکر تیسیر القاری فی شرح صحیح البخاری اور نیز شرح صحیح مسلم تصنیف کی اور نوے برس کی عمر مین سنہ ۱۰۷۳ھ مین دہلی مین وفات پائی - شیخ الاسلام تاریخ وفات ہی -

ابراہیم بن عیسی بن ابراہیم بن محمد فقیہ مکی المشہور بہ ابی سلمہ - اپنے وقت کے امام فاضل - فقیہ کامل - مختلف علوم کے عارف - فروع مذہب کے ماہر - فتوی مین متحری و مستند تھے - مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پاکر وہان کے علماء

و فضلا سے حدیث ۔ تفسیر ۔ فرائض ۔ فقہ ۔ حساب وغیرہ علوم اخذ کیے اور آپ سے مکہ معظمہ مین ایک جماعت نے تلمذ کیا ۔ ۲۴ ماہ رمضان ۱۰۷۶ھ ہجری مین فوت ہوئے اور معلات مین دفن کیے گئے ۔ ریاض اجلال تاریخ وفات ہے ۔

محمد بن ابی الصفا بن محمود بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی ۔ شام کے مشہور فضلاء و نبلاء مین سے علم و فضل و کمال و معرفت ادب مین خدا کی آیات مین سے ایک آیت تھے اور کئی طرح سے خوشخطی جانتے تھے ۱۰۲۴ھ مین پیدا ہوئے اور پاکیزگی و طاعت خدا مین نشو و نما پایا ۔ امام محبی کے ماموں تھے آپ کے امام محبی پر تربیت اور تعلیم کے بڑے حقوق ہین ۔ علوم شیخ عبد اللطیف جالقی اور شیخ رمضان عکاری اور شیخ محمد محاسنی سے حاصل کیے اور امام ہمام یوسف بن ابی الفتح امام بادشاہ کی صحبت اختیار کی ۔ کیونکہ امام موصوف اور آپ کے والد کے درمیان بڑی دوستی تھی پھر انکی طرف سے دمشق مین وکیل مقرر ہوئے اور مدرسہ ظاہریہ کبریٰ مین درس دیا ۔ آپ بڑے ساکت ۔ صامت ۔ حلو العبارۃ حسن العشرت تھے یکایک ۱۰۷۶ھ مین فوت ہوئے اور مقبرہ فرادیس مین دفن کیے گئے ۔ فخر قصبہ تاریخ وفات ہے ۔

شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی بن عبد الاحد ۔ سرہندی ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی ۔ حاوی فروع و اصول ۔ قطب الوقت ۔ مرشد عصر ۔ صاحب کرامات تھے عروۃ الوثقیٰ خطاب تھا ۔ علوم اپنے والد امجد مجدد الف ثانی سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر مین جمیع علوم ظاہری سے فارغ ہو کر اور فضیلت کی دستار باندھ کر علوم باطنی مین مشغول ہوئے اور اپنے والد ماجد کی توجہ سے تمام اولاد سے گوے سبقت لیگئے صحبت اغنیاء اور مجالس بادشاہ سے آپ کو بڑی نفرت تھی یہانتک کہ شاہ جہان بادشاہ آپ کی مصاحبت کی بڑی رغبت رکھتا تھا ۔ مگر اسکو میسر نہوئی البتہ اورنگزیب عالمگیر آپ کا مرید ہوا لیکن ہمیشہ کی صحبت اسکو بھی نصیب نہوئی جب آپ نے سند وسے الہی سنہ عزم زیارت حرمین شریفین کا کیا تو عرب و عجم سے بیشمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت مین آئے یہانتک کہ جو لوگ آپ کی توجہ سے درجہ ولایت کو پہونچے ان کا لاکھ

سے زیادہ شمار کیے گئے ہین۔ وفات آپ کی [illegible] یا [illegible] یا [illegible] ہجری مین وقوع مین
آئی۔ مشہور کشور اور آرایش مکنونات اور اسرار حقیقت تاریخ وفات ہین اور مجموعہ مکتوبات
آپ کی تصنیف سے یادگار ہے۔

ابراہیم بن عبدالرحمن

ابراہیم بن عبدالرحمن بن محمد بن عماد الدین عمادی دمشقی [illegible] ہجری مین پیدا
ہوئے ملک شام کے مشہور فضلاء و بلغاء مین سے علم ادب اور نظم و نثر مین بارع فقیہ
کثیر المحفوظات۔ محدث فاضل۔ مقبول البیانات۔ عظیم الہیبت تھے۔ ابتدا مین علوم اپنے
والد ماجد سے پڑھے پھر بورینی مین حسن بن محمد سے مختلف علوم و فنون حاصل کیے اور
حدیث کو احمد علیشاوی وغیرہ سے اخذ کیا۔ باپ کی وفات کے بعد اپنے منجھلے بھائی کے
ساتھ روم کا سفر کیا۔ دو دفعہ حج کیا اور دوسری دفعہ کے حج کے وقت رکب شامی
مین قاضی مقرر ہوئے۔ اخیر عمر مین فالج ہو گیا جس مین ڈیڑھ سال مبتلا رہکر شنبہ کے دن
[illegible] ربیع الثانی [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ اور مقبرہ باب الصغیر مین اپنے والد کے قبر کے
پاس مدفون ہوئے۔ لوح محفوظ تاریخ وفات ہے۔

خیر الدین بن احمد

خیر الدین بن احمد بن نور الدین علی بن زین الدین بن عبد الوہاب ایوبی فاروقی رملی۔
مفسر۔ محدث۔ فقیہ۔ لغوی۔ صوفی۔ نحوی۔ بیانی۔ عروضی۔ منطقی۔ کثیر النفع۔ اپنے
زمانہ مین شیخ حنفیہ تھے۔ شہر رملہ مین ۹۹۳ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ علم سراج الدین حانوتی
صاحب فتاوی مشہورہ اور احمد بن محمد امین الدین بن عبد العال سے پڑھا اور اپنے
شہر اور مصر مین درس دیا۔ فتاوی سائرہ تصنیف کیا اور منح الغفار اور عینی شرح
کنز اور اشباہ والنظائر اور بحر الرائق اور زیلعی اور جامع فصولین وغیرہ پر حواشی
لکھے اور نیز رسائل اور ایک دیوان حروف معجم کی ترتیب پر لکھا اور [illegible] ہجری مین رملہ
مین وفات پائی۔ آیت رحمت ایزد تاریخ وفات ہے۔ بہت لوگون نے مثل امیر محبی
وغیرہ کے آپ کے مناقب اور احوال اور بیان مشائخ اور تلامذہ مین طول دیا ہے
ی کی نسبت آپ کے بعض اجداد کی طرف ہے۔

اسمٰعیل بن تاج الدین بن احمد المعروف بہ محاسنی دمشقی۔ اپنے زمانہ کے امام

عالم شیخ فاضل صاحب ثروت و مال اور جامع اموی واقع دمشق کے خطیب و امام تھے۔ دمشق
مین سنہ [illegible] ہجری مین پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کی گود مین پرورش پاکر طلب علم مین
مشغول ہوئے یہانتک کہ ایک جماعت شیوخ سے تحصیل علوم کر کے بارع و فائق ہوئے
جامع اموی اور مدرسہ جوہریہ مین درس دیا اور بہت سے طلاب آپ کے پاس جمع ہوئے
آپ اپنے والد کی طرح تجارت بھی کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین آپ کو دولت علیہ کے
حکم سے تدریس مدرسہ سلیمیہ کی تفویض ہوئی پھر سنہ [illegible] ہجری مین مولی عثمان رومی قاضی
دمشق کی طرف سے مدرسہ تقویہ کی تدریس سپرد ہوئی۔ یہانتک کہ اسی سنہ مین دمشق
کے اندر وفات پائی۔ فخر تابعہ تاریخ وفات ہے۔

خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی۔ کاشمیر کے علمائے کبار اور
مشائخ نامدار مین سے اتباع شریعت و ترویج سنت و ترفیع بدعت اور زہد و ورع و تقوی
مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے تمام علما و صلحائے وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور
نوادر و نوازل مین آپ کے پاس رجوع لاتے تھے اور بڑے بڑے علمائے کاشمیر مثل
ملا محمد طاہر کشمیری خاتمہ مولانا حیدر علامہ و ملا ابو الفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی
محمد طاہر و مولانا عبد الغنی و مولانا مفتی شیخ احمد وغیرہ جو کاشمیر مین علم شریعت کا طرہ رکھتے تھے
آپ کے حکم فرمان پر سر رکھتے اور احکام روایت و عدالت مین آپ سے فتوی طلب
کرتے تھے آپ نے علمائے وقت کی درخواست سے کتاب فتاوے نقشبندیہ اور
کنز السعادت علوم شریعت و طریقت مین تصنیف کین اور ایک کتاب فارسی دلچسپ مین
الموسوم برسالہ رضوانیہ دربارۂ خوارق و کرامات والد بزرگوار تالیف کی۔ وفات آپ کی
سنہ ۱۰۸۵ ہجری مین ہوئی۔ خلیفۂ عصر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن بن محمد بن جمال الدین بن حسن بن زین العابدین
حصنی اثری المعروف بہ حصکفی۔ فقیہ محدث۔ عالم۔ فاضل۔ نحوی حافظ احادیث
و مرویات۔ طلیق اللسان۔ فصیح البیان۔ جید التقریر والتحریر۔ جامع معقول و منقول
صاحب تصانیف کثیرہ اور مصنف کتب مفیدہ تھے۔ فقہ مین درمختار اور شرح ملتقی الابحر

اصول مین شرح منار۔ نحو مین شرح قطرا در مختصر فتاوی صوفیہ اور تعلیقات بخاری تین جزو مین اور تفسیر بیضاوی کا حاشیہ سورۂ بقر سے سورۂ اسرائیل تک اور حواشی درر وغیرہ رسائل انیقہ اور کتب نفیسہ تصنیف فرمائین اور نیز فتاوی ابن نجیم کو جو اسکے بیٹے اور مترتاشی نے جمع کیا تھا جمع کیا آپکی فضیلت و تحقیق کا خود آپکے مشائخ اور ہمعصرون نے اقرار کیا یہان تک کہ شیخ خیر الدین رملی آپکے استاد نے آپکی سند اجازت مین یون لکھا ہی کہ محمد بن علی نے پہلے مجھے ایسے لطیف اور پاکیزہ سوال کیے جنسے مین اُنکے کمال روایت اور وسعت ملک پر واقف ہوا اور اُنکو اُنکے جواب مختصر طور پر دیے پھر اُنھون نے مجھسے اعلی درجہ کے نکات پوچھے چنانچہ مین نے اُنکے جوابات بھی ویسے ہی دیے پھر اُنھون نے اُنسے بھی اعلی درجہ کے سوال کیے پس مین نے اُنکے علم و فضل کے توسن کو مضمار کمال مین نہایت سبقت لیجاتا ہوا اور وہان سے نہایت راحت و آرام سے بغیر کسی طرح کے اضطراب و اضطرار کے لوٹتا ہوا دیکھا یہانتک نوبت پہونچی کہ مین نے اُنسے اور اُنھون نے مجھسے حدیث کی روایت کی اور پھر یہ اشعار آپکی تعریف مین کہے ؎ قیا من لہ شان قد ونک قا سال ٭ بجد جیا فی العلم غیر مطفل ٭ یباری فحول الفقہ فیما یرونہ ٭ و بیرز للمیدان غیر منزل ٭ تقشر عن لب العلوم قشورہ ٭ و یاتی بما یختارہ من مفصل ٭ و یقوی علی الترجیح فیہ تباقب ٭ من الفہم والادراک غیر مجہول ٭ وفکر اذا ما حاول الصعب قلہ ٭ وان رمت حل الصعب سنے الحال یتجلی ٭ و ما قلت ہذا القول الا بعد ما ٭ سبرت جنایاہ بافہم معقول۔ آپنے ۴۶ سال کی عمر مین ۱۰ ماہ شوال ۱۰۸۸ھ ہجری مین وفات پائی اور مقبرۂ باب صغیر مین دفن کیے گئے شیخ مقبول تاریخ وفات ہی حصکفی حصن کیفا کی طرف منسوب ہی جو دیار بکر مین ایک قلعہ کا نام ہی اور مشترک مین لکھا ہی کہ حصن کیفا دریاے دجلہ کے کنارہ پر جزیرۂ ابن عمر اور میافارقین مین واقع ہی۔

ابراہیم بن عبد الرحمن سوالاتی دمشقی۔ فقیہ متبحر۔ عالم کثیر الاطلاع۔ ادیب اریب۔ شاعر جید الطریقہ۔ استخراج مسائل اور استحضار فروع مذہب پر حاوی تھے

ابتدائے جوانی مین تنشید اشعار و نظم مین مشغول رہے چنانچہ معانی دقیقہ اور نسق بدیعہ نظم مین
انسلاک کرتے تھے پھر روم کو تشریف لیگئے اور وہان کے ادباء سے آپ کو محاورات تقولیہ
جاری رہے اور جب وہان سے دمشق مین واپس آئے تو مسائل متعلقہ فتوی کی کتابت
پر قائم ہوئے اور یہان تک استحضار غریب فروع مذہب اور انکے استخراج مین مہارت
پیدا کی کہ انکے ہم عصرون سے کوئی انکے مرتبہ کو نہ پہونچ سکا انکے بعد جب شعر کہتے تو
بسبب غلبہ فقاہت کے انکو تکلیف کرنا پڑتا آپ کو جمع کرنے کتب کا بڑا شوق تھا چنانچہ
آپ نے ہر ایک فن سے بہت سی کتابین جمع کین اور اخیر عمر مین انکو وقف کر دیا اور
ساٹھہ سال کی عمر سے گذر کر چہارشنبہ کی رات ۱۱۔ ربیع الاول ۱۰۹۵ ہجری کو وفات پائی
اور شیخ ارسلان کے مقبرہ مین دفن کیے گئے۔ دائرۃ المعارف مین لکھا ہے کہ آپ ایک
مدت مدید تک بیمار رہے اور بڑی دولت اسکے معالجہ مین صرف کی مگر اس سے آپ کو
رہائی نہوئی۔ فخر وبارہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحیی کواکبی حلبی۔ مختلف علوم وفنون کے بحر ذخار تھے
جن کو اپنے ملک کے علماء وفضلاء سے حاصل کرکے تدریس اور نشر علوم مین مصروف
ہوئے۔ تصنیفات بھی عمدہ اور مفید کی چنانچہ وقایہ کو منظوم کیا پھر اسکی مفید شرح تصنیف
کی اسی طرح منار کو منظوم کیا پھر اسکی شرح لکھی۔ تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھے اور
شرح مواقف پر بھی حواشی تحریر کیے۔ ماہ ذی قعدہ ۱۰۹۶ ہجری مین وفات پائی
ارباب فیض تاریخ وفات ہے۔

بابا داؤد مشکواتی کشمیری۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ حکمت۔ معانی مین ید طولی
رکھتے تھے۔ چونکہ مشکوۃ المصابیح آپکو متناً واسناداً حفظ تھی اسلیے آپ داؤد مشکوتی
کے خطاب سے مخاطب ہوئے تمام علوم عقلی ونقلی وفنون ظاہری درسی خواجہ حیدر
چرخی سے انہوں نے حاصل کرکے واسطے کسب رموز باطن کے بابا نصیب الدین کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور مدت تک انکی صحبت سے فیض حاصل کیا اور سلوک ومقامات مین
عربی وفارسی تصنیفات کی اور کتاب اسرار الابرار سادات عالیشان ودرویشان

کاشمیر کے حالات مین لکھی اور اسرار الاشجار اور کتاب منطق الطیر شیخ عطار رح کو منظوم کیا نیز خواجہ خاوند محمود نقشبندی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور انسے علوم باطن کا کمال حاصل کرکے ۱۰۲۹ھ ہجری مین وفات پائی اور کاشمیر کے محلہ کندر پورہ مین متصل عیدگاہ کے مدفون ہوئے۔ محدث زیب کشور تاریخ وفات ہے۔

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی۔ عالم فاضل۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ صاحب کمالات ظاہری و باطنی و کرامات تھے۔ علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور انہین سے طریقت کو حاصل کیا اور متبع شریعت نبوی کے یہان تک تھے کہ محی السنہ کے خطاب سے مخاطب تھے۔ جو شخص کفار و فساق وغیرہ سے آپ کی زیارت کو آتا تائب ہوتا آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے نہایت نفرت تھی جب کوئی اللہ کا نام آپ کے سامنے زبان پر لاتا آپ بمجرد سننے کے بے ہوش ہوکر زمین پر مثل مرغ نیم بسمل کے لوٹتے کہتے ہین کہ ایک روز آپ رات کو واسطے ادا ے تہجد کے اٹھکر حجرہ پر چڑھے کہ اتنے مین بانسلی کی آواز آپ کے کان مبارک مین پڑی جسکو سنکر آپ بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے جس سے آپ کو سخت ضرب آئی۔ وفات آپ کی ۱۰۹۶ھ ہجری مین واقع ہوئی شیخ صالح جہان تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابراہیم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن بیری مفتی مکہ مکرمہ الشہیر بیری زادہ اکابر فقہا ر حنفیہ مین سے فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ مجدد مآثر علوم۔ ماہر متبحر۔ نقل احکام و تحریر مسائل مین متحری حرمین مین علم فتویٰ مین یگانہ زمانہ مطالعہ کتب مین منہمک۔ کل ولایات کے علماء کے نزدیک جلالت و فضیلت کے ساتھ مشہور تھے۔ علوم اپنے چچا محمد بن بیری اور عبد الرحمن مرشدی وغیرہ سے پڑھے اور حدیث کو ابن علان وغیرہ سے اخذ کیا اور بہت سے مشائخ نے آپ کو اجازت دی آپ کی تصنیفات ستر سے زیادہ ہین جن مین سے حاشیہ اشباہ والنظائر مسمی بہ عمدۃ ذوی البصائر۔ شرح موطا امام محمد دو جلد مین۔ شرح تصحیح قدوری مؤلفہ شیخ قاسم۔ شرح منسک الصغیر۔ مؤلفہ ملا رحمۃ اللہ۔ رسالہ فی جواز العمرۃ فی اشہر الحج۔ شرح منظومہ ابن الشحنہ

درباب عقائد سیف المسلول فی دفع الصدقۃ لآل الرسول ۔ رسالہ دربارہ مساکت زباد ۔ رسالہ دربارہ همزہ العقبہ ۔ رسالہ دربارہ اشارہ سبابہ ۔ رسالہ دربارہ بعض الصید اذا دخل الحرم ۔ رسالہ دربارہ عدم جواز تلفیق ہین اس اخیر کے رسالے مین آپ نے اپنے ہم عصرون مکی بن فروخ وغیرہ کا خوب رد کیا ہی ۔ ولادت آپ کی مدینہ منورہ مین ہوئی اور سنہ ہجری مین ہوئی ۔ اور یکشنبہ کے روز نو شوال سنہ ہجری مین وفات پائی اور معلاۃ مین قریب حضرت سیدہ خدیجہ کے دفن کیے گئے ۔ شیخ عالی محل تاریخ وفات ہی ۔ کہتے ہین کہ آپ کو موت سے بڑا قلق تھا پس آپ نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین یا ابراہیم مت فان لک لی اسوۃ حسنۃ پس آپ نے عرض کی کہ اس شرط سے مرتا ہون کہ ہر سال حج کا ثواب میرے لیے لکھا جائے حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا ۔

اخوند ابوالفتح کلو

اخوند ابوالفتح کلو ۔ کاشمیر کے علماء وفضلاء مین سے جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے ۔ علوم خواجہ حیدر چرخی سے حاصل کیے استخراج مسائل فقہیہ مین بے نظیر تھے اخیر عمر مین افتاء کاشمیر کی خدمت بھی آپ سے متعلق ہوئی عقاید اہل تشیع کی تردید مین کتاب سیف السابین تصنیف کی اور اسکے سوا اور کتابین اور تعلیقات بھی لکھین اور تمام عمر درس ونشر علوم مین مصروف رہکر سنہ ہجری مین وفات پائی اور مقبرہ سلطان زین العابدین مین مدفون ہوئے ۔ فیاض دہر تاریخ وفات ہی ۔

ملا شنگرف گنائی

ملا شنگرف گنائی از احفاد حضرت بابا عثمان اوچپ گنائی ۔ کاشمیر کے علماے کبار وفضلاے نامدار سے تھے محدث فقیہ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ اور ملا فیروز مفتی کے چچا تھے اپنے شہر کے علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کرکے حرمین محترمین کو تشریف لیگئے اور وہان زبدۃ المتاخرین خاتم المحدثین ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور کاشمیر مین واپس آکر تدریس وتعلیم مین مشغول رہے اور محلہ قلاش پورہ مین متصل قبر مولانا مولی گنائی کے مدفون ہوئے ۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہین کہ کتاب شمائل نبوی خاص آپ کے ہاتھ کی قلم شنگرف سے لکھی ہوئی اور نیز وہ اجازت نامہ جو شیخ ابن حجر نے پشت اسماء الرجال پر اپنے ہاتھ سے لکھکر آپ کو دیا تھا ہمارے پاس موجود ہی ۔

اخوند ملا محمد جمال الدین اپنے وقت کے عالم فاضل متبحر روزگار۔ واقف اسرار تھے باوجود کمال شغل علوم ظاہری کے بابا فتح اللہ حقانی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ امور باطنی کا کیا اور رات دن تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے شیخ الاسلام ابو الفقراء نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ علاوہ اسکے اکثر اکابر وقت نے مثل بابا نقیب و شیخ اسمعیل چشتی وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ اکثر شیخ نور الدین ولی کی تربت پر زیارت کے لیے جایا کرتے تھے ایک دن شیخ نصیر الدین نے کہا کہ حسب ارشاد نبوی صلعم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم کے آپکی فضیلت شیخ نور الدین سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نور الدین آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جمال یہ شیخ نور الدین ہے۔ جو کام انھوں نے کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا۔ آپ گوشت کم کھایا کرتے تھے اور ریاضت کرتے اور بوریہ کے فرش پر اوقات بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بابا فتح اللہ کی ایک لڑکی آپ کے عقد اور دوسری آپکے بھائی ملا کمال الدین کے عقد میں تھی۔ قبر آپ کی کاشمیر میں ہے۔

خواجہ زین علی پتوراہنواری۔ عالم فاضل۔ محدث کامل تھے۔ شیخ یعقوب صرفی اور ملا شمس الدین پال سے علوم اخذ کرکے حضرت مخدوم شیخ حمزہ کے مرید ہوئے اور باوصف رتبہ فضیلت کے معارف و حقائق تصوف سے حصہ تام حاصل کیا اور اواسط عمر میں فقر اختیار کرکے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہاں شیخ ابن حجر مکی سے حدیث کی اجازت لیکر کاشمیر میں واپس آئے اور افادہ و نشر علوم میں مصروف ہوئے جب وفات پائی تو محلہ راہنواری میں اپنے مسکن کے متصل مدفون ہوئے۔

شیخ علی بن جار اللہ قرشی خالدی مخزومی مکی خالد بن ولید رض کی اولاد میں سے مکہ معظمہ میں رہتے تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ فاضل محدث کامل مفتی و خطیب مکہ تھے آپ ہی تھے جو اس وقت صحیح بخاری کا جیسا کہ چاہیے درس علی الاطلاق دے سکتے تھے فصاحت و بلاغت اور سلاست طبع و لطافت تقریر و تحریر اور حسن خلق میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علاوہ اسکے محبت درویشوں اور اعتقاد مشائخ اور قلت طعام اور ریاضت

تنس میں بھی آپ کو بہرہ وافر حاصل تھا۔ تمام روز حصار حرم شریف پر بیٹھا رہتا اور مقاصد علیہ کو انجام دیتے اور افتا و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ اکابر و شرفا کی تزویج و تخطیب میں بھی آپ ہی سے لوگ تبرک چاہتے تھے صرف آپ اور آپ کے والد بزرگوار ہی حنفی المذہب تھے اور سب قوم آپ کی شافعی تھی آپ کو فتوی کے وقت کتاب دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ ہوتی تھی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری آپ ہی سے پڑھی اور احادیث کی سند حاصل کی اور کئی دفعہ صحیح بخاری کے ختم کے وقت شیخ مذکور سے فرماتے تھے کہ جو کچھ تم نے مجھ سے حاصل کیا ہے اُس سے فائدہ لینا میرا زیادہ ہے۔ آپ کو شیخ علی متقی سے نہایت اعتقاد تھا اور اُنھوں نے آپ کو اپنا خرقہ بھی مرحمت فرمایا تھا آپ شیخ عبد الوہاب سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے۔

مولی محمد حنفی۔ ولایت شام کے رہنے والے تھے اکثر علوم نقلیہ کے حافظ تھے خصوصاً تفسیر و حدیث و فقہ اور تصوف میں بڑے ماہر تھے۔ شمائل ترمذی کی شرح تصنیف کی۔ اکثر اوقات فتوحات مکیہ کو اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے اور بسا اوقات مجذوبوں کی وضع اختیار کر لیتے تھے بعض دفعہ آپ کا یہ حال ہوتا تھا کہ بہت سا مال آپ کے پاس جمع ہو جاتا تھا اور تھوڑی دیر میں اُسکو خرچ کر دیتے تھے اور جسکو چاہتے دے دیتے تھے کئی سال تک مکہ معظمہ میں رہے اور شیخ علی متقی رح کی صحبت میں حاضر ہوتے اور اُنکا بڑا ادب و اعتقاد کرتے تھے جب شیخ موصوف وفات پا گئے تو اُنکے خلیفہ شیخ عبد الوہاب کی خدمت میں آتے جاتے اور اُنکی بھی بڑی تعظیم و تکریم کرتے کہتے ہیں کہ آپ کئی دفعہ فوت ہو گئے اور پھر زندہ ہو گئے۔ شیخ عبد الحق زاد المتقین میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں ہم مکہ معظمہ میں تھے تو یہ افواہ اوڑ رہی تھی کہ ایک شخص محمد نام نے ولایت شام میں مہدویت کا دعوی کیا ہے جب یہ خبر شیخ عبد الوہاب کی خدمت میں پہونچی تو اُنھوں نے فرمایا کہ شاید یہ وہی مدعی مہدویت کا محمد حنفی ہوگا پھر فرمایا کہ وہ اُس قسم سے ہے کہ جو دعوی کریگا اُسکو پورا کر دیگا وہ عجائب مخلوقات خدا سے ہے اور عجیب و غریب طور رکھتا ہے۔

ملا محمد صادق معروف بہ حکیم دانا ابن مولانا کمال الدین سیالکوٹی۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور درجۂ تدقیق و تحقیق پر فائز تھے جہانگیر بادشاہ نے آپ کی کمالیت کا شہرہ سن کر آپ کو اپنی مجلس میں بار یاب کیا جب علمائے اہل السنت و تشیع کا مباحثہ و معارضہ ہوا تو اہل سنت کی طرف سے آپ ہی مناظر تھے یہاں تک کہ ملا حبیب اللہ شیعہ کو آپ نے ساکت کر دیا اور اپنے گھر محلہ حیا اللہ میں مدفون ہوئے۔

ملا عبدالرزاق باندی۔ بڑے عالم فاضل اور معقولات میں بے نظیر تھے شرح تجرید کا حاشیہ لکھا اور فرماتے تھے کہ میری تالیف کو سمجھنا تو کجا بڑے بڑے عالم صرف پڑھ بھی نہیں سکتے۔ بعد تحصیل کمالات کے سفر اختیار کیا اور شاہجہان بادشاہ نے آپ کو مدرسہ کابل کا مدرس مقرر فرمایا۔ کئی راتیں کتاب محاکمات پر رد لکھتے رہے جس سے آپ کے دماغ میں خلل ہو گیا اور چھری اپنے حلق پر مار لی مگر شاگردوں نے اسی وقت زخم کو باندھ دیا اور کابل کی مدرسی سے استعفا دیکر کاشمیر میں آئے اور یہیں وفات پائی۔ آپ کے ماموں ملا فاضل بھی عالم مدقق اور بحث میں مشہور تھے جنہوں نے اکثر حواشی مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی کا رد لکھا۔

مفتی ملا یوسف چچاس۔ عالم بے مثل اور فقیہ بے نظیر تھے اور مباحثات ایسے تھے کہ کوئی آپ کو مباحثہ و معارضہ میں مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ ملا فاضل اور ملا عبدالرزاق آپ کی کمالیت کے مقر تھے اور آپ کے ساتھ علمی بحث نہ کر سکتے تھے آپ اکثر صحبت خواجہ خاوند محمود میں حاضر ہو کر انسے دقائق علم فقہ و تفسیر کا افادہ کرتے تھے آپ کے فرزند ارجمند ملا عبدالنبی بھی بڑے فقیہ اور عالم بے نظیر تھے اور فتاویٰ و سجلات میں آپ کی طرح کوئی مفتی ماہر نہ تھا۔

حدیقۂ دوازدہم

بارھویں صدی کے فقہا و علماء کے حالات میں

میرزا ہد بن قاضی محمد اسلم ہروی کابلی۔ فاضل اجل۔ عالم متبحر۔ منطقی۔ صاحب ذہن ثاقب۔ فکر صائب۔ تدقیق میں شائقین سے گوئے سبقت لیگئے تھے۔ ہندوستان

میں پیدا ہوئے۔ علوم اپنے باپ اور دیگر فضلاء ہند سے حاصل کیے ۱۰۶۲ ہجری میں آپ کو شاہ جہان نے عرض و قائع کابل پر مقرر کیا جب عالمگیر تخت نشین ہوا تو اُس نے ۱۰۶۸ ہجری میں آپ کو عسکر کا محاسب مقرر کیا بعد ازاں کابل کی صدارت آپ کو سپرد ہوئی جہاں آپ نے ہنگامہ افادہ کا گرم کیا اور بہت سے طلبہ علم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح مواقف اور محقق دوانی کی تہذیب کی شرح اور حاشیہ تصور و تصدیق مصنفہ قطب رازی اور حاشیہ شرح ہیاکل یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۰۱ ہجری میں ہوئی۔ فاضل بے مقابلہ تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن بہرام دمشقی نزیل قسطنطنیہ بڑے عالم فاضل۔ نقاد خصوصاً ریاضی میں یگانۂ زمانہ تھے۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور بعد تحصیل علوم و فنون کے قسطنطنیہ کو رحلت کی جہاں وطن اختیار کر کے اکثر مجالس صدور میں داخل ہوتے تھے ۱۰۹۹ ہجری میں مدارس سلیمانیہ میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر حلب کی قضاء آپ کو دی گئی اور ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۰۲ھ میں وفات پائی۔

قطب الدین شہید سہالوی۔ نقلیات و عقلیات میں مقدام تھے آپ کے زمانہ میں ملک پورب میں ریاست علم و تدریس کی آپ پر منتہی ہوئی۔ قصبہ سہال میں جو علاقہ لکھنؤ سے ہے پیدا ہوئے۔ علوم ملا دانیال چوراسی اور قاضی کاشی تلمیذ محب اللہ الہ آبادی صاحب رسالہ تسویہ اور شارح فصوص سے حاصل کیے اور آپ سے اکثر علماء پورب نے تلمذ کیا۔ آپ نے شرح عقائد دوانیہ پر نہایت دقیق حاشیہ لکھا ۱۱۰۳ ہجری میں فریق عثمانیہ نے جو سہال میں رہتا تھا شرارت کو آپ کی حویلی پر ہجوم کیا اور آپ کو شہید کر کے حویلی کو جلا دیا۔ فیض باری تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبد العزیز جینینی نزیل دمشق۔ فقیہ نحریر۔ فاضل بے نظیر۔ متقن۔ مورخ۔ حافظ۔ وقائع۔ واقف عواصف نقول۔ جامع فروع۔ حاوی اصول تھے ۱۰۳۰ھ کے قریب ۱۰۳۰ ہجری میں شہر جینین میں جو شام کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اور رملہ کو تشریف لیگئے جہاں خیر الدین مفتی حنفی سے تفقہ کیا اور مدت تک

آنکی ملازمت مین رہکر مسائل فقہیہ کے کاتب رہے چنانچہ جب وہ فوت ہوسے تو انکا فتاوی مشہورہ مرتب کیا غرض بعد وفات شیخ مذکور کے دمشق مین آئے اور وہان وطن اختیار کیا اور کئی کتابین اپنے ہاتھ سے لکھین۔ مصر مین بھی جاکر وہان کے مشائخ اجلہ سے اخذ کیا آپ کو اسمار کتب اور اُنکے مؤلفین اور اسماء والقاب اور تاریخ وفات و انساب و استحضار فروع فقہیہ اور علل حدیثیہ مین معرفت تامہ حاصل تھی تاریخ ابن حزم کو کامل کیا اور بعض رسائل تاریخیہ تالیف کیے یہانتک کہ دمشق مین منگل کے روز ۶ ماہ صفر سنہ ۱۱۰۸ ہجری مین وفات پائی اور تربت باب الصغیر مین دفن کیے گئے۔ شہنشاہ ولایت تاریخ وفات ہے۔

مولانا محمد امین کانی یلدیمری کاشمیری۔ علماے مدققین اور فقہاے محققین مین سے صاحب تصانیف مفیدہ تھے۔ اکثر کتب متداولہ مثل شرح تہذیب وغیرہ پر حواشی و شروح لکھے اور علم فرائض مین نثر و نظم مین رسائل موجز تصنیف کیے اکثر طلباے کاشمیر مثل مولانا عنایت اللہ شال اور ملا محسن وغیرہ آپ کے شاگردون مین سے ہین۔ اوقات شریفہ قناعت و توکل کے ساتھ تدریس و بحث علوم مین مشغول رکھتے تھے۔ آپ نے اواخر عمر مین واسطے تیاری جہیز اپنی دو دخترون کے جو حد بلوغت کو پہونچ گئی تھین ہندوستان کا سفر اختیار کیا جب آپ دہلی مین پہونچے تو آپ کی دونون لڑکیون نے کاشمیر مین غلطی سے بجاے دوا کے زہر کھالیا اور جان بحق ہوگئین مولانا کو بشارت ہوئی کہ آپ کی مہم انجام کو پہونچ گئی اب آپ کاشمیر مین جاکر تدریس و تنشیر علم مین مشغول ہون اسپر آپ دہلی سے کاشمیر مین تشریف لائے اور ہنگامہ درس و تنشیر علوم گرم کیا۔ آپ طبع بھی موزون رکھتے تھے چنانچہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ کاشمیر کا قاضی جب ہندوستان سے پھر کر کاشمیر مین پہونچا تو آپ اُسکی ملاقات کے لیے گئے مگر اُسنے بسبب مدت کی مفارقت کے آپ کو نہ پہچانا اور جب بعد نام پوچھنے کے آپ کو پہچانا تو بڑا عذر کیا آپ نے فرمایا کہ آپ بیشک معذور ہین کیونکہ مقولہ اذا جاء القضاء عمی البصر مشہور ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان یوم لیلۃ القدر سنہ ۱۱۰۹ ہجری مین ہوئی۔ معظم جہان تاریخ وفات ہے۔

ملا عبد الشکور ٹیلو۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ صاحب ورع و تقوی تھے۔ جوانی مین

تحصیل علوم مین مشغول ہو کر خواجہ حیدر چرخی وغیرہ فضلاء سے استفادہ کیا اور تھوڑی سی مدت مین حقائق و دقائق علوم مین فائز ہوئے اکثر درس منقولات اور فقہ مین اشتغال رکھتے تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے جو روپیہ واسطے علماء کے کاشمیر کے بھیجا تھا اُسمین آپ نے حصہ لینا قبول نہ کیا اور ۱۱۰۳ھ ہجری مین وفات پائی۔ ملا محمد اشرف نے جو آپ کے استاد زادہ کے شاگرد ہین آپ کے مرثیہ مین بزبان عربی ایک قصیدہ کہا ہے جس مین تاریخ وفات آپ کی ۵ لامات بوفاتہ علوا لکھی ہے۔

شاہ رضا قادری شطاری لاہوری۔ اعاظم علماء دین اور کبرائے مشائخ روئے زمین سے علوم ظاہری مین صاحب فتوی اور علوم باطنی مین اہل ارشاد تھے مشائخ متاخرین مین سے جس قدر فتوحات ظاہری و باطنی آپ کو نصیب ہوئی ہین پنجاب اور لاہور مین کسیکو میسر نہین ہوئین جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا تھا ویسا ہی ظہور مین آتا تھا کرامتین و خوارق بے اختیار آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ وفات آپ کی ۱۲ جمادی الاول ۱۱۲۰ھ ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا لاہور مین ہے۔ آیت رحمت جہان تاریخ وفات ہے۔

قاضی محب اللہ بہاری بن عبد الشکور۔ علوم کے بحر زخار۔ فقیہ۔ اصولی۔ منطقی۔ حاوی فروع و اصول۔ نتیجۃ السلف حجۃ الخلف تھے۔ موضع کڑہ مین جو مضافات بہار مین واقع ہے پیدا ہوئے۔ اوائل کتب درسیہ کو متفرق مقامات سے حاصل کیا پھر درس قطب شمس آبادی مین داخل ہوئے جہان سے بحر علوم اور بدر مین النجوم ہو کر دکھن کو تشریف لیگئے اور شاہ عالمگیر سے ملے اُسنے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنا دیا پھر کچھ مدت بعد حیدر آباد کے قاضی بنائے گئے کسی قدر مدت کے بعد بادشاہ نے آپ کو قضاء کے عہدہ سے معزول کر کے اپنے پوتے رفیع القدر بن معظم کی تعلیم پر مقرر کیا اور جب عالمگیر نے اپنی اخیر عمر مین کابل کی حکومت اپنے بیٹے معظم الملقب بہ شاہ عالم کے سپرد کی اور وہ مع اپنے بیٹے رفیع القدر کے دکھن سے کابل کو گیا تو آپ بھی اُسکے ساتھ کابل کو گئے ۱۱۱۸ھ ہجری مین شاہ عالمگیر کی وفات پر جب شاہ عالم ہندوستان مین پہونچا تو اُسنے آپ کو منصب جلیلہ صدارات ممالک ہند کا مہر دکیا اور فاضل خان کا لقب دیا یہانتک کہ ۱۱۱۹ھ ہجری مین آپ نے وفات پائی۔

شیخ دہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے سلم العلوم منطق اور مسلم الثبوت اصول فقہ
اور جواہر الفرد مسئلہ جزء لایتجزیٰ میں مدارس علماء میں متداول اور مقبول ہیں۔ آپ نے
جس طرح سلم العلوم تصنیف کر کے علم منطق کو رونق دے دیا ہے اسی طرح کتاب مسلم الثبوت
تصنیف فرما کر علم اصول فقہ کو فروغ دے دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ جملہ علوم نقلی و
عقلی حدیث و تفسیر اور فقہ وغیرہ بغیر اصول فقہ کے ہرگز نہیں آسکتے۔

مولانا محمد محسن کشو کاشمیری

مولانا محمد محسن کشو کاشمیری۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ ملا محمد امین کانی
اور دیگر فضلاء سے علوم حاصل کر کے تھوڑی سی مدت میں اپنے اقران سے فائق
ہوگئے خصوصاً علم معقولات میں اعلیٰ مہارت حاصل کی آپ کے درس میں عجیب فیض
تھا شاذ و نادر کوئی بے بہرہ رہا ہوگا۔ اکثر کتب خصوصاً ہدایہ و مطول پر حواشی اور
تعلیقات لکھے۔ اخوند ملا نازک سے علوم باطنی حاصل کیے۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہیں
کہ آج کے دن اکثر طلبۂ علم جو مرتبۂ افادہ کو فائز ہوتے ہیں آپ کی شاگردی سے
منسوب ہیں۔ ابھی عمر آپ کی پچاس سال کو نہ پہنچی تھی کہ سنہ ۱۱۰۹ ہجری میں آپ نے وفات
پائی اور مزار تاشون میں مقبرہ سید محمد کرمانی میں مدفون ہوئے۔

مفتی ابو الصفا دمشقی خلوتی

مفتی ابو الصفا بن احمد بن ایوب عدوی صالحی دمشقی خلوتی۔ اپنے زمانہ کے شیخ
امام۔ صدر الصدور۔ علامہ۔ فاضل بارع۔ فقیہ۔ مفسر۔ نحوی تھے۔ دمشق میں سنہ ۱۰۵۰ھ
میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پا کر اپنے والد ماجد سے طلب علم میں مشغول ہوئے
اور آپ نے طریق خلوتیہ اخذ کیا اور شیخ ابراہیم فتال دمشقی وغیرہ فضلاء سے پڑھا یہاں تک
کہ بارع و فائق اقران ہوگئے دمشق میں افتاء حنفیہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی اور مرتے
دم تک مفتی رہے حج بھی کیا اور مکہ معظمہ میں مدرسہ مرادیہ کے متولی رہے جہاں آپ کی
بڑی شہرت اور قدر و منزلت ظاہر ہوئی۔ آپ کے تصنیفات سے ایک فتاویٰ ہی
متداول ہے۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۱۲ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری میں ہوئی اور
تربت مرج الدحداح میں دفن کیے گئے۔ فاضل دہر تاریخ وفات ہے۔ عدوی عدی
بن مسافر صحابی کی طرف منسوب ہے اور آپ کے اجداد بقاع عزیز کے جو دمشق کی نواح

ہین واقع ہی رہنے والے تھے

شیخ جان محمد لاہوری۔ شریعت و فقہ و حدیث مین عالم کامل اور طریقت و معرفت مین مقتداے زمانہ تھے اور لاہور کے محلہ پردیز آباد مین جسکی آبادی شہر سے باہر تھی رہتے تھے۔ صغر سنی مین شیخ عبد الحمید خلیفہ شیخ اسمٰعیل المعروف بہ میان کلان لاہوری سے تحصیل علم مین مشغول ہوئے ایک دن ہمراہ استاذ کے میان صاحب موصوف کی خدمت مین حاضر ہوے میان صاحب نے آپ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے لڑکے اگر تو عالم فاضل اور صاحب تحصیل ہو جائے تو ہمارے ساتھہ احادیث کا تکرار کیا کریگا آپ بسبب شرم و حیا اور نہایت ادب کے خاموش رہے شیخ عبد الحمید نے آپ کو کہا کہ اے لڑکے کہو کہ اگر آپ کی توجہ موجہ سے تحصیل علم مین فائز المرام ہو جاؤن تو آپ کی خدمت مین حاضر ہونگا آپ نے ان کلمات کو ادا کیا اسپر میان موصوف نے ہاتھ اٹھا کر آپ کے حق مین دعا کی جو درجۂ اجابت کو پہونچی اور آپ نے چند ماہ مین استعداد کلی بہم پہونچالی جب شیخ عبد الحمید نے دیکھا کہ آپ مجھسے علمی طاقت مین زیادہ ہو گئے ہین اور ابھی انکا طائر ہمت بلند پروازی مین ہی تو اپنے سے علیحدہ کر کے آپ کو شیخ تیمور کے حوالہ کیا جو لاہور مین اکابر علماے وقت سے تھے پس آپ نے تھوڑے سے عرصہ مین انسے استفادہ کر کے فضیلت کی دستار حاصل کی ایک دن حضرت میان صاحب اپنے مدرسہ مین مستغرق بحر مراقبہ تھے کہ آپ کا خیال دل مین گذرا اور فوراً آپ کو اپنی طرف جذب کیا آپ اُس کشش کے سبب سے فی الفور حاضر آئے اور میان صاحب نے آپ کو بغلگیر فرما کر نعمت وافر عطا کی اور ولایت کے مرتبہ پر پہونچایا اور فرمایا کہ آیندہ حسب دعدہ خود دوشنبہ و جمعہ کو ہمارے پاس آکر احادیث کا تکرار کیا کرو چنانچہ آپ ہمیشہ تاحیات میان صاحب بایام مقررہ انکی خدمت مین حاضر ہو کر احادیث کا تکرار فرماتے اور جس حدیث مین شبہہ عائد ہوتا میان صاحب مراقبہ مین عقدۂ مشکلہ اُسکا حضرت سرور رسالت پناہ سے تصحیح فرماتے۔ وفات آپ کی سنہ ہجری مین ہوئی اور محلہ پردیز آباد مین دفن کیے گئے کہتے ہین کہ آپ نے بعد چند سال کے مقدم محلہ مذکور کو جو آپ کا خادم تھا خواب مین دکھائی دیکر فرمایا کہ ہماری نعش کو یہان سے

نکالکر متصل حضرت میان صاحب کے دفن کر دو ورنہ تیرے محلہ مین سخت بلا نازل ہوگی صبح کو مقدم مذکور نے آپ کی نعش مبارک کو وہان سے نکلوا کر میان صاحب کی قبر کے پاس دفن کرا دیا۔ بحر فضل تاریخ وفات ہے۔

سید قطب الدین شمس آبادی - قطب العلماء اور زبدۃ الفضلاء تھے۔ اصل مین آپ سادات الہٰی سے تھے جو پورب مین واقع ہے جہان سے آپ شمس آباد متعلقہ قنوج مین آکر سکونت پذیر ہوئے۔ علوم ملا قطب الدین وغیرہ اساتذۂ عصر سے حاصل کیے اور اخیر عمر تک تدریس مین مشغول رہے آپ سے خلق کثیر نے تلمذ کیا آپ باوجودیکہ ایسے تنگدست تھے کہ گھر مین آگ تک روشن کرنے کی دستگاہ نہ رکھتے تھے مگر بڑے قانع تھے اور اپنی حاجات کو کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے اور بڑی کشادہ پیشانی و کشادہ زبان و حالت سے تدریس مین مشغول رہتے تھے ستر سال کی عمر مین سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین فوت ہوئے عفت شعار تاریخ وفات ہے۔

قاضی حیدر المخاطب بقاضی خان - کاشمیر کے علماء متبحر اور فقہائے نامدار مین سے تھے۔ علم مولانا عبد الرشید زرگر سے حاصل کیا جب جملہ علوم و مختلف فنون مین کمالیت کو پہونچ گئے تو بسبب تنگی معاش کے وطن کو چھوڑ کر عالمگیر کے لشکر مین آئے اور سیادت خان صدر الصدور سے آشنائی پیدا کر کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بادشاہ کی شفقت سے شہزادون کی تعلیم پر مامور ہوئے بعد چندے شہر دہلی کے قاضی ہو گئے اور اپنے کمال عدل و انصاف سے بادشاہ کو یہانتک راضی کیا کہ قاضی القضات کے لقب سے ملقب ہوئے۔ وفات آپ کی اسہال کے مرض سے سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین ملک دکن مین ہوئی اور نعش آپ کی وہانسے اٹھا کر کاشمیر مین لیگئے اور شہر کے باہر بلغ بچہ پورہ مین دفن کی گئی۔ فاضل دور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ملا محمد اشرف گنثو خلف خواجہ محمد طیب - آپ احفاد مولانا علامہ خواجہ حیدر مین سے بڑے ذکی، جید طبع، مستقیم مزاج، عالم فاضل تھے۔ اپنے بزرگون سے کمالات حاصل کر کے مولانا محمد محسن کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُنسے علوم فقہ و غیرہ

حاصل کر کے بڑے متبحر ہوئے اور تصنیفات رائقہ علم قرأت اور رد شیعہ اور بعض فنون مین مثل جواہر الحکم وغیرہ کے تصنیف کین اور اکثر تصانیف مین مجادلہ اور بلاغت کلام مین اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ آغاز سن کہولت مین ۱۱۲۳ھ ہجری مین وفات پائی۔

مولانا عنایت اللہ شال کاشمیری بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ متقی۔ متورع۔ جامع کمالات ظاہریہ وباطنیہ تھے۔ علوم و فنون مولوی ابو الفتح اور مولانا عبد الرشید زرگر اور فرزندان خواجہ حیدر چرخی سے حاصل کیے اور خدا کے فضل سے تھوڑی سی مدت مین اپنے وقت کے علماء و فضلاء سے گوئے سبقت وفوقیت لیگئے علم فقہ و حدیث اور اسکے طرق اسانید خصوصا درس صحیح بخاری مین نظیر نہین رکھتے تھے کہتے ہین کہ چھالیس ۳۶ دفعہ آپ نے اول سے آخر تک صحیح بخاری کا مذاکرہ کیا اور مثنوی مولانا روم کے پڑھنے کے آپ بڑے شائق تھے علوم باطن مین بھی آپ نے مشائخ سے خرقہ خلافت حاصل کئے اور تمام عمر تدریس و نصائح و وعظ مین مصروف رہے اور طبع موزون رکھتے تھے شعر صوفیانہ دردمندانہ کہتے تھے۔ اڑسٹھ سال کی عمر مین آخر ماہ شعبان ۱۱۲۵ھ ہجری مین وفات پائی۔ فخر جہان تاریخ وفات ہے۔

شیخ غلام نقشبند بن شیخ عطاء اللہ لکھنوی۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل مفسر فقیہ حامی شریعت غرا۔ حارس ملت بیضا تھے۔ اوائل کتب درسیہ میر محمد شفیع دہلوی سے پڑھین اور تحصیل کی دستار پیر محمد لکھنوی سے باندھی اور انکے خلیفہ ہوئے آپ کی تدریس و تلقین سے بہت خلقت کو فیض پہونچا۔ شاہ عالم سے آپ نے ملاقات کی اور اسنے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی رسید عبد الجلیل بلگرامی نے آپ سے علم حاصل کیا آپکی تصنیفات سے تفسیر ربع قرآن المسمی بانوار القرآن اور اسکے حواشی اور تفسیر بعض سورہ قرآنیہ اور کتاب فرقان الانوار اور اللامعۃ العرشیہ مسئلہ و حدت وجود مین اور شرح قصیدۂ خمریہ عربی مین وغیر ذالک یادگار ہین۔ وفات آپ کی سلخ ماہ رجب ۱۱۲۶ھ ہجری مین ہوئی۔ اور لکھنؤ مین دفن کئے گئے۔ دار الفیض تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد المعروف بہ ملاجیون صدیقی امیٹھوی۔ فقیہ۔ محدث۔ اصولی۔ جامع معقول و منقول۔ علامۂ وقت۔ فہامہ دہر اور اورنگ زیب عالمگیر کے اوستاد صاحب تفسیر احمدی ہیں۔ آپ کا نسب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول کی طرف منتہی ہوتا ہے آپ قصبۂ امیٹھی مین جو مضافات لکھنؤ سے ہے پیدا ہوئے سات سال کی عمر مین قرآن حفظ کیا پھر اطراف و اکناف کے علماء و فضلاء سے اخذ کیا آپ بڑے صاحب حافظہ تھے کتابون کی عبارت کے ورقون کے ورق آپ کو یاد تھے اخیر کو مولانا لطف اللہ جہان آبادی کی خدمت مین حاضر ہوئے یہانتک کہ سولہ سال کی عمر مین علوم دینیہ اور فنون شرعیہ کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پائی۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اپنی استادی کے لیے منتخب کیا اور بڑی عزت و توقیر کرتا تھا اور عالم شاہ بن عالمگیر بھی آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اکیس سال کی عمر مین آپ نے سنہ ۱۰۶۹ہجری مین تفسیر احمدی کو اُن احکام فقہیہ کی تشریح مین جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہین تصنیف کیا بعد ازان حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور مدینۂ منورہ مین بعض طلباء کی استدعاء سے اٹھاون سال کی عمر مین اصول منار کی شرح نور الانوار تصنیف فرمائی۔ جو اس زمانہ مین یہانتک مقبول علماء ہوئی ہے کہ درس مین داخل ہے اس شرح کے بعد آپ پچیس ۲۵ سال زندہ رہے اور سنہ ۱۱۳۰ہجری مین دار الخلافہ دہلی مین وفات پائی اور آپکا جسد شریف قصبۂ امیٹھی مین جو آپ کا مولد تھا لیجاکر دفن کیا گیا۔ خورشید اوج تاریخ وفات ہے

میر ایوب بخاری بخارا کے فضلاء نامدار اور فقہاء یگانۂ روزگار مین سے تھے جو اوائل عہد شاہ فرخ سیر مین کاشمیر مین وارد ہو کر تدریس علوم دینی اور اتباع سنت نبوی مین مشغول ہوئے اور سنہ ۱۱۳۰ہجری مین وفات پائی اور کوسہ پورہ مین مدفون ہوئے

حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بنارسی منقول و معقول مین ماہر اور فروع و اصول مین متبحر قرآن کے حافظ تھے شاہ عالمگیر کی طرف سے صدر [illegible] لکھنؤ پر مقرر ہوئے اُنہین دنون مین قاضی محب اللہ بھی وہان قاضی تھے جن سے آپ کے اور اُنکے درمیان اکثر مباحثے و مناظرے جاری رہتے تھے۔ آپ نے اصول فقہ مین

شیخ احمد جیون / تفسیر احمدی / میر ایوب / بخاری / حافظ امان اللہ / بنارسی

کتاب مسمّیٰ بنام تعنیت کی اور خود ہی اسکی شرح محکم الاصول نام لکھی۔ علاوہ اسکے حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ عضدی۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ قدیمہ۔ حاشیہ شرح مواقف حاشیہ حکمۃ العین۔ حاشیہ شرح عقاید دوانی۔ حاشیہ رشیدیہ درباب مناظرہ۔ محاکمہ مابین امیر باقر استر آبادی و ملا محمود جونپوری دربارہ مسئلہ حدوث دہری یادگار زمانہ ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۲۳ ہجری میں ہوئی۔ آرامش کاخ تاریخ وفات ہے۔

سید عبد الجلیل بلگرامی

سید عبد الجلیل بن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی۔ محدث۔ مفسر۔ فقیہ۔ ادیب لغوی۔ علامہ بارع کوکب ساطع۔ قاموس اللسان۔ طلیق البیان تھے۔ ۱۳ ماہ شوال سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو بلگرام میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے علوم حاصل کیے اور حدیث کو سید مبارک شاہ محدث واسطی حسینی بلگرامی متوفی سنہ ۱۱۱۵ تلمیذ شیخ نور الحق محدث سے سنا اور ادب کو شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اخذ کیا اور فنون عالیہ خصوصاً تفسیر و حدیث و سیر و اسماء الرجال اور تاریخ عرب و عجم حاصل کیے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی۔ ہندی میں بڑے عارف تھے اور نہایت طلاقت لسانی سے ان چاروں میں گفتگو کرتے تھے اورنگ آباد میں سید علی معصوم صاحب کتاب سلافۃ العصر سے ملاقات کی جنھوں نے آپ کی نسبت بہت عمدہ شہادت دی اور کہا کہ میں نے ہند میں آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا عالمگیر نے آپ کو بخشی گری اور وقائع نگاری گجرات پنجاب پر مقرر فرمایا پھر سندھ کے بلاد بکر اور سیوستان میں اسی خدمت پر مقرر ہوئے جسکو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں سلطان فرخ سیر سے بالکل ان تمام خدمات سے استعفا دے دیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے سید محمد کو مقرر کرا کے آپ بلگرام میں آگئے جہاں آپ کے دختر زادہ سید آزاد نے آپ سے تلمذ کیا۔ ایک برس کے بعد آپ دہلی کو تشریف لے گئے اور وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ یکشنبہ کی رات ۲۳ ماہ ربیع الآخر سنہ ۱۱۳۸ میں وفات پائی اور نعش بلگرام میں لا کر گورستان محمود کے اندر دفن کی گئی۔ آپ کی تاریخ وفات اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ سے نکلتی ہے۔

شیخ حبیب اللہ

شیخ عارف حبیب اللہ قنوجی۔ فقیہ۔ فاضل۔ صوفی کامل۔ جامع علوم

عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علوم درسیہ و ظاہریہ کو بتمام و کمال حاصل کر کے شاہ عبدالجلیل الہ آبادی سے سلوک و تصوف مین اشتغال کیا اور جب اس علم مین بھی منتہی ہوئے تو اپنے آپ کو درس اور ارشاد خلق کے لیے وقف کر دیا۔ جواہر خمسہ اور تذکرۃ الاولیاء اور سیر مین بوفقہ النبی اور انیس العارفین اور فقہ مین کتاب فاضل تصنیف فرمائین۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۵۱ھ مین واقع ہوئی اور آپ کے آثار سے اسوقت مسجد و خانقاہ اور روضہ جسمین آپ کی قبر ہے باقی ہین دریائے افضال تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی اصغر بن شیخ عبدالصمد قنوجی بکری کرمانی اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فصول عمادیہ۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ معانی مین وحید العصر فرید الدہر تصوف و سلوک مین امام وقت تھے سنہ ۱۰۵۱ ہجری مین پیدا ہوئے علوم درسیہ متداولہ سید علامہ محمد قنوجی سے اخذ کیے اور متوسطات و مطولات کو حلقہ درس سید عصمۃ اللہ سہارنپوری مین تمام کیا اور تحصیل کی دستار شیخ کامل ملا محمد زمان کاکوری سے باندھی آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضہ پر منتہی ہوتا ہے سید غلام علی آزاد نے ماثر الکرام مین لکھا ہے کہ آپ کے بعض آباو اجداد مدینہ منورہ سے کرمان مین آئے اور وہان سے شیخ مبارک بن عماد الدین کرمانی ہند مین آئے اور قنوج مین وطن اختیار کیا اور شیخ علی اصغر تحصیل علم مین شیخ احمد ملا جیون کے شریک رہے اور شیخ پیر محمد لکھنوی سے خرقہ پہنا اور قنوج مین آکر اخیر عمر تک عزلت اختیار کی اور ساٹھ برس تک تدریس دی آپ کے درس مین بہت لوگ فضیلت کے درجے کو منتہی ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے جلالین کے طرز پر ایک مختصر تفسیر المسمی بہ تواقب التنزیل لیکن بلاغت و متانت مین اس سے احسن اور تبصرۃ المدارج سلوک مین ہے۔ اور قصیدہ حسینیہ اور اسکی شرح نفائس العالیہ فی کشف اسرار المہمینیہ اور شرح فصوص الحکم وغیرہ یادگار ہین۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۴۰ہجری مین ہوئی "ادریس شہر رد ہزار" تاریخ وفات ہے۔

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔ اعاظم علما اور کبرائے مشائخ مین سے تھے

دہلی کے علماء و فضلاء سے علوم ظاہری و فنون رسمی حاصل کر کے فضیلت و کمالیت کی دستار باندھی پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیجا کر مدینہ منورہ مین حضرت شیخ یحیی مدنی کے مرید ہوئے اور مدت تک انکی خدمت مین ظاہری و باطنی فیوض پاکر اور خرقہ خلافت حاصل کر کے شاہجہان آباد مین آئے اور درمیان قلعہ و جامع مسجد کے تدریس و تلقین خلائق مین مصروف ہوئے اور علوم حقائق و معارف مین کئی کتب تصنیف کین چنانچہ کتاب سواء السبیل و کشکول و مرقع وغیرہ مشہور و معروف ہین۔ وفات آپ کی ۱۴ ربیع الاول ۱۱۴۴ھ ہجری مین ہوئی۔ مزار آپ کا دہلی مین زیارتگاہ عام ہے فاضل ہادی ۱۱۴۴ھ تاریخ وفات ہے۔

محمد عنایت اللہ قادری قصوری ثم اللاہوری الشطاری۔ ابوالمعارف کنیت تھی۔ جامع علوم ظاہر و باطن۔ فقیہ فاضل۔ صوفی کامل تھے۔ شرح وقایہ کے حواشی المسمے بہ غایۃ الحواشی دو جلدون مین تصنیف کیے جنمین فروع کثیرہ داخل کیے اور کنز الدقائق کی شرح ملتقط الدقائق نام تصنیف کی جسمین باب تشہد کے اندر اشارہ سبابہ کی سنیت کو خوب ترجیح دی۔ وفات آپ کی ۱۱۴۱ھ ہجری مین ہوئی۔ فخر دوران ۱۱۴۱ھ تاریخ وفات ہے۔

ابوبکر بن احمد بن صلاح الدین المعروف بالعلمی مقدسی۔ اپنے زمانہ کے شیخ عالم فقیہ فاضل۔ محدث مقدام۔ عابد زاہد راغب افعال حسنہ تھے۔ قدس مین افتاء حنفیہ کے متولی رہے پھر اسلام بول مین تشریف لیگئے اور وہان افادہ خلائق اور نشر علوم مین مشغول رہکر ۱۱۴۸ھ ہجری مین وفات پائی۔ راز دار خالق ۱۱۴۸ھ تاریخ وفات ہے۔

عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی۔ عالم محقق۔ فاضل مدقق تھے علوم و فنون اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے حاصل کیے اور اپنے چشمہ فیض سے ایک جماعت کثیر کو سیراب کیا۔ کتاب نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد اور خلاصۃ التحقیق فی مسائل التقلید والتلفیق اور لولو المکنون فی الاخبار عما سیکون اور غایۃ الوجازۃ فی تکرار الصلوۃ علی الجنازۃ وغیرہ تصنیف کین اور ۱۱۴۳ھ مین وفات پائی محقق مذہب حنفی ۱۱۴۳ھ

حاشیہ: فیض عنایت اللہ قادری — سیفی مقدسی — عبد الغنی نابلسی نقشی

تاریخ وفات ہے۔

سید محمد بن مصطفیٰ

سید محمد بن مصطفیٰ بن حبیب ارضروی نزیل قسطنطنیہ۔ ابو المکارم کنیت تھی۔ قسطنطنیہ کے علمائے اعلام اور قاضیوں میں جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور [illegible] شیخ الاسلام فیض اللہ کے عہد میں قسطنطنیہ میں وارد ہوئے اور بڑا مرتبہ پایا اور آپ کی بڑی عزت و عزت ہوئی لیکن جب شیخ موصوف قتل ہو گئے تو آپ سلطانی حکم سے بروسا میں جلاوطن کیے گئے جہاں آپ نے ۳۰ سال اقامت فرما کر سنہ ۱۱۴۶ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب السیاسۃ والاحکام یادگار ہے۔

حاجی محمد افضل

حاجی محمد افضل بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ محدث ثقہ عالم ماہر۔ فاضل متبحر اولیائے نامدار تھے بعد تحصیل علوم ظاہری کے شیخ حجۃ اللہ نقشبند کے مرید ہوئے اور دس سال تک اُنسے فیوض باطنی حاصل کیے پھر شیخ عبد الاحد خلیفہ شیخ احمد سعید سے ولایت کا شرف حاصل کیا بعد ازاں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور وہاں سے فیوضات بے شمار اور فتوحات عظیم کے ساتھ واپس آکر تدریس علوم دینی اور تلقین اسرار باطنی میں مصروف ہوئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علم حدیث کی سند آپ سے حاصل کی۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص کچھ نقد بطور تحفہ و ہدیہ کے لاتا تو آپ اس سے ہر فن کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیتے چنانچہ ایک دفعہ آپ کو پندرہ ہزار روپیہ بطور تحفہ کے آیا آپ نے سب کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیں وفات آپکی سنہ ۱۱۴۶ ہجری میں ہوئی۔ نور فیض تاریخ وفات ہے۔

حافظ محمد محسن

حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی اولاد اور شیخ محمد معصوم مجددی کے خلفاء میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور حاوی فنون رسمیہ و ظاہریہ تھے اور دہلی میں آپ کے وقت کسیکو علما و فضلائے شہر سے آپ کے ساتھ برابری کی جرأت نہ تھی اخیر کو آپ نے ہدایت ربانی کی کشش سے شیخ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی سے فائدہ اٹھایا اور ورع و تقویٰ و زہد و ریاضت میں یکتائے روزگار ہو کر خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ وفات آپکی سنہ [illegible] ہجری میں دہلی میں ہوئی۔

احمد بن بکر مکی

احمد بن ابکر بن احمد بن محمد بن الطحین المکی مکی سنہ ۱۱۱۵ ہجری میں شہر مکہ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام اجل علامہ فاضل عالم متبحر فقیہ ماہر مولف تحریر مفتی مکہ تھے آپ کی تصنیفات سے فتاویٰ مکی و شرح ملتقی الابحر و شرح منظومہ ابن شحنہ وغیرہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۷۷ ہجری میں ہوئی۔ فاضل عالی فہم تاریخ وفات ہے۔

شیخ تاج الدین مکی

شیخ تاج الدین قلعی بن قاضی عبد المحسن فقیہ فاضل محدث کامل مفتی مکہ مکرمہ تھے بہت سے مشایخ حدیث سے صحبت کی اور اُنسے علوم کو اخذ کیا اور سب نے آپکو اجازت دی لیکن اکثر علم حدیث کا آپ نے شیخ عبد اللہ بن سالم البصری سے حاصل کیا۔ آپکا قول ہے کہ میں نے کتب حدیث کو بحث اور تنقیح کے طور پر انکو سنایا اور صحیحین کو مجھی سے پڑھا اور سب کی اُنھوں نے مجھے اجازت دی۔ آپ نے شیخ صالح زنجانی کی بھی ملازمت کی اور اُنسے فقہ حاصل کی اور شیخ اسعد نخلی اور شیخ احمد قطان وغیرہ سے بھی روایت و اجازت حاصل کی اور اُنسے تدریس کا طریقہ اخذ کیا اور نیز شیخ ابراہیم کردی سے اجازت لی اور اُنسے حدیث مسلسل بالاولیہ کو روایت کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انسان العین میں لکھتے ہیں کہ جب آپ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھے تو میں کئی دن تک آپ کی مجلس درس میں حاضر ہوا اور آپ سے کتب صحاح ستہ و موطا امام مالک و مسند دارمی اور امام محمد کی کتاب الآثار کو کہیں کہیں سے سنا اور آپ سے سب کتابوں کی اجازت حاصل کی اور جب میں سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں زیارت نبوی سے واپس ہوا تو آپ ہی سے میں نے پہلے پہل حدیث مسلسل بالاولیہ کو بروایت شیخ ابراہیم سنا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں ہوئی زبدۂ خلقت تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابراہیم رشیدی

شیخ ابراہیم بن اسمٰعیل مکی تشبیلی فقہاء البیار میں سے فقیہ فاضل عالم بالفرائض والحدیث خلیق متواضع تھے رملہ میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے پر قاہرہ کو تشریف لیگئے جہاں امام رئیس الحنفیہ وغیرہ فضلاء سے علوم حاصل کیے اور اپنے شہر میں واپس آکر درس اور افادۂ خلائق میں مشغول ہوئے یہانتک کہ علماء کثیر نے آپ سے اخذ کیا۔ وفات آپکی رملہ میں سنہ ۱۱۴۹ میں ہوئی۔ زیب خلقت تاریخ وفات ہے۔

سید جان محمد بلگرامی

سید جان محمد بن سید معین الدین بلگرامی۔ عالم فاضل حاوی فروع و اصول جامع منقول و معقول تھے سنہ ۱۰۶۳ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عالمگیر کے عہد میں ملتان میں صاحب دار العدالت تھے آپ نے سات قرأت کے ساتھ قرآن کو حفظ کیا اور علوم و فنون کو اپنے چچا

علامہ سید عبدالجلیل واسطی سے حاصل کیا عربی کے خوشنویس بھی اعلیٰ درجہ کے تھے اور نہایت فصاحت کے ساتھ فارسی میں گفتگو کیا کرتے تھے پھر حج کے شوق میں نکلے اور بغداد اور نجف اور کربلا اور طوس وغیرہ اور بزرگوں کی زیارت کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں پہونچے اور حج کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے اور وہاں اقامت اختیار کی آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کر تصحیح قرآن شریف میں مشغول رہتے تھے یہانتک کہ سنہ ۱۱۲۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ عالم قرآن خوان تاریخ وفات ہے۔

مولانا ابوالفتح کابلی ۔ عالم عامل عارف کامل متبع السنۃ قامع البدعۃ مرید شیخ محمد حسینی و شیخ محمد مراد متو نقشبندی کے تھے عمر نہایت افادہ افاضہ اور احتیاط وحسن سلوک میں بسر کر کے سنہ ۱۱۲۹ ہجری میں وفات پائی۔

سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ حسینی اتر ولی بلگرامی ۔ عالم فاضل عارف کامل مفید۔ ادیب جامع علوم درسیہ نقلیہ وعقلیہ تھے ۔ ساتویں ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۳ھ میں قصبہ اترولی توابع اگرہ میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا سید حسن اللہ کے ساتھ دہلی کو تشریف لیگئے جہاں آپ نے سید حسین ملقب برسول نما سے میزان الصرف سے پڑھنا شروع کیا پھر شرح ملا جامی تک اپنے چچا مذکور سے پڑھا پھر بلگرام میں آکر سید مربی متوفی سنہ ۱۱۰۰ ہجری اور حاجی سید سعد اللہ متوفی سنہ ۱۱۰۹ھ تلمیذ ملا عبدالرحیم قاضی مراد آبادی شاگرد ملا عبدالحکیم سیالکوٹی اور قاضی علیم جنیدوی متوفی سنہ ۱۱۰۵ ہجری اور سید قطب الدین شمس آبادی سے علوم کو تحصیل کیا پھر ستر برس تک علوم کو زندہ کیا اور نکاح نہ کیا جب سید عبدالجلیل بلگرامی آگرہ کو گئے تو آپ بھی انکے ہمراہ گئے آپ شعر بھی عمدہ کہا کرتے تھے۔ وفات آپکی سنہ ۱۱۵۱ھ میں ہوئی اور بلگرام میں مدفون ہوئے۔ تاج مذہب تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام مولوی امان اللہ بن مولوی نورالدین ۔ عالم فاضل متورع کامل خلیق شفیق تھے صغرسنی میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور تھوڑی مدت میں علوم معقول ومنقول میں مہارت کامل حاصل کر کے محسود اقران ومعاصرین ہوئے ۔ تصانیف الفۃ اور تعلیقات فائقہ میں باوجود ان اوصاف کے ورع وتقویٰ کی طرف میل کلی رکھتے تھے اور حسن اخلاق اور عموم اشفاق سے اشنا وبیگانہ کو قید کر لیتے تھے ۔ عین گرمی ہنگامہ تدریس میں بسبب امور دنیاوی کے بادشاہ کے لشکر میں پہونچے اور بسبب شہرت اور کمالیت کے نواب اسلام احسان دوران سے ربط کلی حاصل کیا الغرض عرفان اور دیرینہ

میں سنہ ۱۱۵۱ھ میں شہادت پائی۔ "تحجز" دوسرا تاریخ وفات ہے۔

مولوی سعد الدین صادق بن مولوی امان اللہ شہید سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سے علوم حاصل کر کے مسند افادت پر متمکن ہوئے اور اکثر مباحثات میں اپنے ہم عصروں پر غالب رہے بعدہٗ ۲۳ روز شہادت والد ماجد کے ۲۳ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں وفات پائی اور بہ پہلوے باپ کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ محمد فاضل قادری مجددی بٹالوی۔ پنجاب کے علماے اجلہ اور فضلاے کبریٰ میں سے شریعت و طریقت میں ایسا قدم راسخ رکھتے تھے کہ کسی کو علماے عہد اور مشائخ وقت سے آپ کے قول و فعل پر جاے نکتہ چینی نہ تھی تمام عمر تدریس اور تعلیم طالبان علوم اور حق میں بسر کی اور ہزار ہا خلقت آپ کے وسیلہ سے کمالات ظاہری و باطنی کو پہونچی یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے کہ جب آپ بٹالہ میں خانقاہ کی عمارت بنواتے تھے تو آپ کے پاس کچھ نقد موجود نہ تھا پس آپ معماروں اور مزدوروں کو اجرت ہر روز خزانہ غیب سے دیتے تھے۔ وفات آپکی سنہ ۱۱۵۱ ہجری میں ہوئی اور مزار آپ کا قصبہ بٹالہ میں زیارتگاہ عام ہے۔

ابراہیم بن محمد بن سفر المعروف بابن سفر غزی۔ عالم فاضل فقیہ کامل شیخ صوفی تھے قصبہ غزہ میں پیدا ہوئے قاہرہ میں جا کر سید علی القریر وغیرہ سے فقہ پڑھی اور پندرہ سال کی عمر میں بڑا ملکہ حاصل کیا پھر غزہ میں مراجعت کی اور وہاں شیخ مصطفیٰ ابن کمال الدین صدیقی دمشقی کی صحبت میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور تدریس و افادہ مخلوق میں مشغول رہکر علوم ظاہر و باطنی کی تکمیل کی اور تدریس و افادہ مخلوق میں مشغول رہکر استفادہ کے عمر تمیں سے سنہ ۱۱۵۲ھ میں وفات پائی اور مقام ظاہر غزہ میں دفن کیے گئے۔ "فخر عرب" تاریخ وفات ہے۔

سید عبد الوہاب مصطفیٰ آبادی ابن سید ہاشم۔ عالم عامل فقیہ کامل متورع متقی تھے شغل آیت و حدیث میں عمر بسر کرنے اسی سال سے زیادہ کی عمر میں سنہ ۱۱۵۳ ہجری میں وفات پائی۔

مولوی محمد زین الدین بہاری ابن خواجہ عبد اللطیف۔ عالم فاضل مدقق کامل ذکی فہیم متقی تھے علاوہ فضیلت علمی کے عالی نسب و حسب اور صلاح و تقویٰ میں آراستگی تمام امور شعر و سخن و فصاحت میں اقران سے گوے سبقت لیگئے تھے امور معاش میں بڑے

سعد الدین مولوی سہالوی
شیخ محمد فاضل
ابراہیم بن محمد ابن سفر غزی
سید عبد الوہاب مصطفیٰ آبادی
مولوی محمد زین الدین بہاری

محتاط تھے باون سال کی عمر میں سنہ ۱۱۰۵ھ میں وفات پائی آپ کی نماز جنازہ پر تقریباً بیس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے
مزار فائض الانوار آپ کا محلہ رانیواری میں اپنے جد امجد خواجہ زین الدین علی کے پاس واقع ہے۔

نور الدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی: فقیہ، محدث، مفسر، علامۂ زمانہ، فہامۂ یگانہ، وحید العصر فرید الدہر، جامع منقول و معقول، حاوی فروع و اصول، بحر ذخار علوم صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ احمد آباد میں سنہ ۱۰۶۳ ہجری میں پیدا ہوئے ملا احمد سلیمانی اور ملا فرید الدین احمد آبادی سے تلمذ کیا یہاں تک کہ [illegible] واپس ہوئے سنہ ۱۱۲۳ھ میں حرمین شریفین کی زیارت حاصل کی اور دوسرے سال مراجعت کر کے حضرت محبوب عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت و خلافت خانوادوں کی حاصل کر کے ایک بڑا مدرسہ اور خانقاہ تیار کرائی اور ابتدائے تحصیل سے اخیر عمر تک تدریس و تصنیف میں مشغول ہو کر ایک عالم کو فیض پہنچایا اور ڈیڑھ سو سے زیادہ صغیر و کبیر کتابیں تصنیف کیں چنانچہ انہیں سے تفسیر کلام اللہ، نور القاری شرح صحیح البخاری، حاشیہ تفسیر بیضاوی، حاشیہ قویمہ حاشیہ قدیمہ، حاشیہ شرح مواقف، حل المعاقد حاشیہ شرح المقاصد، حاشیہ شرح مطالع، حاشیہ تلویح، حاشیہ عضدی، شرح مطول، حاشیہ مطول، حاشیہ [illegible] حاشیہ شمسیہ، حاشیہ شرح تہذیب، حاشیہ شرح وقایہ، حاشیہ شرح ملا، حاشیہ طریق الامم، شرح فصوص الحکم وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ اکانوے سال کی عمر میں نویں تاریخ شعبان کی رات سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں وفات پائی اور اپنی خانقاہ کے پاس مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات "اعظم الاقطاب" ہے۔

مولانا محمد عابد لاہوری: بڑے عالم فاضل، فقیہ، مفسر اہل بیت علم سے تھے یہاں تک کہ علم و عمل اور ورع و تقویٰ میں علمائے عصر اور اولیائے وقت سے سبقت لے گئے تھے آپ کا نسب آبائی حضرت ابابکر صدیق تک منتہی ہوتا ہے ہر رات نماز تہجد میں ساٹھ دفعہ سورہ یاسین پڑھتے تھے اور مرض الموت میں جو آپ کو اسہال کی بیماری تھی آپ نے ہر رات نماز تہجد میں ۳۵ بار سورہ یاسین اور ۲ ہزار بار ذکر کلمہ طیبہ اور ہزار بار ذکر نفی و اثبات بحبس دم اور تلاوت ایک منزل قرآن شریف و ہزار بار درود شریف روز مرہ وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا آپ کے حلقہ مجلس میں روزانہ قریب دو سو کے علماء و صلحاء بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نہایت اشتیاق سے پاپیادہ لاہور سے حرمین شریفین میں پہنچے اور حج و زیارت روضہ رسول مقبول سے مشرف ہو کر واپس آئے اور اٹھارھویں ماہ رمضان سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں لاہور میں وفات پائی۔ "فخر بزرگان" تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات بھی آپ نے بہت کی جن میں سے حاشیہ بیضاوی ناتمام، شرح خلاصہ کیدانی

بزبان فارسی۔ شرح قصیدہ بانت سعاد۔ رسالہ دربارہ وجوہ اعجاز قرآن۔ رسالہ فی الاربعۃ الاحتیاطیہ بعد صلوٰۃ الجمعہ۔ العشرۃ المبشرۃ فی فضائل الائمۃ المرحومۃ مشہور و معروف ہیں۔

ملا نظام الدین بن ملا قطب الدین سہالوی۔ فاضل جید۔ عارف فنون رسمیہ ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ۔ فقیہ اصولی تھے۔ علوم شیخ غلام نقشبند لکھنوی وغیرہ سے حاصل کیے اور لکھنؤ میں اقامت اختیار کر کے تدریس و تالیف میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ پورب میں ریاست علم کی آپ پر منتہی ہوئی۔ شیخ عبدالرزاق بانسوی متوفی ۱۱۳۶ھ سے بیعت کی اور سید اسمٰعیل بلگرامی متوفی ۱۱۶۲ھ سے نصوص کثیرہ اخذ کیے۔ سید غلام علی آزاد لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا اور ٹھیک طریقہ سلف صالحین پر پایا آپ کی پیشانی میں نور قدس چمکتا تھا۔ آپ کی تصنیفات سے شرح مسلم الثبوت اور حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ صدر الدین شیرازی یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۶۱ھ میں ہوئی۔ فاضل قدوۂ دین و دنیا تاریخ وفات ہے۔

حاجی عبدالولی طرخانی۔ عالم فاضل۔ محدث کامل تھے۔ اپنے وطن طرخان واقع بلاد ترکستان سے مکہ معظمہ میں گئے اور بعد ادائے حج کے مدینہ منورہ میں پہنچے اور وہاں مدرسہ دار الشفا میں حلقہ درس شیخ ابوالحسن سندی میں داخل ہو کر روایت کتب حدیث و تفسیر کی اجازت حاصل کی اور وہاں سے مراجعت فرما کر کشمیر میں آئے اور یتیمۃ الحواشی ملا یوسف کوسج کو بطور تحفہ کے شیخ الاسلام مولانا قوام الدین محمد کی خدمت میں گذرانا اور روایت کتب حدیث و تفسیر کی اجازت انکو دی اور کچھ عرصہ تک انکے مکان میں رہے آخر الامر سنہ [illegible] ہجری میں موضع میں سدھ جیون نے آپ کو شاہزادہ بلخ کی تہمت میں شہید کر دیا کہتے ہیں کہ آپ کا سر تن سے جدا ہو کر رات تک خدا کے ذکر میں مشغول رہا جب صبح ہوئی تو اسنے خاموشی اختیار کی۔ شیخ نکو دہر تاریخ وفات ہے۔

اخوند محمد عبدالصمد لبسوی بن خواجہ محمد فاضل لوہیگرو مقیم السند لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم محقق۔ فاضل مدقق تھے۔ علم ملا محمد محسن اور شیخ الاسلام علامہ شہید

ملا نظام الدین سہالوی

حاجی عبدالولی طرخانی

شیخ عبدالصمد

سے غز الدین اٹان البدے سے تحصیل کیا یہاں تک کہ فحول علماء اور کمل فضلاء کے درجہ میں مشرف ہو کر مسند افادت پر جلوس فرما ہوئے اور جب حضرت قاضی شاہ دولت کاشمیر میں وارد ہوئے تو انکے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر تھوڑی سی مدت میں سب مراتب وارجات طے کر کے خلافت کا خرقہ حاصل کیا اور عبد الصمد خان کے وارد کاشمیر ہونے پر کلی دو تین کے رستہ سے لشاور میں گئے بعد ازاں فخر الدین محمد خان کی نیابت میں جموں کے رستہ سے لاہور میں پہونچے اور ملا شرف الدین کے وسیلہ سے وہاں کے حکام کی صحبت میں مباحثہ و مناظرہ میں علمائے پنجاب پر فوقیت لیگئے اور وہاں سے مراجعت کر کے افتا کا درجہ حاصل کیا اور کچھ عرصہ تک آپ کے وجود سے مجالس محکمہ نے زیب و زینت حاصل کی آخر الامر سب کو ترک کر کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے اور اکثر اوقات آپ سے حل مشکلات اور خوارق عادات ظہور میں آئیں اور نصف ماہ شوال سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں وفات پائی ستون کنبۂ دین او فتادہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے وجود سے کاشمیر میں بہت علم پھیلا چنانچہ آپ کے شاگردوں میں سے بابا محمد عثمان و بابا عبد اللہ لسوی و ملا عبد المومن و میر محی الدین قادری و قاضی محمد حسین و ملا نور الدین جعفر و شیخ الاسلام النقی مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں۔ لسوی قصبہ لسی کی طرف منسوب ہے جو بلاد ترکستان میں واقع ہے جہاں سے آپ کے اسلاف آکر کاشمیر میں آباد ہوئے۔

سید محمد یوسف بن محمد اشرف واسطی بلگرامی منقولات کے چراغ اور معقولات کی میزان تھے یکشنبہ کے روز ۱۲ ماہ شوال سنہ ۱۱۱۱ ہجری میں پیدا ہوئے آپ چونکہ سید آزاد کی خالہ کے بیٹے تھے اسلیے آپ اور آزاد نے باموافقت تحصیل علوم پر کمر باندھی اور کتب درسیہ اور فنون کو ابتدا سے انتہا تک سید طفیل محمد اور لغت کو اپنے نانا سید عبد الجلیل اور عروض و قوافی کو سید محمد سے حاصل کیا اور جب سید آزاد حرمین شریفین کو تشریف لیگئے تو اپنے ہیئت اور ہندسہ کو دہلی کے فضلاء سے اکتساب کیا اور سید لطف اللہ حسینی واسطی بلگرامی کی بیعت کی اور شرائع پر استقامت اور وطن میں اقامت اختیار کی۔ آپ عربی و فارسی میں شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ توحید شہودی میں کتاب الفرع الثابت من الاصل الثابت آپ سے

سید محمد یوسف واسطی بلگرامی

یادگار ہے۔ وفات آپ کی پنجشنبہ کے روز دوم ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوئی اور اپنے نانا کے پاس دفن کیے گئے۔ "بے نظیر" تاریخ وفات ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی قطب الدین لقب ہے۔ آپ کا نسب تیس واسطون سے حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی تک پہونچتا ہے۔ آپ افضل علمائے متاخرین اور سید المفسرین سند المحدثین تھے۔ ولادت آپ کی چارشنبہ کے روز بوقت طلوع آفتاب ۴ ماہ شوال سنہ ۱۱۱۴ ہجری مین ہوئی۔ پانچوین سال مین مکتب مین بیٹھے اور ساتوین سال مین آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو نماز مین کھڑا کیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اس سال کے آخر مین قرآن شریف ختم ہو گیا اور کتب فارسیہ پڑھنی شروع کین دسوین سال مین شرح ملا شروع کیا چودھوین سال نکاح ہوا پندرھوین سال اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور طریقہ صوفیہ کرام خصوصاً نقشبندیہ مین مشغول ہوئے آپ کے والد ماجد نے بہت سا سامان طعام کا مہیا کیا اور خاص و عام کی دعوت کر کے فاتحہ اجازت درس کی پڑھی پس بحسب رسم اس ولایت کے پندرھوین سال مین جملہ علوم متداولہ اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی یعنی علم حدیث سے تمام مشکوۃ اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک۔ شمائل نبوی تمام اور علم تفسیر سے کچھ بیضاوی اور مدارک پڑھی اور چند دفعہ تدریس قرآن شریف مع معانی و شان نزول مین مطابق تفاسیر کے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہی سبب فتح عظیم کا ہوا۔ علم فقہ سے شرح وقایہ و ہدایہ تمام علم اصول سے حسامی اور کچھ توضیح و تلویح اور علم منطق سے شرح شمسیہ اور کچھ شرح مطالع۔ علم کلام سے تمام شرح عقاید مع کسیقدر خیالی اور شرح مواقف کے علم سلوک سے کچھ عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ۔ علم حقائق سے شرح رباعیات مولوی جامی اور مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ نقد النصوص۔ علم خواص اسماء و آیات سے مجموعۂ خاصہ اور نادر فوائد۔ علم طب سے موجز۔ علم حکمت سے شرح ہدایۃ الحکمۃ علم نحو سے کافیہ و شرح ملا۔ علم معانی سے مطول و مختصر المعانی علم ہیئت و حساب سے بعض مختصر رسالے پڑھے۔ سترھوین سال آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اور آپ

کو اجازت بیعت و ارشاد کی دیکر آپ کے حق میں کلمہ ید کید ہی کا مکرر فرمایا لیکن
آپ بعد وفات والد ماجد کے تقریباً بارہ سال تک کچھ کم و بیش تدریس کتب دینیہ
و عقلیہ میں مشغول رہے اور بعد ملاحظہ کتب مذاہب اربعہ اور انکے اصول فقہ اور ان احادیث کے
جو انکے متمسک ہیں آپ کی طرز و تصنیف و تدریس فقہائے محدثین کی روش پر قرار پائی بعد ازاں
آپ آخر ۱۱۴۳ ہجری میں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لیگئے اور وہاں ایک سال
قیام فرما کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہاں کے علماء و
فضلا کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور شیخ ابو طاہر مدنی سے جو جامع جمیع فرق صوفیہ
تھے خرقہ جامعہ پہنا اور دوسرا حج ادا کر کے ۱۴ رجب ۱۱۴۵ ہجری میں وارد دہلی
ہوئے تصانیف کثرت سے کی جو تمام نافع و مفید اور اپنی جگہ بے نظیر ہیں جنمیں سے حجۃ اللہ
البالغہ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء - مصفی شرح فارسی موطا - مسوی شرح عربی موطا
فیوض الحرمین - در الثمین - انتباہ - انسان العین فی مشائخ الحرمین - فوز الکبیر فی
اصول التفسیر - عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید - قول الجمیل - خیر کثیر - ہمعات
الطاف القدس - مقالہ وضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ - انصاف فی بیان سبب الاختلاف
سرور المحزون - لمعات - سطعات - المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ
فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن - انفاس العارفین - شفاء القلوب - فتح الخبیر بما لابد
من حفظہ فی علم التفسیر - قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین - بدور البازغہ - زہراوین
رسائل تفہیمات وغیرہ مشہور و معروف ہیں - وفات آپ کی ۱۱۷۶ ہجری میں ہوئی -
مقتدائے دقیقہ شناس تاریخ وفات ہے

ابو بکر بن منصور حلبی المعروف بابن قنصہ - عالم فاضل - فقیہ کامل تھے حلب میں
سنہ ۱۰۸۴ ہجری کو پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علوم تحصیل کر کے درس و تدریس
میں مشغول ہوئے اور چورانوے سال کی عمر پاکر ہفتہ کے روز ماہ جمادی الاخر سے
۱۱۷۸ میں وفات پائی اور دروازۂ قنسرین کے باہر تربت سفینہ میں دفن کئے گئے
قنصہ آپ کی دادی کا نام ہے -

مولانا رستم بن علامہ علی اصغر قنوجی ہندوستان کے علمائے کبار میں سے فقہ، حدیث، تفسیر منقول و معقول میں ید طولی رکھتے تھے اور فقہائے ہند اور علمائے ولایت میں سے کسی کو آپ کے قول و فعل پر جائے انگشت نہ تھی باوجود شرف علمی و جوہر ذاتی کے آپ اپنے آپ کو کمترین درویشوں بارگاہ الٰہی سے شمار کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علوم متداولہ اپنے باپ سے اخذ کیے اور ان کی وفات کے بعد ملا نظام الدین لکھنوی سے ۱۱۲۳ھ میں تحصیل سے فراغت پائی اور رات دن تدریس و تعلیم خلائق میں مصروف ہوئے چنانچہ سیکڑوں طالب علم آپ کے چشمۂ فیض علوم دینی و دنیوی سے بہرہ یاب ہوئے۔ تفسیر جامع الصغیر جو فہم معانی قرآن شریف میں جلالین پر فوقیت رکھتی ہے اور شرح منار آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۷۸ ہجری میں ہوئی "شیخ عبید الدہر" تاریخ وفات ہے۔

اخوند ملا ابو الوفا کاشمیری۔ عالم فاضل، فقیہ کامل، استخراج مسائل میں یگانۂ زمانہ تھے۔ علوم مولانا محمد اشرف چرخی اور شیخ الاسلام علامہ شہید سے حاصل کیے اور ابتدائے جوانی میں شاہی لشکر میں ہو کر جاگیر حاصل کی اور کاشمیر کے مفتی ہوئے۔ بڑی تحقیقات سے مسائل فرعیہ فقہیہ کو چار جلدوں میں جمع کیا اور ایک رسالہ خصائص النبی اور ایک رسالہ احوال مین انوار النبوۃ کے نام سے تصنیف کیا اور ۱۱۴۶ ہجری میں وفات پائی۔ "پیوستہ برحمت الٰہی" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بابا محمد محسن قادری کاشمیری۔ عالم متقی، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور کتابت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ شہید سے حاصل کیا اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ و بیضاوی و دعوۃ الحق اور ہدایہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۱ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عبد الستار اور شیخ رحمت اللہ اور مراد الدین خان وغیرہ ہیں۔

حاجی نعمت اللہ نوشہری۔ اخوند ملا مہدی علی کبروی کی اولاد میں سے عالم فاضل محدث۔ کمالات صوری و معنوی سے متصف تھے۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ

شہید سے پڑھا اور انھین سے روایت کتب حدیث و قرات احزاب و دعوات حاصل کی۔
اپنی عمر کو تورع و تشرع میں بسر کیا اور ۱۱۲۶ھ میں وفات پائی۔ فاضل گرامی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن عبد اللہ اسکداری صوفی۔ ابو الفدا کنیت نور الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم محقق، فقیہ محدث، فاضل متقشف و متدین، نزیل مدینہ منورہ اور شیخ سلسلہ نقشبندیہ تھے۔ ۱۰۹۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو فنون کثیرہ مثل حدیث و فقہ و عربیت وغیرہ میں مہارت تامہ حاصل تھی آپ کی تالیفات سے مختصر صحیح مسلم وغیرہ یادگار ہے۔ وفات آپ کی مدینہ میں ۱۱۸۲ھ میں ہوئی۔ ذو الفقار دین تاریخ وفات ہے۔

خواجہ محمد اعظم دودمری بن خیر الزمان کشمیری مجددی۔ کاشمیر کے اعاظم علماء و کبرائے مشائخ میں سے عالم فاضل یگانہ روزگار تھے۔ صغرسنی میں مولانا عبد اللہ شہید سے علم حاصل کیا پھر شیخ مراد بیگ و مرزا کامل بیگ و میر ہاشم قادری وغیرہ سے استفادہ کیا۔ باوجود حکومت و دولت و ثروت اور کرامت حسب و نسب کے دل فقر میں باندھکر شیخ محمد مراد مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم باطنی و اسرار معنوی کی تکمیل حاصل کی چونکہ آپ کو شعر گوئی اور تاریخ نویسی میں بڑی مشق تھی آپ نے ۱۱۴۸ھ ہجری میں تاریخ اعظمی المعروف بتاریخ دودمری بادشاہوں و مشائخ و علما و فضلاء و شعرائے کاشمیر کے حالات میں نہایت فصاحت و بلاغت سے تصنیف کی اور تاریخ تالیف اسکی واقعات کشمیر مقرر کی۔ علاوہ اسکے ایک کتاب مسمے بہ فیض مراد اپنے پیر روشن ضمیر کے حالات و مقامات کی تشریح میں تالیف فرمائی اور ایک رسالہ مقامات فقر میں مسمے بقواعد المشائخ اور رسالہ اثبات الجہر و تحریرۃ الطالبین و اشجار الخلد و ثمرات الاشجار و شرح کبریت احمر یادگار چھوڑے۔ وفات آپ کی ۱۱۸۵ھ ہجری میں ہوئی۔ مورخ گوہر سنج تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن علی رومی۔ عالم۔ فاضل۔ بارع خصوصاً علوم قرآن میں ماہر بارہویں صدی کے علماء میں سے تھے۔ کاتب چلپی رومی کی کشف الظنون کی تعلیقات لکھی اور صدر الشریعہ کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ حج کر کے پھر مصر کے جانب سے حج کرنا چاہتے تھے کہ ۱۱۸۹ھ ہجری میں فوت ہوئے۔

ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی

ابراہیم بن مصطفیٰ بن ابراہیم حلبی مداری نزیل قسطنطنیہ۔ علامۂ کبیر، فہامۂ شہیر، علوم عقلیہ و نقلیہ میں خدا کی ایک بڑی نشانی اور صاحب تصانیف باہرہ، مستغنی عن الاوصاف تھے۔ حلب میں پیدا ہوئے اصل میں آپ مداری تھے کہ خدا نے آپ کے دل میں علم کا شوق ڈالا اور مصر میں جا کر سات سال تحصیل علوم و فنون میں مشغول رہے پھر دمشق میں جا کر وہاں کی ایک جماعت فضلاء سے اخذ کیا اور تصوف کو شیخ عبد الغنی نابلسی وغیرہ سے حاصل کیا پھر قاہرہ میں مراجعت کی اور منقولات و معقولات کو سید علی القریر حنفی وغیرہ سے اخذ کیا یہاں تک کہ فائق اقران ہوئے اور مشائخ نے آپ کو تدریس کی اجازت دی۔ آپ نے ہی پہلے پہل اس ملک میں در مختار کو پڑھا اور پہلے پہل اسکا حاشیہ تصنیف کیا۔ آپ کے ذکاء اور فضیلت کے سبب سے بڑی شہرت ہوئی اور کثرت سے طلباء آپ کے پاس جمع ہوئے۔ قسطنطنیہ میں آ کر شیخ الاسلام علامۂ روم مولی عبد اللہ مشہور بہ ایرانی کے پاس ٹھہرے اور انھوں نے آپ کی بڑی عزت کی وہاں ایک جماعت علمائے روم نے آپ سے پڑھا جنمیں سے راغب پاشا صاحب سفینۃ الراغب وغیرہ ہیں اور اکثر ازہر کے محققین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں آپ مطالعہ کتب میں دن رات مصروف رہتے تھے آپ کی تصنیفات سے حاشیہ در مختار اور ایک رسالہ عروض میں وغیرہ کتابیں یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ربیع الآخر ۱۱۹۰ہجری میں ہوئی اور قسطنطنیہ میں خالد بن زید ابی ایوب انصاری کے پاس دفن کیے گئے۔ "شمع حق پرستی" تاریخ وفات ہے۔

محمد صدیق لاہوری

محمد صدیق بن محمد حنیف بن محمد لطیف لاہوری۔ عالم فاضل، فقیہ محدث، ادیب اریب منشی تھے۔ لاہور میں بروز دوشنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۱۲۵ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کابل سے آ کر مسجد وزیر خان کے امام ہوئے اور آپ کی والدہ ماجدہ اہل تاشقند سے تھیں۔ جب آپکی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپکو مولانا محمد عابد صاحب تعلیقات تفسیر بیضاوی کی خدمت میں واسطے بسم اللہ شروع کرانے کے لیگئے بعد ازاں آپ نے حافظ اسلام سے کلام اللہ پڑھا اور پھر حفظ کیا بعدہ مختلف اساتذہ مثل مولانا محمد عابد و

مرزا مہر اللہ و ملا حنیف اللہ و مولوی عبد اللہ و ملا ظہور اللہ و مولانا شہریار وغیرہ سے فقہ
و حدیث وغیرہ علوم منقول و معقول کی تکمیل کی اور حدیث کی سند شیخ یحییٰ بن صالح
مکی مدرس مسجد الحرام اور شیخ ابو الحسن سندی مدنی مدرس مدینہ منورہ سے سنہ ۱۱۵۰ ہجری
میں حاصل کی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے مسالک الدرر لاکمل رسل البشر
فی السیر للرسول الانور ہے جو بے نقط حروف میں موارد الکلم فیضی کے مقابلہ میں [illegible] اور
۱۱۹۲ ہجری میں آپ نے اسکو تصنیف کیا ہے اور اسکی تصنیف کے وقت بجز رشیدی اور
روضہ اور مواہب اسعدی کے اور کوئی کتاب نہ تھی حالانکہ بقول فیضی موارد الکلم کی تصنیف
کے وقت سینتیس کتابیں مثل قاموس۔ کشاف۔ شرح مواقف حیوٰۃ الحیوان وغیرہ
کے تھیں۔ مدار الاسلام فی علم الکلام۔ شروط الایمان۔ القول الحق فی بیان ترک اللہو
والحلق۔ درء التعسف عن ساحۃ عصمۃ یوسف۔ ہدم الطاغوت فی قصۃ ہاروت و ماروت
نور حدقۃ الثقلین فی مثال النعلین۔ شرح النفحات الباہرۃ فی جواز القول بالخمسۃ
الطاہرۃ المسمیٰ بتوضیح السنۃ فی تفضیح البدعۃ۔ ازالۃ الفسادات فی شرح مناقب
السادات للشہاب دولت آبادی۔ تبییض الرق فی تبیین الحق فی رد ما تساہل فیہ
شیخ عبد الحق۔ جامع الوظائف۔ لقطۃ الخطب۔ دیوان مزیل الاحزان۔ زبدۃ الفرج
فی معالجات ضعف الباہ۔ جامع طب احمدی۔ ترجمہ فقہ محمدی۔ ہدیۃ امام الخطباء وغیرہ
مشہور ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۹۳ ہجری میں ہوئی۔ اور فاضل فرد زمان تاریخ وفات ہے۔

سید قمر الدین اورنگ آبادی

سید قمر الدین بن سید منیب اللہ حسینی اورنگ آبادی۔ نقلیات میں امام بارع
اور عقلیات میں برہان ساطع تھے ۱۱۲۳ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے آبا و اجداد سادات
خجند سے تھے جو یمین آباد واقع پنجاب میں آکر آباد ہوئے اور وہاں سے بالاپور متصل
برہانپور میں آکر متوطن ہوئے آپ نے پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر دہلی و سرہند اور لاہور میں
آکر وہاں کے علما و فضلا سے علوم حاصل کیے پھر بالاپور کو مراجعت کرکے اورنگ آباد
میں گئے جہاں آپ کے اور سید آزاد کے درمیان بڑی دوستی ہوئی پھر آپ مع اپنے
دونوں بیٹوں میر نور الہدیٰ اور میر نور العلی کے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور

مراجعت فرما کر اورنگ آباد مین آئے جہان ہنگامہ درس و تدریس جاری کیا۔ سلوک و تصوف آپ سے ایک کتاب منظر الصفویہ یادگار ہے جسمین آپ نے مذاہب علماء اور مسالک متکلمین و حکماء کو بیان کیا۔ وفات آپ کی ۱۱۳۱ ہجری مین ہوئی۔ علامہ رہنمائے خلائق تاریخ وفات ہے۔

مرزا مظہر جان جانان

شیخ شمس الدین العلوی المعروف بہ میرزا مظہر جان جانان۔ آپ محمد بن حنفیہ کی نسل پاک سے عالم فاضل۔ محدث کامل۔ فقیہ متبحر۔ جامع فضائل ظاہری و باطنی۔ عابد۔ زاہد۔ متورع۔ متوکل تھے۔ حدیث کو حاجی سیالکوٹی سے پڑھا اور دیگر علوم کو اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے اخذ کیا۔ مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کی مصاحبت کی اور انسے استفادہ صوری و معنوی کیا آپ کو قوت کشفیہ اور اتباع سنت نبویہ مین شان عظیم حاصل تھی۔ آپکے اشعار بدیع اور مکاتیب نافع یادگار ہین۔ وفات آپ کی ۱۱۹۵ ہجری مین ہوئی اور تاریخ وفات عاشق حمید آیات شہید" سے نکلتی ہے۔

مولانا نور اللہ کشمیری

مولانا نور اللہ کنیت المشہور بنور بابائے پتلو۔ عالم باعمل۔ فاضل بے مثل تھے۔ صغر سنی مین ملا عبد الستار سے علوم حاصل کیے اور نوجوانی مین دہلی مین جاکر مولوی محمد حسام الدین اور قاضی مستعد خان اور قاضی مبارک کے درس سے استفادہ کیا۔ علاوہ اسکے میرزا مظہر جانجانان کی خدمت مین مشرف ہوکر علم طریقت کو حاصل کیا پھر کاشمیر مین مراجعت فرما کر افادۂ خلائق مین مشغول رہے۔ مطول اور خیالی پر تعلیقات لکھین اور ربیع الاول ۱۱۹۵ ہجری کو وفات پائی اور مزار شیخ گنج بخش مین مدفون ہوئے۔ زبدۂ مخلوقات تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن علی حمصی

ابراہیم بن علی بن حسین الطاسی حمصی۔ برہان الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے مشاہیر فقہاء مین سے شیخ عالم فقیہ فاضل امام کامل تھے۔ ۱۱۲۲ ہجری مین پیدا ہوئے اور مصر مین جاکر مقام ازہر مین کئی برس تک اقامت اختیار کی یہانتک کہ ماہر بارع ہوئے اور اپنے شیوخ سے افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے شہر حمص مین آکر تدریس افتاء مین مشغول ہوئے پھر حلب اور قسطنطنیہ مین داخل ہوئے اور آخر کو طرابلس شام مین فتوی حنفیہ کا منصب آپ کو حاصل ہوا یہانتک کہ ۱۱۹۷ ہجری مین وفات پائی۔ زیب مخلوقات تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابو بکر بن ابراہیم

شیخ ابو بکر بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن عثمان دمشقی۔ اصل مین آپ جرز کے رہنے والے تھے

ملا آپ کی ولادت دمشق میں ہوئی حافظ الدین لقب تھا۔ ادیب کامل فقیہ فاضل قاری حسن الصوت صحیح التلاوت لطایف الصحبۃ تھے۔ دمشق میں اپنے والد ماجد کی گود میں پرورش پائی اور اجلاء کے دروس میں حاضر ہو کر علوم و فنون اخذ کیے اور اشعار نظم کیے اور جامع صوفیا کے امام و خطیب رہے۔ شنبہ کے روز ۱۰ شعبان ۱۱۹۱ھ ہجری میں وفات پائی اور دروازہ فرادیس کے باہر مقبرہ مرج الدحداح میں دفن کیے گئے۔ زاہد نیک ذات تاریخ وفات ہے۔

اخوند نور الہدیٰ بن اخوند مقیم السنۃ عبد اللہ لیسوی۔ علامۃ الوریٰ لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل مدقق کامل قدوۃ الفضلاء زبدۃ العلماء تھے ۱۱۲۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور صغر سنی میں اپنے والد ماجد اور مولانا سعد الدین صادق اور شیخ رحمت اللہ سے علوم و فنون حاصل کر کے درجۂ افادت کو پہنچ گئے اور طبع نافذ اور ذہن رسا سے مشکلات علوم کے آسان ہو گئے اور تمام عمر نشر علم و افادۂ خلق اور تقویٰ میں گذار کر ماہ جمادی الثانی ۱۱۹۹ ہجری میں وفات پائی۔ سعد رفتہ نور الہدیٰ از این عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا محمد مقصود و مسعود و میر نظام الدین و بابا اسد اللہ و ملا محمد ولی و شیخ الاسلام مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں۔ آپ کے دو فرزند ملا عبد اللہ و ملا محمد انور بھی صاحب علم و فضل ہوئے ہیں۔

غلام علی بن سید نوح واسطی بلگرامی۔ حسان الہند لقب اور آزاد تخلص تھا۔ یکشنبہ کے روز ۲۵ ماہ صفر ۱۱۱۶ ہجری میں قصبہ بلگرام علاقہ صوبہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ نسب آپ کا امام زید شہید بن امام زین العابدین تک منتہی ہوتا ہے۔ ابتداء شعور میں تحصیل علم کا سر رشتہ ہاتھ میں لا کر کتب درسیہ کو ابتداء سے انتہا تک اقدوۃ و سر استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی میں پڑھا اور کتب لغت و حدیث و سیرۃ نبوی و فنون ادب کو میر عبد الجلیل بلگرامی اپنے جد فاسد سے اخذ کیا اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے ماموں میر سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحاح وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کی شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ میں جا کر حاصل کی۔ طنطاوی نے آپ کے اشعار عربی کی نہایت تحسین کی اور جب یہ شناسا کرایا کہ آپکا تخلص آزاد ہے تو اسکے معنی سمجھ کر فرمایا کہ یا سیدی انت من عتقاء اللہ اسکے جواب میں

آپ نے فرمایا کہ حضرت کی اس عنایت سے جو اس عاجز کے حق مین مبذول ہوئی ہی مجھکو بہت سی امیدین ہین۔ رسم بیعت کی آپ سید لطف اللہ بلگرامی سے عمل مین لائے اور طریقۂ چشتیہ رکھتے تھے مدت العمر مین تین سفر کیے ایک دہلی کی طرف واسطے ملاقات میر عبد الجلیل کے اور وہان دو سال رہکر اُنسے تربیت پائی دوسرے سیستان کی طرف جو سندھ مین واقع ہی اور اسکے ضمن مین لاہور و ملتان و اُوچ و بکھر وغیرہ کو دیکھا اور چار سال اُس جگہ رہکر اپنے ماموں سید محمد کی نیابت خدمت میر بخشی اور وقایع نگاری مین بجالائے تیسرا سفر حرمین شریفین کا ہی اور اسکی روانگی کی تاریخ سفر خیر اور تاریخ معاودت سفر بخیر ہو حرمین سے معاودت فرماکر اورنگ آباد واقع دکن مین اقامت اختیار کی نظام الدولہ رئیس حیدر آباد آپ کے تلامذہ مین سے تھا۔ جب وہ بعد وفات اپنے باپ کے مسند نشین ہوا تو آپ کے بعض احباب نے آپ کو کہا کہ اب جو رتبہ آپ چاہین اختیار کر لین آپ نے فرمایا کہ مین آزاد ہوا ہون بندہ مخلوق کا نہین ہو سکتا دنیا ہر کے ساتھ مکار و کمائی دیتی ہی غرض قدر اس سے حلال ہی اور زیادہ حرام اور یہ شعر پڑھا۔ درین دیار کہ شاہی بہر گدا بخشند ✤ غنیمت است کہ مارا ہمین بما بخشند ✤ خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ خواجہ حافظ شیرازی نے ساڑھے تین سو سال پہلے ہی سے میرے نام اور تخلص کیطرف اس شعر مین اشارہ کیا ہی ✤ فاش میگویم وازگفتۂ خود دلشادم ✤ بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم ✤ بندۂ عشق غلام علی کا ترجمہ ہی کیونکہ عشق عبارت حضرت علی مرتضی سے ہی جیسا کہ شعرا نے نظم مین باندھا ہی۔ آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہی۔ ضوء الدراری شرح صحیح البخاری کتاب الزکوۃ تک عربی مین شمامۃ العنبر فی ما ورد فی الہند من سید البشر۔ تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات۔ روضۃ الاولیا در بارۂ حالات مشائخ روضہ جو قلعہ دولت آباد کے قریب واقع ہی ید بیضا تذکرۂ شعرا۔ مآثر الکرام تاریخ بلگرام ✤ خزانۂ عامرہ تذکرۂ شعرا سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان غزلان الہند۔ دیوان فارسی۔ مثنوی مظہر البرکات ہفت دفتر عربی مین۔ مرآۃ الجمال قصیدہ مدح سراپائے محبوب مین ایک سو پانچ بیت۔ دیوان عربی تین ہزار بیت۔ شفاء العلیل فی اصلاحات کلام ابی الطیب متنبی۔ سات دیوان عربی مین المسمی بہ سبع سیارہ اور اضعین

قصاید مستزاد و مروف و مزدوج اور ترجیع ہیں جو کسی شاعر نے آپ سے پہلے اس قسم کے نظم نہیں
کیے اور اہل ہند سے کسی کو نہیں سنا گیا کہ اسنے عربی میں کوئی دیوان بنایا ہو پس کجا ساٹھ
دیوان ان دواوین میں آنحضرت کی مدح میں معانی کثیرہ نادرہ ایجاد فرمائے ہیں جو بشکل سے
شعرائے متقدمین اور فصحائے منتخب میں سے کسی کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور غزل
بنانے میں ایک خاص طرز رکھتے تھے جسکو اس فن کے لوگ پہچانتے ہیں - وفات آپکی
سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں ہوئی اور اورنگ آباد میں دفن کیے گئے شمع لامعہ دیوان ہندوستان
تاریخ وفات ہے -

سید ابراہیم بن محمد دمشقی

سید ابراہیم بن محمد بن محمد کمال الدین بن محمد بن حسین بن محمد بن حمزہ دمشقی - آپ کا
نسب پیغمبر خدا کی طرف منتہی ہوتا ہے اور اپنے اسلاف کی طرح ابن حمزہ کی کنیت سے معروف تھے
اپنے زمانہ کے علامہ - امام - محدث - نحوی - اعلام محدثین اور علماء جہابذہ میں سے اعلیٰ الاصل
تھے - دمشق میں سہ شنبہ کی رات کو مابین مغرب و عشاء کے ۵ - ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو
پیدا ہوئے اور اسی جگہ اپنے والد کی نگرانی میں پرورش پائی - علوم اپنے والد ماجد اور ایک
جماعت علماء و فضلاء سے حاصل کیے اور عمر بھر تدریس اور تنشیر علوم میں مصروف رہے -

شیخ حسن عجیمی

شیخ حسن عجیمی ثم المکی شیوخ حدیث میں سے فقیہ فاضل محدث کامل جامع فنون علم اور
فصاحت و حفظ اور جودت فہم میں فائق اقران تھے - شیخ عیسی مغربی کی صحبت میں رہ کر بہت
کچھ آپنے استفادہ کیا اور احمد قشاشی اور بابلی اور شیخ زین العابدین عبد القادر طبری مفتی
شافعیہ سے روایت کی - باوجودیکہ آپ کی دونوں آنکھوں میں کجی تھی مگر جب آپ حدیث
کو پڑھتے تھے تو آپکا چہرہ نورانی ہو جاتا تھا آپنے ایک رسالہ میں حدیث نضر اللہ عبدا کی
اسانید کو ایسی خوبی سے ضبط کیا ہے جس سے آپ کی بڑی وسعت علم میں ظاہر ہوتی ہے آپ
ہر ماہ رجب کو مدینہ منورہ میں صحاح ستہ میں سے ایک کتاب لیکر آتے اور مسجد نبوی میں
ختم کرتے آپ سے شیخ ابو طاہر مدنی متوفی سنہ ۱۱۴۵ ہجری شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے
شیخ نے تلمذ کیا - باوجود حنفی المذہب ہونے کے آپ سفر میں جمع بین الصلوتین کر لیا کرتے تھے

شیخ عبد الرشید جونپوری

شیخ عبد الرشید جونپوری سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے شمس الحق لقب تھا - عالم متبحر

فاضل ماہر۔ حاوی فروع و اصول تھے۔ علوم شیخ فضل اللہ سے حاصل کر کے تدریس مین مشغول ہوئے
آپ کو اختلاط امراء و اغنیاء سے بڑی نفرت تھی یہانتک کہ شاہجہان نے قاصد بھیجکر آپ کو
طلب کیا مگر آپ نے جانے سے انکار کر دیا اور اپنے گوشہ عزلت سے بالکل باہر نہ نکلے یہانتک
کہ سنہ [illegible] ہجری مین وفات پائی۔ آپ نے تصانیف عمدہ کین جنمین سے رشیدیہ مناظرہ مین اور
زاد السالکین در شرح اسرار الخلوۃ مصنفہ ابن عربی اور حواشی مختصر عضدی اور کافیہ اور کتاب
مقصود الطالبین اوراد مین اور دیوان اشعار فارسی مشہور و معروف ہین۔

مولوی محمد امجد قنوجی

مولوی محمد امجد قنوجی۔ قنوج کے فضلائے کبار اور علمائے نامدار مین سے تھے علوم نقلیہ و عقلیہ
شیخ عارف علی اصغر سے پڑھے یہانتک کہ نہایت کمال اور فضیلت کو پہونچے تمام عمر
تدریس و تالیف مین بسر کی اور کتاب صدرا کا جو علم حکمت مین ہے اور اس ولایت مین
متداول ہے حاشیہ تصنیف کیا۔

شیخ مولوی فتح علی قنوجی

شیخ مولوی فتح علی قنوجی قنوج کے قاضی فاضل اور عالم اجل ادیب اریب تھے علوم
ملا علی اصغر سے حاصل کیے یہانتک کہ ہر ایک علم مین آپ کو مہارت کامل اور مناسبت
تامہ حاصل ہوئی۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح تہذیب جلالی اور شرح مقامات
ابی القاسم حریری کی یادگار ہے۔

مولوی محمد عبد العلی قنوجی

مولوی محمد عبد العلی قنوجی۔ آپ مولانا رستم علی کے بھائی اور عالم اجل فاضل اکمل تھے
علوم اپنے بھائی سے حاصل کیے اور تدریس و تالیف مین مشغول ہوئے چنانچہ اصول فقہ مین
شرح منار کا حاشیہ تصنیف کیا اور قصبہ بندگی مین جو توابع کوڑہ جہان آباد سے ہے وفات پائی

ملا ابو الحسن معروف بہ شاہم بابا

ملا ابو الحسن معروف بہ شاہم بابا۔ عالم زمانہ فاضل یگانہ تھے۔ ملا یوسف گنائی متوفی
سنہ [illegible] ہجری کا قول ہے کہ جب ناظمان خطہ کشمیر کے اشارہ سے علماء کا مباحثہ ہوتا تھا تو آپ تفسیر
بیضاوی اور حاشیہ عصام وغیرہ کی عبارت کو ایسے بیدرنگ پڑھا کرتے تھے کہ جیسے قرآن کو حافظ
پڑھتے ہین۔ آپ اکثر حواشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا رد بھی کرتے تھے۔

بابا محمد عثمان

بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ محمد حسینی۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث تھے علوم
مولانا سعد الدین صادق و مولانا حاجی محمد و اخوند سلیمان و اخوند مقیم السنہ سے حاصل کیے پھر

وطن چھوڑ کر دہلی میں شاہ ولی اللہ محدث کی خدمت میں پہونچے اور اُن سے علم حدیث و کتب شریعت کی اجازت حاصل کی اور علم طریقت کو اخذ کیا۔ جن دنوں ہندوستان میں فتنہ و فساد حائل تھا آپ اپنے وطن میں آ گئے اور خواجہ عبدالرحیم نجکانی سے بھی بہت کچھ فیض حاصل کیا

شیخ یاسین قنوجی۔ آپ اساتذۂ وقت اور اعیان عصر اور فضلائے کاملین میں سے تھے آپ سے بہت لوگوں نے پڑھا اور درجۂ فضیلت کو فائز ہوئے جنہیں سے سید ابی بن سید عبدالنبی اور ملا فیضی امروہی ہیں۔

شیخ عبدالوہاب راجگیری المخاطب بہ نواب منعم خان بہادر۔ فاضل جید۔ عالم نبیل علوم متداولہ میں ید طولی رکھتے تھے تمام عمر تدریس و تالیف میں بسر کی اور فنون ادبیہ میں کتب مفیدہ تالیف کیں جنمیں سے بحر المذاہب علم کلام اور کتاب الصلوۃ علم عقاید میں اور مفتاح الصرف یادگار ہیں

خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی۔ عالم کبیر۔ فاضل شہیر۔ عارف سالک۔ صاحب معارف و حقائق اور سید تھے۔ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ و فیوضات حاصل کر کے قنوج میں آئے اور مسند افادہ و افاضہ پر جلوس فرما ہوئے اور وہیں وفات پائی مزار آپ کا زیارت گاہ عام ہے شاہ عالم بہادر بادشاہ کے واسطے ایک کتاب بدایۃ السالکین الی صراط رب العلمین کتاب قوت القلوب اور احیاء العلوم کے طرز پر تصنیف کی۔

سید نور الہدی بن سید قمر الدین حسینی اورنگ آبادی عالم اجل فاضل اکمل جامع صنوف علوم تھے ۱۱۵۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابتدا سے انتہا تک علوم اپنے باپ سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر قرآن کو حفظ کیا اور جب اپنے باپ کے ساتھ حج کر کے واپس آئے تو تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے اور بہت لوگوں کو فیض یاب کیا اپنے والد کی کتاب مظہر النور کی شرح لکھی۔

حدیقۂ سیزدہم

اُن فضلائے کرام کے بیان میں جو تیرھویں صدی میں ہوئے ہیں

محمد بن محمد بن محمد بن سید عبدالرزاق المشہور بہ سید مرتضی حسینی قادری زبیدی حنفی

محی الدین لقب اور ابو الفیض کنیت تھی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل۔ امام لغت۔ ادیب اریب۔ محقق مدقق جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ۱۱۴۵ھ ہجری مین قصبہ بلگرام مین جو قنوج سے پانچ کوس کے فاصلہ پر اور ہندوستان کے مشہور شہرون مین سے ہے پیدا ہوئے۔ اوائل عمر یعنی ۱۱۶۳ھ ہجری مین وطن سے نکلکر حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور بعد حج و زیارت مرقد انور کے تکمیل علوم خصوصاً علم حدیث مین کمر ہمت باندھی اور زبید و مصر و حجاز وغیرہ کے تقریباً ایک سو مشائخ و علما سے کسب کمالات کیا اور سند و مشائخ مثل شیخ احمد ملوی و عبد الخالق زبیدی و ابو العباس احمد بن علی بینی مفتی حنفی و جمال محمد بن احمد حنبلی و ابو عبد اللہ محمد بن احمد غریانی تونسی و عبد الغنی بن محمد بحرانی نزیل مخاد محمد بن زین باسمیط علوی حضرمی و محمد ابن ابراہیم حسینی طرابلسی نزیل حلب و عبد القادر بن احمد شکعاوی و عمر بن عبد اللہ بن عمر قاضی و عیسیٰ بن رزیق صاحب حلیہ و سید عبد القادر بن احمد حسینی وغیرہم سے حدیث و فقہ وغیرہ علوم کی سندین و اجازتین حاصل کین اور انھون نے آپ کی فضیلت و کمالیت اور وسعت اطلاع علوم کی شہادت دی۔ چونکہ آپ بعد تحصیل علوم کے بھی مدت تک شہر زبید مین مقیم رہے اسلیے زبیدی کے نام سے آپ نے شہرت پکڑی یہانتک کہ کوئی آپ کو ہندی نہ خیال کرتا تھا۔ پھر آپ زبید کو چھوڑ کر مصر مین تشریف لیگئے اور وہان ہنگامہ افاضہ و افادہ اور تعلیم و تدریس برپا کیا۔ اور علاوہ ملتمسان لوگون کو علوم کی سندین و اجازتین دینے کی سلطان روم نظام الدین ابو الفتح عبد الحمید خان اور دستور اعظم سلطان ابی المظفر محمد پاشا صدر الوزارت و نظام الملک کو آپکی اسناد عالیہ سے حدیث کی اجازت دی۔ غرض نشر علم و تلامذہ اور نشر علوم و تصنیفات کتب وغیرہ بواعث سے آپ تیرھوین صدی کے مجددین امت محمدیہ مین سے تھے۔ تصانیف آپ نے اس کثرت سے کی کہ اُنکا شمار مشکل ہے چنانچہ اس جگہ صرف مشہور کتب و رسائل کا جو آپنے تصنیف کئے ہین ذکر کیا جاتا ہے۔ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ امام ابی حنیفہ۔ الاذہار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ۔ درالضرع فی تاویل حدیث ام زرع۔ لقطۃ الغریب فی مصطلح امام الحبیب۔ تخریج حدیث شیبتنی ہود۔ المواہب الجلیہ فیما یتعلق بحدیث الاولیہ۔ المرقاۃ العلیہ فی شرح الحدیث المسلسل بالاولیہ۔ العروس المجلیہ فی طرق حدیث الاولیہ۔ القول الصحیح فی مراتب التعدیل

والتخریج - التحبیر فی الحدیث المسلسل بالتکبیر - رسالہ اصول حدیث - منا قب اصحاب الحدیث - تاج العروس فی شرح قاموس - تکملۃ القاموس عما فاتہ من اللغۃ لیکن نامکمل - تخریج حدیث نعم الادام الخل - حدیقۃ الصفا فی والدی المصطفی - الاستفاد لوالدی النبی المختار - الفیۃ السند - امالی حنفیہ - مجالس الشیخونیہ - ایضاح المدارک فی الافصاح عن العواتک - عقد الجمان فی بیان شعب الایمان - القول المسموع فی الفرق بین الکوع والکرسوع - الکوکب القدسیہ - بواسطۃ البضعۃ العبدروسیہ - العقد الثمین فی طرق الالباس والتلقین - حکمۃ الاشراق الی کتاب الآفاق - شرح الصدر فی شرح اسماء اہل بدر - التفتیش فی معنی لفظ درویش - رفع نقاب الخفا عمن انتہی الی وفا وابی الوفا - زہر الاکمام المنشق عن جیوب الالہام بشرح صیغۃ سیدی عبد السلام - رشفۃ المدام المختوم البکری من صفوۃ زلال صیغ القطب البکری - رشفۃ سلاف الرحیق فی نسب حضرۃ الصدیق - تنسیق قلائد المنن فی تحقیق کلام المنن - النوافح المسکیہ علی الفوائح الکشکیہ - ہدیۃ الاخوان فی حکم شرب الدخان - منح الفیوضات الوفیہ فیما فی سورۃ الرحمن من اسرار الصفۃ الالٰہیہ - ارجوزۃ فی الفقہ - طبقات الحفاظ - اسعاف الاشراف - اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین - رفع الکلل عن العلل - شرح حزب الکبیر المسمی بہ تنبیہ العارف البصیر علی اسرار الحزب الکبیر - انالۃ المنی فی سر الکنیٰ - القول المثبوت فی تحقیق لفظ التابوت - حسن المحاضرہ فی آداب البحث والمناظرہ - رسالہ فی اصول الفقہ - کشف الغطا عن الصلوۃ الوسطیٰ - الاحتفال بصوم الست من شوال - اقرار العین بذکر من ینسب الی الحسن والحسین - الابتہاج بذکر امر الحاج - التعریف بضروری علم التصریف - اتحاف الاصفیاء بسلاسل الاولیا - اتحاف بنی الزمن فی حکم قہوۃ الیمن - المقاعد العندیہ فی المشاہد النقشبندیہ - درۃ المضیہ فی الوصیۃ المرضیہ - ارشاد الاخوان الی الاخلاق الحسان - شرح الفیۃ السند - شرح صیغۃ ابن مشیش - شرح صیغۃ السید البدوی - شرح ثلث صیغ لابی الحسن البکری - شرح سبع صیغ المسمی بدلائل القرب للسید مصطفی البکری - تحفۃ العید - تفسیر سورۂ یونس علی لسان القوم - لقطۃ العجلان فی لیس فی الامکان ابدع مما کان - المنح البادیۃ فی الطریقۃ النقشبندیہ - کشف اللثام عن آداب الایمان والاسلام - وغیر ذلک - کہتے ہیں کہ جب آپ کی حد سے زیادہ شہرت ہوئی اور لوگوں میں عوام

مین بڑا قدر و مرتبہ ہوا اور اقطار و اکناف سے کثرت کے ساتھ لوگون نے رجوع کیا تو آپ نے اپنی حویلی سے باہر نکلنا کم کردیا اور یارون سے پوشیدگی اختیار کرکے متعلف ہوگئے یہان تک کہ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین طاعون سے شہادت پائی اور سیدہ رقیہ کے مشہد مین دفن کیے گئے مخزن اسرار الٰہی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبد القادر المتخلص بہ مہربان المعروف بہ فخری۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ صوفی جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ کے بعض اسلاف نیشاپور سے قصبۂ کنتور مضافات لکھنؤ مین آئے اور آپ کے والد سید شرف الدین خان نے اورنگ آباد مین اقامت اختیار کی اور شہر روضہ کی قضا انسے مختص ہوئی جہان آپ سنہ ۱۱۲۳ ہجری مین پیدا ہوئے۔ قرآن کو یاد کیا اور کتب فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ تصوف۔ معقولات سے ماہر کامل ہوکر طریقۂ قادریہ کا خرقہ پہنا اور تدریس و افادہ و ہدایت عباد اور تکمیل زہاد مین اپنی عمر کو صرف کیا اور اخیر عمر مین مدراس مین جاکر اقامت اختیار کی جہان سنہ ۱۲۰۲ یا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وفات پائی اور سہارپور واقع مضافات مدراس کی خانقاہ مین دفن کیے گئے تاریخ وفات آپ کی شیخ مرحوم یا فخر اہل حسن مقال ہے۔

شیخ اسلم بن یحییٰ بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی کاشمیری۔ ابو ابراہیم کنیت تھی اپنے زمانے کے عالم محقق فاضل مدقق۔ مرجع الفضلا۔ صاحب فتویٰ۔ حسن الخلق۔ کثیر التواضع تھے ۲۲۔ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین پیدا ہوئے۔ قرآن کو ساتھ تجوید کے اپنے دادا شیخ معین الحق والملۃ والدین سے پڑھا اور تمام علوم صرف نحو۔ لغت۔ کلام۔ حدیث۔ اصول۔ تفسیر فقہ۔ تصوف اور معارف کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اپنے باپ کے شاگردون کے ساتھ کئی دفعہ صحاح ستہ کی قرأت مین شریک ہوئے۔ بہت سے شیوخ کی صحبت کی۔ آخیر کو سلطان وقت کے حکم سے مفتی انام اور مرجع خواص و عوام ہوئے یہان تک کہ بیس سال تک اس عہدۂ جلیلہ پر ممتاز رہے۔ کہتے ہین کہ آپ نے ایک رات آنحضرت کو خواب مین دیکھا انھون نے آپ کے حق مین دعاے برکت کی اور اپنے بالون مین سے ایک بال مبارک عطا فرمایا جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ مین ایک سیاہ بال

دیکھا اور حجرہ کو معطر پایا اسوقت آپ کی داڑھی کے تمام بال سفید تھے۔ آپ نے بہت سے رسائل اور صحائف فتاوی اور تصوف میں یادگار چھوڑے اور جامع صغیر و جلالین و اشباہ والنظائر و حسامی اور قصیدہ بردہ پر حواشی لکھے جو سب کے سب مقبول اہل علم ہوئے بہت سے فضلائے کرام نے مثل شیخ عبد الوہاب بتیلہ مولی اور مولانا ابو الاکارم اور ملا محب اللہ اور ملا عبد اللہ اور ملا قوام الدین اور مفتی ہدایت اللہ اور شیخ عبد النبی اور شیخ عنایت اللہ اور شیخ صدیق اور شیخ ابو الطیب احمد اور شیخ ابو الرضا محمد اور شیخ عبد اللہ اور شیخ ابو الخلیل عبد الاحد اور سید کمال الدین اندرابی اور شیخ ابو الاسد ابراہیم اور شیخ ابو السعود منصور وغیرہ نے آپ سے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۲۰ محرم سنہ ۱۲۰۲ ہجری میں ہوئی افصح بلغا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی بن یحیی

شیخ علی بن یحیی بن سعد الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو عبد الاحد کنیت تھی منگل کے روز ۴ ماہ رمضان سنہ ۱۱۵۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل۔ عارف۔ زاہد محدث فقیہ۔ فاضل متورع تھے حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور انہیں سے علوم ظاہری و باطنی اور معارف و آداب اور سلوک کو اخذ کیا اور نیز اپنے بڑے بھائی شیخ حکیم سے استفادہ کیا اور آپ سے آپ کے تینوں بیٹوں شیخ عبد الاحد اور شیخ بہاء الدین اور شیخ شاہ اور چچا کے بیٹے شیخ ابو الرضا محمد اور شیخ ابو الطیب احمد اور شیخ عبد اللہ و ملا اخوند واعظ عبد الرسول وغیرہ نے استفادہ کیا۔ وفات آپ کی ۱۰ محرم سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں ہوئی چشمہ کوثر علم تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام فرید لاہوری

مولوی غلام فرید لاہوری۔ عالم اجل۔ فاضل اکمل جامع کمالات ظاہری و باطنی عابد۔ زاہد۔ ذاکر شاغل تھے تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور دنیا اور اہل دنیا سے سروکار نہ رکھتے تھے تجرید و تفرید آپ کی طبیعت پر نہایت غالب تھی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۱۶ ہجری میں ہوئی۔

سید جلال شاہ کشمیری

سید جلال شاہ بن سید جمال شاہ کاشمیری عالم باعمل کتب فقہ و حدیث اور تصوف کے حافظ تھے حسن خلق سے لوگوں کو اپنا گرویدہ کیا ہوا تھا اپنے آباء و اجداد کے مقابر کے پاس

ایک خانقاہ بنائی ہوئی تھی جہاں بڑے تقوی کے ساتھ بود و باش رکھ کر سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں وفات پائی۔

رفیع الدین مرادآبادی

رفیع الدین بن فرید الدین خان مرادآبادی معتبر فضلائے ہند میں سے تھے حدیث کا علم مولوی خیر الدین سورتی تلمیذ شیخ محمد حیات سندی اور نیز مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے سے حاصل کیا اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی سے اکثر صحبت کی اور ان سے مسائل مشکلہ تفسیر و حدیث کے پوچھ کر نہایت چھان بین اور تحقیقات و تدقیقات فرماتے رہے بعد ازاں شیخ محمد غوث لاہوری سے بیعت کی اور علم طریقت کا حاصل کیا پھر مکہ معظمہ کو تشریف لیجا کر حج کیا اور حرمین شریفین کے حالات میں ایک کتاب تصنیف فرمائی اور کتاب قصر الآمال بذکر الحال والمآل اور کتاب سلوۃ الکئیب بذکر الحبیب اور ترجمہ عین العلم اور شرح اربعین نووی اور کنز الحسنات اور تذکرۃ المشائخ اور کتاب الاذکار اور تذکرۃ الملوک اور شرح غنیۃ الطالبین اور تاریخ افاغنہ وغیرہ آپ کی اشہر تصنیفات سے ہیں ۱۵ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں مرادآباد میں استسقاء کی بیماری سے فوت ہوئے۔ خورشید زمان تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد مفتی

شیخ احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو الطیب کنیت تھی سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے امام فقیہ۔ محدث۔ عالم یگانہ۔ فاضل بے نظیر تھے قرآن کو اپنے نانا مولانا مقیم السنہ ٹوپیگرو سے پڑھا اور انہیں کے پاس حفظ کیا اور علم حدیث و تفسیر و فقہ اور تصوف کو اپنے باپ اور چچا اور چچا کے بیٹوں اور اپنے ماموں مولانا علامۃ الورٰی اخوند نور الہدیٰ ٹوپیگرو سے اخذ کیا اور یکشنبہ کے روز ۲۲ رجب سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں بعد ظہر کے فوت ہوئے۔ آپ کو ریاضات و مجاہدات و مکاشفات میں بڑی شان حاصل تھی جیسا کہ شیخ ابو المصطفیٰ طیب رفیقی نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے آپ سے توحید و عرفان میں شعر جستہ یادگار ہیں۔ ولی پاک نظر تاریخ وفات ہے۔

مفتی قوام الدین کشمیری

شیخ الاسلام مفتی قوام الدین محمد بن مولانا سعد الدین صادق بن مولوی معز الدین امان اللہ شہید بن مولوی خیر الدین ابو الخیر کاشمیری ۴ ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوئے

اپنے زمانہ کے عالم فاضل محدث کامل فقیہ جید جامع کمالات ظاہری وباطنی تھے۔ بعد ختم قرآن شریف کے شیخ رحمت اللہ اور ملا سقیم المسنۃ توپیگر داور اخوند نور الہدی توپیگر د کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور صغر سنی میں ہی علوم وفنون حاصل کر کے محسود اقران ہوئے۔ قرأت و روایت حدیث کی اجازت میر قاری تلمیذ شیخ القرا اور حاجی عبد الولی ظفر خانی تلمیذ شیخ ابوالحسن سندھی مدنی اور حاجی نعمت اللہ نوشہری اور بابا محمد محسن بلچیری تلمیذ مولانا امان اللہ شہید سے حاصل کی اور اشارۂ غیبی سے خانقاہ سید محمد امین اویسی میں ہنگامہ درس و تدریس گرم کیا اور رفتہ رفتہ کاشمیر کی قضا آپ کے سپرد ہوئی شاہ زین العابدین قادری و میاں زکریا لاہوری و شیخ الاسلام احمد اکدنی وغیرہ سے بہت سے فوائد حاصل کر کے خواجہ عبد الرحیم پکہان کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ۴ سال تک آپ سے فیض حاصل کرتے رہے۔ کتاب صحائف سلطانی ساتھ علم میں تصنیف کی اور ۹ ماہ ذیقعد ۱۲۳۸ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا عبد الباسط بن مولوی رستم علی بن ملا علی اصغر قنوجی۔ قنوج کے علمائے کبار اور فضلائے مشاہیر و نامدار سے فقہ و حدیث و تفسیر اور فروع و اصول میں ایک آیت منجملہ آیات الٰہی تھے اور اپنے عہد میں تمام علماء و فضلاء پر سخن بالا اور مرتبہ والا رکھتے تھے ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ چشم رستم علی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ تمام علوم رسمیہ و بتدا و لہ کیا منقول و کیا معقول اپنے والد ماجد سے حاصل کیے اور بہت سی کتب اپنی تصنیفات اور دیگر علماء کی تالیفات اپنے ہاتھ سے لکھیں چنانچہ تاحال آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں اور بہ قدر صحیح و محشی ہیں کہ استاد سے حاجت تعلیم کی باقی نہیں رہتی اگر کسی کو سلیقہ عبارت پڑھنے اور ملکہ مطلب سمجھنے کا ہو تو اسکے لیے یہ کتابیں آپ کی درست کی ہوئیں بجائے شیخ شفیق کے ہیں۔ بہت سی خلقت نے دور و نزدیک سے آکر آپ کے مدرسہ میں فاتحہ فراغ پڑھی اور مرتبہ فضیلت و کمالیت حاصل کیا چنانچہ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی صاحب تفسیر نظم الجواہر اور مولوی نعیم الدین اور مولوی علیم الدین پسران مولوی صبیح الدین قنوجی و مولوی قادر بخش بلگرامی جو سب عالم فاضل صاحب تصنیف ہوئے ہیں آپ کے تلامذہ میں سے ہیں تاپ کے

مولانا عبد الباسط قنوجی

آبا و اجداد سے صاحب علم و عمل اولاد شیخ عماد الدین کرمانی صاحب فتاوی عمادیہ سے تھے جو شہر
کرمان سے آکر قنوج میں سکونت پذیر ہوئے تھے آپ کی تصنیفات بہت ہیں اور تمام مفید چنانچہ
تفسیر ذو الفقار خانی۔ نظم اللآلی فی شرح ثلاثیات البخاری۔ انتخاب الحسنات ترجمۂ احادیث
دلائل الخیرات۔ حبل المتین فی شرح الاربعین۔ جواہر خمسہ در الفص میں عجیب البیان فی اسرار
القرآن، اظہار الشافیہ فی شرح شافیہ ابن حاجب وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی
دوم ربیع الآخر سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں ہوئی اور شہر قنوج میں اپنی مسجد کے آگے صفہ کے نیچے اپنے
آبا و اجداد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شمع شبستان تاریخ وفات ہے۔

مولوی حسین علی قنوجی

مولوی حسین علی بن علامۃ العصر عبد الباسط قنوجی۔ عالم نبیل فاضل جلیل تھے۔ علوم
اپنے باپ سے حاصل کیے اور انہیں کی حیات میں مسند درس و افادہ اور افاضۂ طلبا
پر متمکن ہوئے مگر افسوس عین عالم شباب یعنی چوبیس سال کی عمر میں پانچ ماہ بعد وفات اپنے
والد ماجد کے سنہ ۱۲۲۳ ہجری میں رحلت کر گئے اور اپنے والد کے پاس دفن کیے گئے آپ کی
تصنیفات سے کتاب تمرین المتعلم صیغ مشکلہ اور تعلیلات صعبہ میں یادگار ہے۔

شیخ عبد الملک مکی حنفی

شیخ عبد الملک بن عبد المنعم قلعی حنفی مکہ معظمہ۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ کنز ذخائر
اور بحر زخار علوم تھے بہت سے مشائخ حرمین مثل عبد اللہ بن سالم البصری وغیرہ سے حدیث
و فقہ کو اخذ کیا اور انہیں سے روایت کی اجازت لی اور آپ سے سید عبد الرحمن اہدل نے
اجازت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۲۴ ہجری میں وفات پائی۔ سعید رفیق تاریخ وفات ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء چشتی کی اولاد میں سے تھے
جن کا نسب حضرت عثمان کی طرف منتہی ہوتا ہے۔ فقیہ۔ محدث۔ محقق۔ مدقق۔ منصف مزاج
جامع علوم نقلیہ و عقلیہ اور فقہ و اصول میں مرتبۂ اجتہاد پر پہنچے ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام
اور تصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ صفائی ذہن و جودت طبع و قوت فکر اور سلامتی عقل زائد
الوصف حاصل تھی۔ حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے سنا اور روایت کیا یہاں تک
کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی آپ کو بیہقی وقت کہا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم
ظاہری سے فراغت پا کر علم طریقت کا شیخ محمد عابد سے اخذ کیا اور نہایت سرگشتۂ شوق و وصول سے

تمام سلوک کو پچاس توجہ میں انجام کو پہونچایا پھر اُنکے ارشاد سے میرزا مظہر جانجاناں کی خدمت میں پہونچے اور اُنکی زبان فیض ترجمان سے علم الہدیٰ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ایام تحصیل علم میں علاوہ کتب تحصیلیہ کے ساڑھے تین سو اور کتابیں مطالعہ کیں۔ اکثر خواب میں شیخ جلال اپنے جد امجد اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے تربیت اور بشارات حاصل کیں۔ مرزا صاحب آپ کے حق میں فرماتے تھے کہ میرے دل میں آپ کی بہت ہیبت ہے بسبب صلاح اور تقویٰ و دیانت کے آپ مروج شریعت اور منور طریقت اور ملکی صفات ہیں۔ فرشتے آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ اگر خدا نے مجھسے قیامت کو پوچھا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے تو میں ثناء اللہ کو پیش کرونگا۔ آپ اکثر اوقات طاعت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ہر روز سو رکعت نماز اور ایک منزل قرآن شریف تہجد میں وظیفہ کیا ہوا تھا۔ قضاء کا منصب بھی اختیار کیا تھا اور جیسا کہ چاہیے اُسکا حق ادا کیا۔ آپ کے اصحاب سے پیر محمد و سید محمد اور گھسیٹا آپ کی صحبت سے طریقۂ سلوک میں فائز المرام ہوئے۔ مدت تک آپ افاضۂ کمالات ظاہر و باطن اور اشاعت علوم دینیہ اور فصل خصومات و افتائے سوالات اور حل مشکلات میں مصروف رہے۔ ایک کتاب مبسوط فقہ میں مع بیان ماخذ و دلائل اور مختار ائمہ اربعہ کے ہر مسئلہ میں تصنیف کی اور جو کچھ آپ کے نزدیک اقویٰ ثابت ہوا اُسکو ایک علیحدہ رسالہ میں مسمیٰ بماخذ الاقویٰ میں تحریر فرمایا۔ اصول میں بھی آپ نے مختارات تحریر کیں اور ایک بڑی تفسیر مظہری نام سات جلد میں تصنیف کی اور اسمیں اقوال قدمائے مفسرین اور تاویلات جدیدہ کو جو مبدأ فیاض سے آپ پر وارد ہوئے جمع کیا اور کئی ایک رسائل تصوف اور تحقیق معارف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں لکھے۔ علاوہ اُنکے آپ کی کتب مؤلفہ جو تیس سے زیادہ ہیں مثل مالا بد منہ۔ تذکرۃ الموتیٰ والقبور۔ تذکرۃ المعاد۔ حقیقۃ الاسلام۔ ارشاد الطالبین۔ شہاب ثاقب۔ رسالہ حرمت متعہ۔ رسالہ حرمت سرود۔ وصیت نامہ وغیرہ تمام نافع و مفید اور مقبول خلائق ہیں۔ وفات آپ کی غرہ رجب ۱۲۲۵ ہجری میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی قرآن شریف کی آیت فہم مکرمون فی جنات النعیم سے نکلتی ہے اور لفظ جنت کا اس تاریخ میں بغیر الف کے موافق رسم خط قرآن کے ماخوذ ہے۔

بحر العلوم

بحر العلوم ملا عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنوی۔ عالم محقق۔ فاضل مدقق۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول صاحب طریقت ومعرفت تھے۔ ابو العباس کنیت اور بحر العلوم وملک العلماء لقب تھے۔ علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سترہ ہی سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہو کر فائق اقران اور فاضل اماثل ہو گئے۔ زمانہ نواب فیض اللہ خان مین لکھنؤ سے رامپور مین آئے اور سو روپیہ ماہوار وظیفہ آپ کے لیے مقرر ہوا پھر ایک برس کے بعد مدراس مین چلے گئے اور وہان نواب محمد علیخان والی صوبہ ارکاٹ نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور آپ مذہب رفض پر بڑا تشدد کرتے تھے۔ آپ کے شاگردون مین سے ملا عمران رامپوری والد مولوی خلیل الرحمن مصنف حاشیۃ الدر علی الدار اور مولوی رستم علی اور مولوی غلام نبی شاہجہان پوری محشیان رسالہ میر زاہد اور مولوی محمد جیلانی مصنف جنگ نامہ ہین۔ آپکا قول ہے کہ مجھکو عالم رویا مین حضرت ابو بکر صدیق کی زیارت ہوئی اور انھون نے ہاتھ پکڑ کر مجھکو اپنی بیعت مین داخل کیا اور تعلیم وارشاد طریقت کا حکم دیا پس مین خاص اُنھین کا مرید ہون اور اُنکے واسطہ سے آنحضرت کے ساتھ مجھکو سلسلہ انتساب بیعت کا پہونچتا ہے چنانچہ جو شخص اس سلسلہ مین اُنسے بیعت کرتا تھا آپ اسی ایک واسطہ سے شجرہ لکھ کر اُسکو دیتے تھے اور نیز دیگر سلاسل مین اپنے والد بزرگوار سے اجازت حاصل کی تھی لیکن آپنے کثرت سے مرید نہین کیے اور چند آدمیون کے سوا آپ نے بیعت مین نہین لیا۔ آپ کی تصنیفات سے شرح سلم۔ حاشیہ حواشی میر زاہد جلالی۔ حاشیہ میر زاہد۔ رسالہ حاشیہ بر میر زاہد۔ شرح مواقف قدیمہ وجدیدہ۔ حاشیہ شرح ہدایت الحکمت۔ شرح سلم الثبوت۔ تکملہ شرح تحریر الاصول ابن ہمام مصنفہ مولانا نظام الدین شرح فارسی منار الانوار۔ رسالہ ارکان اربعہ در فقہ۔ شرح مثنوی مولانا روم وغیرہ یادگار زمانہ ہین۔ آپکی وفات لکھنؤ مین ماہ رجب ۱۲۲۵ھ ہجری مین ہوئی اور "فاضل قطب زمانہ" تاریخ وفات ہے۔

رفیقی

شیخ محمد بن مصطفےٰ بن عبد الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو الرضا کنیت تھی ۱۱۵۵ھ ہجری مین پیدا ہوئے۔ امام فاضل فقیہ محدث مفسر اور صوفی عارف تھے۔ علوم معقول ومنقول اپنے ماموں مولانا مقیم السندی سے پڑھا اور ماسوا اور حضرات کے علامۃ الوری نور الہدی لوہیگر وسے

اخذ کئے اور حدیث کو اپنے چچا اور باپ سے سُنا اور کل معارف کو حاصل کیا اور عوارف کو درس شیخ ابی نعمت اللہ اشرف بن رضا لو بیگر واپنے خسر ثانی سے پڑھا اور بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ تصوف میں بہت سے رسالے لکھے اور چہار شنبہ کے روز ۱۲۔ ماہ جمادی الاخری ۱۲۰۳ھ ہجری میں وفات پائی صاحب تصنیفات کاملہ آپکی تاریخ وفات ہے

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن حافظ عبد الصمد فخر الدین محدث از اولاد شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ فقیہ فاضل محدث کامل مفسر متبحر۔ علامہ عصر محقق۔ مدقق تھے علوم اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مصنف شرح فارسی صحیح بخاری، رسالہ طرد الاوہام عن اثر الامام الہمام اور کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء وغیرہ سے حاصل کیے اور انھیں سے اور نیز دیگر فضلائے عصر سے حدیث وغیرہ علوم کی سند واجازت حاصل کی۔ آپ کے جد امجد حافظ فخر الدین بھی بڑے فاضل اور عالم اجل اور مسیح کے فخر الدین والدنیا تھے جنکی تصنیفات سے شرح فارسی صحیح مسلم اور فارسی شرح عین العلم اور شرح حصن حصین یادگار ہیں۔ غرض بعد تحصیل علوم کے آپ بستفادت وافاضت پر متمکن ہو کر مثل اپنے اسلاف کے نشر علوم میں مشغول ہوے اور ۱۲۲۹ھ ہجری یا بقول بعض ۱۲۳۳ھ ہجری کے ماہ جماد الثانی میں شام کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کمالین حاشیہ تفسیر جلالین محلی شرح موطا جس سے ۱۲۱۶ھ ہجری میں فراغت پائی اور جسکی تاریخ ہو الفوز الکبیر ہے۔ ترجمہ صحیح بخاری فارسی میں ترجمہ فارسی شمائل ترمذی۔ رسالہ عربی اصول علم حدیث وغیرہ یادگار ہیں۔ شیخ شہید ۱۲۲۹ اور شیخ اعلی درجہ ۱۲۳۳ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی علیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی فاضل اجل۔ عالم اکمل۔ المتوفع صلحائے سلف تھے۔ ابتداء میں اپنے والد سے جو قنوج کے مشایخ میں سے مشتغل بالتدریس والتصنیف تھے پڑھا۔ پھر کتب درسیہ کو ابتدا سے انتہا تک شیخ علامہ عبد الباسط قنوجی سے تحصیل کیا اور تمام عمر تدریس اور تالیف کتب میں مشغول رہے جنمیں سے عین الہدی شرح قطر الندی ہے نحو میں ہے جسکو ۱۲۰۱ھ ہجری میں تالیف کیا۔ علاوہ اسکے درر الفضائل فی شرح الشمائل اور چند رسالہ علم منطق میں آپ سے یادگار ہیں وفات آپ کی ۱۲۲۹ھ ہجری میں ہوئی۔

مولوی سلام اللہ محدث دہلوی

مولوی علیم الدین قنوجی

مولوی نعیم الدین قنوجی

مولوی نعیم الدین بن شیخ فصیح الدین قنوجی اپنے بھائی علیم الدین کی طرح آپ بھی فضلاء زمانہ مین سے تھے علوم کو آپ نے بھی علامہ عبد الباسط قنوجی سے حاصل کیا اور شرح نفیس تعلیقات سلم العلوم اور حاشیہ صدرا تصنیف فرمایا اور ۱۲۳۳ ہجری کو وفات پائی۔

طحطاوی

علامہ سید احمد طحطاوی۔ فقیہ عصر۔ وحید دہر۔ محدث جید۔ علامہ محقق۔ فاضل مدقق تھے مدت تک مصر کے مفتی رہے در المختار کا حاشیہ ایسی تحقیق وتدقیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ مقبول انام ہوا اور مصر مین باوجود بڑے حجم وضخامت کے چھپ کر مشتہر ہوا۔ اس کتاب مین آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات مثبتہ سے ثابت کیا یہان تک کہ علامہ سید ابن عابدین نے بھی بروقت تالیف رد المحتار کے اسکو مد نظر رکھا اور اس سے بہت کچھ نقل کیا۔ اسکے سوا اور بہت سے رسائل وکتب تصنیف کیے وفات آپکی ۱۲۳۳ ہجری سے بعد وقوع مین آئی۔

مولانا صفی الدین

مولانا صفی الدین المشہور بہ صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسی بن سیف الدین بن عروۃ الوثقی شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی۔ عالم فاضل فقیہ محدث۔ جامع کمالات ظاہری وباطنی۔ تارک الدنیا زاہد کامل تھے۔ باوجودیکہ نواب نصر اللہ خان حاکم رامپور نے آپ سے واسطے قبول کرنے عہدہ بخشی گری کے مکرر سہ کرر التجا کی مگر آپ نے اسکو قبول نفرمایا اور ہمیشہ نہایت شوق وذوق سے مطالعہ کتب حدیث وتفسیر اور اشتغال اوراد ووظائف مین مصروف رہ کر اہل فسق وفجور سے نہایت محترز رہے اور پنجشنبہ کے روز ۲۰ ماہ شعبان ۱۲۳۶ ہجری کو لکھنؤ مین وفات پائی۔ کہتے ہین کہ رات کے وقت آپکا جنازہ اٹھایا گیا تھا اور راستہ مین کسی کا چھپر جلا ہوا تھا اور بسبب کثرت راکھ اور اندھیرے کے آگ اسمین معلوم نہوتی تھی اتفاقا جنازہ کا اس آگ مین سے گذر ہوا خدا کی قدرت اور آپ کی نعش مبارک کی برکت سے جنازہ اٹھانیوالون کو آگ مین گذرنے سے کچھ اذیت نہ پہنچی اور دیگر انسان نے موجودگی آگ سے آگاہ ہو کر کنارہ سے گذرنا کیا۔
شیخ مقدس اساس تاریخ وفات ہے۔

مولوی شاہ رفیع الدین

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی محقق متقن۔ فقیہ محدث تھے۔

تالیفات جیدہ کین جنمین کثرت سے ایسے رموز خفیہ کو دخل کیا کہ ان پر مشکل سے اطلاع ہو سکتی ہے اور کلمات یسیرہ مین مسائل کثیرہ جمع کیے چنانچہ علم حقائق مین آپ کی کتاب دفع الباطل فی بعض المسائل الغامضۃ مشہور و معروف ہے۔ علاوہ اسکے ترجمہ اردو قرآن مجید اور کتاب مقدمۃ العلم اور کتاب التکمیل و اسرار المحبۃ اور رسالہ عروض اور رسالہ شق القمر اور رسالہ اردو راہ نجات وغیرہ یادگار زمانہ ہین وفات آپ کی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین ہوئی چشمہ فیض تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبد الرحیم عمری دہلوی۔ خطہ ہند مین استاد الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف۔ حجۃ الخلف۔ خاتم المفسرین والمحدثین تھے۔ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین پیدا ہوے۔ آپکا نام تاریخی غلام حلیم ہے۔ علوم اپنے والد ماجد اور آنکے خلفاء سے اخذ کیے اور اپنے وقت مین مرجع علماء و مشائخ ہوے۔ تمام علوم متداولہ اور فنون عقلیہ و نقلیہ مین دستگاہ فوق البیان رکھتے تھے اور کثرت حفظ و علم تعبیر رؤیا و سلیقہ وعظ و انشاء و تحقیقات نفائس علوم اور مذاکرہ و مباحثہ خصوم مین ممتاز بین الاقران و معتقد فیہ موافق و مخالف تھے تمام عمر تدریس و افتاء و فصل خصومات و وعظ و تربیت مریدان اور تکمیل تلمیذان مین بسر کی اور جاہ و عزت ظاہری کو کمالات باطنی کے ساتھ جمع کیا۔ ہندوستان مین ریاست علم و عمل کی آپ اور آپ کے بھائیون پر منتہی ہوئی ہندوستان کیا بلکہ دیگر ولایت مین ایسا کوئی فاضل کم ہوگا جسنے تلمذ یا استفادہ باطن کی نسبت اس خاندان کے ساتھ درست نہ کی ہوگی اور اس خاندان کی شاگردی کو فخریہ سمجھتا ہوگا۔ ہندوستان مین علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان سے ظہور مین آئی ہے ایسی کسی اور خاندان سے کم وقوع مین آئی ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز بقدر سوا تین پارہ قرآن شریف دو مجلد کلان۔ تحفہ اثنا عشریہ رد مذہب شیعہ۔ بستان المحدثین سر الشہادتین عجالہ نافعہ۔ اور فتاوی کثیرہ یادگار اور مشہور ہین۔ اناسی سال کی عمر مین سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین وفات پائی اور دہلی کے ترکمان دروازہ کے باہر اپنے پدر بزرگوار کے پہلو مین مدفون ہوے۔ علماء و شعراء نے آپ کی وفات مین بہت سی تاریخین تصنیف کین جنمین سے ایک شیخ پیشواے بھی ہے۔

شاہ عبد العزیز دہلوی

شاہ عبد القادر دہلوی

شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ عالم عامل۔ فقیہ فاضل زاہد عابد
خصوصاً صاحب حدیث و تفسیر میں یگانۂ روزگار صاحب ورع و انقاد صادق الفراست تھے۔ علوم اپنے
بھائی شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے تمام عمر تدریس و تفسیر علوم میں رہ کر خاص و عوام کو اپنے
چشمۂ فیض سے سیراب کیا اور اپنے والد ماجد کی تفسیر فتح الرحمن کا جو فارسی میں ہے نہایت
فصاحت و بلاغت سے اردو میں موضح القرآن نام سے ترجمہ کیا جو مطبوع انام ہوا۔ وفات
آپ کی سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں ہوئی اور "مسطور الٰہی" تاریخ وفات ہے۔

عبد المولی دمیاطی

عبد المولی بن عبد اللہ دمیاطی۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے علم علامہ
سید احمد طحطاوی شارح در المختار سے حاصل کیا اور در المختار پر ایک نفیس حاشیہ
المسمیٰ بہ تعالیق الانوار علی الدر المختار لکھنا جو پارشنبہ کے روز ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۲ ہجری
میں شروع کیا اور جمعہ کے روز ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۴۰ ہجری کو اس سے فراغت پائی۔ وفات
آپ کی سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں ہوئی۔ دمیاطی منسوب طرف دمیاط کے ہے جو مصر میں ایک شہر کا
نام ہے جہاں کپڑا نہایت لطیف و نفیس بنتا ہے۔ "قدوۂ خلقت" تاریخ وفات ہے۔

مولوی محمد ولی اللہ

مولوی محمد ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی فرخ آبادی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور فرخ آباد میں سکونت رکھتے تھے۔ تمام عمر تدریس و ہدایت خلق میں
صرف کی اور سنہ ۱۲۲۶ ہجری میں ایک تفسیر "نظم الجواہر" نام جو فی الواقع اسم بامسمیٰ اور مسجع جمیع علوم
قرآن ہے تصنیف کی جسکا نام بھی تاریخی مقرر کیا۔ اسکے آخر میں علم تفسیر کی بزرگی اور شروط و آداب
مفسر و تنبیہ بر اغلاط البعض مفسرین اور انکے طبقات کا ذکر کیا ہے۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں
ہوئی۔ "شیخ ہادی طرق" تاریخ وفات ہے۔

شاہ ابو سعید مجددی

شاہ ابو سعید بن صفی القدر بن عزیز القدر بن محمد عیسیٰ دہلوی مجددی۔ علوم ظاہری و باطنی
فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں طاق یگانۂ آفاق تھے۔ رامپور میں دوم ماہ ذیقعد سنہ ۱۱۹۶ ہجری کے
میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری کو مفتی شرف الدین دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین محدث
دہلوی سے حاصل کیے اور نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور حضرت سراج احمد بن شیخ
محمد سرہندی سے علم فقہ و حدیث کی سند حاصل کی۔ بعد تحصیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کو پہلے

اپنے والد ماجد سے حاصل کیا پھر انکی اجازت سے شاہ درگاہی کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ
خلافت کا پایا چونکہ ابھی شوق خداطلبی کا باقی تھا اسلیے آپ رامپور سے دہلی میں آئے اور قاضی
ثناء اللہ پانی پتی کے نام خداطلبی کے باب میں خط لکھا انھوں نے جواب میں لکھا کہ اسوقت میں
شاہ غلام علی سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے پھر آپ نے شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت
کی اور کمالات باطنی کی تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت و سجادہ نشینی کا حاصل کیا۔ آپ کی ذات
بابرکات سے نہایت سے خوارق و کرامات سرزد ہوئی اخیر عمر میں آپ حج کو تشریف لیگئے جب
بعد زیارت حرمین شریفین کے واپس ہو کر مقام ٹونک میں پہونچے تو چون سال کی عمر میں عید الفطر
کے روز سنہ ۱۲۵۰ ہجری میں وفات پائی اور بعد غسل و جنازہ کے آپ کے صاحبزادے شاہ عبد الغنی
نے آپ کی نعش مبارک کو صندوق میں ڈال کر چالیس روز کے بعد دہلی میں لاکر حضرت
شاہ غلام علی اور مرزا مظہر جانجانان کے پہلو میں دفن کیا۔

مولوی غلام رسول لاہوری

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ عالم کبیر فاضل باتوقیر
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے سیکڑوں آدمی آپ کے وسیلہ سے فضیلت کے مرتبہ کو پہونچے
پنجاب میں کوئی علماے وقت سے افادہ و افاضہ میں آپ کی ہمسری نہ کرسکتا تھا گویا خدا نے
آپ کی ذات بابرکات کو دریاے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۵۰ ہجری
میں ہوئی۔ ہادی نیک نظر تاریخ وفات ہے۔

صاحب تفسیر رؤفی

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی۔ شاہ ابو سعید کے خالہ زاد بھائی تھے
فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور واقف فنون ظاہریہ و رسمیہ تھے۔ علوم شاہ عبد العزیز
سے حاصل کیے اور علوم باطن میں حضرت شاہ غلام علی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر
بھوپال میں قیام پذیر ہوئے اور تفسیر رؤفی آپ نے اردو میں تالیف کی۔ یہ تفسیر آپ نے
سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں شروع کی تھی جو بسبب عوارض شتی کے سنہ ۱۲۴۸ ہجری میں اختتام کو پہونچی جسکی
تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی ہے کہ تفسیر قرآن ہندی زبان ہے۔ علاوہ اسکے
دار المعارف اپنے مرشد کے ملفوظات میں اور دیوان رافت (سندہی) و فارسی اشعار میں تصنیف
کیا اور اسمیں اپنا تخلص رافت بیان کیا پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز میں سنہ ۱۲۵۳ ہجری میں

وفات پائی۔ رحمت حق تاریخ وفات ہے۔

شیخ حافظ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب سندھی محقق۔ مدقق۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ مدرس حدیث۔ حامی مذہب حنفیہ تھے۔ شہر سیون میں جو شہر بولاب کے پاس شمالی کنارہ نہر حیدرآباد و سندھ پر واقع ہے پیدا ہوئے جہاں سے آپ کے دادا شیخ الاسلام نے جو اہل علم و صلاح میں سے تھا عرب کو ہجرت کی اور شیخ محمد عابد شہر زبید واقع یمن میں اقامت پذیر ہوئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ اور علماء کے اشعہ سے اقتباس کیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں میں سے شمار کیے گئے وہاں سے صنعاء یمن میں داخل ہوئے اور وزیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور ایک دفعہ صنعاء یمن کے امام کی طرف سے سفیر ہو کر مصر کو گئے اور وہاں سے اپنے وطن کو مراجعت فرما کر کئی روز قصبہ نواری میں جو ملک سندھ میں کراچی بندر کے پاس واقع ہے اقامت اختیار کی پھر مدینہ طیبہ کو پھر گئے اور وہاں والی مصر کی طرف سے ریاست علماء کی آپ کو سپرد ہوئی آپ نے بہت سی کتب مبسوطہ و مختصرہ تصنیف کیں جن میں سے کتاب مواہب اللطیفہ علی مسند الامام ابی حنیفہ و کتاب طوالع الانوار علی الدر المختار و کتاب شرح تیسیر الوصول الی احادیث الرسول و شرح بلوغ المرام مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی یوم دوشنبہ ماہ ربیع الاول ۱۲۵۷ ہجری میں ہوئی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ فاضل برگزیدہ زمان تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبدالسلام بن عطاء الحق بداونی۔ اعاظم محدثین اور کبراء مفسرین میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور تفسیر زاد الآخرت منظوم آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے جس کو آپ نے ۱۲۴۰ ہجری میں تقریباً دو لاکھ اشعار آبدار میں تصنیف کیا اور نام بھی تاریخی مقرر کیا جس سے وہ اسم بامسمیٰ ہو کر مقبول خاص و عام ہوئی اور اصول فقہ میں منار کی شرح المسمیٰ بالانشراحات العالیہ تصنیف کی وفات آپ کی ۱۲۵۵ ہجری میں ہوئی فخر کاشانہ تاریخ وفات ہے۔

مولوی محمد کرم اللہ محدث دہلوی۔ علوم ظاہری و باطنی فقہ و حدیث و تفسیر و قرات میں وحید العصر فرید الدہر تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی محض آپکی خاطر

تصنیف کی آپ کے والد سند وتھے جو شاہ عبدالعزیز کے ہاتھ سے مشرف باسلام ہوے
آپ نے بعد تحصیل علوم ظاہری کے حضرت شاہ غلام علی کی خدمت مین حاضر ہوکر علوم باطنی کی
تکمیل کی اور خرقہ خلافت کا حاصل کیا۔ اکثر اہل دہلی فن قرات مین آپ کے شاگرد تھے۔ پہلے
آپنے حج کیا تھا لیکن جب اپنے وطن مین واپس آئے تو اپنی واپسی سے نہایت افسوس کیا
اور پھر زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے لیکن رستہ مین ہی سنہ ۱۲۵۵ ہجری
مین وفات پائی۔ شمع تاویلات تاریخ وفات ہے۔

صاحب شامی

سید محمد امین بن عمر والشہیر بابن العابدین۔ اپنے زمانہ کے علامہ۔ فہامہ۔ فقیہ
محدث محقق مدقق۔ جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے۔ علوم سید شیخ سعید حلبی اور شیخ ابراہیم حلبی
سے پڑھے اور حدیث وفقہ کی سندین حاصل کین۔ اور سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین کتاب ردالمختار
شرح درالمختار المعروف بشامی تصنیف کی جو ایسی مقبول انام ہوئی کہ باوجود پانچ مجلد
ضخیم ہونے کے دو دفعہ مطبوع ہوکر مشتہر ہوئی ہے۔ علاوہ اسکے رسالہ رسل الحسام الہندی
لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی اور رسالہ شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیۃ بالختمات والتہالیل وتکملہ
تصنیف فرمائے اور آپکے رسالہ شفاء العلیل پر علامہ طحطاوی وغیرہ فقہا نے تقریظین
لکھین اور اسکی بہت تعریف کی۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۵۲ ہجری سے پہلے کی ثابت ہوتی ہے کیونکہ
آپ کے خلف الصدق سید محمد علاء الدین نے جو ردالمختار کی چوتھی جلد ۱۰ ماہ صفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری
کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے تو اسمین آپ کو مرحوم کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔

محمد اسحاق صاحب

مولانا محمد اسحاق دہلوی۔ آپ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسہ تھے۔ علوم فقہ حدیث
وتفسیر مین طاق یگانہ آفاق صاحب فتوی تھے۔ بڑے بڑے علماء وفضلا نے آپ سے علوم
پڑھ کر سند فضیلت حاصل کی چنانچہ مولانا نواب محمد قطب الدین محمد خان دہلوی مصنف
مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوۃ شریف آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ نے ایک رسالہ مسائل اربعین
نام تصنیف کیا جسمین کئی ایک جگہ پر آپ سے لغزشین وقوع مین آئین اور جنکے جواب مین
علماے وقت نے رسائل تصنیف کیے۔ وفات آپکی سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین مکہ معظمہ مین ہوئی
تاریخ وفات آپ کی اسحاق شیخ آفاق سے نکلتی ہے۔

حافظ محمد حسن واعظ المعروف بہ حافظ دراز بن حافظ محمد صدیق واعظ بن حافظ محمد اشرف خوشابی پشاوری۔ فقہ، تفسیر، حدیث، اصول میں یگانہ زمانہ اور جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور خاندان علم و فضل سے تھے۔ اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے جو ایک بڑی عالمہ فاضلہ تھی حاصل کیے اور مسند افادت و افاضت پر متمکن ہو کر تمام عمر تدریس و تالیف کتب میں صرف کی چنانچہ فیض الباری صحیح بخاری کی شرح فارسی میں نہایت تحقیق سے لکھی اور علاوہ اسکے تفسیر سورۂ یوسف و تفسیر سورۂ والضحیٰ تا آخر پارہ و معراج نامہ و وفات نامہ و حاشیہ قاضی مبارک و حواشی تتمۃ الوید یوسف وغیرہ رسائل و کتب تصنیف کیے اور اکسٹھ سال کی عمر میں حدود سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

شیخ طیب بن احمد بن مصطفیٰ بن سعد الحق والملۃ والدین رفیقی۔ ابو المصطفیٰ کنیت تھی۔ سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام والمسلمین۔ قطب العارفین غوث المحققین۔ فقیہ محدث بحر زخار علوم تھے۔ قرآن کو اخوند خیر الدین بن اخوند ابی البقا باندی کے سے پڑھا اور علوم فنون و فقہ و حدیث و تفسیر و کلام و معارف و حقائق و دقائق و تصوف و سلوک کو اپنے باپ اور تایا اور تایا کے بیٹوں اور شیخ ابی یوسف عبد الغفور سے حاصل کیا اور اپنے باپ سے بیعت کی اور مشائخ عظام و اولیائے کرام کی صحبت سے مستفید ہوئے اور میاں عبد المجید سے طریقہ قادریہ و کبرویہ اور شطاریہ اخذ کیا۔ اخیر عمر میں مسجد میں معتکف ہو کر قائم اللیل اور صائم النہار ہوئے۔ آپ سے ایک جم غفیر علما و فضلا نے استفادہ کیا۔ حدیث و فقہ و سلوک اور معرفت میں تصنیفات معتبرہ کیں اور حنفی مذہب کے بڑے حامی رہے کرامات و خوارق عادات بھی آپ سے صادر ہوئے پیر کے روز ماہ شوال سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں وفات پائی اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ "ماہر علم حدیث و قرآن" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مولوی جان محمد لاہوری سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے عالم اجل۔ فاضل اکمل۔ حاوی فروع و اصول۔ واعظ متقی صاحب خرق عادات تھے۔ مدت تک آپ نے ہنگامہ تعلیم علوم بذریعہ تدریس و تصنیفات کے گرم رکھا۔ وعظ ایسا موثر کرتے تھے کہ جو سنتا ہر سکے

گنہگار اپنے گناہوں سے توبۃ النصوح کرتے اور ہزاروں بے نماز۔ نمازی ہو جاتے تھے۔ آپ
عامل بھی پورے درجہ کے تھے سیکڑوں لوگوں کی آپ کے عمل سے حل مشکلات ہو جاتی تھیں
آپ کے شاگردوں میں سے مولوی محمد عالم صاحب فاضل کنجاہی۔ و مولوی محمد کرامت اللہ
و مولوی غلام محمد ملتانی و مولوی فخر الدین وغیرہ ہیں۔ غرض پنجاب کا ایسا کوئی ضلع ہوگا جو
آپ کے فیض سے محروم رہا ہو۔ وفات آپ کی بتاریخ ۱۰ محرم سنہ ۱۲۶۸ ہجری واقع ہوئی اور
چراغ دین تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہیں۔ زبدۃ التفاسیر و التذکیر و عظ
میں اسی جزو کی۔ رسالہ اثبات خلافت حضرت معاویہ۔ رسالہ عقاید حنفیہ۔ رسالہ در رد رفض۔
شرح قصیدہ بردہ و شرح قصیدہ امالی۔ معراج نامہ۔ رسالہ حرمت تنباکو و رسالہ عدم فرضیت جمعہ۔

مولانا خادم احمد بن مولانا محمد حیدر بن مولانا محمد مبین۔ جامع معقول و منقول حاوی
فروع و اصول۔ علامہ زمانہ تھے۔ اکثر علوم اپنے والد سے پڑھے اور درس و تدریس اور نشر
علوم میں مشتغل رہے۔ دو رسالہ عربی و فارسی در بارہ بحث دائرہ ہندیہ واقع شرح وقایہ
تصنیف کیے اور متفرق حواشی شرح وقایہ پر لکھے اور نیز ایک رسالہ متعلق بہ بحث حاصل و
محصول واقع فوائد ضیائیہ تصنیف کیا اور ۱۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۱ ہجری میں وفات پائی۔ فاضل عصر
تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام اللہ بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ لاہور کے علمائے کبار اور فضلائے نامدار
میں سے تھے آپ کی ذات مبارک استاد کل مظہر کمالات دینی و دنیوی تھی تدریس و تعلیم میں
متقدمین سے گوئے سبقت لے گئے اور صدہا آدمی آپ کے ذریعہ سے علوم فقہ و حدیث
و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی وغیرہ میں کمالیت کے درجہ کو فائز ہوئے یہاں تک کہ
پنجاب میں شاذ و نادر علماء کا خاندان ایسا ہوگا جو اس خاندان سے دعوی نیاز مندی
و شاگردی نہ رکھتا ہوگا۔ وفات آپ کی سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں ہوئی مرجع الفضلا تاریخ
وفات ہے۔

مولوی غلام محی الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد بگوی
عالم اجل۔ فاضل اکمل فقیہ۔ محدث۔ صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ روز دوشنبہ

مولانا خادم احمد

مولوی غلام اللہ لاہوری

مولوی غلام محی الدین بگوی

ماہ محرم سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو صغر سنی میں آپ کے والد ماجد ایک مقبول الٰہی اور
صاحب کرامات تھے اپنے دیگر بیٹوں فرزندوں سے زیادہ پیار کرتے اور اکثر اوقات اپنے پاس
رکھا کرتے تھے چنانچہ انکا قول ہے کہ میں نے ایک رات کو سحر کے وقت دریا کے کنارے پر
جاکر تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس لڑکے (یعنی آپ کو) جو بہت ہی چھوٹا تھا اور خود حرکت
نہیں کر سکتا تھا بسبب پیار کے اپنے ہمراہ اٹھا لیا اور دریا کے کنارے کپڑا بچھا کر اسکو لٹا دیا
اور خود وضو کر کے نوافل میں مشغول ہوا میرے اور اسکے درمیان کچھ فاصلہ تھا اور
رات اندھیری تھی کسی قدر دیر کے بعد مجھکو یہ خیال گذرا کہ ایسا نہو کہ کوئی درندہ لڑکے
کو اذیت پہونچاوے اپنے پاس لاکر لٹا دوں۔ جب میں اسکے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ
اسکو ایک سفید ریش مبارک صورت آدمی اپنی گود میں لیے بیٹھا ہے میں نے اسکو کوئی
بزرگ سمجھکر کہا کہ آپ اس لڑکے کے حق میں دعا کریں کہ عالم باعمل ہو اُسنے جواب دیا کہ یہ ازل
سے ہی عالم باعمل ہے اور اس سے لوگوں کو بہت فیض ہوگا یہ کہتے ہی آنکھوں سے غائب
ہو گیا۔ سو آپ کو خدا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے ہم عمروں کی روایت سے مشہور ہے کہ آپ
حالت صغر سنی میں لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلتے اور اکثر خاموش رہتے اور لڑکوں کو ہدایت
کرتے تھے اور آپ کا خوف و رعب ہم پر مستولی رہتا تھا۔ جب آپ چار برس چار ماہ کے
ہوئے تو آپ کو حافظ حسن کے پاس لیجا کر جو ایک کامل شخص تھے قاعدہ شروع کرایا گیا بروایت
حافظ حسن مشہور ہے کہ میں لڑکوں کے حق میں بڑا جبار تھا مگر انھوں نے مجھسے کبھی مار نہیں کھائی
لڑکوں میں خاموش بیٹھے رہتے تھے اور مجھکو خیال ہوتا تھا کہ انکو سبق یاد نہوا ہوگا مگر جب
میں کہتا کہ سبق سناؤ تو یہ فوراً سبق سنا دیتے۔ آپ نے تھوڑے عرصے میں قرآن شریف
ختم کر لیا تھا مگر حفظ نہیں کیا تھا لیکن چونکہ آپ بڑے خوش آواز تھے اسلیے جب رمضان آیا تو لوگوں
نے آپ کے والد ماجد سے درخواست کی کہ اس رمضان میں غلام محی الدین سے قرآن
شریف نوافل میں سنوانا چاہیے اسپر آپ سے آپ کے والد نے پوچھا کہ تم قرآن شریف
سنا سکوگے آپ نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ ایک پارہ روز دور کر لیا کریں تو میں سنا دونگا
پس اسی طرح سے آپ نے اسی رمضان میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور سنا دیا۔ آپ سے

پوچھا گیا کہ کیا آپ تمام دن مین یاد کیا کرتے تھے۔ فرمایا نہین صرف وقت چاشت تک ایک پارہ
حفظ ہو جاتا تھا۔ پھر آپ نے علم پڑھنا شروع کیا صغرسنی مین یہ ذکاوت تھی کہ علماء پنجاب
کہتے تھے کہ اس لڑکے کو پنجاب مین کوئی تعلیم نہین دے سکیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مع اپنے
چھوٹے بھائی مولوی احمد الدین کے دہلی کو روانہ ہوے اُسوقت مولوی احمد الدین کی عمر آٹھ
سال کی تھی اور دسوان پارہ حفظ کرتے تھے مگر دہلی پہونچنے تک انھون نے بھی قرآن حفظ کر لیا
پس آپ بارہ برس تک دہلی مین رہے اس عرصہ مین اگرچہ دونون بھائیون نے علم معقول و منقول
متفرق علماء سے پڑھا مگر حدیث کو مولوی محمد اسحاق سے پڑھا اور اُنکی سند حضرت شاہ عبد العزیز
سے حاصل کی جب آپ فارغ التحصیل ہو گئے تو مولوی محمد اسحاق آپ کو حضرت شاہ عبد العزیز کے
پاس لیگئے انھون نے آپ سے علم حدیث مین نہایت سے سوالات کیے جنکے جواب آپ نے ایسے
عمدہ دیے کہ شاہ صاحب نہایت خوش ہوے اور اُنھون نے علم حدیث کی سند دیکر دعا
فرمائی انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے بڑا فیض ہوگا اور نصیحت کی کہ جب تم وطن مین جاؤ تو ایسی کوئی
بات نہ کرنا جس سے لوگون مین تفرقہ پڑے۔ جب آپ ہندوستان سے تشریف لائے کو لاہور
مین حکیمون کی لال مسجد مین تقریباً ۴۰ سال تک تدریس فرماتے رہے پھر بسبب بیماری سکتے
کا عضو استرخی ہو گئے تھے اپنے گھر موضع لگا علاقہ بھیرہ مین چلے گیے جہان تخمیناً تیرہ چودہ سال
بیمار رہے مگر اس بیماری مین بھی تدریس و تعلیم برابر جاری رکھی اور شب دوشنبہ ۲۹ یا ۳۰ ماہ شوال
سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین وفات پائی اور موضع لگا مین مدفون ہوے۔ آپ کے دو صاحبزادے
اسوقت زندہ موجود ہین ایک حاج الحرمین مولوی غلام محمد صاحب جو جامع مسجد لاہور کے امام
اور عالم اجل ہین۔ دوسرے مولوی عبد العزیز صاحب جو بھیرہ کی جامع مسجد کے امام ہین
تاریخ وفات آپ کی خورشید عالم ہے۔

حافظ محمد عظیم پشاوری۔ عالم متین۔ فاضل جلیل۔ واعظ بے عدیل۔ جامع کمالات
ظاہری و باطنی صاحب کشف و کرامات تھے کہتے ہین کہ ابتدا مین آپ بڑے غبی تھے اور مکتب سے
بھاگ آیا کرتے تھے ایک روز جو آپ مکتب سے بھاگ آئے تو گھر مین بھی بسبب عتاب والدین کے
نہ آسکے اور رات بھر ایک مکان کی دیوار سے لگکر روتے رہے جہانتک آپ کو خضر کی زیارت

حافظ محمد عظیم پشاوری

ہوئی اور آنکی دعا سے آپکا ذہن ایسا کھل گیا کہ تھوڑے دنوں میں علوم نقلی و عقلی کو تحصیل کر کے فراغت پائی جن لوگوں نے آپ کا وعظ سنا ہے آجتک اُسکا مذاق اُنکو نہیں بھولا اور کہتے ہیں کہ وعظ کا باب گویا آپ پر بند ہو گیا۔ آپ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ پنجابی میں یعنے جس ملک و زبان کا طالب علم یا سامع وعظ ہوتا تعلیم دیتے اور وعظ کرتے تھے۔ گو آپ آنکھوں کی ظاہری بینائی سے معذور تھے مگر باطنی روشنائی سے آپ کو ظاہری بینائی کی کچھ حاجت نہ تھی۔ وفات آپ کی سنہ [illegible] میں ہوئی اور اس کثرت و ہجوم سے لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے کہ شہر کے لوگ تعجب کرتے تھے کہ اسقدر بیشمار خلقت کہاں سے آگئی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کا جنازہ لیے جاتے تھے تو ایک مسلمان ڈپٹی انسپکٹر پولیس جو بغرض انتظام ہمراہ تھا اتفاقاً اُس ہجوم میں گر پڑا اور اُسپر سے صدہا آدمی گذر گئے مگر وہ جب زمین پر سے اُٹھا تو اسکو آپ کی کرامات کی وجہ سے اتنا آسیب تک نہ پہونچا تھا کہ کہیں یا رجوان کو مٹی تک بھی لگی ہوتی۔

شیخ رضا بن محمد بن مصطفےٰ رفیقی۔ ابو حمزہ کنیت تھی۔ سنہ [illegible] ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ فاضل متدین۔ صالح۔ امین۔ صوفی۔ کثیر العبادۃ۔ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے۔ اپنے باپ اور دونوں چچا اور نانا شیخ نعمت اللہ بن اشرف لو بیگر وکی صحبت حاصل کی اور اُنسے فقہ و حدیث و تفسیر و کلام کو پڑھا اور ہر ایک علم میں کامل مکمل ہوئے۔ کئی سال تک حدیث و فقہ اور اصول کا درس دیا۔ تصوف و سلوک کو اپنے باپ سے اخذ کیا۔ ہر ایک شخص کو خواہ بڑا ہوتا یا چھوٹا۔ غنی ہوتا یا فقیر پہلے سلام کرتے تھے۔ بڑے حلیم۔ رحیم۔ متواضع تھے۔ وفات آپ کی ماہ شعبان سنہ [illegible] ہجری میں ہوئی۔ "قامع الشرک والبدعات" آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم شریعت و طریقت تھے۔ قرآن شریف کو اپنے والد ماجد سے حفظ کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ مولوی فضل امام و مفتی شرف الدین اور علم حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین وغیرہ تلامیذ شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے اور علوم باطنی و فیوض معنوی حضرت شاہ غلام علی سے حاصل کر کے خرقۂ خلافت کا پایا۔ شاہ غلام علی فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ابو سعید و شاہ احمد سعید و شاہ رؤف و مولوی بشارت اللہ اس زمانہ میں ستون دین محمدی میں

آپ بعد وفات اپنے والد ماجد شاہ ابو سعید کے چند سال دہلی میں رہ کر تدریس و ہدایت خلق میں مصروف رہے سنہ ۱۲۷۳ ہجری میں جب دہلی میں غدر ہوا تو آپ مع عیال و اطفال کے وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور وہاں سنہ ۱۲۹۶ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا فضل حق بن فضل امام عمری خیرآبادی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ خصوصاً علم ادب و لغت و حکمت و فلسفہ میں گویا امام و شیخ رئیس تھے سنہ ۱۲۱۲ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کا نسب حضرت عمر بن الخطاب پر منتہی ہوتا ہے علوم معقول و منقول اپنے والد ماجد سے حاصل کیے اور حدیث کو شاہ عبد القادر سے سنا۔ قرآن شریف کو چار ماہ میں حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ دور دور سے لوگ آپ کے درس میں آتے تھے چنانچہ آپ سے ایک جماعت کثیرہ نے علم اخذ کیا۔ معقولات میں تصنیفات معتبرہ کیں اور دہلی وغیرہ میں مناصب جلیلہ پر مقرر رہے۔ عربی و فارسی میں نظم رائق اور نثر فائق لکھتے تھے۔ چار ہزار اشعار آپ کے شمار کیے گئے ہیں اور اکثر قصائد آپ کے مدح آنحضرت اور ہجو کفار میں ہیں آپ کے اور استادی مفتی محمد صدر الدین خان صدر الصدور دہلی کے درمیان بڑی دوستی تھی۔ آپ کی تصنیفات سے رسالہ الجنس العالی فی شرح جوہر العالی۔ حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک۔ حاشیہ افق المبین اور حاشیہ تلخیص الشفا اور ہدیہ سعیدیہ حکمت طبعیہ میں اور رسالہ تحقیق العلوم والمعلوم اور رسالہ روض المجود فی تحقیق حقیقۃ الوجود۔ رسالہ تحقیق الاجسام۔ رسالہ تحقیق الکلی الطبعی۔ رسالۃ التشکیک۔ رسالۃ امتناع النظیر۔ تاریخ فتنہ ہندوستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ رنگون میں بحالت قید سرکار انگریزی ۱۲ ماہ صفر سنہ ۱۲۷۸ ہجری میں واقع ہوئی۔

مولوی غلام حسین بن مولوی حسین علی بن شیخ علامہ عبد الباسط قنوجی۔ فقیہ فاضل محدث کامل مفسر اکمل جامع علوم و فنون تھے۔ سنہ ۱۲۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپکا تاریخی نام غلام علیم ہے۔ علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ عالم محمد سعادت خان فرخ آبادی مشہور متوکل شاہ سے پڑھے اور سنہ ۱۲۳۶ ہجری میں علم حدیث و تفسیر کو علامہ محمد ولی اللہ مفتی فرخ آبادی سے اخذ کیا اور ہمراہ ان کے حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں حج کر کے شیخ محمد عبد اللہ سراج

بمار رہے اسی اثنا میں دیانند سرستی نے پھر مسلمانوں کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جسکے جواب میں آپ نے ایک رسالہ قبلہ نما نام تصنیف کیا۔ یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۴۔ جمادی الاولی ۱۲۹۷ ہجری میں ذات الجنب اور تپ کے عارضہ سے وفات پائی اور قصبہ نانوتہ میں دفن کیے گئے۔ مباحث روشن نفس آپ کی تاریخ وفات ہے آپ سے مولوی محمود حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امروہوی وغیرہ نے پڑھا۔

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ جامع منقول ومعقول حاوی فروع واصول تھے۔ حفظ قرآن کے بعد علوم عربیہ وغیرہ میں مشغول ہوئے اور اپنے ملک کے علما وفضلا سے علوم [illegible] حاصل کرکے دہلی میں مولانا محمد اسحاق محدث سے حدیث کو پڑھا اور اسکی سند لی پھر حج کیا اور حرمین شریفین کے علما ومشائخ سے استفادہ کیا اور اجازت حاصل کی پھر دہلی میں آکر مطبع احمدی نام جاری کیا جو غدر تک بڑے زور شور سے جاری رہا اور اسمیں بڑی بڑی علمی کتابیں آپ کے اہتمام اور تحشیہ سے چھپیں خصوصاً صحیح بخاری وغیرہ پر آپ نے عمدہ حواشی چڑھائے اور انمیں حنفی مذہب کی خوب تائید کی۔ علاوہ تحشیہ وتعلیقات کے ایک رسالہ الدلیل القوی علی ترک القراءة للمقتدی خوب تحقیق وتدقیق سے فارسی میں تصنیف فرمایا جسکا ترجمہ اردو میں اب چھپا ہوا موجود ہے۔ مطبع شکست ہونے کے بعد آپ اپنے وطن مالوف سہارنپور میں آگئے جہاں مرض فالج سے ۶۔ جمادی الاولی ۱۲۹۷ ہجری میں وفات پائی۔ خزانہ خوبی آپ کی تاریخ وفات ہے آپ سے بذریعہ تدریس اور اطباع کتب علمیہ کے بڑی تنقیح علمی ہوئی۔

شیخ عماد الدین بن عبد الرسول بن ابراہیم بن اسلم بن یحییٰ رفیقی۔ لبیب فاضل ادیب کامل۔ عالم تحریر محدث۔ فقیہ اورع۔ اعبد تھے۔ ۱۲۹۶ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ ومتعارفہ کو اپنے زمانہ کے اساتذہ سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو درساً وروایتہً مولانا [illegible] واعظ سے پڑھا اور معارف وسلوک کو مولانا شیخ احمد تاربلی سے اخذ کیا اور انہیں کے ہاتھ پر بیعت کی اور حج کیا جسکے ضمن میں اکثر شہروں کی سیر کی آپ سے

مولوی احمد علی محدث

شیخ عماد الدین

آپ نے آپکے چچا کے بیٹون شیخ نظام الدین اور شیخ حمزہ سے بھی استفادہ کیا اور یہی آپ کے بعد خلیفہ آپ کے ہوئے وفات آپکی جمعہ کے روز عصر کے وقت بتاریخ ۵ ماہ رمضان ۱۳... ہجری میں ہوئی اور چشمۂ فیض ہی آپ کی تاریخ وفات ہی

خاتمۃ الکتاب

2694

چونکہ نعماے الہی کے تذکرہ وشکریہ مین نہ صرف فرمان واجب الاذعان واما بنعمۃ ربک فحدث کی ہی تعمیل ہی بلکہ اسکے ضمن مین حسب وعدۂ حقہ وصادقہ لئن شکرتم لازیدنکم کے افزونی وترقی انعامات کا مصداق ہونا پڑتا ہی اسلیے اس موقع پر بہ سجدہ درگاہ الٰہی بھی حسب اقتضا اسکے بعض اہل علم خداوند کریم کے بعض اُن احسانات کا ذکر کرتا ہی جو بدو شعور سے محض اسکے تفضلات وعنایات سے اس ذرۂ بیمقدار پر مبذول ہوے ہین۔

راقم یعنی فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش بقریۃ غالب ۱۲... ہجری مین موضع چتن مین جو شہر جہلم سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب غرب واقع ہی پنجشنبہ کے روز رات کے وقت پیدا ہوا جب چھ سات سال کا ہوا تو پڑھنے پر بیٹھایا گیا۔ اور قرآن شریف کے ختم کے بعد کتب فارسیہ مین مشغول ہوا اور موضع ٹالیا توالہ مین جو چتن سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہی میان قطب الدین مرحوم سے پڑھنے جاتا لیکن اکثر روز راستہ مین ہی موضع جادہ مین اپنے ماموں حافظ فتح علی مرحوم کے پاس رہ جاتا اور اپنے ماموں زادہ میان غلام محمد مرحوم سے بھی جو ایک ذہین ومستعد صاحب علم تھے استفادہ کرتا۔ اسی اثناء مین فقیہ اجل عالم بے بدل مولوی نور احمد صاحب تلمیذ فقیہ فاضل محدث کامل مولوی رحمۃ اللہ صاحب کرانوی مصنف ازالۃ الاوہام واعجاز عیسوی واظہار الحق وغیرہ حال تنزل و مدرس مکہ معظمہ جب لاہور سے مراجعت فرما کر اپنے وطن مالوفہ موضع کھائی کوٹلی مین جو جہلم سے تین کوس کے فاصلہ پر ہی سکونت پذیر ہوے تو یہ احقر بھی انکے درس مین جو اسوقت علاقہ جہلم مین کیا بلکہ کل پنجاب مین نہایت بے نظیر گنا جاتا تھا حاضر ہوا اور کئی سال انکی خدمت مین صرف نحو۔ فقہ۔ و دیگر علوم کی ابتدائی کتابون کو سبقاً سبقاً پڑھا بعد ازان راولپنڈی مین چلا گیا جہان پہلے مولوی عبد الکریم صاحب

حال انتقال شاہ پور سے جو کچھ دنوں کے لیے وہاں وارد تھے منطق شروع کی اور اُنکے وہاں سے چلے
جانے سے مولوی محمد حسن صاحب فیروز والہ سے جو وہاں تلاش روزگار تشریف لائے ہوئے تھے
پڑھنا شروع کیا۔ انھیں دنوں ۱۲۷۸ ہجری میں دہلی کا ارادہ کر لیا اور ایک فوج کے ساتھ جو کانپور
کو جاتی تھی دہلی میں پہونچا۔ پہلے پہل پنجابی کٹرہ میں مولوی نذیر حسین صاحب کے درس میں حاضر
ہوا مگر انھوں نے یہ عذر کر کے کہ ہم معقولات نہیں پڑھا سکتے مولوی محمد شاہ صاحب مصنف
مدار الحق کے سپرد کر دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد بستی نظام الدین اولیاء میں جناب صدر الافاضل
اعزاز الاماثل مولانا مفتی محمد صدر الدین خان صاحب صدر الصدور دہلی تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
محدث کی خدمت میں چلا گیا جنکے درس میں تقریباً ڈیڑھ سال رہ کر قراءۃً وسماعاً کتب درسیہ وسند اولہ
کا عبور کیا اور آخر ۱۲۸۰ ہجری میں وہاں سے مراجعت کر کے اپنے وطن مالوفہ میں آیا لیکن کچھ عرصہ کے
بعد لاہور میں چلا گیا جہاں فاضل جلیل القدر فقیہ فرید الدہر مولوی کرم الٰہی صاحب متوفی ۱۲۸۱ھ
سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا اور ساتھ ہی اُسکے خوش خطی حاصل کرنیکی رغبت پیدا ہو گئی اور سن
جد خویش کا مصداق ہو کر مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں کتابت کی خدمت پر مقرر ہو گیا انھیں دنوں
میں ۱۲۸۴ ہجری میں عالم بے بدل مناظر حسن التقریر مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کی پادری
عماد الدین سے امرتسر میں تحریری بحث ہوئی جس سے مجھکو بھی تردید عقائد نصاریٰ کا شوق پیدا
ہوا اور حافظ صاحب مرحوم سے بھی کچھ استفادہ کر کے اس فن میں وہ مہارت پیدا کی کہ ایک
کتاب فارسی تصدیق المسیح نام کا اردو سلیس میں ترجمہ کیا اور اسمیں جابجا اپنی طرف سے تذییلات
و تصریحات اضافہ کر کے اسکو چھپوایا۔ پھر اُس مباحثہ کا جو مابین حافظ صاحب مرحوم و پادری
عماد الدین کے ہوا تھا تکملہ لکھا جو اب مباحثہ دینی مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور کے ساتھ چھپا ہوا
موجود ہے۔ کتاب صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان اور ابحاث ضروری جو حافظ صاحب
مرحوم نے تصنیف کر کے چھپوائی تھیں انپر میں نے حواشی لکھے۔ ۱۱ محرم ۱۲۹۱ ہجری سے اخبار
آفتاب پنجاب کی ایڈیٹری کی خدمت اس خاکسار کے سپرد ہوئی جسکو ۱۳۰۱ ہجری تک جیسا ہو سکا
انجام دیا۔ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۰۲ ہجری سے خاص جہلم اپنے وطن مالوفہ میں اپنے لخت جگر محمد سراج الدین
اطال اللہ عمرہ وزاد صلاحہ کے درجات العلیا کے نام پر مطبع سراج المطابع نام مع اخبار سراج الاخبار کے

جلدی کی ہے۔ علاوہ حواشی و تعلیقات کتب مرقومہ بالا اور اس کتاب حدائق الحنفیہ کے ایک کتاب
زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل اور رسالہ آفتاب محمدی بھی اس خاکسار کی تصنیفات
میں سے ہیں۔ اب خداوند کریم کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ اپنے رسول مقبول کے طفیل اور ائمہ مجتہدین
دین اور علمائے کرام حنفیہ کی برکت سے جنکا تذکرہ اس کتاب میں درج ہوا ہے میرا خاتمہ بخیر کرے آمین

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

خدائے لایزال کا ہزاران ہزار شکر ہے کہ کتاب لاجواب ذخیرۂ انتخاب مجموعہ بے مثل و لاثانی آئینہ
چہرہ نمائی حالات پاستانی مطرح انوار بہیہ مسمّی بہ حدائق الحنفیہ جسمیں بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے تیرھوین صدی تک کے زمانے میں جسقدر فقہا اور علما گذرے ہیں نام بنام سبکے حالات مشعر مولد اور
مسکن و مختصر سوانح عمری اور کیفیت تلمذ اور وقائع ہدایت و ارشاد اور حالات آبا و اجداد اور سنہ تولد اور تاریخ وفات
ہر ایک کے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے درج ہیں سبحان اللہ عجیب رتبہ کی کتاب ہے کہ آج تک اس طرز و روش
خاص کی کوئی تصنیف نظر سے نہیں گذری اگر غور کیجیئے اس نایاب نسخہ کو تمیمہ بازوی جان بنائیں تو بجا ہے اور اگر
حمائل گلوی دل تصور کریں تو زیبا ہے اسلیے کہ علمائے کرام اور فقہائے عظام کے حالات بعض کی تصنیف دیکھنے میں کم
آئی ہے بے نظیر ہے اسلیے مصنف علام نے ان حالات کے جمع کرنے میں برسوں دماغ سوزی کی ہے بہت سی کتابیں
منتشر الجنس ہوئی اور بحر کتب بینی میں مدتون غواصی کی ہے جب یہ دُر بے بہا دستیاب ہوا و للہ در المصنف سچ ہے
یہ کتاب لاجواب ایسی ہر دلعزیز اور نایاب کیون نہو کیونکہ مصنف اسکے سبیل المؤمنین رہنمای سالکان صدق و
یقین مرجع اعاظم العلماء الفحول شیخ فقہاء الفروع والاصول بحر العلوم العقلیہ والنقلیہ بحر الفنون الفرعیہ والاصلیہ
مقبول بارگاہ صمد جناب مولوی حافظ فقیر محمد صاحب خلف رشید جناب حافظ محمد سفارش صاحب تلمیذ جناب
صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا محمد صدر الدین خان صاحب صدر الصدور دہلی شاگرد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
محدث قدس سرہ ہیں پس یہ کتاب نایاب بہزاران حسن اہتمام الاکمل کالاصل مطبع فیض منبع مشہور نزدیک و دور
جناب منشی نولکشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنو میں بماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ماہ ذی الحجہ
سنہ ۱۳۲۳ ہجری بار دوم طبع ہوئی